

بست قرآن در زبان پهلوی

تثنوی معنوی

مکتب مولانا جلال الدین رومی

ترجمه

مولانا قاضی بن محمد حسین صاحب

حامد ایندکشی ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱



معارف

۱۴ دسمبر ۱۹۷۷ء سے مولانا نے روم پر ایک روزہ سیمینار کی حکومت
قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت
مجھے موصول ہوا۔ میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے
مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس
مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ
دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ
بن کر میرے پاس آگیا۔

میں ۱۰ کی صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ کا پورا دن بمبئی میں گزار کر
۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا
تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جا اُترا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف
شوس، ارے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزارا۔ شب ایک انٹرنیشنل
ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۱۲ بجے کے جہاز سے استنبول
کے لئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی

کی زیارت کی۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے
مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر
استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جاز قونیہ کے ہوائی
اڈے پر جا اتر۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمناہ کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا
قیام درگاہ ہوٹل میں کرادیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سڑکیں اور
چمن زار تھے اور ان کے دوسری جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس
تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

۱۳ میں کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمناہ ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے
۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمناہ میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمناہ تین روز مسلسل چلا
اُس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اُس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی
تھی۔ مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھایا۔ فارسی میں تھا اور اُس کا موضوع روح اور بقائے
عالم تھا اور اُس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے
مولانا رومؒ اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام پر سیمناہ کی شرکت
کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر
رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بقوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار
پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا
تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت

مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے اُن تمام
اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولانا اپنی

مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولد، مولانا حسام الدین چلیپی،
زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار

مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولانا کے میوزیم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی
طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں اور اس نسخہ میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا
شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند دزدانہا شکایت می کند
اس نسخہ میں یہ شعر اس طور پر ہے۔

بشنوایں نے چوں شکایت میکند از جدائیہا حکایت می کند
اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۲ شعروں میں جو اختلافات
ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشا را اللہ عنقریب رسالہ جامعہ میں ایک
مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ مین قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔
خصوصاً مولویہ فرقہ کے قص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روزہ قیام
کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو مدینہ کے وقت میں
مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامعہ الازہر
دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبد الحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ چشمنہ دیکھا۔
امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعی رحمہ، امام لیث بن سعد رحمہ، رابعہ
بصریہ، حضرت زینب، حضرت عائشہ، حضرت نفیسہ کے مزاروں اور مساجد میں ماضی

دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ ابرام اور ابوالہول
دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳ دسمبر کو مصر سے

روانہ ہو کر جتہ جا آقا۔ جناب مولانا امام الرحمن صاحب قنوائی
فرسٹ سکریٹری انڈین امبسی میرے منتظر تھے۔ شب میں

ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکر مغل کے لئے روانہ ہو گیا۔
عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف
کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب مولانا امام الرحمن مجھے جتہ واپس لے آئے۔
شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم۔ دسمبر کو مدینہ طیبہ کیلئے روانگی شروع کر دی
ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز
کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عیش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی
اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے
بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرام گاہ ہے، نظر
آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرم مولانا امام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ
پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے
آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر ماضی دی۔ فجر کی نماز سے
فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔
اجاب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا
صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سادوں
میں گزار کر جتہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جتہ میں قیام نہ کروں گا
بلکہ سیدھا مکر مغل پہنچوں گا۔

۱۔ جنوری ۱۹۷۸ء کی شام کو مدینہ ایرپورٹ سے روانہ ہو کر جتہ پہنچا اور

جتہ سے سیدھا مکر مغل کے لئے روانہ ہو گیا بیت اللہ شریف
میں ماضی دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا

اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ارک شام کو
جذہ واپس آگیا۔ ۱۲ ارک شام کو جذہ سے عراق کے
کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین
ایئیر لائنز کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انھوں نے
میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسین میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی
اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے ابھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور
مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار
کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسفؒ کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ
جنید بغدادیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ سہروردیؒ، امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں
کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑھی۔ حضرت عقیل ابن ابی
طالب کے مزار پر ماحری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو
بھی دیکھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت شکاف پڑ گیا تھا۔
مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس
پر ماحری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؒ شہید کربلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباسؒ حضرت
علی اصغرؒ حضرت علی اکبرؒ اور حضرت قاسمؒ اور کربلا کے دوسرے ۷۲ شہداء پر فاتحہ
کی سعادت حاصل کی۔

۱۸ ارک شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور
۵ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس

گزار کر دہلی واپس آگیا۔

اس سفر کے تفصیلی واقعات انشا اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر مسوم کے بارے میں

خدا کے فضل و کرم سے دفتر مسوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یومِ رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور اُن انتخابات کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اُس کی ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے اُس کو مکمل شکست ہو گئی۔ اور نظامِ حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء کو یومِ رومی منایا جاسکے اور دفتر مسوم کا اجراء عمل میں آسکے مجبوراً اُس کی فرخستگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گذر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے خدائے تعالیٰ سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اُس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔

دفتر چہارم سے متعلق

طبی الارض - زمین کا پلٹ جانا، اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین پیٹ دی جاتی ہے اور وہ

مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں اُن کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل

ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبۂ اشد میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ادیب کا جسم بسا

انفقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین پٹھنی پٹی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا

ہے

دل بکعبہ می زد و در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی غایت میں کرتا ہے

لطائف عشرہ دس لطیفے، صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس اجزاء سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خف، اخفیٰ اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس، آلت، پانی، مٹی، ہوا مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں مشہک رہیں۔

تجدد امثال ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قوی اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اُس کے قوی اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اُس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمقمے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور اُن میں ہر آن

پہلا کرٹ ختم ہو کر نیا کرٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے
اور آیت اِنَّا بَلَدًا وَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہم سب
خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں
اسی کی طرف اشارہ ہے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست
مولانا نے فرمایا ہے

حاصل اندر یک زماں از آسماں
می رود می آید ایدر کارواں

یعنی مزامیر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں
بہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مولانا بحر العلوم لکھنوی رحمۃ

مسئلہ سماع

اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے :-

نعمات کا سماع دل میں برکت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے
جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی
جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہوتا
ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی
لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نااہل کے لئے حرام قرار
دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع
کے بارے میں شیخ ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا۔ بہت ہی
ساک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر
دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے

جائز ہے۔ شیخ اکبر نے ایک دوسرے مقام پر ذکر
فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے

نزدیک اُس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بائزید بسطامی
رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اُس کو مکروہ قرار دیتے

تھے۔ بہر حال موجودہ زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزاحیر کے ساتھ قوالی
سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضورؐ کی معراج یہاں سے
ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضورؐ نے
۱۷، ۱۸ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اُس کو مسلمانوں
کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد
حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں
بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔

مسجد حرام

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد
حرام کہلاتا ہے۔ آنحضورؐ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہار
دیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اُس کے اندر کی آبادی
کو منتقل کر کے اُس کی چہار دیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی
توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیہ سعدیہ

یہ بنو سعد قبیلہ کی خاتون ہیں۔ آنحضورؐ کے بچپن میں انھوں نے
آنحضورؐ کو دو روہ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
رضاعی ماں ہیں۔ آنحضورؐ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو
آنحضورؐ نے اپنی چادر اُن کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بائزید بسطامیؒ

بڑے اویار اللہ میں سے ہیں اُن کا اصل نام
طیفور تھا۔ اسی لئے اُن کا
تصوف کا سلسلہ طیفوریہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور

تصوف کے دیگر سلسلے بھی اُن تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں

اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت

بنید ہداویؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں

حضرت جبریلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۳ شعبان ۳۲۷ھ کو وفات پائی۔

ابوالحسن خرقانیؒ اُن کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی
اُن کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیّت

اُن کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء
کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ
ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ اُن کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۳۲۷ھ کو
خرقان میں ہوئی۔

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ
شوق صدر آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اُس واقعہ کا

ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ پھرانے کے بعد
بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں
ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام
آئے اور آپ کو زمین پر ٹٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو
چیر کر اس میں سے شہد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک نہرے طشت
میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں
نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور سارا قصہ سنایا۔ حضرت
حلیمہ دوڑتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہ

آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت

جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالطلب کے پیرداریں۔

اس واقعہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شقی صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضور کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

تیسری بار یہ واقعہ آنحضور کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔

چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔

حطیم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں شورہ ہوا کہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمانی صرف کی جائیگی اس بنا پر چند ناکافی ہوا تو طے ہوا کہ بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں اٹھائی گئیں اور ایک دیوار اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بنا براہیم کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اُس کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضور کی متناقی کر اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بنا پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضور کی یہ متناقی پوری کی اور حطیم کے حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبدالملک ابن مروان کے ہاتھوں شکست کھا کر

شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے اُن کی تعمیر کردہ عمارت کو گروا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی حالت

میں کر دیا جس حالت میں آنکھوں کے زمانہ میں تھا چنانچہ آج
بھی عظیم کا حصہ بیت اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل و قابیل یہ دونوں حضرت آدم کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام اقلیم تھا۔ ہابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام لبودا تھا اُس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابیل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہابیل کی شادی اقلیم سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اُس کی منسوبہ سے اُس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملہ ذکر کیا ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہابیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اُس کا گناہ قاتل کے علاوہ قابیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اُس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ — ۲ — ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے خیر الرحمن خیر الخیر ! تو ہی ہے
 سوا اللہ کے وہی خلیفہ میں جو شہنوی
 کی تو رہا سبب بنے ہیں، لکھتے
 چاند کا نور ابرام پر شہنوی
 کا نور انوار پر پر ہے بخت
 مزید کی تو رہا شہنوی کے صدف کی
 کشش کا باعث ہوتی ہے مگر
 وہ شخص جس سے امید و انتہا ہو۔
 گردن شہنوی کے صدف کا رخ
 تو رہا چاہتا ہے اُور کو نور
 اے شہنوی، بظاہر لا ابرام
 الدین شہنوی کی کشش کا سبب
 ہیں لیکن حقیقتاً اس کی کشش
 منجانب اللہ ہے۔ کشتہ یعنی
 حضرت حق، ناپید ہوا مصحاب
 بصیرت ہیں دور رکھ رہے ہیں
 کہ شہنوی کے بیانات منجانب اللہ
 ہیں بظاہر ہی سبب ہو کہ
 سوا اللہ خیر الرحمن ہیں، لہذا شہنوی
 کی طوالت انہی کی جانب سے
 جسے مانگی۔
 اے جہنمیں جہنم کے بعد
 بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو گا
 ہے قربہ کی مرفیات پسند
 کی مرفیات بن جاتی ہیں۔ کائنات اللہ
 یعنی مقام فنا۔ کائنات اللہ
 بقا باللہ کے بعد الہیاتی فعل
 خدائی فعل منقسم ہوتا ہے۔

کہ گزشتہ از مہ نور شہنوی
 کہ تیرے نور سے شہنوی چاند سے بڑھ گئی ہے
 می کشد ایں را خدا داند کجا
 خدا جانے اس کو کہاں لے جائے گی؟
 می کشی آں شو کہ تو دانستہ
 دانستہ اس جانب بھی رہے جس کو جانتا ہے
 ناپدید از جا بلے کش نیست وید
 پوشیدہ اس نادانف کے لئے ہے جسکی نظر نہیں ہے
 گرفتوں گرد و تو آتش فروزہ
 اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھا یا ہے
 می دہد حق آرزوے مستقیں
 اللہ تعالیٰ پر ہر نگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے
 تا کہ کان اللہ لہ آمد جزا
 یہاں تک کہ کان اللہ لہ بدر آیا

اے خیر الرحمن خیر الخیر ! تو ہی ہے
 ہمت عالی تو اے مہر خجی
 اے اسید گاہ، تیری بلند ہمت
 گردن ایں شہنوی را بستہ
 تو نے اس شہنوی کی گردن باندھ رکھی ہے
 شہنوی پویاں کشندہ ناپدید
 شہنوی دھڑکی ہے، کھینچنے والا پوشیدہ ہے
 شہنوی را چون تو مبدل بودہ
 جبکہ شہنوی کی ابتدا تو ہے
 چوں چیں خواہی خدا خواہیں
 تو جیسا چاہتا ہے خدا ویسا چاہتا ہے
 کان اللہ بودہ در ماضی
 تو پہلے کان اللہ بنا

دفتر چہارم

مثنوی مولانا رومؒ

در دعا و شکر کفہا بر فراشت
دعا اور شکر کے ہیں ہاتھ اُٹھاتی تھی
فضل کرد و لطف فرمود و مزید
اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا
آنچنان کہ قرب نزد سجد است
جیسا کہ سجد کی اجرت (اداء) ہے نزدیکی ہے
قرب جاں شد سجدۂ ابدان ما
ہمارے جسموں کا سجدہ روح کے قرب کا سبب بنا
نزد برائے بوش و ہای و ثوبود
ذکر شان و شوکت کی اور واہ وا کی وجہ سے
حکم دادی ہیں بخش مامی کشیم
تو نے حکم دیا کہ ہاں تجھنے ہم کہنچے ہیں
اے امیر صبر و متقاہ الفرج
اے میرے صبر اور کشادگی کی ٹہنی!
حج زب البیت مراد نہ بود
بیت (اداء) کے ایک کاج مردوں کا ہوتا ہے
کہ تو خورشیدی و ایں دو و ضفا
کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں (ایک) صفتیں ہیں
تبرخ خورشید از ضیا باشد یقین
سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے
آن خورشید ایں فرو خواں از نیا
سورج کی ہلکت ہے اسکو قرآن میں پڑھ لے

مثنوی از تو ہزاراں شکر داشت
مثنوی تیرے ہزاروں شکر کے ادا کرتی تھی
در لب و کفش خدا شکر تو دید
خدا نے اس کے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکر دیکھا
زانکہ شا کر را زیادت مہر است
کیونکہ شکر کرنے والے کیلئے زیادتی کے وعدہ ہیں
گفت و اسجد و اقرب بیزوان
ہمارے خدا نے فرمایا ہے اور سجدہ کر اور قرب ہوا
گر زیادت می شود زیں ثوبود
اگر (مثنوی میں) اضافہ ہو رہا ہے تو سوج ہے
باتو با جوں رز بتا بستان خوشیم
ہم تجھے ایسے طرح خوش ہیں جیسا کہ انگور کی پتی ہم کو
خوش بخش ایں کارواں آنا کج
ہیں قافلہ کوچ تک مسد کی سے لے جا
حج زیارت کردن خانہ بود
حج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
زان ضیا کہ قسم خاسم الدین
اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی ایسے کہا
کایں خاسم و ایں ضیا یکست ہیں
کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے
نور از آن ماہ باشد ویں ضیا
نور چاند کی ہلکت ہے اور یہ ضیا

لے مثنوی مثنوی چونکہ
خاسم الدین سے فیض حاصل
کر رہی ہے تو گویا اس کے
اوراق اس کے ہاتھ میں جو
شکر گزاری میں اٹھے ہوئے
ہیں۔ مزید شکر پر مزید
احسان کا وعدہ ہے چنانچہ
فرمایا گیا۔ وَاقْبِ شُكْرِي
وَاقْبِ شُكْرِي اور اگر تم
شکر کرو گے تم کو زیادہ دیکھو
وَاقْبِ شُكْرِي وَاقْبِ شُكْرِي اور
سجدہ کر اور قرب حاصل
کر یعنی سجدہ قرب خداوندی
کا سبب ہے قربت۔ ہاں
جسٹانی سجدہ روحانی قربت
کا سبب ہے۔
لے غزلیات مثنوی کی ملوث
کا سبب مولانا خاسم الدین
کا مذہب ہے ذکر عوام میں
اس کی پسندیدگی۔ خوش
کے زب کے ساتھ شان و شوکت۔
باتو بتا بستان یعنی موسم بہار
میں انگور کی پتلیں خوب چلیں
ہیں اسی طرح مثنوی کے نشتر
وضا کا سبب مولانا خاسم الدین
ہیں جو بخشش جس طرح
کارواں حج کے لئے جاتا ہے
اور اس کے لئے ایک لیرہ رائج
ہوتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا
ہے اسی طرح ان سارے کا
کارواں رب الکعبہ کی زیارت
کے لئے رواں ہوا اور مولانا
خاسم الدین اس کے سالار
ہیں حج جو قافلہ حج کو جاتا ہے
اس کا مقصد خدا کعبہ کی
زیارت ہوتی ہے لیکن اس
قافلہ کا مقصد رب الکعبہ کی زیارت

سے زان ضیا۔ ضیا، روشنی کو کہتے ہیں اور خاسم اقلع تلوار کو کہتے ہیں تمہاری ذات سورج ہے اور
یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی ہوتی ہے جس سے وہ اندھے کو نجات دے
لہذا تم جس طرح خاسم ہوا اسی طرح ضیا ہو۔ تو قرآن پاک میں ہے هُوَ الَّذِي بَخَّلَ الْفَتَى
ضِيَا تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ تُوَالِقَمَرٌ
ہے۔ تمنا۔ ہے، قرآن پاک۔

شمس راقاں ضیا خواند آید
لے بابا! سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
شمس چوں عالی تر آمد خود ز ماہ
چونکہ سورج خود چاند سے اونچا ہے
بس کس اندر نورِ منہ منہج ندید
بس کس لوگ ہیں جو چاند کے نور میں رستہ نہیں دیکھتے
آفتاب اعراض را کامل نمود
سورج، سامان کو مکمل دکھاتا ہے
تا کہ قلب نقد نیک آید پدید
تا کہ کھڑا اور کھرا خوب خدا ہر ہو جائے
تا کہ نورش کامل آید در زمین
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
لیک قلب مغموض سخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت تابلند ہے
پس عدو جان صراف قلب
تو کھڑا، صراف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
انبیا باد دشمنان برمی تنند
انبیا دشمنوں کے ساتھ بھڑکتے ہیں
کایں چرخے را کہ ہست او نور دار
کہ اس چرخہ کو جو روشن ہے
دزد و قلابت خصم نور و بس
چور اور مٹے ساز روشنی کا دشمن ہے
روشنی بر دست چہارم بریز
جو تھے دست پر روشنی نکال

واں قمر را نور خواند ایں را نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
پس ضیا از نور افزوں اس بجاہ
پس روشنی میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
چوں برآمد آفتاب اس شہید
جب سورج اٹھتا ہے وہ رستہ نظر دکھاتا ہے
لاجرم بازار با در روز بود
لامحالہ بازار دن میں لگتے ہیں
تا کہ بود از غبن و از حیلہ بعید
تا کہ نوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو
تا جہاں را رحمتہ للعالمین
تاجروں کے لئے رحمتہ للعالمین بن کر
زائکہ زوشد کا سدا اور نقد زخت
کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سامان کھڑا
دشمن درویش کہ بود غیر کلب
لگتے کے سوا درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
پس ملائک رب سلم می زند
تو فرشتے خدا سلامت رکھے گا تو کو لگاتے ہیں
از لطف و دہائے دوزواں دوز دار
چوروں کی پورنگ اور سانس سے دوز رکھ
زیں دوائے فریاد رس فریاد رس
لے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
کافق از حیرت چہارم کر ذخیر
کیونکہ سورج جو تھے آسمان سے طلوع کرتا ہے

روشنی مولانا دماغ نے ہیں کہ اب جبکہ جو شمس بیان کا آفتاب چرخ چہارم سے طلوع کر رہا ہے تو لے خدا
اس چہارم دفتر پر افواہ معرفت کی روشنی ڈال دے۔

لے شمس جس طرح طلوع
آفتاب میں بڑھا ہوا ہے جو
چونکہ ضیا ہو لہذا ہم بھی آفتاب
میں بڑھے ہوئے ہوں جس طرح
چاند کی روشنی میں بہت سے
لوگوں کو راستہ نظر نہیں آتا
سورج کی روشنی میں نظر آتا
ہے۔ منہج۔ راستہ۔ آفتاب۔
سورج ہر حال کے کھڑے ہوا
کھڑے ہی کو کھڑے کر دیتا ہے
اسی لئے بازار دن میں لگتے
ہیں۔
لے آگ۔ سورج کی روشنی میں
کھڑا کھڑا نظر آتا ہے اور
غیر از غبن کے سے بچاؤ ہو
رحمتہ۔ تاجروں کے لئے سورج
کی روشنی رحمت کامل ہے
اسی طرح مولانا خاتم الدین
جو کہ ضیا ہیں لہذا وہ بھی
ساکوں کے لئے رحمت ہیں
لیک جس طرح دھوکے باز
سورج کی روشنی سے نفرت
کرتے ہیں اسی طرح بناوٹی
شیوخ مولانا خاتم الدین
سے نفرت کرتے ہیں۔
لے جس۔ کھڑا مال پر کھنے
دائے کی جان کا دشمن ہوتا
ہے۔ روشنی۔ اسی طرح جو دھوکے
کے لگتے ہیں وہ زبردگوں کے
دشمن ہوتے ہیں۔ انبیا۔ انبیا
کا مقابلہ نہا ہوا ہے۔
جہاں کے روشنی ہوتے ہیں
فرشتے ان انبیا کی تلاش
کے لئے ہمارے دہے ہیں۔
کایں۔ یہی فرشتے ہمارے ہیں
کہ جو چرخہ بات۔ انبیا
کے ہیں اس کو روشن کیا

لے زباجم بسین دفتر چہارم
سورج کو بھی جوتے آسمان
پرانا جاتا ہے ہر کس جواس
مثنوی کو افسانہ کہے وہ خود
افسانہ اور نہیں ہے۔ آپس میں
ایک جزو شخصوں کے اقباء
سے دیکھنا کہ حکم رکھتی ہے
دریائے نیل حضرت موسیٰ کے
لے پانی تھا اور قبطیوں کے
لے خون تھا۔ اس طرح ہے
مثنوی بعض لوگوں کے لے
افسانہ ہے اور بعض لوگوں کے
لے گنجینہ معرفت ہے۔
لے اس حرف یعنی مثنوی۔
سحر جہنم لے فیضان ملتا
خام الدین کا کشف تھا کہ مثنوی
کے سنگسار سے محروم ہیں۔ پانچ
جواب۔ تہذیب مولانا خدام الدین
کے کشف کی طرف اشارہ ہے۔
اسی معنی میں عاشق کا قصہ
جو درخوش میں از خود اور چھوڑا تھا
ناکساں یعنی مثنوی پر اعتراض
کرنے والے۔ چارویں جلد یعنی
مثنوی کا ہر تھا دفتر۔
لے خامی۔ یہ عاشق رات کو
مستغرق کے فراق میں گھوم رہا تھا
رات میں اس نے کو تو ال کر دیکھا
تو اس سے ڈر کر ایک باغ
میں گھس گیا وہاں دیکھا کہ اس
کی مشقہ سرور ہے تو وہ اس
کو تو ال کر دے گا۔ مثنوی
انسان کسی چیز کو اپنے لئے پسند
کرتا ہے اور کسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

ہیں زچام نورہ خورشید وار
اس جوتے دفتر سے سورج کی طرح روشنی ملانا
ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ (خود) قصہ ہے
آب نیل ست یقبطی خوں نمود
دریائے نیل بانی ہے اور قبطی کو خون نظر آیا
دشمن اس حرف اس دم در نظر
اس وقت اس مثنوی کا دشمن اپنی ہنر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حال او
اے ضیاء الحق ہم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت جو غیبت استاد
تہذیب غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح باہر ہے
اس حکایت کہ نقد وقت مات
یہ حکایت جو ہمارا نام مفسر ہے
ناکساں راترک کن بہر کساں
ناکساں سے لائقوں کی خاطر قطع نظر کرو
اس حکایت گزشتہ آنجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (دفتر سوم) میں نہیں ہے

تا بتابد بر بلاد و بر دیار
تاکہ وہ ملکوں اور شہروں پر چک اٹھے
وانکہ ویش نقد خود مرانہ است
اور جس نے اس کو اپنی دولت سمجھا وہ مرد ہے
قوم موسیٰ رازہ خوں بود آب بود
حضرت موسیٰ کی قوم کے لے پانی تھا نہ خون
شد مثل سرنکوں اندر سقر
دورخ میں سرنکوں بسنا ہوا ہے
حق نمودت باسخ افعال او
اللہ (قضاے) نے تمہیں اس کے کارناموں کا جواب لکھا تھا
کم مباد ازیں جہاں میں مید نمود
خدا کرے یہ مشاہدہ اور عطا اس دنیا سے ناپید ہو
گر تما مش می کنی اینجا روست
اگر تم اس کو اس جگہ پر رکھو تو مناسب ہے
قصہ را پایاں بر وخلص ساں
قصہ کو پورا کر دو اور انجام کو پہنچا دو
چار میں جلد ست آتش در نظام
(یہ) چوتھا دفتر ہے اس کو لڑی میں پڑھو دو

تمامی حکایت عاشق کا از عسس بگریخت در باغ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجان باغ میں کو تو ال سے بھاگا اور
موشوق را در آں باغ یافت و نس از شادی دعائے خیر میکرد
اس نے موشوق کو اس باغ میں پایا اور غرض کی وجہ سے کو تو ال کیلئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسی آن تگر هو اشیا و هو خیر لکم
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اندریں بودیم کاں شخص عس
ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کو تو ال کی
را اندر باغ از خوف او فرس
دور کے مارے گھوڑا باغ میں گھسا دیا

بود اندر باغ آل صاحب حال

وہ حسین باغ میں تھی

سایہ اور انبوہ امکان دید

اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا

جزیکے لقیہ کر اول از قضا

سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں مقدر سے

بعد از اں چند آنکہ می کوشید او

اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی

نے بہ لایہ چارہ بودش نے سال

نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ سال سے

عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے

ہر مقصد اور ہر پیشہ کے عاشق کے

چوں بدال آسید در جست آنند

جب اس سال میں وہ بڑھنے لگے ہیں

چوں در افتادند اندر جستجو

وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں

چوں در افکندش بچہ عجبے کار

جب اس کو سال کی جستجو میں مبتلا کر دیا

ہم ہراں بومی تندومی روند

وہ اہل خوشبو کے درپے ہوتے ہیں اہل پلے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے بر

ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے

باز در بستندش و اں در پست

پہاں کا دروازہ بند کر دیتے ہیں وہ در کا پجاری

چوں در آمد خوش در اں باغ انجمن

جب وہ نوجوان خوش سے اس باغ میں آیا

کز غمش ایں در غنابد ہشت سال

جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

ہم جو غنقا وصف اور امی شنید

غنقا کی طرح اس کی خوبیاں سنتا تھا

بروے افتاد و شد اور دلربا

اس سے ہو گئی تھی اور وہ اس کی دلربا ہو گئی تھی

خود مجاش می ندا و اں نشد خو

اس کو اس بد مزاج نے موقع نہ دیا

سیر چشم و بے طمع بود اں نہال

وہ بڑا سیر چشم اور بے طمع تھا

حق بیالود اول کارش بے

ابتداء کار میں اندر حقانے اس کے ہوش کو نہ دیتے

پیش پاشاں می نہد ہر روز بند

ان کے پاؤں میں ہر روز بیری ڈال دیتے ہیں

بعد از اں در بست کا میں جست

اس کے بعد در بند کر دیتا ہے اور ہر کام لایا کرتا ہے

بعد از اں در بست کہ کا میں بیار

اس کے بعد دروازہ بند کر دیا کہ ہر سال

ہر دمے راجی و ارس می شنو

ہر سال اس میں امیدوار اور نا امید ہوتے ہیں

کہ کشاندش در اں رونے در

حق کر اس سال میں ایک روز اس کے لئے دروازہ

بر بہاں امید آتش پاشد دست

اسی امید پر بے چین ہوتا ہے

خود فرو شد یا بکنجش ناگہاں

اجانک اس کا پاؤں غزالے میں دھنس گیا

۱۰۰ شقت۔ ستا۔

محبوب کا وجود تو درکنار یہ اس

کوسایہ بھی نہ دیکھ سکتا تھا۔

غنقا۔ رنگوں نے غنقا کی طرف

غور کیا تھا جس میں کسی نے اس کو

دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ ملاقات۔

۱۰۱ بعد از اں۔ پہلی ملاقات

کے بعد آٹھ سال تک ملاقات

نہ کی کوئی موقع نہ ملا۔ خوشامد یعنی

محبوب۔ لایہ۔ خوشامد نہال۔

یعنی معشوق۔ عاشق۔ عشق کا

بھی سالہ ہوتا ہے وہ ابتداء

پیشاں۔ ہر شہر یا آبے

در بست۔ یعنی دروازہ اور واند

بند ہو جاتا ہے۔ کا میں۔ ہر

بیم عشق کے مناسب جگہ

۱۰۲ ہم ہراں۔ ابتداء ہر روز

کو جو چکا لگا ہے اس کی وجہ

سے امید و بیم میں مبتلا ہوتے

ہیں۔ راجی۔ امیدوار۔ ارس۔

بایوس۔ ہر کسے۔ ہر شخص مقصود

حاصل کرنے کی نگر میں آتش

زیر پا رہتا ہے۔ چوں۔ جب

عاشق کو قوال کے ڈر سے

بھاگ کر باغ میں گھس کر اس

کو محبوب کا دیدار ہو گیا تو دشت۔

یعنی محبوب کا دیدار حاصل ہو گیا۔

لے بندہ وہ اپنی معشوقہ کو
دیکھتا ہے کہ وہ چراغ نے جگ
نہر میں اپنی انگوٹھی تلاش کر لی
ہے قریب سے اس کی ہاتھیں ہاتھ
کی تعریف کی ہے کہ کوئی اس کو دیکھ
دیتے تھے۔ مگر کوئی اس کو
گواہ کر رہا تو شہرت میں کچھ میل
کرتا۔ اور قریب سے اس کے اکبر
میں غم و غم کا ہوا ہے جس کی
سپاہیوں میں گھوڑوں کی سی دھڑ
ہوتی ہے۔ کہ ہمارے پیڑ میں کی گئی
ہوتی ہے کہ لوگ درخت میں مبتلا
ہوں تاکہ اس سے متاثرہ حاصل کیے
کے اگر خبر آئے۔ اگر پولیس کو
معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے
کسی قریب کو مجرم قرار دیا ہے
قربان کو خوش ہوتی ہے اور
بادشاہ کے معاف کر لے سے
پولیس رضیہ ہوتی ہے۔ مگر
یعنی وہ مجرم معاف کر دیا ہے۔
تو ارباب بھلائی سے گواہی
اور ارباب بھلائی سے گواہی
سے اس کو مجرم کا درجہ
آیا تھا اس نے اس کو پولیس
وے رہا تھا۔ ہر قسم۔ کوئی
دوسروں کے لئے باعث
مصلحت تھا لیکن اس کے
لئے باعث راحت بنا ہوا
عزیز قریب دوست

مرعس را ساختہ ز داں سبب

اگر (تھا) نے کوئی اس کو سبب بنا دیا
بہشت آں معشوقہ را او با چراغ

وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ
پس قریب سے دیکھتا ہے کہ وہ چراغ

اس وقت وہ ذوق (اشوق) سے ملتا تھا
گزریاں کر دم عس را از گریز

اگر میں نے بھاگ کر کوئی اس کا نقصان کیا ہے
از عوانی مرورا آزاد کن

اس کو سپاہیوں سے آزاد کر لے
سعد وارش اس جہان آں جہا

اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنا لے
گرچہ خوی آں عواں ہست خدا

لے خدا! اگرچہ اس کوئی اس کی مادت ہے
گر خبر آید کہ شہ جرم نہاد

اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا
وہ خبر آید کہ شہ رحمت نمود

اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا
ماہی در جان او افتد از اں

اس سے اس کی جان غم میں مبتلا ہوتی ہے
صد خنیں ادبار ہا دار دعوں

سپاہی اس طرح کی سیکڑوں خوابیاں رکھتا ہے
او عواں را در دعا درمی کشد

وہ کوئی اس کو دعا میں شامل کر رہا تھا
برہم زہر و بر او تریاق بود

وہ کوئی اس کو تریاق کے لئے تریاق تھا
(وہ کوئی اس کو تریاق کے لئے تریاق تھا)

تا زیم او دود در باغ شب

تاکہ اس کے ذرے رات کو باغ میں ڈھرائے
طالب انگشتری در جوی باغ

باغ کی نہر میں انگوٹھی تلاش کر رہی ہے
باہنلے حق دعوں آں عس

اگر (تھا) کی تعریف کے ساتھ کوئی اس کے لئے دعا
بیست چنداں سیم وزر بر و بریز

بیش گنا سونا اور چاندی اس پر بہا دے
آپنماں کہ شام اور اشاد کن

جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے
از عوانی و سگی اش و ارباں

سپاہیوں اور گئے ہیں سے ملکہ نجات دے
کہ ہمارے خلق را خواہد بلا

کہ ہمارے مخلوق کی مصیبت کی تفت کرتا ہے
بر مسلماناں شود او ز رفت شاد

مسلمانوں پر وہ پھولت اور خوش ہوتا ہے
از مسلماناں فلکند او را بجود

مسلمانوں میں سے کسی پر بخشش و عطا کی
گیرش قویج زیں غم درماں

تو اس غم سے اس کے (اور) قویج ہو جائے
زیں بلا فریاد رس مستعلا

اے مددگار! اس مصیبت سے فریاد رس کر
کز عواں او را خیاں راحت سید

کیونکہ کوئی اس سے اس کو یہی راحت ملی تھی
آں عواں سپوید آں مشتاق بود

وہ کوئی اس عاشق کا دوست تھا
(وہ کوئی اس عاشق کا دوست تھا)

پس بد مطلق نباشد در جہاں

پس دنیا میں بالکل کوئی بُرا نہیں ہے

در زمانہ پہچ زہر و قند نیست

زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے

مرکبے را یادگر را پائے بند

ایک کے لئے پاؤں ہے دوسرے کیلئے پاؤں کی

زہر ماراں مارا باشد حیات

سانپ کا زہر سانپ کی زندگی ہے

خلق آبی را بود دریا چو باغ

دریا کی مخلوق کے لئے دریا باغ بیسا ہے

ہمچنین برمی شمراے مردکار

اے کام کے آدمی! اسی طرح شمار کر لے

زید اندر حق آں شیطان بود

زید اُس کے حق میں شیطان ہے

آں بگوید زید صدیق و نسی است

وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے

زید یک ذات است بر آں یک جناس

زید ایک ذات ہے جو ایک پرہیزگار ہے

گر تو خواہی کوثر باشد شکر

اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے لئے شکر ہو

منکر از چشم خودت آں خوب

اُس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ

چشم خود بر بندہاں خوش چشم تو

اُس دلی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے

بلکہ زوکن عاریت چشم و نظر

بلکہ آنکھ اور نگاہ اُس سے مانگ لے

بد نسبت باشد ایں را ہم بد

بُرا نسبت ہے جوتا ہے اسکو بھی کچھ لے

کر یکے را یادگر را بنیت

کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے تمنا ہے

مرکبے را زہر و دیگر را چو قند

ایک کے لئے زہر ہے اور دوسرے کیلئے شکر ہے

نسبتش با آدمی باشد مات

اُس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے

خلق خاک را بود آں مرگ و داغ

خلق کی مخلوق کے لئے وہ موت اور داغ ہے

نسبت ایں را زیک تا صد ہزار

اُس کی نسبت ایک سے لاکھ تک

در حق شخص دیگر سلطان بود

دوسرے کے حق میں مہشاہ ہے

وہ بگوید زید گبر و گشتنی است

اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گروہ زنی ہے

اُو بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں

(اور وہ دوسرے کے لئے ہر رنج اور بربادی ہے)

پس ورا از چشم عشاقشن نگر

تو اُس کو اُس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ

بہین چشم طالبان مطلوب

مشتوق کو، عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ

عاریت کن چشم از عشاق او

اُس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے

پس ز چشم او بروی او نگر

پھر اُس کی آنکھ سے اُس کے چہرے کو دیکھ

نہ پس بد مطلق نباشد در جہاں

پس دنیا میں بالکل کوئی بُرا نہیں ہے

در زمانہ پہچ زہر و قند نیست

زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے

مرکبے را یادگر را پائے بند

ایک کے لئے پاؤں ہے دوسرے کیلئے پاؤں کی

زہر ماراں مارا باشد حیات

سانپ کا زہر سانپ کی زندگی ہے

خلق آبی را بود دریا چو باغ

دریا کی مخلوق کے لئے دریا باغ بیسا ہے

ہمچنین برمی شمراے مردکار

اے کام کے آدمی! اسی طرح شمار کر لے

زید اندر حق آں شیطان بود

زید اُس کے حق میں شیطان ہے

آں بگوید زید صدیق و نسی است

وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے

زید یک ذات است بر آں یک جناس

زید ایک ذات ہے جو ایک پرہیزگار ہے

گر تو خواہی کوثر باشد شکر

اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے لئے شکر ہو

منکر از چشم خودت آں خوب

اُس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ

چشم خود بر بندہاں خوش چشم تو

اُس دلی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے

بلکہ زوکن عاریت چشم و نظر

بلکہ آنکھ اور نگاہ اُس سے مانگ لے

پس ورا از چشم عشاقشن نگر

تو اُس کو اُس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ

بہین چشم طالبان مطلوب

مشتوق کو، عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ

عاریت کن چشم از عشاق او

اُس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے

پس ز چشم او بروی او نگر

پھر اُس کی آنکھ سے اُس کے چہرے کو دیکھ

لے تاشوی ایمن ز سیری نلال
محبوب کو محبوب کی نگاہ سے
دیکھے گا اور وہ متعلق باطلاق
اشد ہو جائے گا اور اپنے
احساس کو فنا کر دے گا تو
اُس کو کائنات اشد کا مقام
ماصل ہو جائے گا اور اُس
میں بقا یا اللہ کی کیفیت پیدا
ہو جائے گی چشم اور حشر
مقدس ہے۔ فاذا انجبت
كنت منقذ الذی فی نیت
ہم ونصرنا الذی فی بصرہم
یعنی جب میں اپنے بندے
سے محبت کرتا ہوں تو میں
اُس کا کام بن جاتا ہوں
جس سے وہ منتاب ہے اور
میں کی بینائی بن جاتا ہوں
جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہرچہ
نا پسندیدہ چیز جب کسی
مردوب چیز کا ذریعہ بن جاتی ہو
تو وہ بھی مردوب ہو جاتی ہو
کو تو الی مشورۃ کے وصال کا
ذریعہ تھا لہذا وہ محبوب ہو گیا
لے واعظ منقول ہے کہ یہ
واعظ ایک تاجر تھا گا کوؤں
نے اُس کا مال لوٹا تو اُس نے
خدا سے دعا کی اور گرہ زری
شروع کر دی اس پر اس کی
دانت نہیں نے کہا مال کے
وٹ جانے پر تو اس قدر
گریہ و زاری کرتا ہے اور
عز کے برابر ہونے کا کوئی
خیال نہیں اس جنبہ سے
یہ تاجر خدا تعالیٰ کی طرف
مذاہبہ ہو گیا تھا قاطعاً ریل
ڈاکٹر دست چہ کہ یہ ڈاکٹر
کبھی پہنچے گا سبب سے تو وہ

تاشوی ایمن ز سیری نلال
ہا کہ تو لغت اور انجاس سے محفوظ ہو جائے
چشم او من باشم و دست و دش
میں اُس کی آنکھ اور ہاتھ اور اُس کا دل ہوتا نہیں
ہرچہ مکروہ است چوں و شریل
جہا پسندیدہ ہے محبوب وہ رہا چاہتا ہوتا ہے

گفت کان اللہ لہ زیں ذوالجلال
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اُس کا سرگیا
تار ہداز مدبر یہا مقبالتش
ہا کہ اُس کی خوش نصیبی نصیبوں سے نجات پائے
سوی محبوبیت حبیب و خلیل
تیرے محبوب کی جانب وہ (محبوب و دوست)

حکایت آں واعظ کہ در آغاز ہر وعظ و تذکرے دعائے خیر
اُس واعظ کی حکایت جو ہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں غلاموں
ظالماں و سخت دلاں خبیثان و مفسدان بے اعتقاد ادا کرتا
اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مفسدوں اور بد اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

آں یکے واعظ جو بر تخت املے
ایک واعظ جب تخت پر آتا
دست بر می داشت یا رحم را
اللہ آٹھا تا تھا اے خدا ارحم الراحمین
برہمہ تشکر گستان و اہل ضمیر
سب مذاق اڑانے والوں اور نقصان پہنچانے والوں
می نکر دے او دعا براصفیا
وہ ہر گزیدہ لوگوں کے لئے دعا کرتا
مرور گفتند کایں معہودیت
لوگوں نے اُس سے کہا یہ معمول نہیں ہے
گفت نیکوئی ازینہا دیدہ ام
اُس نے کہا میں نے اُن سے بھلائی دیکھی ہے

قاطعان راہ را داعی شرے
ڈاکٹروں کا دعا گو ہوتا
بربدان و مفسدان و طاعیان
بروں اور مفسدوں اور سرکشوں پر
برہمہ کافر دلاں اہل دیر
سب کافر دلوں اور بدعت خانہ والوں پر
می نکر دے خیر خبیثان دعا
خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا کرتا
دعوت اہل ضلالت جو نہایت
گراہوں کو دعا دینا سخاوت نہیں ہے
من عاشان میں سبب گزیدہ ام
اس لئے میں نے اُن کو دعا دینا اختیار کیا ہے

اُس کو محبوب ہو گئے تھے اور وہ اُن کا دعا گو ہو گیا تھا۔

لے ہرچہ یعنی دنیا کے بڑے انسانوں کیلئے دعا بخیر کرتا تھا اور نیکوں کیلئے دعا کرتا تھا۔ مراد لوگوں
نے اعتراض کیا کہ بڑے لوگ دعا کے مستحق نہیں ہیں تم اُن کے لئے دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ میں نے
جواب دیا کہ اُن لوگوں کا بھج پر بہت احسان ہے میں اُن کے مظالم سے پریشان ہو کر رادیا باب ہوا ہوں
اور اُن کے مظالم نے مجھے ریل میں گادیا ہے۔

خُبشتِ ظلم و جور چنداں ساختند

انہوں نے ایسا ظلم اور جحافت کی

ہر گے کہ رُو بدنیہ کر دے

جب کہیں میں دنیا کا رخ کرتا

کر دے از زخم آں جانب پناہ

تکلیف سے میں میں جانب پناہ پکڑتا

چوں سبب سازِ صلاح مَن شد

جب وہ میری یگی کا سبب بنا پڑا ہے جو

بندہ می نالذِ حق از درویش

بندہ خدا کے سامنے دروازہ زخم سے آہ و زاری کرتا ہے

حق ہی گوید کہ آخر رخ و درو

اشرِ قتالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور درو

اِس گلہ زان نعمت کن کت زند

یہ فکر اس نعمت کا کہ جو تجھے دے وہ سب کٹائے

در حقیقت ہر عُدو دار و دوست

حقیقت ہر دشمن تیرا ہی دوا ہے

کہ از و اندر گریزی در خلا

کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے

در حقیقت و ستانت دشمنند

حقیقت تیرے دوست و دشمن ہیں

ہست حیوانے کہ ناشِ اسفرست

ایک جانور ہے جس کا نام اسفر ہے

تا کہ چو ش میزنی بہ می شود

قرآن کے کوئی مانتا ہے گا وہ جہنم کا

نفسِ مومن اسفرے آمیقش

جہنم کا نفس یقیناً اسفر ہے

کہ مرا از شرِ بخیر انداختند

کہ مجھے بُرائی سے بھلائی میں لانا والا

مَن ایشاں زخم و ضربت خورد

میں اُن سے تکلیف اٹھاتا اور مار کھاتا

باز آورند مے گرگاں براہ

بھڑکتے مجھے راہ پر لگا دیتے

پس عاشاں بر مَن است ہوشمند

تو اسے ہوشمند! اُن کو دیا دنیا میں ازغن ہے

صد شکایت می کند از درِ خویش

اپنی تکلیف کی تلو شکایتیں کرتا ہے

مر ترا لایہ کُتال و راست کرد

تجھے خوشامد کر کے والا اور سیدھا کر دیا ہے

از درِ مادور و مطرودت کند

تجھے ہمارے دروازے سے دور اور مردود کر دے

کیمیا ئے نافع و دجوی تست

تیرے مفید کیمیا اور پسندیدہ ہے

استعانت جوئی از لطفِ خدا

اشرِ قتالیٰ، کی مہربانی سے مدد مانگتا ہے

کہ ز حضرت دور و مشغولت کنند

کیونکہ تجھے (خدا کے) دربار سے دور اور بے نیاز کرتے

کو بزخمِ چوب زلفت و شربت

جو کوئی کی مادہ سے مٹا اور قوی ہوتا ہے

اُو ز زخمِ چوب فرہ می شود

وہ کوئی کی چوٹ سے مٹا ہوگا

کو بزخمِ درج زلفت ست سبکس

جو چوٹ اور درج سے قوی اور مٹا ہوتا ہے

لے ہر گے۔ جب میں اُن

کے ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو

اِس قدر ظلم کرتے تھے کہ میں

خدا کی طرف رجوع کرتا تھا۔

آز قوایِ کاعلم مجھے دنیا سے

بھاگواند کہ راہ کی طرف

لگا دیتا تھا۔ بندہ می نالذِ حق

مولانا فرماتے ہیں کہ جب انسان

کسی رنج اور مصیبت کا اشر

سے شکوہ کرتا ہے تو اشر

فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا

شکوہ بجا ہے یہ مصیبت تو

تجھے میری طرف متوجہ کر رہی

ہے۔

لے آں شکوہ تو میری جس

نعمت سے جو ناپا ہے جو تجھے

مجھ سے بے نیاز بناتی ہے۔

در حقیقت۔ جو کہ دشمن اشر

کی طرف رجوع کا سبب بنتا

ہے تو وہ دراصل تیرے لئے نافع

اور کیسا ہے۔ و ستانت۔ دشمن

کے دوست اُس کے حقیقی دشمن

ہیں کیونکہ وہ خدا سے مشاقت

بناتے ہیں۔

لے اسفر باطن و نفسِ مومن

مضمون اخلاقیات۔ اسی کا درو

میں سے کہا جاتا ہے اُس پر اگر

لاٹھی مار لی جاتی ہے تو وہ بدی

کو زارہ مضبوط اور دھڑکڑاتا

ہے۔ فقرہ قوی نفس مومن کی

کی روح مصائب جھیل کر زیادہ

قوی ہوتی ہے۔ نفسِ مٹا۔

کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا
ہوتا ہے لہذا ان کو زیادہ مصافحہ
میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ دوست
کے چہرے پر دوا میں دگا کر
جب میں کو ایسا کیا جاتا ہے
تو وہ نری میں کہ بہت مضبوط
ہو جاتا ہے۔ دوا کی خاصیت
کی ہی ہوتی ہے نری میں نہیں ہوتی۔
اگر کچھ چہرے پر تیز دوا میں
دیا جائے تو وہ مڑ جائے۔
آدمی انسان کی بھی کچھ چہرے
کی طرح سمجھو جو نامدہ طور
کی وجہ سے بد صورت اور
بوجھل ہے۔

مٹے تلخ و تیز و لسانی ہونے کی
بجائے تلخ و تیز و لسانی ہونے کی
اور عبادت کی لاش کی طرف
ہے تب وہ پاک اور صاف
ہو جاتا ہے۔ اگر وہ لانی لگا لسانی
اپنے اختیار سے چاہے نہیں
کر سکتا ہے تو اسے آسانی
مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہ
مصائب اس کیلئے مجاہدوں
کے قائم مقام ہیں جائیں گے۔
کہ جسے انسان کو سمجھ لینا
چاہیے کہ خدا کی طرف سے اس
کا استوار اس کی تعلیم کی تدبیر
ہے چوں صفا جب آسمانی
مصائب سے انسان ہی ہوتی
مقابلہ کر سکتا ہے تو تکلیف
اس کیلئے شیر بن جائے یہی
کڑی دوا کا مال ہے۔ برقیہ
پہرانی توبہ میں اپنی توبہ
ہے اور دوستی سے قتل ہونے کے
نے تیار ہو جاتا ہے۔

تو آدمی کی محبت خدا کی
ہے کہ کمالوں کو ان کے علم کی پاداش

یہاں ہم جو پاداش نہیں دیتا ہے اور نہیں دے گا اور اگر آدمی کی توبہ
یہاں ہم جو پاداش نہیں دیتا ہے اور نہیں دے گا اور اگر آدمی کی توبہ

زین سبب انیا رنج و شکست

اسی وجہ سے انہیں رنج اور تکلیف
تا زجانہا جان شاں شد رفت

حق کہ ان کی روح تمام دلوں سے زیادہ توی ہوئی
پوست از دوا و بلا کش می شود

بجز دوا سے مصیبت بھیلنے والا ہی ہوتا ہے
ورنہ تلخ و تیز مالدی درو

اگر تلخ اور تیز (دوائے) اس پر نہ لگتا
آدمی را پوست نامد بوعواں

آدمی کو بغیر دوا کے کی کمال بھم
تلخ و تیز و ماش بسیار وہ

اس کو تلخ اور تیز (دوا) دے اور بہت تل
ورنہ تانی رضادہ اے عیار

اے کمرے! اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا
کہ بلائے دوست لطیف شہاست

کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے
چوں صفا بیند بلا شیریں شود

جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی
برو بیند خویش را در عین تا

وہ بیند ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے
ایں عواں در حق غیرے شود شد

یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا
رحم ایمانی از و بریدہ شد

ایمانی رحم اس سے منقطع ہو گیا
کار گاہ خشم گشت کیس وری

وہ خشم اور کینہ آدمی کا کارخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست

دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ ہوتی ہے
کہ ندیدند آں بلا قوے و گر

کیونکہ وہ مصیبت کسی دوسری قوم نے نہیں کھینچی
چوں آدمیم طالعی خوش می شود

طالع کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے
گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو

گندہ اور بُرا اور بدبو دار ہو جاتا
از طوبت ہاشدہ رفت گراں

جو رطوبتوں سے بھتا اور بھاری ہو رہا ہے
تا شود پاک و لطیف و با مزہ

تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شادمان بن جائے
کہ خدا رنجت دہد بے اختیار

کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے
علم او بالائے تدبیر شہاست

اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے
خوش شود دار و جو صحت میں شد

جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اپنی لگتی ہے
پس بگوید اکتلونی یا ثقات

تو کہتا ہے اے مجبور والو! مجھے قتل کر دو
لیک اپنے حق میں مردود ہو گیا

کیونکہ شیطانی برو پیچیدہ شد
شیطانی کینہ اس پر پھٹ گیا

کینہ واں اہل ضلال و کافری
کینہ کو گراہی اور کافری کی جو سمجھ

کینہ کو گراہی اور کافری کی جو سمجھ

سوال کردن شخصی از عیسیٰ کہ یاروح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا

ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کیا کہ اے روح خدا وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست وجواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
سخت کیا چیز ہے؟ اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

چیت درستی ز جملہ صعب تر

وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟

کہ از ان دونخ ہمی لرزد چوما

کہ میں سے (دونخ یعنی ہماری طرح لرزتی ہے

گفت ترک خشم خویش اندر ماں

فرمایا دنیا میں اپنے غم کو ترک کر دینا

خشم حق یاد آور و در کش غماں

خداوند کے یاد کر کے اور یاد کر کے اپنے غم کو

خشم رشتش از سبغ ہم در گذشت

میں کو اپنے غم سے ہم سے جدا کر دیا

باز گردن از صفت آں بے ہنر

کہ وہ بے ہنر اس صفت سے باز آجائے

ایں سخن اندر ضلال افگند نیت

یہ بات مگر ابھی میں مستلا کرنا ہے

لیک نبود آں چہیں مار معین

لیکن وہ پیشاب جاری پانی نہیں ہوتا ہے

در میان باغ بارشک قمر

باغ میں رشک قمر (جموہ) کے ساتھ

قصہ خیانت کردن عاشق و بانگ زدن معشوق

عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیسج پڑنا

زود او قصد کنار و بوسہ کرد

جلد اس سے ہلکیا بوسے اور اس کا بوسہ لینے

چونکہ تنہا بش بدید آں سادہ مرد

چونکہ اس سادہ روح انسان نے اس کو کیلا دیکھا

گفت عیسیٰ رایکے ہشت یار سر

ایک بیدار مغر نے (حضرت عیسیٰ سے کہا

گفتش اے جاں صعب تر خشم خدا

انہوں نے اس سے فرمایا اے جاں خدا کا غم

گفت نہیں خشم خدا چہ کو دماں

اس نے کہا خدا کے غم سے بھاؤ کی کیا صورت؟

کنظم غیظت است اے لہر خطاں

اے بیتا! غم کو لہر جانا اس کا فرمان ہے

پس عواں کہ معدن اس خشم گشت

تو سپاہی جو اس غم کی کان بن گیا ہے

چہ امیدش بر حمت جز مگر

اس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے

گر چہ عالم را ازیشان چارہ نیت

اگرچہ دنیا کو ان سے بے نیازی نہیں ہے

چارہ نبون ہم جہاں را از چہیں

دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے

باز گو احوال آں خستہ جگر

اس خستہ جگر کے احوال پسہ بیان کر

لے بشارت مقرر ہوئی۔

صعب تر از ان سخت کر از ان

غصہ خداوندی سے دوڑنے بھی

کا نہیں ہے۔ سخت۔ خدا کے غصہ

سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ

اپنی قوت غصہ پر تکیا کرے۔

کنظم غیظت۔ غم کو لہر جانا

ماں۔ اس کا حکم نامہ۔ رشک قمر

پاک میں مومنوں کی صفت میں

بیان فرمایا گیا ہے۔ ان کا غیظ

انظم والذافین عن الناس

اور غم کو لہر جاتے ہیں اور

لوگوں کو صاف کرتے ہیں۔

دندہ۔ چہ امید حضرت شریف

ہے۔ میں کو اپنے غم سے ہم سے

جو شخص اور مومن پر رحم نہیں

کرنا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

کنظم غیظت۔ غم کو لہر جانا

لے سپاہیوں کا وجود ضروری اور

یہی بات ان کے لئے اور گراہی کا

سبب ہے کہ اپنے وجود کو ضروری

سمجھ کر غم پر حمت کرتے ہیں۔

ان کی یہ ضرورت ان کے لئے غرض

کا سبب نہیں رہی سکتی ہے۔ بہت

سی گندہ کی چیزوں کی بھی دنیا کو

ضرورت ہے۔ لیکن اس ضرورت

کی وجہ سے ان کو پاک قرار نہیں دیا

جاسکتا۔ چہیں۔ پیشاب۔

مار معین۔ جاری پانی قصہ خیانت

یعنی اس عاشق کا اس محبوب سے

بوسہ و کنار کا ارادہ کرنا۔ سادہ مرد

یعنی بھولا عاشق۔

لے ہاگت میں مشورے
اس ماضی کو جس جیا کی پر
ڈانٹا گت۔ ماضی نے کہا
تنبہاں ہے اور میں وصل کا
پیارا ہوں صبر کی طاقت
کہاں ہے۔ گفتار۔ خوشنما
کا یہاں۔ اسے شیدا۔ مشورہ
نے کہا۔ باور راوی۔ جب تو
ہوا کو چلتا دیکھ رہا ہے تو سمجھ
لے کہ ہوا کو چلائیوں اور چوہے۔
کہ باور راوی۔ میں اظہر تھاے

قرآن پاک میں فرماتا ہے۔
وَهُوَ الَّذِي يُمْسِكُ الرِّيحَ
بِأَمْرِهِ إِنَّهُ يُمْسِكُ فِي هَبِّهِ
بِأَمْرِهِ قَادِرٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
جَوَّارٌ رحمت سے پہلے
ہواؤں کو پھینکتا ہے کہ لوگوں
کو بارش کی آمد کی خوشخبری
دیں۔ ہر روح پھینکا چڑو۔
انسانوں کے پاس چڑو
ہوا ہے وہ بغیر چلانے والے
اور پھینکے کے حرکت نہیں کرتا
ہے تو اسی طرح کل ہوا کو
سمجھو وہ قدرت کے ہینکے
کے بغیر ک حرکت کرے گی۔
باد نفس۔ یہ اس بات کی
کی دوسری مثال ہے کہ ہوا
بغیر چلانے والے کے نہیں
چلتی ہے۔ سانس کی ہوا کو
بھی روح اور جسم حرکت میں
لاتے ہیں۔

اسکے علاوہ۔ یہی روح اور جسم
سانس کی ہوا میں اجسام
اور مٹی کا تعارف کرتے
ہیں کہیں اس کو گواہ بنا دیتے
ہیں کہیں تعریف کے الفاظ

بانگ بر مے زد بہیت آن نگار

وہ مشورہ کوک کر اس پر چین

گفت آخر خلوت و خلق نے

اس نے کہا آخر تنہا ہے اور کوئی نہیں ہے

کس نمی جنبید درینجا جز کہ باد

یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلتا ہے

گفت اے شیدا کہ ابلہ بودہ

اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے

باد را دیدی کہ می جنبید بدان

تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے سمجھ لے

مروء تصرف صنع ایزدش

اللہ (تعالیٰ) کی کار بخیر کے تعریف کا پیکھا

جز و بادے کہ بحکم مادرست

تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے

جنبش این جز و بادے سادہ

لے سادہ (خاشاک، انسان، ہوا کے اس جزو کی حرکت

جنبش باد نفس کا نذر است

سانس کی ہوا کی حرکت جو موت میں ہے

گاہ دم را مدح و سغایے کند

کبھی وہ (روح جسم، سانس کو مدح اور پیغام بناتا

پس بدایں احوال دیکر بادا

تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے

باد را حق کہ بہاری می کند

اللہ (تعالیٰ) کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

کہ مرو گستاخ ادب را ہوش دار

گستاخی سے (اگے) نہ بڑھ، ادب کا خیال کر

آب حاضر تشنہ ہچوں منے

پانی موجود ہے، پیدلہ سمجھ جیسا ہے

کیست حاضر حیت مانع زیں گشا

کون موجود ہے؟ اس نے غفلت سے کون مانع ہوا؟

آبلہ می وز عاتلاں شنودہ

تواضع ہے اور تو نے غلغلہ سے کچھ نہیں سنا

باد جنبانیت اینجا باد راں

یہاں کوئی ہوا کو چلائیوں ہوا کو حرکت دینے والا ہے

ز دریں باد و می جنبانندش

اس ہوا پر گستاخ ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے

بادیزن تا جنبانی نجست

جب تک تو پیکھا نہ بلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے

بے تو و بے بادیزن سر نکر

تیرے بغیر اور پیکھے کے بغیر نہ ہوتی

تابع تصرف جان و قلوب

(وہ) روح اور جسم کے تعریف کے تابع ہے

گاہ دم را، جو و دشنامے کند

کبھی سانس کو جو اور گالی بنا دیتا ہے

کہ ز خردے گل ہی بیند نہا

کیونکہ عقلیں خرد سے گل سمجھ لیتی ہیں سر

در دیش زیں لطف عاری می کند

اگہ کے تہیت میں اس کو اس لطف سے محال کر دیتا

بنادیتے ہیں۔ تہا، عقلیں۔ آہ۔ عالم کی ہوا میں بھی اللہ کے تعارف ہیں کبھی اس کو باد بہاری بنا دیتا

ہے کبھی باد موسم۔ عاری۔ نہنگ، محال۔

بزرگروہ عا دِ صرّ می کند

قوم عاجز آندی بنا دیتا ہے

می کند یک بادراز ہر و سُموم

ایک ہوا کو وہ زہر اور ٹو بنادیتا ہے

بادِ دم را بر تو نہاد اوّاس

سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا

دم نمی گرد و سخن بے لطف و قہر

سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کام نہیں جتا ہے

میر و حجبناں پے العا م کس

پتھرا کسی کی نعمت صافی کیلئے بنتا ہے

میر و حجب تقدیر رتانی چرا

خدا کی تقدیر کا پتھرا کیوں

چونکہ مجز و بادِ دم یا مروحہ

چونکہ سانس یا دھبے کی جزدی ہوا

ایں شمال و ایں صبا و ایں بو

یہ شمال ہوا اور یہ پُردا اور یہ پھوٹا

یک کف گندم زانباے سبیں

دویریں سے ایک گندمی گہوؤں بکھلے

کلّ باد از برج باد آسمان

آسمان کے ہوائی برج سے کلّ ہوا

بر سر خرمن بوقت انتقاد

گہانے کے وقت کھلیاں پر

تا جہا اگر دوز گندم کا ہہا

تاکہ گہوؤں سے بھوسا جدا ہو جائے

چوں بہا مند دیر آں باد و زراں

جب پلنے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے

باز بر ہودش معطر می کند

پھر ہود کے لئے اس کو خوشبودار بنا دیتا ہے

مرصبا را می کند قوّم فتوّم

پُردا کو بابرکت آمد بنا دیتا ہے

تا کنّی ہر باد را بروے قیاس

تاکہ تو ہر ہوا کو اس پر قیاس کرے

بر گر وے شہد بر قوّم ست ہر

وہ ایک قوم پر شہد اور ایک قوم پر زہر ہے

وزیرائے قہر بر پشت و کس

پتھرا اور کھٹی پر قہر کے لئے (ہلتا ہے)

پر نباشد ز امتحان وز ابتلا

آسمان اور آزمائش سے پُر نہ ہوگا

نیست الا مفسدہ یا مصلحہ

نہیں ہے مگر خراب کرنے والی یا نیک کرنے والی

کے بُود از لطف از انعام دور

مہربانی اور انعام سے دور کب ہوگی؟

فہم کن کاں جملہ باشد بچنین

سمجھ لے کہ سب ایسے ہی ہوں گے

کہ جہد بے مروحہ آں باد راں

اُس ہوا چلانے والے کے بے لطفی کی وجہ سے؟

نے کہ فلا حاں ز حق جو بند باد

کیا کاشتکار خدا سے ہوا نہیں مانگتے ہیں؟

تا بانبارے زود یا جا ہہا

تاکہ آگہوؤں، دھیر میں جائے یا گندھوں میں

جملہ را بینی بحق لائے کُناں

تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

لے کار۔ قوم ماد کے لئے وہ
آندی بنی اور اس نے اُن کو
ہلاک کیا حضرت ہود کے لئے
وہ خوشگوار بنی سُموم۔ ٹو۔
قوّم مبارک بادِ دم۔ سانس
کی ہوا سے تم دوسری ہوا کی
بائیں سمجھ لو قوّم۔ انسان کے
سانس کی ہوا میں بھی دوسرا
ہے کہ کسی کے لئے اسکو شہد
بنادیتا ہے اور کسی کے لئے
زہر، اسی طرح عام ہوا کو سمجھ
لو کہ اس کو کسی کے لئے انعام
بنادیتا ہے کسی کے لئے اُس
کو قہر بنا دیتا ہے۔

۱۔ مروحہ۔ قدرت کا پتھرا جو
اُس ہوا کو حرکت دیتا ہے اُس
میں بھی قوموں کا ابتلا اور احاطہ
ہے۔ چونکہ جبکہ سانس اور دھبے
کی ہوا میں راحت رسائی، یا
انڈر رسائی ہے تو لا محالہ کلّ ہوا
میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اُس
کی یہ تاثیر میں اللہ کے ہتھکے
کی پیدا کردہ ہیں۔

۲۔ اعتقاد یعنی دانوں کو
بھوسے سے جدا کرنا فلاحتاں
کاشتکاراں۔ کا جہا۔ بھوسہ۔
کا جہا یعنی لڑکی کھٹیاں۔

ہمچنین در طلق اک با دیوار

اسی طرح درویشوں میں وہ پیدائش کی ہوا
گر نئی دانش کش را نندہ اوست

اہل کشتی، پہنچناں جو مائے باد

ایسی طرح کشتی مانے ہوا کے طالب ہیں
ہمچھینیں بروردِ دندائیں ہزار باد

اسی طرح داستانوں کی جیس میں دم کے زریعہ
از خدا لایہ کُناں آں جُنڈیاں

زکوٰۃ تعویذ می خواہیں نیز

پس ہمہ دانستہ اندایں ایقین

بس یقین در قتل ہر داندہ مست
بس ہر مانکار کی عقل کو یقین دے

لے کر تو اُور امی شہینہ دُر نظر
لے کر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

من بجاں جُنید نمی بینی تو چاں
سم آرد چ کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو روح کو نہیں

س نے کہا اگر میں ادب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

س نے کہا ارب تو یہ تعاجر دیکھ لیا گیا

ہری و فاداری اور جس کو تدرک کے لئے مقرب ہے۔
 حالت قرینہ میں جو دیکھ لیتی اب رہا تو فادانہ جب
 ہے۔ لہذا آئندہ کی جمع ہے، جس کا اثر ہے۔

گر نیاید بانگِ دروید کہ داد
اگر نہ آئے ، درو کی آواز آئے کہ فرما دے

بادراپس کردن زاری چه خوست
توبہ کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب؟

جُملہ خواہش ازاں رَبِّ العباد
اِس رَبِّ العباد سے اُس کے عواہاں ہں

دفع میخوایی بسوز و اعتقاد
سوز اور اعتقاد کے ساتھ تو دانست چاہتا ہے

کہ بدھ بادِ طفرائے کامراں
کے کارساز کامیابی کی ہوا چلاوے

درست کے دروازہ کی تکلیف کے وقت ہر عورت

کہ فرشتہ بادرت الغامین
کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے
نیکو محنت

ایک بائیسندہ جلیبا بندہ ہے
 کہ جلنے والی دھواں کا کوئی چلنے والا ہے
 فہم کی آواز اظہار

۲۔ ایک ایسے شخص کو جس کو سب سے زیادہ اثر ہے

ریز کم اندر وف اور طلب

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

دوسرے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے

بے۔ ادب ہیں بود۔ محبوب نے کہا کہ تیرے ادب

ادعویٰ کو اس کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا

۱۵ غلٹی در درزہ طلوت
کے وقت اشد تملے گرم اور
کو مو اسے محاورہ تلخ تر

آسانی ولادت ہوتی ہے۔
 اگر کسی دانت چکرہ تصور ہوتا
 ہے کہ اس میں ایک دانت

والا خدا ہے تو اس کے سامنے
گریہ و زاری کی جاتی ہے،

کون گریہ و زاری کرے
آپ کشتی کشتی دالے بھی

دعا مانگتے ہیں۔ درود پڑھنا۔
نامتوں میں درود کے وقت

لوگ ہزاروں سے دم کرائے
ہیں چھڑیاں نوح کامیاں
کی ہوا کی دعا کرتے ہیں۔

کے پاس ہے۔ ان قسام
واقعات کے معلوم ہوا کہ
سب لوگ ہوا کا چلانے والا

خدا کو اسے جس میں پسند ہے
سب مخلوقوں کا یقین ہے
کہ حرکت کرنے والے کئے

کوئی ثابت حرکت میں لانے
والی ہے۔ گرنے اور حرکت
دینے والے کو نہیں دیکھ سکتا

ہے تو اس کے حرکت دینے سے اس کے موجود ہونے کو سمجھوئے تین جہاں۔ انسان

کے جسم کو روح حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔

خود ادب ایس بود و آں دیگر نہیں
خود ادب تو یہ تھا دوسری پرشیدہ (باتیں)
ہر چہ زیں کوزہ ترا و بعد ازین
اس پہلے سے جھٹکتا ہے اس کے بندہ

زیں بتر باشد کہ دیدش نقیب
اس سے بدتر ہوئی کیونکہ ہم نے نقیب کیسا انکار کیا
یک نمط خواہد بدن مجملہ نہیں
سب اس طرح کا ہوگا

قصہ مثنوی کہ خانہ آمد وزن را با بیگانہ دید
اس مولانا قصہ مثنوی پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک انہنی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز
دن میں ایک مولانا گھر میں آیا
جہت گشتہ با عریف خوش زن
بیوی اپنے بارے میں سادہ بہشت تھی
چوں بزد صوفی بجد در جاشتگا
جبکہ جاشت کے وقت صوفی نے مثنوی سے یہاں بیٹھا
ہیچ معہودش نہ بند کو آں نماں
اس کا یہ بھی معمول نہ تھا کہ وہ اس وقت
قاصد آں روز بیو قساں مرغ
اس روز اس عورت کو لے قصد بے وقت
اعتماد زن براں کو ہیچ بار
بیوی کو اس پر بھروسہ تھا کہ کبھی بھی
آں قیاس راست نامد از قضا
تقریب سے اس کا وہ قیاس درست نہ ہوا
چونکہ بد کردی بترس امین مباش
جبکہ قوت بدی کی توڑ، مطمئن نہ ہو
چند گاہ ہے او بیو شاند کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ

خانہ یک بود وزن با کفش روز
گھر کا ایک دروازہ تھا اور بیوی سوچ بیکر تھی
اندر اں یک حجرہ از وسواس تن
اس ایک حجرہ میں بدن کی خواہش کی وجہ سے
ہر دو در ماند ند نے حیل تہ راہ
دونوں عاجز ہو گئے نہ تہ ہر تھی نہ راست
سوئے خانہ باز گرد از دکان
دکان سے گھر کو لوٹ آئے
از خیالے کرد با خانہ رجوع
کسی خیال سے گھر واپسی کر دی
ایں زمان تا خانہ نامد از کار
اس وقت کام سے فارغ ہو کر گھر نہیں گیا بلکہ
گرچہ تشارست ہم بد بد سزا
اگرچہ وہ (فدا) پردہ پوشی ہے مگر ابھی وید رہا ہے
زانکہ تخم ست برویانہ خدش
کیونکہ وہ بیجا ہے اور خدا اس کو ادا دیتا ہے
آید آخراں پشیمانی حیا
بالآخر اس کشتہ منگی سے حیا پیدا ہو جائے

حکایت بریل تمثیل
مثال حکایت

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

لے جلاؤ وہ شخص جو ہم سے
کو سزا دے۔ دیکھ۔ دیکھ۔ یعنی
ملک۔ اوتھیں۔ یہ میں نے
پہل بار جوڑی کی ہے مٹا
کر دیکھئے۔ بارگاہ اللہ تھائی
اپنی صفت فضل کے اظہار
کے لئے پردہ پوشی کرتا ہے
اور پھر اظہارِ مدل کے لئے
گرفت کرتا ہے۔

لے تاکہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ
معاذ اپنی دونوں صفتوں کے
اظہار کے لئے ہے اللہ تعالیٰ
انسان کو خوشخبری دینے والا
ہے اور اس کا عدل مجرم کو سزا
دلانا والا ہے۔ بارگاہِ نبوی اس
سے پہلے بھی یہ گناہ کر چکی تھی
اور اللہ کی سزا ہی نے اس کی
پیشہ پوشی کی تھی لیکن وہ یہ نہ
سمجھی کہ فضل ہر بار صاف نہیں
کی جاتا ہے۔

لے اپنا نشان۔ اس بیوی کو
قضا و قدرِ بری نے اس طرح
لاچار کر دیا جس طرح اپنا ملک
موت منافق کو کر لی ہے اور
اسکو توبہ کا موقع بھی نہیں دیتی
ہے۔ فہما۔ فہما۔ اہلک۔
یعنی موت کے منافق کو گھار
کر نکال دیا ہے حجۃ خفا۔
وہی حجۃ جس میں وہ چھپے ہوئے
تھے۔ لکھ۔ کشم۔ یعنی تم دونوں
سے بدلہ لوں گا ایک صبر کے
ساتھ بڑھکا۔ ناوانستہ۔ یعنی
تمہارے اس فعل کو ان دیکھا
بنائوں گا تاکہ شور و غبر نہ ہو اور
معدود الوں کو اس کا پتہ نہ چلے۔
از شام۔ دق کی بیماری مرخص کو
گھلا دیتی ہے اور مرخص کو اس
بلا احساس نہیں ہوتا ہے۔

پچوں عمر آں شاہ دمیر مومنناں
جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیرِ عمرہ نے
بانگ نہاں دُزد کاے میر دیار
وہ چور چننا، کراے ملک کے حاکم
گفت امیرش حاش شدہ خدا
اُس سے امیر نے فرمایا، خدا بچائے کہ خدا
بارہا پوشد پئے اظہار فضل
وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پردہ پوشی کرتا
تاکہ ایں ہر دو صفت ظاہر شود
تاکہ یہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں
بارہا زن نیز آں بد کردہ بود
صوفی کی بیوی نے بھی بارہا بدکردگی کی تھی
آں نمی دانست عقل پائی مست
وہ کمزور عقل والی یہ نہ جانتی تھی
آپچناش تنگ آورد آں قضا
اُس کو قضا نے ایسا تنگ کیا

لے طریق و نے رفیق و نے اماں
سراستہ اور نہ ساتھ اور نہ آماں
آپچناں کہ زن دراں حجرہ خفا
جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں
گفت صوفی بادل خود کا دیگر
صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے بادل کا فردا
لیک ناوانستہ آرم این نفس
لیکن اس وقت ناواقف بن جاؤں گا
از شامینہ کشد پنجاں محق
حق دار تم سے خفیہ بدلہ لے گا

داد دزدے را بجلاؤ دعواں
ایک چور کو جلاؤ اور سپاہی کے سپرد کیا
اولیں بارست جرم زینہار
میری عطا پہلی بار ہے، صاف کیجئے
بار اول قہر راند در جزا
پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے
باز گیر دازئے اظہار عدل
پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے
آں ہمیشہ گرد و ایں مُنذر شود
وہ خوشخبری دینے والی اور بدخبری دینے والی
سہل گذشت آن و ہلش می
جو آسانی سے گزرتی اور اُس کو آسان نظر آتی
کہ بودا کم ز جو ناید درست
کہ ٹھیکانہرے ہمیشہ سالم نہیں ہوتی ہے
کہ منافق را گت مرگ فجا
جس طرح اہلک موت منافق کو کر گئی ہے
دست کردہ آں فرشتہ سُوی جا
فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا
خشک شد او و حریفش زایتلا
وہ اور اُس کا بارِ صیبت میں مبتلا ہو گیا جو گئے
از شامینہ کشم لیکن بصیر
میں تم سے بدلہ لوں گا لیکن صبر کے ساتھ
تا انگرود مطلع زیں حال کس
تاکہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو
اندک اندک ہچو ساری دق
آہستہ آہستہ جیسا کہ دق کی بیماری

مردوق باشد چو تیغ ہر لحظہ کم
مردوق ہرگز کی طرح ہر لحظہ گشتا ہے
ہمچو گفتارے کہ می گیرندش او
ہمچو کی طرح جس کو گرفتار کرتے ہیں وہ
نیت در سوراخ گفتارے عمو
اے چچا! بحث میں ہجو نہیں ہے
ایں ہی گویند و بندش می نہند
وہ یہ کہتے ہیں اور اس کو پکڑ لیتے ہیں
یہیچ پنہاں خانہ آں زن انہود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نئے تنورے کہ درو پنہاں شود
نہ کوئی تنور کہ اس میں چھپ جائے
ہمچو عرصت بہن روز رشتینز
ہمچو عرصت بہن روز رشتینز
خضر کے دن میدان کی طرح پیار
گفت بزواں مصفاں جا حج
اس تنگی میں جگہ کے لئے نمائے درایا

لیک پیس در دہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غرۂ آں گفت کایں گفتار کو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ ہجو کہاں ہے؟
گشتہ او مغرور تر زیں گفتگو
وہ اس گفتگو سے اور زیادہ دھوکے میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کز من غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سچ و دلہیز ورہ بالا نبود
سچ و دلہیز ورہ بالا نہ تھا
خانہ اور کوثر میں اور اوپر کاراست نہ تھا
نئے جولے کہ حجاب آں شود
نہ کوئی پردہ کہ اس کا پردہ بن جائے
نئے گوونے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھاگنے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں کبھی نہ دیکھے گا

معشوق را زیر چادر پنہاں کردن جہت تلبیس و بہانہ
تلبیس اور بہانہ اور ہجو کے لئے معشوق کو چادر کے
و مکر کہ ان کین گن عظیم
یہیچ چھپانا کہیو نہ تلبیس و بہانہ کہ بڑا ہے

چادر خود را بر و افگست درود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی
زیر چادر مرد و سوا و عیاں
چادر میں مرد نکلا اور گشتا ہوا
از تعجب گفت صوفی حیثیت آں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟
مرد را زن کرد و در را بر کشود
مرد کو عورت بنایا اور دروازہ کھول دیا
سخت پیدا چوں شتر بر نریاں
یوں نا ظاہر، جیسا کہ شتر بھی پر اونٹ
ہرگز ایں را من ندیدم کیست ایں
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

لہ تج برف آہستہ آہستہ گیل
کہ ختم ہو جاتی ہے گفتارے
ہجوت کے شکاری ہجو کے بحث
کے پاس آپس میں زور نہ
سے کہنے لگتے ہیں کہ ہجو بحث
میں نہیں ہے ہجو کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے
اور گرفتار ہو جاتا ہے ہجو
اس گھر میں ہجو کے چھپنے
کھیلنے کوئی جگہ نہ تھی
لہ تج۔ پہاڑ کی کھوٹ غار
وہ بالا۔ زمین جو آں۔ لہر لہو
گرمھا۔ پشت یعنی دیوار گریز
خانہ پاک میں ہے۔ و شکر
عن الجنان نقل نیل سفھا
زنی شفا فیہا قفا
صفا قفا لا تری فیہا عوج
ولا اذنا۔ اور اسے پیغمبر کم
سے پیاروں کے بارے میں
دریافت کرتے ہیں تو کہیں
میرا پروردگار انکار ادا دیا
اور زمین کو ہمارا میدان کر دیا
گا کہ جس میں تو نہ تو مورت دیکھے
گا اور نہ اوج نہیچ۔

لہ حرج بھلی گناہ عوج
شیر مرد۔ چادر یعنی بیوی نے
اس بیوی کو چادر اوٹھا دی
تاکہ صوفی اس کو مرد کی بجائے
عورت سمجھے اور دروازہ
کھول کر اٹھ کر نکال دے اور چادر
چادر میں وہ مرد نہ چھپ سکا
اور اس طرح اس کا مرد ہونا
ظاہر تھا جیسا کہ شتر بھی پر
اونٹ پر نشیدہ نہیں بلکہ
ظاہر ہوتا ہے۔ از تعجب چونکہ
صوفی نے ظن کر لیا تھا کہ اس
واقعہ کو ان دیکھا بنا دیا تو
تعجب سے بیوی سے دریافت

لہذا عیان شہر شہر کے بڑے

لوگ، مرقور۔ یعنی بہت

ماندار اور باعزت عورت

ہے۔ دہر۔ میں نے دروازہ

بند کر دیا تھا تاکہ اچانک

کوئی گھر میں نہ آجائے اور

اسکل بے پردگی اور بے عفتی

بہرہ گفت صوفی نے کہا

ایسی معزز عورت ہے تو وہ

کس کام کو آئی تھی مجھے بتا

تاکہ جلد اس کا کام کر دوں۔

۱۵ منقلب بیوی نے کہا وہ

رشتہ لیکر آئی تھی خواہست۔

اسکے آئینا مقصد جاری ہوئی

کو دیکھتا تھا۔ باز گفت چونکہ

لوہی مدرسگی تھی اور وہ

لوہی کو نہ دیکھ سکی تو کہنے

لگی خواہ بچی کی صورت کسی ہی

ہو میں تو انکوائی دلہن

بناؤں گی گفت صوفی صوفی

نے بیوی سے کہا اسکی بہت

غریب گھرانے کی اور لڑکا

رکس گھرا لے گا یہ بے جوڑ

بات ہے یہ تو ایسا ہی ہے

کہ دروازے کا ایک کواڑ۔

لکڑی کا اور ایک کواڑ تھی

راحت کا جوڑ۔

۱۶ ورنہ۔ اگر عیان، بیوی

کیسا نہ ہوں تو اختلاف

رہتا ہے۔ ارتیاح۔ راحت

پانا۔ کے بوڑھے جوڑ کو ایسا

ہی ہے جیسا کہ فقر و دولت

مندی کا جوڑ یا یا قوت اور

سنگ مرمر کا جوڑ۔ جامہ اطلس

میں مٹ کا پیوند عقلمندوں

کے نزدیک برابر ہے باکوتہ

کیوتہ اور باز کا عقلمند اور

کھنکھ کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفت نجات نیست از ایمان شہر

اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں سے ایک

دربہ بستم تاکے بیگانہ

میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر

گفت صوفی چیتش ہیں خدمتے

صوفی نے کہا ہاں اس کا کام کیا ہے؟

گفت سلیش حوشی و پیوشی ست

اس نے کہا اس کی خواہش اچانیت اور رشتہ

یک سپردار در کہ اندر شہر نیست

اس کے ایک لڑکا ہے، جو شہر میں نہیں ہے

خواست دختر را بہ بند زیر دست

اس نے چاہا کہ لڑکی کو چپ کر دیکے

باز گفت ار ار دباشد یا بس

بھروسے نے کہا، وہ آتا ہے یا نہیں

گفت صوفی ما فقیہ فر زاد کم

صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے

کے بوڑھے گفت و ایشاں زواج

یاروکی نکاح میں ان کا جوڑ کہاں ہے؟

گفتو باید ہر دو محبت اندر نکاح

نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیے

کے بوڑھے ہرنگ فقر و احتشام

دولتندی اور فقر ہرنگ کب ہوتے ہیں؟

جامہ نیے اطلس و نیے پلاس

آدھا کپڑا اطلس اور آدھا پلاس

باکوتہ باز کے شد ہم نفس

باز، کیوتہ کا ساتھی کب ہوا ہے؟

مرور از مال و اقبال ست بہر

جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے

در نیاید زود نادانانہ

نادانانگی میں جلدی سے اندر نہ آجائے

تا بر آرم بے سپاس و منتے

تاکہ میں بغیر منت و گزاری اور احسان کے کر دوں

نیک خالو نہ ست حق دانند کہیت

بھل بی بی ہے، خوب جاننے کوئی ہے؟

خوب وزیر کجا یک کسب کیت

خوب صورت اور عقلمند اور نچت اور کاؤ ہے

اتفاقا دختر اندر کتب مت

اتفاقاً لڑکی کتب میں ہے

می کتم اور اب جان دول عویں

میں اس کو جان دول سے نہیں بناؤں گی

قوم خاتون مالدار و محتشم

بی بی کی قوم مالدار اور باعزت ہے

یک از خوب و در دیگر علاج

ایک پٹ لکڑی کا اور دوسرا پٹ تھی مانگا

ورنہ ننگ آید نہ اندر تریاح

ورنہ شرم آئے گی، آسودگی ہوگی

چوں شود مجنس یا قوت ز غم

یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہاں ہیں؟

عیب باشد نزد اصحاب ثناس

پہچان والوں کے نزدیک عیب ہوتا ہے

کے شود ہمز غنقا با مگس

غنقا، کھنکھ کا ہمز کب ہوا ہے؟

گفتن زن کہ او در بند جہان نیست مراد او ستر و صلاح است
بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے ٹکڑے میں نہیں ہے اس کا مقصد پردہ پوشی اور نیکی ہے
و جواب گفتن صوفی آں ستر پوشیدہ را
اور صوفی کا اس پر پوشیدہ راز کا جواب دینا

گفتن من چنیں غدرے و او
میں (بیوی) نے کہا میں نے اس طرح کا مکر کیا اور اس
مالویم از قماش و زر و سیم
ہم کو کپڑے اور سونے اور چاندی سے آگاہ کیے ہیں
ما ز مال و زر طول و تخمہ ایم
ہم مال اور سونے سے آگاہ ہوئے اور یہ سچ ہے
قصید ما سترت و پاک و صلاح
ہمارا مقصد پردہ پوشی اور پاک اور نیکی ہے
باز صوفی غدر درویشی گفت
صوفی نے پھر افلاس کا مکر کیا
گفت زن من ہم مکر کردہ ام
بیوی نے کہا میں بھی تو ہر چسکی ہوں
اعتماد او ست را سخ تر ز کوہ
اس کا ارادہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے
او ہی گوید مراد م عفت است
وہ بھی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے
گفت صوفی خود جہاز و مال ما
صوفی نے کہا میں نے ہمارا سامان اور مال
خانہ تنگے مقام یک تنے
تنگ گھر ایک ٹھنڈی آگ جگ

گفتن من نیستم اسباب جو
کہا، نہیں، میں سامان کی بختور میں نہیں ہوں
فارغیم و تخمہ از مال عظیم
ہم بے نیاز ہیں اور زیادہ دولت سے بے خبر ہیں
ما بحر ص و جمع نے چوں عالمیم
ہم عوام کی طرح ایسی اور جڑ نے میں نہیں ہیں
در دو عالم خود بد اں باشد قلال
دونوں جہان میں ایسی سے نجات ہے
و آں مکر کر دتا نہ بود نہفت
اور اس کو دہرایا، تاکہ چسپا نہ رہے
بے جہازی را مقدر کردہ ام
بے سر سامانی کو راضی کر چسکی ہوں
کہ ز صد فقرش نمی آید شکوہ
تو افلاس سے بھی اس کو ڈر نہیں ہے
از شما مقصود صدق و بہت است
تم سے (میرا) مقصود سچائی اور باطنی توجہ ہے
دید می بیند ہویدا بے خفا
دیکھ لیا ہے اور صاف بغیر کسی پوشیدگی کے بکھتی
کہ درویش ہاں نما ند سوزے
کہ جس میں ایک سوئیں بھی نہ چمپ سکے

نے ایسے طنز پر فقرے استعمال کئے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بھڑپنی سے واقف ہو گیا ہے۔ غامض یعنی اس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھرا لیا مقصد یہ ہے کہ اس میں سونے بھی نہیں چمپ سکتی ہے۔

نہا کہہ رہا جہیز کے طالب ہیں وہ تو پردہ پوشی اور نیکی کے طلبگار ہیں۔ اور صوفی نے اسکو طنزاً جواب دیا۔ مالویم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کہتی تھی کہ ہم تو دولت سے عاجز آگئے ہیں ہمارے یہاں جو دولت ہے وہی بھاری چڑھی ہے۔ مال و مال۔ بیوی نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ ہم عوام کی طرح مال کے لالچی اور حرص میں نہیں ہیں۔ لکھ قصیدہ۔ ہم تو ایسی ہی جہیز سے بے خبر ہیں اور جہیز پر وہ نشیں اور نیک ہو دو لڑکیاں ہیں انہی چیزوں سے بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی نے پھر اپنی سنگدستی کا اظہار کیا تاکہ بات چسپی نہ رہے۔ گفت زن۔ بیوی نے صوفی سے کہا میں اپنی بخت خوب سیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی بات بدلتی ہوئی ہے۔ اور ہماری غریبیت سے نہیں گھبراتا ہے۔ او بھی گوئی وہ برابر سنی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے بھائی اور دعاوی کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ لکھ گفت صوفی۔ صوفی نے اب تک تو ایسا طرز کلام اختیار کر رکھا تھا جس سے بیوی یہ دیکھ کر کہ وہ اس کی خیانت سے باخبر ہو گیا ہے اب اندر گفتگو میں اس

لے آؤ۔ اب رہی پاک اور
نیکی کی بات تو اگر بس کو
نصیحت حاصل کرنی ہے
تو وہ ہم سے بھی زیادہ جانتی
ہے۔ مئی دہند اسکو ہمارے
پر دے کا حال تو بہت اچھی
طرح معلوم ہو گیا ہے۔ سیکے
جہازی ہمارے بے سرحمانی
اور نیکی اور پردے سے اچھی
طرح واقف ہو چکی ہے۔ ظاہر
لو کی کالے جینز اور بغیر
خادمہ کے ہونا تو ظاہر تھا
ہی اب وہ نیکی اور پردہ
پوشی سے بھی واقف ہو چکی
لے شرح مستوری۔ لو کی
کی پردہ پوشی کو باپ کا بیان
کرے اس سے وہ خود واقف
ہو چکی ہے اور یہ بات روز
روشن کی طرح اس پر کھل
گئی ہے۔ اس حکایت باغ
والی معشوقہ نے عاشق کو
یہ قصہ سنا کر کہا کہ یہ قصہ میں
نے تجھے اسلئے سنا یا ہے کہ
جب تیری بے ادبی کھل گئی
ہے تو وفا داری وغیرہ کے
دعوے ذکر کرتا۔ اس
معشوقہ نے اس عاشق سے
کہا کہ تیری حالت اسی صوفی
کی بیوی کی سی ہے اور صوفی
کی بیوی کی طرح تو بھی غافل
ہوتے ہوئے گراؤ دعا کا جاں بچا
راہ ہے اور ہر جگہ اپنے آپ کو
بڑی ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے
بے شرم آتا ہے اور خدا سے نہیں شرم آتا
بیان۔ چونکہ عاشق نے مشق کو تنہا
فرمایا اور اسکو یہ سیکس نہ ہو کوشش
فغان پر مگر موجود ہے اور وہ مجھ پر
انکا ماحول میں سے کوئی واقف باہر

باز سترو پاک و زہد و صلاح
پیر پردہ پوشی اور پاک اور زہد اور نیکی
بہ زمامی داند احوال بستر
پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
بے جہازی خود عیان بخون خورت
بے سرحمانی سوخت کی طرح خود ظاہر ہے
ظاہر آؤ بے جہاز و خادم ست
ظاہر ہے کہ وہ (لو کی) بغیر جینز اور خادم کے ہے
شرح مستوری زبا بشرط نیست
(اس لو کی کی پردہ پوشی کی شرح باپ کی جگہ نزدیکی
اس حکایت را بیاں گفتم کہ تیار
یہ قصہ میں نے اس نے کہہ دیا ہے، تاکہ
مترتر اہم اے بد عوی مستزاد
اسے بلند باگ دعوے والے! تیرا بھی
چوں زن صوفی تو خائن بودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خائن ہے
کہ زہر ناشتہ رونی گزنی
کہ ہر بڑائی کے بارے میں تو گھٹیا اور تنہا ہے

اؤ زما بہ داند اندر انتصاح
نصیحت پہلنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
وزنیں ویش و ستر و مبالغہ ستر
اور پردہ پوشی کا اگلی بچا اور سداور پیر
وز صلاح و ستر اؤ واقف ترست
نیکی اور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے
وز صلاح و ستر اؤ خود عالم ست
اور اسکی نیکی اور پردہ پوشی کو وہ (بی بی) خود جانتی
چوں براؤ پیدا چور ز رشت
چونکہ اس (بی بی) پر زہد و رشت کی طرح واضح ہے
لاف کم بانی چور سوا شد خطا
جب غلط کاری رسوا ہو گئی تو خوشی نہ بگڑ
ایں بدتنت اجتہاد و اعتقاد
بہی اجتہاد اور اعتقاد تیرے پاس ہے
دام مگر اندر دغا بکشود
تو نے دغا بازی میں مگر کاجال پہلایا ہے
شرم داری وز غدا ی خویش نی
تو شرم کرتا ہے اور اپنے غدا سے نہیں کرتا ہے

بیان آنکہ غرض از بصیر و سمیع و عظیم گفتن حق را چہیت
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور عظیم کہنے کا مقصد کیا ہے

از پئے آل گفت حق خود را بصیر
اللہ (حق نے) نے اپنے آپ کو بصیر ہی نے فرمایا
از پئے آل گفت حق خود را سمیع
اللہ (حق نے) نے اپنے آپ کو سمیع والا پہلے فرمایا

نہیں رہ سکتا، وہ بصیر ہے اگلی بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفات اسما کی بحث
شروع کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلاف صفاتی جن صفات کے ہیں وہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں بدل جائے تو جو
سمیع اللہ کا ہی سمیع جو وہ سب کو سنتا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ اسان اپنی زبان سے کوئی بڑی بات نہ کہے اور نہ کہے کہ
بگڑہ کہتا ہے اللہ ۳۲ حق تعالیٰ اسکو سنتا ہے

از پئے آل گفت حق خود را علیم
 اذ (قائلے) نے اپنے آپ کو جاننے والا اسی نے فرمایا
 نیست اینہا بر خدا ستم علم
 یہ نام خدا کی (مض) شناخت کئے نہیں ہیں
 ستم مشتق است اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ تسخر باشد وطنز و دہا
 ورنہ غلاق اور طنز اور مکر ہوگا
 یا علم باشد حی نام و قبح
 یا کسی بے شرم کا نام احیا دار ہو
 طفلک نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے نئے پچھے کا حاجی لقب
 گر بگویند ایں لقبہا در مدح
 (لیکن) اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب یا کنیں
 تسخر وطنزے بوداں یا جنوں
 غلاق اور طنز یا پاگل پن ہوگا
 من ہی راستمت پیش از وصال
 میں نے سے پہلے ہی تجھے سب تو گئی تھی
 من ہی راستمت پیش از لقا
 میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در عیش
 جب آنکھیں مومکھ میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تا نیندیشی فسادے تو ز بیم
 تاکہ ڈر کر تو کوئی بڑی بات نہ سوچے
 کہ سیہ کافور دار و نام ہم
 کیونکہ حبشی کا نام کافوری ہوتا ہے
 نے مثال علت اولی تقیم
 (اللہ قائلے) علت اولی کی طرح ناقص نہیں ہے
 کز راسامع ضریاں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور اعموں کو روشنی (والا کہنا)
 یا سیاہ و زشت را نام صبیح
 یا کالے اور بد صورت کا نام حسین (ہو)
 یا لقب غازی نہیں بہر شب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھ کے (مناسب)
 چون نداراں صفت نبود صحیح
 جبکہ اُس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عما یقول الظالمون
 اللہ (قائلے) اُس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ نکور و نیکی لیکن بد خصال
 کہ تو ابھی صورتِ الہی ہے لیکن بد عادت ہے
 کز ستیزہ را سخی اندر شفا
 کہ تو جھگڑالو ہونے کی وجہ سے بدستی میں پڑ چکا
 دانش زان درد گر کم بنیمش
 میں سکڑاؤں درد سے جان جاتی ہوں اگر کم بنیمش

بے جا متوجع حسین و طفلیک۔ آپ کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی (مض) بچان
 کئے رکھ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر بگویند۔ اگر بھی الفاظ بچہ کی تعریف میں بولے جائیں جس
 میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ بعض ایک مذاق ہوگا۔ —————۔ ستم میں ہی مستحق اُس ماضی سے کہا میں آگاہ
 سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو بچہ شقی ہے۔ چونکہ کسی چیز کا مشاہدہ ہی ظہر کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اُس چیز کے
 آثار سے ہی ظہر ملاحظہ ہو جاتا ہے۔ آنکھیں دکھتے ہیں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسانی
 نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھا جائے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

لے ہم کلمہ۔ وہ نام ہوتا ہے
 بعض مشن کی شناخت کیلئے
 رکھ دیا جاتا ہے قطع نظر اس
 سے کہ اُس مشن میں وہ صفت
 موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ جیسے حبشی کے بننے
 والے کا نام کافور رکھ دیا جاتا
 ہے حالانکہ اُس حبشی میں نہ
 کافور کی سی سفیدی ہے نہ
 خوشبو۔ ہم مشتق است اللہ
 قائلے کے اسرار میں کی حکیم
 صفات سے بنے ہیں جن میں
 اُن صفات کے معانی موجود
 ہیں۔ صبیح صفت سے بنا
 ہے اور اُس میں خوبی صبح
 موجود ہے اسی طرح صلیح
 صفت علم سے بنا ہے اللہ
 قائلے صفت علم سے مشتق
 ہے۔ نے مثال۔ علامہ حضرت
 حق بساؤ کو علت اولی قرار
 دیتے ہیں اور اُس سے صرف
 معلول اول کا خبرت بطریق
 وجوب مانتے ہیں مولانا فرماتے
 ہیں کہ حضرت حق علت اولی
 کی طرح نہیں ہے کہ اُس سے
 صرف معلول اول کا تعلق ہو
 اور وہ بھی برسبیل وجوب بلکہ تمام
 اشیاء کا صرف وہی خالق ہے اور
 اپنی تمام صفات سے مستغنی ہے
 اور وہ تمام کائنات کی علت ہے
 اور اُسکی صفات کا تعلق بھی تمام
 کائنات سے ہے۔

کے درد۔ اگر اللہ تعالیٰ کو
 اس صفت سے مستغنی نہ
 مانا جائے جس سے ہم مستغنی بنا
 ہے تو یہ بعض تسخر ہوگا۔ بہرے
 کو سمجھنا اندھے کو فضا پر کھانا
 مذاق ہے جیسا دار و ستیج

ملہ تو مرا عشق نے نس
عاشق سے کہا کرتے بے
بے رکھو لا۔۔۔ بکری کا بچہ
سمجھا اور بچے نگر گھبان کے
جانا کر نظر نظر باروں کا رونا
وہ عزائے گناہ کی سزا ہے بھئی۔
یعنی مشرق و بہمن۔ قیدی عورت۔
غیرت۔ یعنی غیرت خداوندی۔
عاقبت۔ نگھبان بچہ۔ بکری کا
بچہ بڑا مال پہاڑی بکری۔
ملہ حارسے یعنی میرا محافظ
وہ خدا ہے جو عظیم و خیر ہے
وہ اُس ہوا کو بھی جان پہچانے
جو میرے اور میرے گدگداتی
ہے نفسِ شہوانی، تیرا نفس
شہوت پرست ہے جس میں
روح کا کوئی نور نہیں ہوتا ہے
اور وہ اللہ کے معاملہ میں مدعا
بہر اترتا ہے۔

ملہ ہشت۔ تو آٹھ سال کے
میرے فراق میں ہے چونکہ
میں سمجھتی تھی کہ تو جہل اور
نادانی سے بڑھ رہا ہے لہذا میں
نے تیری کوئی پروا نہیں
کی تھی۔ جو شخص خود تباہی
کی بجھتی میں گلا ہوا جس کے
احوال معلوم کرنا بے وقوفی
ہے۔ کون جتنی کاؤ خدا کا۔

مثل حمام میں پانی گرم
کرنے کے لئے جتنی بٹائی
جاتی ہے جس میں گوبر اور
کوڑا کرکٹ بھلا جاتا ہے
حمام کے اندر سنگاڑاں بٹائی
میں گوبر وغیرہ لا کر ملتے ہیں
اور گندے رہتے ہیں حمام
میں نہانے والے اپنے بدن

تو مرا چوں بڑہ دیدی بے شباں
تو مجھے بلا گڈوے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقاں از درد زراں نالیدہ آند
عاشق درد میں اسی وجہ سے روتے ہیں
بے شباں دانستہ اند آں طبی را
انہوں نے اُس ہرنی کو بے حافظ سمجھا
تہا ز غیرت تیسر آمد بر جلگر
یہاں تک کہ غیرت خداوندی سے بگڑ پڑ گیا
کے کم از بڑہ کم از بڑہ غالہ ام
میں بکری اور بچہ کے بچے سے کم کم ہوں
حارسے دارم کہ ملکش می سزد
میں وہ نگھبان رکھتی ہوں جس کو حکومت سزاؤ کا
سرد بوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم
نفسِ شہوانی ندارد نور جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفسِ شہوانی زحق کرست کور
شہوت والا نفس اللہ (حق) سے بہرہ اور انعام
ہشت سالت زراں نیر سیدم کیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خود چہ رسم زانکہ او باشت تہوں
جو میں میں ہوا اس کے بارے میں کیا پوچھوں

تو گماں بردی ندارم پاساں
تجھے خیال کیا کہ میرا کوئی نگھبان نہیں ہے
کہ نظر نا جانگہ مالیدہ آند
کہ بے موقعِ نفس بازی کرتے ہیں
رانگاں دانستہ اند آں سبی را
انہوں نے اُس قیدی کو مفت مانا
کہ منم حارس گزافہ کم نگر
کہ میں نگھبان ہوں، یہ ہر وہ نگاہ نہ ڈال
کہ نباشد حارس از دُبالا ام
کہ میرے پیچھے نگھبان نہ ہوگا
دانداں بادے کہ بر من می زود
وہ اُس ہوا کو بھی (جانتا ہے) جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غافل نیست غائب استقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے نہ غائب ہے
من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں دل کے ذریعہ تیرے اندر سے ہی کا شاہد کر رہی
من بدل کوریت می دیدم زود
میں نے دل کے ذریعہ وہ سے تیرے اندر سے ہی کو دیکھا
کہ پرت دیدم ز جہل و تیج تیج
کیونکہ میں نے تجھے نادانی اور احمقیت سے بھر دیا تھا
کہ تو خونی چوں بوداؤ سرنگوں
کہ تو کینا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

مثل آنکہ گلخن و تقویٰ حمام و توانگراں سرگس کشاند
اس کی مثال کہ دنیا بھٹی اور تقویٰ حمام اور مالدار اپنے ٹالنے والے ہیں

کامیں کپیل صاف کے نکلتے ہیں تو دنیا کاماں بھٹی کے اندر صحن کی طرح ہے اور دنیا دار بھٹی روشن
کرنے والوں کی طرح ہیں اور تقویٰ حمام میں نہانے والوں کی طرح ہیں۔

شہوت دنیا مثال گنغن است
 رہا کی شہوت یعنی بیسی ہے
 ایک قسم مثنوی زیں توں صفات
 لیکن اس مثنوی سے مثنوی کا حشر صفاتی ہے
 اغیار مانسہ سیریں کشاں
 مالداروں کو، اچھے لانے والوں کی طرح
 اندر ایشاں حرص بہادہ خدا
 اللہ (تعالیٰ) نے ان میں حرص رکھی ہے
 ترک اس توں گیر و در گریاہاں
 اس مثنوی کو چھوڑ اور حتم میں جا
 ہر کہ در تون ست اوچوں خادم
 جو مثنوی میں ہے وہ خادم قیسا ہے
 ہر کہ در حتم شد سہلے او
 جو شخص حتم میں چلا گیا، اس کی علامت
 تونیاں رانیز سیم آشکار
 مثنوی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے
 ورنہ بینی روش کوش رانیز
 اگر تو اس کا جہر نہیں دیکھتا ہے الکی ہلے
 گرداری بود ارش در سخن
 اگر تجھے سوگند نہیں آتا، اس سے بات کر
 پس گوید تونی صاحب فہم
 سولے کا مالک، مثنوی والا کہتا ہے
 حرص تو چو آتش ست جہاں
 دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
 پیش عقل اس چو گیسو ناخوش است
 عقل کے نزدیک یہ سونا گوبر کی طرح برا ہے

کہ از و حتم تقوی روشن است
 جس سے پرہیزگاری کا حتم روشن ہے
 زانکہ در گریاہ است و در ثلقات
 کیونکہ وہ حتم میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
 بہر آتش کردن گریاہ داں
 حتم کو گرانی کے لئے سمجھ
 تابو در گریاہ گرم و بانوا
 تاکہ حتم گرم اور پُر رونق ہو
 ترک توں راعین اس گریاہاں
 مثنوی کو چھوڑنا، بدین حتم سمجھ
 مرور اک صابر ست و حارم ست
 اس شخص کے لئے جو صابر اور محتاط ہے
 ہست پیدا بر رخ زیبائے او
 اس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے
 از لباس و از دُخان و از غبار
 کپڑوں اور دھوئیں اور دُغبار سے
 بو عصا آمد برائے ہر ضریر
 بو، ہر اندھے کی لاشی ہے
 از حدیث نو بدال راز کہن
 نئی بات سے پُرانا راز سمجھ لے
 بست سکہ چرک بر دم تابشب
 میں رات تک گوبر کے بین نوکرے لگے گیہوں
 باز کردہ ہرزبانہ صد دہاں
 ہر شعلہ نے سنو مندہ بے سار کئے ہیں
 گرچہ چوں سیر گیسو فرغ آتش است
 اگرچہ وہ گوبر کی طرح آگ کی جھلک والا ہے

۱۔ بکت مثنوی اس دنیا کے
 تمام سے پاک و صافہ ملکہاں
 ہے گویا حتم، اقداریاں۔
 دنیا داروں میں دولت کی حرص
 نہ ہوتی تو یہ مثنوی گرم ہوتی ترک
 ایک مسلمان کا کام ہے کہ وہ
 مثنوی کا رخ نہ کرے حتم میں
 داخل ہو۔
 ۲۔ ترک دنیا داروں نے اہل
 تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے علیغ
 کر دیا ہے ورنہ ان کو خود مرنے
 چاہتا ہے تاکہ گویا دنیا دار تقویوں
 کے خدمت گزار اور غلام ہیں۔
 در حتم شدہ، افسوس کے آثار
 چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔
 تونیاں۔ دنیا داروں کے احوال
 ان کی علامتوں سے پہچان لئے
 جاتے ہیں۔ ورنہ اگر حتم میں یہ
 استعداد نہیں ہے کہ دنیا داروں
 کے چہرے سے ان کے احوال
 پڑھ لو جو لیش یعنی انکی علامتوں
 سے ان کے احوال سمجھ لو۔
 جو اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا
 ہے وہ غویب سے چہنہ کی
 حقیقت سمجھ لیتا ہے۔
 ۳۔ گرداری نو اگر حتم ان کی
 عادتوں سے انکے احوال سمجھنے
 کی استعداد نہیں رکھتے ہو تو
 انکی گفتگو سے انکے احوال سمجھ
 لو۔ پس بگوید۔ مالدار، دنیا دار
 کے کہ کا آج میں نے جتن نوکرے
 گوبر کیا، حرص تو حرص سے
 ہی ایسے ہی شعلے پیدا ہوتے
 ہیں جیسا کہ گوبر کے آئینوں سے۔
 پیش عقل عقل مندہ گوبر اور مرنے
 کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی مثنوی
 حرص کو ہی طرح فروغ دیتا ہے
 جس طرح گوبر آگ کو فروغ دیتا

۴۔ اور اس کا حتم گوبر کی طرح دنیا داروں کی حرص کا سبب ہے۔

لے آفتاب سورج کی گری
ہی ترگوں کو خشک کر کے
آگ سے جلنے والا بناتی ہو۔
سورج ہی پتھر کو گرما کر اس
کی رگوں میں سونا پیدا کرتا ہے
ماکر وہ سونا حرص کی بھٹی
میں پہنچ کر حرص کی چنگاریوں
کو فروغ دے۔ آنکہ جو دنیا
دار یہ کر رہا ہے کہ اس نے
مال جمع کیا ہے تو اس نے
دراصل آتش حرص کے لئے
گو بر جمع کیا ہے۔ آہں سخن۔
گو بر جمع کرنا اگر کوئی فخر
کی بات نہیں ہے لیکن بھٹی
والوں میں یہ فخر ہے۔ وہ
فخر یہ ایک دوسرے کے
مقابلہ میں کہتے ہیں کہ تو نے
جتنے نوکرے گرو جمع کیا ہے
تو میں نے بیش نوکرے جمع
کئے ہیں، یہی دنیا داروں
کی حالت ہے۔

لے آنکہ جس شخص کا لشو
بھٹی کے ماحول میں ہو ہے
اس کیلئے گوہر کی بدبو خوش
کُن ہوگی اگر تم اس کو خشک
سو نکھاؤ گے تو اس سے
اُسے عیوب پہنچے گی گریوں
اگر تم بھی اس کے اس بھٹی
کے کاروبار میں شریک ہو
جاؤ گے تو سوائے نقصان
کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو
گے، دنیا داروں کی صحبت
میں تمہاری بھی وہی حالت
ہو جائے گی جو ان دنیا داروں
کی ہے۔

لے فقہ اس فقرہ سے یہ
بتانا مقصود ہے کہ یہی صحبت

آفتاب کے دم از آتش زند

سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے

آفتاب اس سنگ را ہم کر در

سورج نے پتھر کو بھی سونا بنا دیا ہے

آنکہ گوید مال گرد آورده ام

جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے

ایں سخن گر چہ رسوائی فزاست

یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے

کہ تو شش سَلہ کشیدی تابش

کہ تو نے رات تک بچہ نوکرے ماہل کئے

آنکہ در توں زاد و پائی رانید

جو بھٹی میں پیدا ہوا اور اس نے پاکی نہیں کی

گر بتوں انس از خواہی بود تو

اگر تو بھٹی کا شریک بنے گا

چرک تر را لائق آتش کند

ترگوں کو آگ کے قاب بنانا ہے

تا بتوں حرص اُفت رصہ شر

تا کہ لالچ کی بھٹی میں سو چنگاریاں پیدا ہوں

چیت یعنی چرک چندین کدہ ام

کیا ہے؟ یعنی آتش گوہر حاصل کیا ہے

ورمیان تو نیاں زیں فخر ہاست

بھٹی والوں میں اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے

من کشیدم بے سَلہ لے کر

میں نے آسانی سے بیش نوکرے کدے

بُوئے مشک آرد بر ورنجے پدید

مشک کی خوشبو اس میں مرض پیدا کر دے گی

زیں زیاں ہرگز نہ بینی سود تو

اس نقصان کی بھائی تو بھی لغت نہ مل کرے گی

قصہ آن باغ کہ در بازار عطاراں از نوئے عطر بیہوش شد

اس کمال رنجنے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

اں یکے دباغ در بازار شد

ایک چمڑا رنجنے والا بازار گیا

ناگہاں افتاد بیہوش خمید

اچانک بے ہوش ہو کر گر گیا اور بھک گیا

بُوئے عطرش نزد عطاراں اد

سخی عطاروں کی طرف سے اسکو عطر کی خوشبو لگی

تاخر دامنچہ ورا در کار بُد

تا کہ جو اسے درکار تھا وہ خریدے

چونکہ در بازار عطاراں رسید

پہنچے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا

تا بکر ویش سر و بر جافتاد

یہاں تک کہ اس کا سر چکرایا اور وہیں گر گیا

نیم روز اندر میان را ہلندر

دو پہر میں سڑک کے درمیان

ہوتی ہے اسی طرح کی مائیں پڑ جاتی ہیں۔ دباغ۔ کچا چمڑا رنجنے والے عطار عطر فروش۔ راہ۔

مکرم، مہی، عقلمند، نیم روز، دو پہر۔

جمع آمد خلق بروے آں زماں

اُسوقت لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے

آں یکے کف بردل اومی براند

ایک افس کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا

اُونمی دانست کاندہ مرتفع

وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں

آں یکے دستش ہی مالید و سر

ایک اُس کا ہاتھ اور سر ملتا تھا

آن نخور و غود و شکر زوہم

ایک دھونی اور اگر اور شکر ملا تھا

واں شدہ خم تانفس جوں می کشد

دوسرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا

واں دگر نبض گرفتہ از خرد

دوسرا عقلندی سے اُس کی نبض پکڑے ہوئے

تا کہ مے خورد دست یا بنگ ویش

تا کہ (مسلوم کرے) اُس نے شرب ہی یا بنگ ویش

پس خبر جزوند خویشاں را شب

تو انھوں نے خوار و شستہ داروں کو خبر دی

کس نمی داند کہ جوں مضر و گشت

کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا

یک برادر داشت آن باغ و رفت

اُس چہرہ آگئے والے کا ایک موٹا بھائی تھا

اند کے سر گین سنگ در آستین

تموٹو اس کے کتے کا پاخانہ آستین میں

گفت من بخش ہمید انم ز حلیت

بولائیں اُس کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے!

جملگاں لال حول خواں در ماں کُناں

سب لال حول پڑھتے ہوئے اعلان کرتے ہوئے

وز گلاب آں دیگرے برے فتاند

دوسرا اُس پر گلاب پھیرا کتا تھا

از گلاب آمد ورا آں واقعہ

یہ حادثہ اُس کو گلاب سے پیش آیا ہے

واں دگر کہنگل ہی آورد تر

دوسرا بھی تر کر کے لاتا تھا

واں دگر از پوششش می کرد کم

دوسرا اُس کے کپڑے کم کرتا تھا

واں دگر نواز دہانش می شمد

دوسرا اُس کے شمع کی خوشبو سونگتا تھا

منتظر تا نبض او جوں می جہد

منتظر تھا کہ اُس کی نبض کیسی چل رہی ہے

خلق در مانند اند نہ بہشیش

لوگ اُس کی بیہوشی (کے سبب) میں عاجز آ گئے

کہ فلاں اقتادہ است آنجا خراب

کہ فلاں اُس جگہ بے ہوش پڑا ہے

یا چہ شد کوراقتا و از بام طشت

یا کیا ہوا ہے کہ اُس کا راز فاش ہو گیا ہے

گر نیز ودانا بیامزد و دقت

چالاک اور سمجھدار وہ جلد سرگرمی سے آیا

خلق را بشکافت آمد با حنین

لوگوں کو چسپورا، روتا ہوا آیا

چوں سبب دانی واکردن علی

جب تو سبب جان لے دیا کرنا آسان ہے

لہ ذراں۔ علایج بہر تفریح

چراگاہ وہاں عطاروں کا

بازار مراد ہے۔ قافہ۔ یعنی

بے ہوشی۔ کہنگل۔ گاہ اورنگ

سے مرکب ہے وہ بھی جس

میں جھوسہ یا کوئی گھاس

بلا کر اُس سے دیواریں کو

لیپا جاتا ہے۔ قرعہ خونی۔

سونگھانے سے بیہوشی کو

امادہ ہوتا ہے۔ بخور و دھونی

پوشش۔ کپڑے کم کر دینے سے

فرحت کے سبب بیہوش

ہوش میں آ جاتا ہے۔ دہانش۔

ناک مٹھ کو سونگھ کر سمجھنے

کی بیہوشی کسی فضا آور چیز کی

وجہ سے تو نہیں ہے۔

لہ واں دگر نبض کے ذریعہ

سے بیہوشی کے سبب کا علم

ہو سکتا ہے۔ بنگ۔ بنگ۔

بخشش۔ گھاس، بھنگ۔

خویشاں یعنی دباغ کے ذریعہ

مضر و مری کی بیہوش

بے ہوش۔

لہ بر گیتی بنگ۔ کتے کا

پاخانہ۔ خنین۔ رونے کی آواز۔

جل۔ واضح، یعنی مرعہ سبب

معلوم ہو جانے پر وہ آسان

ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی

تشخیص نہ ہو تو علایج بہت

مشکل ہوتا ہے۔

اسے گفت میں دباغ کے
بھائی نے سوچا کہ دراصل اس
کا مارا بندہ کا عادی ہے چونکہ
رات دن سرے ہوئے چونکہ
رنگنا ہے۔ حادثہ جبکہ اس
کو لبروں کی عادت ہے تو خوشبو
اس کو لامحالہ تباہ کرے گی۔
جالیوں میں۔ یونان کا مشہور
طیب ہے اس نے کہا جو
کہ بعض کے مزاج کے موافق
دوا تجویز کرو۔

۱۷ کوثر عمو خلاف عادت
حادثہ سے مرض پیدا ہوتا
ہے تو مزاج کے مطابق دوا
دیدینے سے فاضل ہو جائیگا۔
معتاد جس چیز کی عادت
ہو جمل۔ گہر و نڈا گہر و نڈے
کو اگر گلاب نکھادو گے وہ
بہوش ہو جائے گا۔۔۔۔۔
داروی اوست۔ گہر و نڈے
کا علاج گوہر سے ہی کیا
جاسکتا ہے۔

۱۸ انجیناث۔ قرآن
میں ہے انجیناث للنجین
والنجینون للنجیناث
والظلمات للظلمات
والظلمات للظلمات
ماس طور پر مفسرین نے فرمایا
ہے کہ غیث غور میں غیث
مزدوں کے لئے ہیں اور
غیث مرفیث غور میں
کے لئے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ
مزدوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ
مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے
مولانا نے انجیناث سے
جڑی عاتیں اور الظلمات

چوں سبب معلوم نمود مشکل است

جب سبب معلوم نہ ہو۔ مشکل ہے

چوں بدلتی سبب اسہل شد

جب قوت سب جان یا آسان ہو گیا

گفت باخود ہستش اندر مغرور گ

اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے

تامیاں اندر حدث اوتا بشب

یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات تک

باحت کردست عادت سال و ماہ

اس نے سالوں اور مہینوں پر فکری مادی ڈالی ہو

پس محنین گفت ست جالینوس

تو اسی نے جالینوس اعظم نے کہا ہے

کز خلاف عادت است آں رنج او

کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہو گیا ہے

چوں جمل گشت از سر گس کشی

وہ گوہر جمع کرنے سے گہر و نڈے کی طرح ہو گیا

ہم از اں سر گس سنگ داروی او

کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے

انجیناث انجینین را بخواں

انجیناث اور انجینین کو پڑھ

ناصحاں اور ابغیر یا گلاب

نصیحت کرنے والے خبر یا گلاب سے اس کا

داروی رنج و در و صد حمل ست

مرض کی دوا اور اس میں مٹھا احتمال ہیں

واش اسباب دفع جمل شد

اسباب کا جاننا، نادر واقفیت کا دھندہ ہو گیا

توئے بر تو بومی آں سر گسنگ

کتے کے پاخانے کی بو۔۔۔۔۔

غرق دباغی ست اور وزی طلب

چھڑے رنگنے میں دوا ہوا ہے، روزی کھانے والا

بوئے عطرش لاجرم ساز و تباہ

اس کو عطر کی خوشبو لامحالہ تباہ کر دے گی

انچ عادت داشت بیمارانش

جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے

پس دوائے رنجش از معتاد جو

قرآن کے مرض کی دوا اس کی مادی چیزوں سے

از گلاب آید جمل را بہشی

تو گہر و نڈے کو گلاب سے بے ہوش ہو گیا

کہ بد اں اور اہمی معتاد و خوست

کہ اسہل کی اس کو عادت اور خوش ہے

رو و پشت ایں سخن را باز داں

اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھئے

می دوا سازند بہر فتح باب

علاج کرتے ہیں (ہدایت کے) دروازے کی

کٹا دلی کے لئے

سے پاکیزہ اخلاق مراد ہے۔ ناصحاں۔ بد طبیعت لوگوں کی نصیحت میں نامحاصل ایسی شائے
ہیں جو ان کی عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے۔

فرخیشاں را ساز و طبیات
بہلی باتیں غیشوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کثر گشتند و کم
وہ جب وحی کے عطر سے ٹیڑھے لوہے جھوت ہنگے
رنج و بیمار است مارا ایس مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گر بیاغازید نصیحتے آشکار
اگر تم نے نکل اٹھان نصیحت خروج کی
ماہ لہو و لعب فر بہ گشتہ کم
ہم کھیل کود سے سوئے ہوئے ہیں
ہست قوت مادر و غ و لاف و لاغ
ہمارا قوت اجھٹ اور شیخی اور غافق ہے
رنج را صد تو و افزوں می کنند
مرض تنو گستا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک اشاں بحدت
اُن کے شرک اور کفر کی گند کی بھجند ہے

در خور و لائق نباشد اے ثقات
اے معتد اور باتیں اُنکے مناسب لائق نہیں ہیں
بد نغاں شاں کہ تطییر نا بکم
اُن کا لغو مقام ہم تم سے بد فانی پڑتے ہیں
نیست نیکو و عظیماتاں مارا لقال
تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی قال نہیں ہے
ما کثیم آں دم شمارا سنگسار
تب ہم اتھیں سنگسار کر دیں گے
در نصیحت خوش را سرشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے
شورش معذہ مارا زیں بلاغ
ہمیں اس تبلیغ سے مستی ہوتی ہے
عقل را دار و بافیوں می کنند
عقل کا علاج انیوں سے کرتے ہیں
ہیں کہ دباغ اوقادہ بخودست
خود را و دہرا رنجنے والا ہے خوش ہے

معالجہ کردن برادر دباغ دباغ را بخصیہ بیوے سرگس
اُنکے کے پاخانہ کی بیوے پر بخیرہ طور پر بھرا رنجنے والے کے بھائی کو بھرا رنجنے والے کا علاج کرنا

خلق را می رانداز دے آنخوان
اُس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا
سرگوشش بُردیمچوں راز کو
اُس نے راز کہنے والے کی طرح سزا کے ہاک قریب کیا
کو کف سرگین سگ سا پیدہ بود
اسلئے کہ اس نے تھیل پڑنے کا پاخانہ کھاتھا
چونکہ بوی آں حدت را واکشید
جب اس نے اس ناپاک کی بو سونگھی

تا علایش را نمیند آں کساں
تا کہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں
پس نہاد آں چپینر بر بنی او
پھر اس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی
داروی مغز پلب آں دید بو
ناپاک دماغ کا علاج اس کو بھسا تھا
مغز پیش بوی ناخوش را سزید
اُس کا گندا دماغ بدبو کے لائق تھا

لے فرخیشاں جمعہ نصیبیں
غیشوں کے مزاج کے مطابق
نہیں ہیں چوں جبکہ وحی
کا عطر اُنکے دماغ کے موافق
نہیں ہے تو وہ اس سبب لڑتے
ہیں اور انکو دعو خط نصیحت
گراں گذرتی ہے۔ گریبا مانزد
انبیاء کو دھکیاں دینی شروع
کرتے ہیں۔

لے آ کفار نے انبیاء سے
کہا کہ ہماری پرورش نہیں کو
میں ہوتی ہے ہمارا مزاج نصیحت
سے میل نہیں کھاتا ہے توغ۔
ہنسی مذاق۔ تشویش۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا وحی
مستلزم ہے۔ توغ۔ ان کفار
پر اعتراض ہے یہ اپنے مرض
میں ادا ماننے کرتے ہیں
عقل کا علاج انیوں سے
کرتے ہیں جو خود عقل کو خراب
کرتی ہے۔ جس مولانا فرماتے
ہیں ان کفار کی حالت کو
چھوڑ دو دباغ بیہوش پڑا ہے
اُنکے فتنہ کی نہیں کرو۔

لے خلق را۔ دباغ کے بھائی
نے لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا
تا کہ کوئی اُنکے سامنے واقعہ
نہرے کے پتھر کی طرح نہ پڑے
سزا کا کی طرف کیا تا کہ لوگ
بھینس کہ ان میں کوئی دغا
پڑے نہ کہ وہ اپنے اور بچکے سے بھائی
کی ناک پڑے گا پاخانہں بھیا۔

خلق گفتند اس فسونے بد شگفت

لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا

مردہ بود افسوں بفریادش رسید

وہ مردہ تھا منتر اس کی مدد کو آگیا

کہ زنا و غمزہ و ابرو بود

جہاں زنا اور زنا واداد اور ابرو (کا اشارہ) ہو

لاجرم با بوی بد خو کر نہایت

لامسار بدبو کی عادت ہے

کاندون لیشک ز انداز سبق

کیونکہ وہ ازل سے سنگینوں میں پیدا ہوئے ہیں

می نگر داند بعنب بخوی خود

اپنی عادت غبر کی نہیں ڈال سکتا

اوپہم جسم سبے دل چوں تشور

وہ چھلکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کدول

ہمچور سم مصر سب کس مرغ زلو

تو مصریوں کے رواج کے مطابق گورنے مرغ پیدا کیا

ساعتے شد مردہ جنبیدن گرفت

تموڑی دیر گزری کہ مردے نے حرکت کر لی شروع کر کے

کاین خواند افسوں بگوش او بید

کہ اس نے منتر پڑھا اور اس کے کان میں پڑکا

جنبش اہل فساداں سو بود

مفسدوں کی حرکت اس جانب کہ ہوتی ہے

ہر کرا مت شک نصیحت نمود نیت

جس کو نصیحت کے مشک سے فائدہ نہیں ہے

مشرکوں ازاں نخری اندست حق

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اس لئے نہیں کہا ہے

کرم کو زرا دست از سر گیس ابد

وہ کیرا جو گبر سے پیدا ہوا ہے، کبھی

چوں نزد برے نثار رشت نور

کیونکہ اس پر نور کے چھپر کاؤ کا چھٹا نہیں رہا ہے

ور ز رشت نور حق فیض داد

اگر اللہ تعالیٰ نے اسکو نور کے چھپر کاؤ میں خدشا

لیک نے مرغ خیس خانگی

تین گھریلو، کیست مرغ نہیں

تو بدال مانی کزاں نور تہی

تو بھی اس (دبغ) کی طرح ہو کہ اس نور سے خالی

از فراقت زرد شد رخسار و رو

فراق میں تیرا رخسار اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

انڈے کو گوبر میں دبا کر اس سے بچہ نکال لیتے تھے یہ ان کا ایک تعجب انگیز طریقہ تھا تو گندے احوال

میں کسی بچے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب خیز ہے۔ ایک۔ گندے احوال میں پیدا شدہ ایک انسان

بڑا راسخ و اتمل ہوتا ہے۔ تو بیاں۔ مثنوی نے عاشق سے کہا تو بھی اس تو باغ کی طرح ہے ہی نے

گندے اخلاق کا مادی ہے۔ از فراق۔ فراق کی گری سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن بچہ پہل نہ بنا۔

انے سنا تھے۔ جب اس کو باغ

نے بد ہو سکی تو اسکو ہوش

آنا شروع ہو گیا لوگ حیران

ہو گئے کہ عجب منتر تھا کہ کان

میں پھر گئے ہی اس کو ہوش

آنے لگا جنبش۔ بھکا دلوں

کو بڑگوں کے قہقہے سناؤ

تو ان کو مرا نہیں آتا ہے

ہاں زنا اور عشق و محبت

کی داستان سے خوش ہوتے

ہیں۔ ہر کرا بھلی باتیں جس کے

مزاج کے موافق نہ ہوں تو

یقیناً اس نے بُری باتوں

کی عادت ڈال رکھی ہے۔

سے مشرکوں قرآن پاک

میں ہے۔ اٹھا ان مشرکوں کو

جنہیں مشرک نہیں ہیں چونکہ

ان لوگوں کی نشو و نما گندے

احوال میں ہوئی ہے اسی نے

قرآن نے ان کو نہیں کہا ہے۔

کرم۔ جو کہ گوبر میں پیدا ہوا

ہے منتر سے اس کا

مزاج نہ بدے گا چوں۔ حدیث

خریف ہے ان اللہ خلق

الخلق فی ظلمۃ ثم دق

علیہم من نورہ فسمی

اصاب من ذلک النور

فقد اشدی و من

الخطا فقد غوی۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے احوال

کو اندھیرے میں پیدا فرمایا

ہے پھر ان پر اپنا نور پھیر کا

تو جس پر وہ نور پڑا اس

نے ہدایت پائی اور جس پر

نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

سے رحم مصری لوگ

دیگ از آتش شد سیاه و دوفام

دیگ آگ سے کالی اور دھریں کی طرح ہو گئی

ہشت سالت جوش دادم در فراق

میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا

خامی و ہرگز خواہی پخت تو

تو کچا ہے اور ہرگز نہ پکے گا

غورہ تو سنگ بستہ از مقام

بیماری سے تیرا لنگھوں کا پتھا پتھا گیا ہے

گوشت از سختی چنیں ماندست خام

گوشت سختی کی وجہ سے اسی طرح کچا ہے

کم نشدیک زہ خایست از نفاق

نفاق کی وجہ سے تیری خامی ایک ذرہ کم ہوئی

گر ہزاراں بار جوشی لے غشو

اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے

غور ہا کنوں مویزند و تو خام

خوشے منقہ بن گئے اور تو کچا ہے

عذر خواستن عاشق گناہ خود را تبلیس و رپوش و فہم

مکاری اور تبلیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوقہ کا

کردن معشوق اک رانیز

اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم بکیر

عاشق نے کہا سات کر، میں آزما رہا تھا

من ہی والستمت بے امتحان

میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا

آفتابی نام تو مشہور و فاش

تو سورج ہے، تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے

تو منی من خوشتن را امتحان

تو میں ہوں، میں اپنا امتحان

انبیاء را امتحان کردہ عداوت

رہنمون نے انبیاء کا امتحان لیا ہے

امتحان چشم خود کردم بہ نور

میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا

تا بہ بنیم تو حریفی یا ستیر

تا کہ سمجھ لوں کہ تو یا رملس ہے یا پردہ نشین

لیک باشد کے خبر چمچو عیاں

لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے؟

چہ زیانست اگر بکرم ابتلاش

کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزمایا؟

می کنم ہر روز در سود و زیاں

نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں

تا شدہ ظاہر از ایشاں معجزات

حتیٰ کہ اُن سے معجزے ظاہر ہوئے

ایک چشم بد ز چشمان تو دور

لے وہ (محبوب) کہ تیری آنکھوں سے چشم بد دور رکھا

لے دیکت تیری مثال تو

ہے کہ دھریں سے دیگ تو

کالی پر گئی لیکن گوشت کچا

رہا۔ سببت میں نے تجھے آٹھ

سال تک نفاق سے جوش دیا

لیکن تیری خامی میں کوئی پخت

نہ پیدا ہوئی۔ خامی، اگر ہزار

مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا

یہ بھی تیری خامی دور نہ ہوگی

غورہ۔ انگور کا جو خوش پتھا پتھا

پھر گرمی سے بھی نہیں پکے گا۔

تو نیز، انگور پختہ ہو جانے کے

بدلتی بنتا ہے۔

لے قہر اب عاشق نے

مکاری سے عذر خواہی کی

اور اپنے فعل کی غلط توجیہ

شروع کر دی۔ گفت عاشق

نے کہا میں نے برسرِ لینے کا

ارادہ اس لئے کیا تھا کہ تجھے

آزماؤں کہ تو بڑائی پر راضی

ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔

حریف۔ یا رملس مستور،

پردہ نشین۔

لے من۔ اگرچہ میں تجھے تک

ہی حکمت تھا لیکن مزید طبعاً

کے لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔

تیری یہی روز روشن کی طرح

ظاہر ہے، آزلنے سے اس

میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔

انبیاء۔ دشمنوں نے انبیاء کو

آزایا اور اُن سے معجزے

طلب کئے تو اُن کی نبوت

اور پختہ ہو گئی۔ توحشی۔ تجھ

اور مجھ میں امتحان ہے،

تیرا امتحان دراصل میرا

امتحان ہے اس میں تیرے

لے ایں جہاں۔ اس مالم
 خراب میں تو خواہ ہے اگر
 خزانہ کی جستجو کی جائے تو
 اس میں کوئی شب نہیں ہو
 نان۔ یہ میری یہودگی اس
 لئے تھی کہ امتحان کے بعد
 دشمنوں کے سامنے تیری
 نیکی کا اظہار کر سکوں تنہا
 یعنی جب میں زبان سے
 تیری توبہ کروں تو آنکھ
 چشم دید گواہی دے۔
 تھکے طرح تھکے۔ اگر میں نے بکی
 آبرو دینے کی ہے تو تدار
 حاضر ہے اور کفن پہنے ہوئے
 ہوں مجھے قتل کر دیجئے جزو
 تلوار سے قتل کر دیجئے جلائی
 کے ذریعہ قتل نہ کیجئے۔ جنت
 خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل نہ
 کرنا دوسرے سے قتل نہ
 کرنا کیونکہ میں تمہارے
 ہاتھ کا ملوک ہوں دوسرے
 کے ہاتھ کا ملوک نہیں ہوں۔
 از جدائی۔ خدا کے لئے جلائی
 کی بات نہ کرو جو چاہے کر
 دُشمن یعنی میں اپنے اور
 محمدؐ بھی بیان کر سکتا ہوں
 لیکن وقت تنگ ہے۔
 تھکے پوسٹہا۔ عاشق کہتا ہے
 کہ معذرت میں کچھ نہ کہتا ہوں
 باتیں میں نے کہہ دی ہیں۔
 لیکن اس حقیقت کا پورا
 اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ مگر
 خطا تھی۔ اگر یہ میری غلطی
 بھی ہے تو اب اس کو معاف
 کر دے۔ چوں۔ اب میں اپنے
 فعل پر ندامت کا اظہار کرتا
 ہوں مجھے معاف کر دے۔
 کہ تو نے میری بچائی میرے ساتھ

ایں جہاں ہجو خراب است تو گنج

یہ دنیا کمند کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے

زائ چناں بے خرد کی کردم گون

میں نے اس لئے ایسی لغو بے عقلی کی

تاز باخم چوں شرانامے نہد

تاکہ مسیری زبان جب تیرا نام لے

گر کشدم در راہ حرمت ہزن

اگر میں تیری حرمت کا ٹوکا کو بسا ہوں

جز بشمشیر خود اے شاہم کش

اے میرے شاہ! مجھے اپنی تلوار کے علاوہ کسی چیز

جز بدست خود مبرم یاد مبر

میرے پاؤں اور سراپے ہاتھ ہی سے تھامنا

از جدائی باز می رانی سخن

تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے

در سخن آبادم ایندم راہ شد

بات کرنے کا اب راستہ نکل آیا

پوشہا گفتیم و مغز آمد رفیں

ہم نے چمکے بیان کر کے اور مغز چھپا رہ گیا

گر خطائے آمازما در وجود

اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے

امتحان کردم مرا معذور دار

میں نے امتحان لیا، مجھے معذور سمجھو

مگر تھخص کردم از گنجت مرغ

اگر میں نے تیرے خزانہ کی تلاش کرنی تو زخمید نہ ہو

تازنم با دشمنان ہر پار لان

تاکہ دشمنوں کے مقابلہ میں بڑھ کر بات کہہ سکوں

چشم ازیں دیدہ گواہی ہا دہد

آنکھ، اس چشم دید کی گواہیاں دے

آمدم اے مہ بشمشیر و کفن

اے چاند! میں تلوار اور کفن لے کر آ گیا ہوں

بیش ازیں از دوری آما ہم کش

اے میرے چاند! اس سے زیادہ فراق سے بچنے کا

کہ ازیں دشمن نہ از دست گر

کیونکہ میں اس ہاتھ کا ہوں نہ کہ دوسرے کے ہاتھ کا

ہر چہ خواہی کن ولیکن میں کن

تو اور! جو چاہے کر یہ نہ کر

گفت اماں نیت خوں بیگاہ شد

لیکن، بات کا موقع نہیں ہے چونکہ بوقت ہو گیا

گر بمانیم ایں بماند بچنیں

اگر ہم اس طرح ہے وہ بھی اسی طرح رہ جائیگا

چشم می داریم در عفوای فرود

لے محبوب! ہم معافی کی توقع رکھتے ہیں

چوں ز فعل خویش شتم شرما

جبکہ میں اپنے فعل پر شرمندہ ہوں

رد کردن معشوقِ غدر عاشق را و تبلیسِ اُورا

مشنوی کا عاشق کے غدر اور مکر کو رد کر دینا

در جوابش برگشا د آں ماہ لب

اُس کے جواب میں اُس چاند نے لب کشائی کی

کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

حیلہ ہائے تیرہ اندر داری
فلح حیلے انصاف کے موقع پر
ہر چہ در دل داری از مکر و رموز
تو جو کچھ مکر اند اشارے دل میں رکھتا ہے
گر بہ پوشیمش ز بندہ پروری
اگر ہم انکو بندہ پروری کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں
از پدر آموز کا دم در گناہ
باپ سے سیکھ لے کیونکہ حضرت آدمؑ گناہ کے پاک
چو بیدار عالم الاسرار را
جب انھوں نے اہل رازوں کے جاننے والے کو دیکھا
بر سر خاک تر اندہ نشست
وہ دم کی راکھ پر بیٹھ گئے
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا كَفْت وِس
ہیں انھوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا۔ کہا
دیدہ جانداران پنهان میحوجاں
انھوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا
کہ ہلا پیش سلیمان مورباش
کہ خبردار! سلیمان کے سامنے چیونٹی بن جا
جز مقام راستی یکدم مایست
سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ شہر
کورا گرا زیندہ بالودہ شود
انداھا اگر نصیحت سے پاکی سامان نہ جائے
آرما تو نیستی کورا ز نظر
اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو
عمر ما باید سنادر گاہ گاہ
عمر میں چاہئیں بہت کم ہمارا اور کبھی کبھی

پیش بنایاں چرامی آوری
عقل مندوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟
پیش مار سوا و پیدائے مجرور
ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں
تو چرا بے زونی از حدی بری
تو کیوں حد سے زیادہ بے محاشی کر رہا ہے؟
خوش فرود آمد بسوئے پا نگاہ
خوشی سے جوتوں کی جگہ آخر آئے
بر دوپا استادا استغفار را
تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
وز بہانہ شاخ تاشانے نخت
اور بہانہ کیلئے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چھاؤنگ
چونکہ جانداران بیدار از پیش پس
جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا
دور باش ہر یکے تا آسماں
ہر ایک کا دوست آخر نیز آسمان تک تھا
تا نہ بشکافد ثرائیں دور باش
تاکہ تجھے یہ دوست آخر نیز نہ پھاڑ دے
بیچ لا لامرد را چوں چشم نیست
انسان کا کوئی خادم آنکھ میا نہیں ہے
ہر دمے اوباز آلودہ شود
وہ پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا
لیک اذ اجاء القضاء عی البصر
لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہو
تا کہ بین از قضا افتد سجاہ
کہ آنکھوں والا قضا سے کنیز میں گرے

اے جگر عقل مندوں کے
سامنے عقل دلائل پیش کرنا
بہر قوتی ہے۔ ہر چہ تیرے
ہر کرے ہم واقف ہیں مگر
اگر ہم نیز نوازی کی وجہ
سے چشم پوشی کر رہے ہیں
تو تجھے بے حیائی سے کام
نہ لینا چاہیے۔ آخر پر انسان
کو اپنے باپ حضرت آدمؑ سے
معافی کا طریقہ سیکھنا چاہیے۔
اے حق حضرت آدمؑ سے
جیسے ہی عقلی کار کتاب ہوا
تو میل بہانہ کرنے کی بجائے
نور معافی کے لئے کھڑے ہو
گئے اور غم کے خاکستر پر بیٹھ
گئے۔ ورنہ بہانہ بہانہ بازی میں
ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ
کی طرف منتقل نہ ہوئے۔

جانداران یعنی ملائکہ و جنات
دو شاخ نیز اوجھا و دوش ہاتھ
میں لے کر بادشاہ کے آگے
آگے چلتا تھا۔
اے کھلا فرشتے کہتے تھے کہ
سلیمان یعنی خدا کے سامنے
چیونٹی یعنی خیر بن جاؤ ورنہ
یہ نیزہ ہلاک کر دے گا۔ لالہ۔
غلام چون چشم چون گاہ انجام
پر نظر کے معافی کے لئے آواز
کر دے۔ تو کہ یعنی جسے چشم
بصیرت حاصل نہیں ہے اگر
وہ قریب بھی کرتا ہے تو اس
پر قیام نہیں رہتا ہے۔ آقا۔
حضرت آدمؑ کو چشم بصیرت حاصل
تھی لیکن قضا خداوندی کے
سامنے مجبور ہو گئے اور گناہ
کر بیٹھے۔ عمارت چشم بصیرت
والا گناہ میں بہت کم مبتلا
ہوتا ہے۔

لہ کر اگر خیم بصیرت نہیں
ہے تو پھر اس کا اندھا بن
ہر وقت اس کو مصیبت میں
بتلا کر تارہتا ہے۔ دکھش۔
پھر اس کی یہ حالت ہوتی
ہے یہ بھی نہیں سمجھا کر اس
مصیبت کا سبب اندرونی
ہے یا بیرونی ڈر کے۔
اندھے پر شک بکھا دو کر
تو بھی یہی سمجھے گا کہ میرے
بدن کی خوشبو ہے کس کا
کوئی احسان نہیں ہے۔
لے پتے۔ خدا کسی کو کھیر
عطا فرمادے تو وہ اس کی
حریت کرنے میں سینکڑوں
ماں باپ سے بھی بہتر ہیں
ہر فضل اور برائی سے اس
کو بچا سکتی ہیں۔ غمازہ
دل کی آنکھیں جہانی آنکھوں
سے بدرجہا افضل ہیں۔
اتے درنہا۔ یہاں پہنچ کر
مولانا پر ایک کیفیت طاری
ہو گئی ہے اور باوجود اسرار
کے بیان کے اس کو کافی
سمجھتے ہیں فرماتے ہیں کہ
افسوس اسرار کے بیان کے
لئے بہت سے موانع پیش
آ گئے ہیں۔ پائے بت۔ تیز
رو گھوڑے کے اگر پاؤں
باندھ دیئے جائیں تو اس
کی خوش رفتاری ختم ہو جاتی
ہے۔ ایسے سخن۔ اسرار و حکم
بمیزان موتی کے ہیں اور اللہ
کی غیرت ان کے لئے بمنزلہ
چنگ کے ہے، غیرت خداوندی
ان کو بین نالقی ہے۔

کہ مر اور اوقات دن طبع خواست
کیونکہ گنا اس کا مزاج اور عادت ہے
ازمن ست اس بوی یا زاکو گیت
یہ بڑے بوجھوں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے
ہم ز خود داند نہ از احسان یار
وہ اپنی جانب سے کچھ گناہ نہ دیکھتا ہے
بہتر از صداما درست و صد پیر
سینکڑوں باتوں اور سینکڑوں باتوں بہتر ہیں
دیں دو چشم حس خوش چین او
اور حق کی۔ دونوں آنکھیں اس کی خوش چین ہیں
صدگرہ زیر زبانی بستاند
جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں باتیں
بس گراں بندیت اس معذرت
معذور رکھ! یہ بہت بھاری بیڑی ہے
کایں سخن کو درست و غیرت ایسا
کیونکہ یہ بات موتی ہے اور اللہ کی غیرت کی ہے
تو تباہی دیدہ خستہ شود
بیمار آنکھ کا قوتیا ہوتا ہے
کز شکستن روشنی خواہی شدن
اس لئے کہ تو ٹوٹنے سے روشنی بنے گا
حق گند آخر درتش کو غنی ست
بالا خراش (قائل) اسکو درست کر دیا جائے یا نا

کو ر را خود اس قضا ہمراہ او
اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
در حدث افسند اند بوی چیت
وہ ناپاک میں گناہ ہے، نہیں سمجھتا کہ بڑے بوجھوں کی ہے
ور کے بروئے کند مشکے نثار
اگر کوئی اس پر مشک بھرتا ہے
پس دو چشم روشن اے صبا نظر
اے صاحب نظر! دو روشن آنکھیں
خاصہ چشم دل کہ آں ہنقاد پوست
خصوصاً دل کی آنکھ جس کی نشر تھیں ہیں
اے دریاغیرناں نبشتہ اند
ہائے افسوس! ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں
پای بستہ چوں رو خوش راہوار
عمدہ گھڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا؟
ایں سخن شکستہ می آید دلا
لے دل! یہ بات ٹوٹی پھوٹی ہو رہی ہے
در اگرچہ خرد و اشکستہ شود
موتی خواہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
لے دراز اشکستہ خود بر سر مر
لے موتی! اپنے ٹوٹنے پر سر نہ پیٹ
ہمچنین اشکستہ بستہ گفتنی ست
اسی طرح ٹوٹا ہوا جوڑ کر کہنا ہے

لے در۔ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے اور پس جائے تو بھی اس کا سر اس کے روشن کردہ ہے وہی
طرح اسرار و حکم اگر بوسے طور پر بیان نہ ہو سکیں تو بھی ناندہ سے غالی نہیں ہیں۔ آئے در موتیوں
کا ٹوٹ جانا زیادہ قابل افسوس نہیں ہے کیونکہ بہر حال وہ مفید رہتے ہیں۔ ہمچنین۔ مجھے ٹوٹے ہوئے
اسرار و حکم کو جوڑ کر کہنا ہی ہے خدا ان کو صحیح حالت میں کر دے گا۔

گندم اربشکت زہم و شکست
گیہوں اگر ٹوٹا اور بیزہ ریزہ ہو گیا
تو ہم اے عاشق چو جہمت فاش
اے عاشق! تو بھی جیکہ تیری خطلہ واضح ہو گئی
آنکہ سر زندان خاص آدمند
جو حضرت آدمؑ کی مخصوص اولاد ہیں
حاجت خود غرضہ کن حجت مجو
اپنی ضرورت پیش کر، دلیل نہ تلاش کر
سخت روئی کرو را شد عیب پوش
اگر دشمنی اس کی عیب پوش بنی ہے
آن بوجہل از پیٹ معجن
اس ابوہل نے پیغمبر سے معجزہ
از ستیزہ خواست بوجہل لعین
لعن ابوہل نے جھگڑے سے چاہے
معجزہ جُست از نبی بوجہل شک
ابوہل کہنے لگے ہیں سے معجزہ طلب کیا
لیک آں صدیق خود معجز خواست
تسکین ستیزین دیتے کوئی معجزہ نہ مانگا
کے رسد ہمچوں توئی راگز منی
جہ جیسے کو کب حق پہنچتا ہے؟

بزم کوکان آمد کہ نکان دورت
دکان پر آیا کہ اب ہم روٹی ہے
آبے روغن ترک کن اشکتہ باش
چکنی چڑھی ایات پھوڑا شکستہ بن
نفخہ انا ظلمنا می و مند
وہ "بیشک ہم نے ظلم کیا" کا دم بھرتے ہیں
ہمچو ابلیس لعین سخت رو
ڈھیٹ، ملعون، شیطان کی طسرح
در ستیز و سخت روئی تو بکوش
تو جھگڑے اور ڈھٹائی میں کوشش کر
خواست ہمچوں کینہ و ترک معز
کینہ و ترک معز کی طسرح مانگا
معجزات از مصطفیٰ شاہ ہمیں
مُعرے شاہ اعظم مصطفیٰ سے
دید و نفروش ازاں الالب شک
اُسے دیکھا اور اُسے اُسیں بجز شک کے کہ انا زکیا
گفت ایں رو خود نہ کوید مجز کر است
اُسے کہا یہ چہرہ بجز شک کے کچھ نہیں کہتا ہے
امتحان ہمچوں من پارے کنی
کچھ جیسے درست کا امتحان کرے

گفتن جہودے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ
ایک یہودی کا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ
داری از سر اس کو شک خود را بیند از جواب آن حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا
ہے اس اوپے قلم پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا

یہ تو مخالفت کی دلیل ہے گفتن۔ اس یہودی کی بات کا منشاء بھی یہی تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتلے کو
آزادیں تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ میں اللہ کو آزمائے گا کوئی حق نہیں ہے۔

اے گندم گیہوں میں ملنے
کے بعد بھی قیمتی ہے آٹا بن کر
روٹی بیکنے کے کام میں آجاتا
ہے۔ تو ہم۔ عاشق کا فرض
ہے کہ وہ اپنی خطایر نہایت
کا اظہار کرے اور کئی چٹری
باتیں نہ بنائے۔ ہمک۔ میسج
اولاد کا فرض ہے کہ وہ باپ
کی بہترین سیرت اختیار
کرے حضرت آدمؑ نے اپنی
خطا پر انا ظلمنا کہنا شروع
کر دیا تھا۔ یہی نبی آدمؑ کے لئے
بھی مناسب ہے۔ ابلیس۔
شیطان نے اپنی غلطی پر
اصرار شروع کر دیا تھا۔ سخت
روئی یعنی شیطان کا کہنا
نَحْنُ ظَلَمْنَا مِنْ ثَمَرِهِ فَخَلَقْنَا
مِنْ طِينٍ مِّنْ تَحْتِهَا
سے پیدا کیا ہے اور اس کو
مٹی سے اگر تیرے نزدیک
اس شیطان کا عیب چھپانے
والا بنا ہے تو میں ایسا کر میر
دیکھ لینا تیرا انجام بھی وہی
ہوگا جو اس کا ہوا ہے۔
اے ابوہل۔ ابوہل
نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب
کیا تھا اس پر آنحضرتؐ سے
شق القہر کا معجزہ رونما ہوا
تھا۔ مژگوں کی ایک خیریز
قوم ہے۔ دیکھ۔ ابوہل کو
معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔
ایک حضرت ابوہریرہؓ نے
میں نے بھی معجزہ طلب نہ کیا
اور کہا کہ یہ کچھ بھی جھوٹ نہیں
ہوتا ہے اور تصدیق کر دی۔
اے کے رسد غرضیکہ امتحان
بین عاشقوں کا کام نہیں ہے

مٹھی را گشت روزے یک عتد
ایک سرکش نے ایک روز مٹھی سے کہا
بر سرِ بام و قصرے بس بلند
بالا خانہ اور بہت بلند قلعہ پر
گفت آئے او حقیقت غنی
فرمایا، ہاں وہ نگہبان ہے را در بے نیاز ہو
گفت خود را ہیں در افکن تو ز بام
اُس نے کہا، ہاں اپنے آپ کو بالا خانہ سے گرا دیجئے
تالیقیں گرد و مرا یقین تو
تاکہ مجھے آپ کے یقین کا تین سو چارے
پیش امیرش گفت خاش کن برو
ترا میر نے اُس سے کہا خاموش ہو جا، چلا جا
کے رسد مز بندہ را کو با خدا
بندے کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
بندہ را کے زیرہ باشد کن فضول
بندہ کی کیا مجال ہے کہ وہ بیہودگی سے
آن خدا را می رسد کو امتحان
یہ خدا کو حق ہے کہ وہ آزمائے
تا بما مارا نماید آشکار
تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھائے
بیچ آدم گفت حق را کہ ترا
حضرت آدم نے کہیں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرا
تابہ بنیم غایتِ حِلْمَت شہا
لے شہادۂ تاکہ میں تیری برباری کی انتہا دکھاؤں
عقل توا ز بس کہ آمد خیرہ سر
جو کہ تیسری عقل گستاخ ہے

لے فتور سرکش بر سرِ بام
یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ اللہ
تمہاری حفاظت کرتا ہے
تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے
اپنے آپ کو گرا کر دکھو۔ گفت
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں
مجھے یقین ہے کہ وہ میرا
محافظ ہے۔ مٹھی میں لطف
خود را بیہودی نے کہا کہ اپنے
آپ کو بلند جگہ سے گراؤ تاکہ
مجھے بھی اس کا یقین آجائے
کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر
بہرہور ہے۔

لے پیش حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو آزمانا
اللہ تعالیٰ کی جناب میں
گستاخی ہے جو تباہی کا
سبب بن جاتی ہے۔ استقامت
آنا، گنج کو زعفران کرنا۔

لے آن خدا را آزمائے کا حق
خدا کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ
دکھائے کہ تمہارا عقیدہ اصل
کیا ہے حضرت آدم نے جب
فطرت کی توبہ نہیں فرمائی کہ میں
نے تو اے خدا تیرے علم کو
آزمائے کیلئے فطرت کی ہے۔
تا بہر حضرت آدم نے
فطرت کر کے یہ نہیں کہا کہ میں
نے تو فطرت اس لئے کی ہے کہ
تیری برباری کو آزماؤں۔
خیرہ سر۔ بیہودہ۔

کو ز تعظیم خدا آگہ بنود
جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا
حفظ حق را واقفی اے ہوشمند
لے ہوشمند! آپ اللہ کی نگہبانی سے واقف ہیں
ہستی مارا ز طفل و منی
بچپن اور لطف (کی حالت) سے ہمارے وجود کا
اعتمادے کن بحفظ حق تمام
اللہ تعالیٰ کی نگہبانی پر بھروسہ کیجئے
واعتقاد خوب با برہان تو
اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا
تا نگر و دجانت زیر جرات گرد
تاکہ تیری جان اس جرات سے بخش جائے
آزمایش پیش آرد ز ابتلا
امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے؟
امتحان حق کندے گنج گول
اے امن بے وقوف! اللہ کا امتحان کرے
پیش آرد ہر دمے بابتدگان
ہر وقت بندوں کو
کہ چہ داریم از عقیدہ در ہر مار
کہ ہم مٹھی کی عقیدہ رکھتے ہیں
امتحان کردم دریں جرم و خطا
اس فطرت اور خطا میں میں نے امتحان کیا ہے
وہ کرا باشد مجال میں کرا
ہاں! یہ مجال کس کو ہے؟
ہست عدت از گناہ تو بہتر
تیرا عذر گناہ سے (مجھے) بہتر ہے

آنکہ اوافرشت متقی آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بند کی ہے
اے ندانستہ تو شکر و خیر را
اے وہ کہ تو شکر اور خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کردی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بدانتی کہ شکر دانہ
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا داد ہے
پس بدال بے امتحانے کا آگے
پس جان لے کہ امتحان لے بغیر خدا
اے بدال بے امتحان ز علم شاہ
پس جان لے کہ بغیر امتحان کے جبکہ قواضی کے لہجہ
یہیچ عاقل انگشت در زمین
کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را چیمے آگے
کیونکہ کوئی باغیچہ دانہ گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا در مہرست
وہ شیخ جو پیشوا اور مہرست ہے
امتحان گزشتی در راہ دیں
اگر تو دیں کے راستہ میں امتحان کر لیا
جرات جہلت شود عریان فاش
تیری ریاکی اور جہالت نکلی اور ظاہر ہو جائیگی
گر بیاید ذرہ سنجہ کوہ را
اگر ذرہ پہنچاؤ کوہ تو لے
کو قیاسے خود ترازومی تشد
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو جانتا ہے

تو چہ دانی کردن او را امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جانے؟
امتحان خود را کن آنکہ غیر را
(پہلے) لینا امتحان کہ پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائیگا
پس بدانی کا ہل شکر خاد
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خادِ رحمت کا اہل ہے
شکرے نفرت شد نا جا نگا
بے موقع ترے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سری نفرت شد دریا نگا
سردار ہے، تجھے جو تیروں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مستراح پیر جمیں
نہایت سے بھرے ہوئے بیتِ انظار میں
یہیچ نفرتد بانبار کھے
کبھی بھروسے کے انبار میں نہیں ٹھاتا ہے
گر مریدے امتحان کردا و خیرت
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ (مرید) گرجا ہے
ہم تو گردی امتحان اے بے نقی
اے شک! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
اوبرہمنہ کے شود زں اقتتاش
وہ اس تقیث سے ہتھیار کب ہوگا!
برزوزاں کہ ترازوش اے قتی
اے نوجوان! اس پہاڑ سے لگی ترازو ٹوٹ جائیگی
مرد حق را در ترازومی کند
اللہ تعالیٰ کے دل کو ترازو میں رکھتا ہے

لے آنکہ ایک عاجز بندہ
اللہ کا کیا امتحان لے سکتا
ہے۔ اتنے ندانستہ انسان کہ
خود اپنے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا
امتحان لینا چاہیے۔ (امتحان خود)
جب انسان خود اپنا امتحان
لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ
ملے گی۔

لے چوں بدانتی۔ جب تو
جان لے گا کہ تو رحمت کے قائل
ہے تو سمجھ جائیگا کہ تو حق ہے جو
پس بدال۔ اللہ تعالیٰ امتحان
کے بعد انعام کا حق قرار دیتا
ہے۔ اے بدال۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باغیچہ کو
ذیل نہیں کرتا ہے۔

لے یہیچ عاقل قیمتی موتی کو
کوئی عقلمند بھی انعام میں نہیں
پھینکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیوں
کوہ درخشاں میں کیسے بھیجے گا۔
مستراح بیتِ انظار۔ زانکہ
گیہوں کو کوئی عقلمند بھروسے
میں نہیں ڈالتا ہے۔ حتیٰ جبکہ
بڑوں کا امتحان لینا بڑی بات
ہے تو مرید کا شیخ کا امتحان
لینا اگر چاہا ہے۔ امتحان
شیخ کا امتحان لے تو مرید خود
ذیل ہو جائیگا۔ اقتتاش۔
تقیث کرنا۔ اگر تیرا مرید شیخ
کے سامنے ایک ذرہ ہو کر قیاس
مرید اپنے اندازے سے ترازو
بناتا ہے شیخ اس ترازو میں
کیسے سہا سکتا ہے ہمارا وہ
ترازو ٹوٹ جائیگی۔

لے امتحان شیخ کا امتحان
یہاں پر شیخ پر تعزف کرنا ہے
شیخ نے ہی اس کو کشف و
تعزف سکھایا ہے اور اس
میں قریب تعزف اور کشف
شیخ کے تعزف میں نقوش
نقاش کا کیا امتحان لے
سکتے ہیں۔ امتحانے۔ اگر
کشف کے ذریعہ اس کے
مقام کو آدھاتا ہے تو یہ
کشف بھی شیخ ہی کا عطا
کر رہا ہے۔

لے چہ قدر۔ یہ کشف شیخ کے
کشف کے بالمقابل ہے۔
وہ جس شیخ کو آدھاتا ہے وہ
بھی دل میں آنا مرید کی تباہی
کا سبب ہے چونکہ جبیں
جب مرید کے دل میں ہی
قسم کے وساوس پیدا ہوں
تو مرید کو فوراً توبہ کرنی
چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے
اپنی اس گستاخی کی معافی
مانگنی چاہیے۔

لے آن زمان۔ جب مرید
میں ایسے وساوس آئیں
تو وہ سمجھ لے کہ اس کے
دین پر تباہی کے آثار
نمودار ہو گئے ہیں غروب
ایک گھاس ہے جس کا
مکان پر آگنا مکان کی
بربادی کی علامت ہے۔
اسے فیما بین چونکہ پہلے
اشارہ میں مولانا نے فرمایا
تھا کہ تیرے دین کی مسجد
میں غروب گھاس آگ
آئی ہے تو اب مولانا کا

چون گنجہ او بمیزانِ خرد
جبکہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں سامنا ہے
امتحان ہیچوں تصرفِ دالِ درو
امتحان لینا، اس میں تعزف کرنی کی طرح سمجھ
چہ تصرف کرو خواہد نقشِ ہما
نقوش، کیا تعزف کر سکیں گے
امتحانے گردانست و بیدید
اگر (ان نقوش نے) امتحان لینا آنا اور کھانا ہے

چہ قدر باشد خود ایں صرّ کربت
یہ صورت جو اس نے قائم کی ہے خود ایسی ہوگی
وسوسہ ایں امتحان چوں آمدت
جبکہ اس امتحان کا تھے وسوسہ آیا
چوں چنیں وسواسِ نیدی کو دوزو
جب تو ایسے وسوسے محسوس کرے بہت جلد
سمجھو کہ را ترک کن از اشکِ وَا
سمجھو کہ جگہ کو اپنے آئینوں سے ترک کرے
اَل زماں کت امتحانِ مطلوب
جس وقت امتحان کرنا تیسرا مقصد بنا

ہیں چو وسواسِ آمدتِ رامتھاں
خبردار! جب زمانے کے سلسلہ میں تھے دستکاریاں
تا نگہ دارد ترا آں ممتحن
تا کہ وہ امتحان لینے والا تھے محفوظ رکھے
اے ضیاء الحق حُسام الدین بیا
اے ضیاء الحق حُسام الدین آ جا

پس ترازوئے خرد را بر دوزو
تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے
رو تصرف بر چنیاں شاہے مجو
جا، ایسے شاہ پر تعزف نہ کر
بر چنیاں نقاشِ بہر ایتلا
ایسے نقاش پر آدھانے کے لئے
نے کہ ہم نقاشِ آں برو کشید
کیا نقاش ہی ہے ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے
پیش صورت ہا کہ درِ عظیم ولایت
ان صورتوں کے بالمقابل جو اس کے عظیم میں ہیں
بخت بدواں کا مدد گردن زرد
تو سمجھ کر نہیں آئی اور اس نے تیری گردن کا رنگ
باخدا اگر دو در آندر سمجھو
خدا سے رجوع کر اور سمجھ لے میں گر
کہ خدایا وارہانم زیں گماں
کہ لے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیے
مسجد دین تو پُر غروب شد
تیرے دین کی مسجد غروب گھاس سے ہو گئی
باز گرد و روبرو بحق آراں زماں
پلٹ جا اور فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے
از گمان و امتحانِ اس و جن
اس و جن کے گمان اور امتحان سے
قصہ داؤدِ برگو و ہنا
(حضرت) داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا

زہن مسجدِ اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں غروب گھاس آگ آئی تھی۔ پتا یعنی حضرت داؤد
کا مسجدِ اقصیٰ تعمیر کرنے کا قصہ۔

قصہ مسجد اقصیٰ و خروپ ستن و عزم گردن داؤد علیہ السلام
 مسجد اقصیٰ اور خروپ اٹنے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
 پیش از سلیمان بر بنائے آل مسجد و موقوف شدن آل
 سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا ترک ہونا

چوٹ در آمد عزم داؤدی بتنگ
 جب داؤدی ارادہ سنت ہو گیا
 وحی گردش حق کہ ترک این بخوان
 اللہ نے اُن کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ
 نیست در تقدیر ما آنکہ تو ایس
 ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس
 گفت جرم چیست اے دانائے از
 انھوں نے کہا اے دانلدا کہ جاننے والے امیری

گفت بے جرمے تو خونہا کردہ
 فرمایا تو نے بغیر کسی جرم کے بہت خون کئے ہیں
 کہ ز آواز تو خلقے بے شمار
 کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے
 خوں بے رفت ست بر آواز تو
 تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں
 گفت مغلوب تو بودم مست تو
 انھوں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب تیرا مست تھا
 نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بود
 کیا ایسا نہیں ہے کہ شاہ کا مغلوب قابو نہ ہوتا؟

گفت اے مغلوب معدومیت
 اللہ نے فرمایا اے مغلوب! تیرا معدوم ہونا کہاں؟
 اینچنین معدوم کو از خویش رفت
 ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بسنگ
 کہ مسجد اقصیٰ کی پتھر سے تعمیر کریں
 کہ ز دستت بر نیاید این مکان
 کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہوگا
 مسجد اقصیٰ بر آری اے گزین
 مسجد اقصیٰ کو اے منتخب! بلند کرے
 کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
 کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد بنا

خون مظلوماں بگردن بردہ
 مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں
 جان بدادند و شدند از آشکار
 جان دیدی اور وہ اس کے آشکار بن گئے
 بر صدائے خوب جاں پرداز تو
 تیری حسین جان کو مشغول کر نہوای آواز کی وجہ سے
 دست من بر بستہ بود از دست تو
 میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا
 نے کہ المغلوب کا لمعدوم بود
 کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟
 جز نسبت نیست معدوم انصوتا
 معدوم ہونا محض نسبت ہوتا ہے، مسنہ
 بہترین ہستہا افتاد و رفت
 وہ تو فخر اور بہترین مورخات میں سے ہے

لہ چون حضرت سلیمان
 سے پہلے حضرت داؤد نے
 مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا ارادہ
 کیا۔ وحی۔ اللہ تعالیٰ نے
 حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ
 کی تعمیر سے روک دیا اور فرمایا
 کہ ہماری تقدیر میں تم اس
 کو تعمیر نہ کر سکتے تھے۔

لہ گفت حضرت داؤد
 نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا
 میری کیا خطا ہے کہ مجھے مسجد
 کی تعمیر سے روکا جا رہا ہے۔
 بے جرمے حضرت داؤد جب
 خوش الحانی سے زبور پڑھتے
 تھے تو بہت سے سننے والے
 جاں بحق ہو جاتے تھے۔

لہ گفت مغلوب حضرت
 داؤد نے فرمایا کہ میں زبور
 پڑھتے وقت جوش اور
 عشق خداوندی میں مغلوب
 ہوتا ہوں اور دست قدرت
 سے میرے ہاتھ بندھے
 ہوئے ہوتے ہیں۔ اتنے جو

شاہ کا مجبور ہوتا ہے وہ
 قابو نہ رہتا اور فانی ہوتا ہے
 اس پر کوئی مداخلت نہیں
 ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا اے مغلوب! بالکل
 معدوم نہیں ہے صرف
 اپنے اوصاف کو اللہ کے اوصاف
 میں گم کر دینے کے اعتبار سے
 معدوم ہے۔ انصوتا۔ یہ سن

لے۔ ایچین۔ جو اس طرح کا
 معدوم ہووے تو آخر اللہ کو حیرا
 ہے۔

لے آکر۔ اُس نے اپنے اکبر
اللہ کی صفات میں فنا
کر دیا ہے تو اُس کی فنا تو
در اصل بقا ہے۔ جملہ اب
اس فانی فی اللہ اور بانی باللہ
کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام
روحیں اُس کے زیر تصرف
ہیں اور تمام اجسام اُس کے
زیر نگیں ہیں۔ اختلاج یعنی
اجسام۔ آنکھ جو ہم میں فنا
ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ
وہ مجرب ہونے کی وجہ سے
با اختیار ہے۔ بقا۔ دوستی۔

لے منتہائے بندہ کا اعلیٰ
درجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ
وہ ہماری مرضیات میں گم ہو
جائے۔ اختیارش۔ اُس کا اگر
اس اختیار میں لطف نہ آتا تو
اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا جی۔
خودی۔ درجہاں۔ درجہ کی
تمام لذتیں خواہ کھانے کی
ہوں یا پینے کی وہ اس پر ہی
مبنی ہیں کہ اُس چیز کی لذت
کو مشاواہ جائے۔ اگرچہ فانی
فی اللہ اگرچہ دنیاوی لذتوں
کو مشاوت ہے لیکن یہ ترکیب
لذات کے لذت ہی ہوتی
ہے۔

لے ہرگز آدھو صفات باری
سے منسوب ہو گیا وہ اللہ کی
رحمتوں کے سمندر میں غرق
ہو کر رحمتوں کا مستحق ہو گیا
ہے۔ جہاں معدوم لیکن
وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ
کوئی بھی موجود اُس پر غائب
اسکے جگہ۔ ایسا فانی فی اللہ
موجودات پر مگر ان بنیادی

اوپر نسبت با صفات حق فنیست

اُس کو خدا کی صفات کی نسبت فنا میں ہے

جملہ ارواح در تدبیر اوست

تمام روحیں اُس کے اختتام میں ہیں

آنکہ او مغلوب اندر لطف باست

جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے

منتہائی اختیار اوست خود

خود اختیار کا اخیر یہ ہے

اختیارش گرنہ بودے چاشنی

اگر اُس کا اختیار لذت نہ ہوتا

در جہاں گر لقمہ و گر شربت است

دنیا میں خواہ کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے

گرچہ از لذات بے تاثیر شد

اگرچہ وہ لذتوں سے بیگاد ہو گیا ہے

ہرگز کہ او مغلوب شد مرحوم گشت

جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا

نہ چنناں معدوم کز ازل جو

ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے

بلکہ والی گشت موجودات را

بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے

بے مثال و بے مکان و بے نشاں

بے مثال کے اور بے مکان اعلیٰ بے نشان کے

بے شکال و بے سوال و بے جواب

بغیر اشکال اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

در حقیقت در فنا اور بقا است

حقیقتاً فنا میں اُس کی بقا ہے

جملہ اشباح ہم در تیر اوست

تمام اجسام بھی اُس کی قدرت میں ہیں

نیست مضطر بلکہ مختار و لا است

وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے

کا اختیارش گرد و اینجا منتقد

کہ اُس کا اختیار اُس جگہ گم ہو جائے

کے بگشتے آخر او محو از منی

تو وہ خودی سے محو کیوں ہوتا ؟

لذت او فرع محو لذت است

اُس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے

لذتے بود او لذت گیر شد

وہ (بھی) ایک لذت تھی جس لذت کو اُس نے حاصل کیا

در بحار رحمتش معدوم گشت

وہ اُس رحمت کے سمندروں میں معدوم ہو گیا

یہی برے چر بہ اندر گاہ جو

کوئی سخاوت کے وقت اُس پر غائب آجکے

بے گمان و بے نفاق و بے ریا

بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے

بے زمان و بے حسین و بے چناں

بغیر زمان اور بغیر ایسے اور ویسے کے

دم مزین واللہ اعلم بالصواب

دم نہ مارو اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

بے مثال۔ اب نہ اس کی کوئی مثال ہے نہ اُس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لانا ہے اور کم و کیف بھی
جولہ ہے جس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ سوال و جواب کا موقع ہے جس خاصٹی اختیار کو ہے۔

شرح اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ وَالْعُلَمَاءُ كَقُرْبٰنٍ اِحَدَةٍ خَاتَمٌ

اس کی شرح کرمزین، بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں اتحادِ داؤد و سلیمان و سائر انبیاء علیہم السلام کہ اگر یکے

خصوصاً حضرت داؤد اور سلیمان اور جبرائیل کا اتحاد ان پر سلام ہو کہ اگر تو انہیں سے ایک کا حکم

ازیشاں را منکر شوی ایمان تو بھیج نبی درست نباشد و

تو تیسرا کسی نبی پر ایمان درست نہ ہوگا اور یہ اتحاد کی علامت

اس علامت اتحاد است کہ اگر یکے خانہ ازاں ہزار خانہ ویرانی

ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویران کرے گا تو سب ویران

ہمہ یران شود و یک دیوار قائم نہ ماند کہ لا نفترق بین آخدا

ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہے گی کیونکہ ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی

مِن رُسُلِهِ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ وَاِسْ خُود اِشَارَتِ كُنْشِت

تفریق نہیں کرتے ہیں " عقلمند کیلئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

پس خطاب آمد داؤد از خدا

تو خدا کی جانب سے (حضرت) داؤد کو خطاب ہوا

دل مندار اندر تفکر زیشِ خبر

اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ کر

گر چہ بر ناید بچہ دوز و رتو

اگرچہ بچہ تیری کوشتش اور طاقت نہ بنے گی

گر چہ بر ناید بجدتِ اِس مقام

اگرچہ تیری کوشتش سے یہ جگہ نہ بنے گی

کردہ او کردہ تست لے حکیم

اے دانا! اُس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے

مؤمنان معدود یکایاں یکے

مؤمنین مقتد ہیں لیکن ایمان ایک ہے

غیر فہم و جان کہ در گاؤ و خرست

عقل اور جان جو بیل اور گدھے ہیں انکے علاوہ

کالے گزین پیغمبر نیکو لقا

کہ اے منتخب پیغمبر نیک صورت!

رہ مدہ در خود طلال و غم مخور

رج کو اپنے اندر راستہ نہ دے اور غم نہ کر

لیک مسجد را بر آرد پور تو

لیکن تیرا دکان اُس کو بنائے گا

لیک پور تو کند آں را تمام

لیکن تیرا دکان اُس کو مکمل کرے گا

مؤمنان را اِقتصا لے دال قیام

مؤمنوں کا باہمی قصہ ہم اتحاد سمجھ

جسمِ شاں معدود لیکن جاں یکے

انکے جسم چند ہیں لیکن جان ایک ہے

آدمی را عقل و جان و گیرست

انسان کی عقل اور جان دوسری ہے

لہ اِنَّمَا اِنَّمَا قرآن پاک میں ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ یعنی

مؤمنین آپس میں بھائی بھائی

ہیں اور مشہور بقول ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ كَقُرْبٰنٍ وَاِحَدَةٍ

یعنی علماء ایک جان ہیں ایہ

آخر آیت اور اتحادِ ایمان کی علامت

کی بنا پر ہے، قرآن پاک میں

فرمایا گیا ہے لَا تُفَرِّقْ بَيْنَ

اَحَدِهِمْ تَوَسُّلًا هُمْ اَمْسُ كے

رسولوں میں سے کسی سے تفریق

جنہیں کہتے ہیں ایسی بنا پر

یکہ ہے کہ ایک نبی کا کفر تمام

انبیاء کا کفر ہے۔

علاوہ اس خبر یعنی اس خبر

سے کہ تم مسجد اقصیٰ کی تعمیر

کر سکو گے۔ پھر حضرت سلیمان

مؤمنان میں سے ہیں اگرچہ

گنتی میں مقتد ہیں لیکن اُن

میں وحدتِ ایمانی ہے جان

یکے۔ روح انسانی جو ایک

لطیف ربانی ہے اور روح

حیوانی کے علاوہ ہے۔

علاوہ فہم۔ حیوانات میں

صرف روح حیوانی ہے جو

الہام کے نزدیک ایک جسم

لطیف بخاری ہے جو غفلتوں

سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ

بخار ہے اسی لئے مولا لانے

اُس کو روحِ باد کہا ہے۔

لے درجہ انبیاء اور اولیاء
کی روح انسانی ایک قوی
ترکیف ربانی ہے۔ جان
حیوانی۔ روح حیوانی ہر حیوان
میں جدا گانہ ہے یہی وجہ ہے
کہ ایک روح حیوانی اگر غذا
حاصل کرتی ہے تو دوسری
روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی
ہے ان میں سے اگر ایک
گراں بار ہوتی ہے تو دوسری
کو اس سے گراں نہیں ہوتی
ہے بلکہ ایک روح حیوانی
کی خوشی دوسری کے رنج کا
سبب ہے۔ شیر ان غذا بینی
اولیاء اور انبیاء۔

لے جمع گفتہ ہم نے انبیاء
اور اولیاء کی روح کے لئے
جمع کا صیغہ بولا ہے حالانکہ
وہ ایک ہے اس کا تعدد
محض جسموں کے تعدد کی
نسبت سے ہے۔ چھو سچ
کی وضوح جبکہ مختلف معنوں
اور مکالمات پر پڑتی ہے تو
اس میں تعدد ہے ورنہ وہ
ایک چیز ہے۔ قاعدہ بنیاد
یعنی جسم بزرگ مثال عیسیٰ
روح انسانی کو سورج کے
نور سے تشبیہ دینے سے بہت
سے اشکالات پیدا ہو جائیں گے
لے مثل خلیل اور مثال
میں یہ فرق ہے کہ مثل شئی
وہ کہلاتی ہے جو اس شے سے
ہر بات میں متحد ہو اور مثال
کا ہر صفت میں یکساں ہونا
ضروری نہیں ہے اگر ایک
وصف میں بھی اتحاد ہے تو
اس کو اس شئی کی مثال

باز غیر عقل و جان آدمی

پھر ان کی عقل اور جان کے علاوہ

جان حیوانی ندارد اتحاد

حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے

گر خور و ایں ناں نگر و دیر آں

اگر یہ روٹی کھائے میں دیر کا پیش نہیں ہوتا

بلکہ ایں شادی کند از مرگ او

بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی مناتی ہے

جان گرگان و سگاں ہر یک علیہا

بھڑائیوں اور گھٹنوں کی جان ہر ایک جدا گانہ ہے

جمع گفتہ جانہا شاں من بام

میں نے ان کی کہاؤں میں اجماع کا لفظ بولا

ہمچو آں یک نور خورشید سما

جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور

لیک یک باشد ہمہ انوار شاں

لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے

چوں نماںد جانہا را قاعدہ

جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی

فرق و اشکالات ایزدین مثال

اس گفتہ سے اختلاف اور اشکالات پیدا ہوتے ہیں

فرقہا بیحد بود از شخص شیر

شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں

لیک در وقت مثال خوش نظر

لیکن اسے خوش نظر مثال کے وقت

ہست جانے در ولی و در نبی

ولی اور نبی میں اور جان ہے

تو مجو ایں اتحاد از روح با

تو یہ اتحاد ہوائی روح میں تلاش کر

ور کشد بار ایں نگر و د آں گراں

اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھ نہیں ہوتی

از حسد میر و چو بند برگ او

اگر اس کا ساز و سامان دیکھتی ہے تو حسد سے سرتی

متحد جانہاے شیر ان خداست

خدا کے شیروں کی جان متحد ہے

کاں یکے جاں صد بود نسبت بحکم

کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک تہ بن جاتی ہے

صد بود نسبت بصحن خانہا

گھروں کے صحن کے اعتبار سے تنوں میں جاتا ہے

چونکہ برگیری تو دیوار از میاں

جبکہ تو در میان سے دیوار اٹھانے

مؤمنان باشند نفس واحد

مؤمن ایک جان بن جائیں گے

زانکہ بود مثل باشد ایں مثال

کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثال ہے

تا بہ شخص آدمی زاوہ دلیر

بہباد آدمی کے وجود کے اعتبار سے

اتحاد از روی جانبازی نگر

بہادری کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

کہہ سکتے ہیں فرقہا۔ بہادر شخص کی شیر مثال ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں میں فرق
ہے صرف بہادری میں یکسانیت ہے۔

کاں دلیر آخر مثال شیر بود

کہ وہ بہادر شیر کی مثال ہے

مُتَّحِدِ نَقْشے ندارد ایں سَرا

یہ دنیا کوئی چیز روح کی ساتھ متحد نہیں کرتی جو

ہم مثال ناقص دست آدم

نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں

شب بہر خانہ چراغی می نہند

رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں

آں چراغ ایں تن بود روشن جان

وہ چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح جو

واں فقیلہ پنج دارد از حواس

وہ پانچ حواس رکھتی ہے

لے خور و بے خواب نزدیک دم

بغیر کھانے اور سوئے آدھالی بھی نہیں ہی سکتا

بے فقیل و روشن نبود بقا

اس کی بغیر پستی اور حسیل کے بقا نہیں جو

زانکہ نور علتی اش مرگ جوت

کیونکہ اس کی بیا روشنی موت کی تقصیر ہے

جملہ جسمائے بشر ہم بے بقا

انسان کے تمام حواس فانی ہیں

نور حس و جان ناپایان ما

ہمارے فانی حس اور جان کا نور

لیک مانند ستارہ و ماہ تاب

لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست مثل شیر در جملہ حدود

تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے

تا کہ مشلے و انما تم مرتزا

تا کہ تجھے مثل دکھا دوں

تا ز جیرانی خرد را و آخرم

تا کہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں

تا بنور آں ز ظلمت می رہند

تا کہ انکی روشنی کی وجہ سے اندیر سے نجات پالیں

نیست محتاج فقیلہ ایں و آں

جو پستی اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے

جملگی بر خواب خور دارد اس

ان سب کی کھانے اور سونے پر بننا ہے

با خور و با خواب نزدیک نیز ہم

کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے

با فقیل و روغن او ہم بی وفا

پستی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے

چوں زید کہ روز روشن مرگ او

نکسے جئے کیونکہ روشن دن اکی موت ہے

زانکہ پیش نور روز حشر است

کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہیں

نیست کلی فانی و لا چوں گیا

گھاس کی طرح بالکل فانی اور معدوم نہیں ہے

جملہ محو انداز شعاع آفتاب

سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

اسی طرح روح انسانی کا بھی بقا نہیں ہے حشر میں محلی رب کے سامنے اس کا بھی بقا نہ رہیگا۔ لا یعنی معدوم۔ چون گیا۔ اس روح انسانی کی فنا گھاس پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے۔ ایک روح انسانی کی فنا ایسی ہے جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی میں ہوتی ہے۔

لے نیست مثل بہادر شیر

کی مثل نہیں ہے شال ہے۔

تسعد۔ اس دنیا میں کوئی ایسی

چیز نہیں ہے جو روح کی مثل

ہو تا کہ اس کے ذریعہ روح

کو سمجھا یا جا سکے جہم مثال۔

اگرچہ کوئی چیز روح کی مثل

نہیں ہے جس کے ذریعہ اس

کو سمجھا جائے لیکن ایک

ناقص مثال پیش کی جاتی جو۔

آں چراغ جسم کو بمنزل چراغ

کے اور روح کو اس کی روشنی

جیسا سمجھو روشنی جب ہو سکے

گی جبکہ چراغ میں بجتی ہو تیل

ہو ایسی طرح جسم غذا وغیرہ کا

محتاج ہے فقیلہ چراغ کی

پستی جو اس یعنی حواس خمسہ

اساس بنیاد یعنی حواس خمسہ

جب کام کرتے ہیں جبکہ چراغ

ضروری ہوئے ہوتے رہیں۔

لے تے خور حواس کا بقا

ضروری کے پورے ہونے پر

بھی موقوف ہے اور ایک

وقت ایسا آتا ہے کہ چراغ

بھی پورے ہوتے رہیں تب

بھی وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ تو کہ۔

جس طرح چراغ باوجود تیل اور

روغن کے سورج نکلے پر اپنے

وجود کو گویا معدوم کر دیتا ہے

ایسی طرح جب موت کا وقت

آتا ہے تو یہ روح حیوانی اور

حواس معدوم ہو جاتے ہیں

ان کیلئے موت کا وقت ایسا

ہی ہے جیسا کہ چراغ کے لئے

دن کا نکلنا۔

لے ہو جیسا کہ جس طرح

روح حیوانی کا بقا نہیں ہے

۱۔ اپنا فکر روح انسانی کی فنا کی دوسری مثال ہے کہ پتھر کے کاٹے کا درخت کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا ہے۔ ایک تیری جانب۔ محو تیری مثال یہ ہے کہ روح انسانی کی محو ہو جاتی ہے جیسا کہ رنگ شہد کی مٹیوں کے ڈھ سے پانی میں محو ہو جاتا ہے۔ شہد کے محال کی بڑی کیفیات اس قدر تباہ کرتی ہیں کہ پانی میں اگر غوطہ کھا جائے تو وہ اختلاک کرتی ہیں کہ باہر نکلے تو پھر کاٹیں۔

۲۔ اب مولانا ارشاد بات کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ رساؤں کا حال شہد کی مٹیوں کا سا ہے اور ان سے بچاؤ ذکر اللہ کے پانی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بعد ازاں جب انسان حق کرتا ہے تو خود اسکی طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر رہتی ہے اور طبیعت رساؤں کو دور کرنے لگتی ہے اور اس کو جس دم اور ذکر خفی و غیرہ کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ کہ بہتر۔ اب خود سالک کی طبیعت میں وہ خواص پیدا ہو جاتے ہیں جو آزاد ہیں۔

۳۔ جس کسے جس طرح روح انسانی باطن صافی نہیں ہے اسی طرح ہر ایک بزرگ وہ ہیں جن کی موت فنا محض نہیں ہے بلکہ ان

اپنا فکر سوز و درد زخم کیک جیسا کہ پتھر کے زخم کی سوزش اور درد

اپنا فکر عورت اور آب جست جیسا کہ رنگا پانی میں غس جائے

میکند زنبور بر بالا طواف شہد کی مٹیوں اور پتھر کا پانی ہیں

آئے ذکر حق و زنبور اس ماں اللہ کی یاد پانی ہے اور شہد کی مٹی ہیں وقت

دم بخور در آب ذکر و صبر کن ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹنا و صبر کر

بعد ازاں تو طبع آل آب صفا اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت

اپنا فکر آب آں زنبور شر جس طرح وہ شریر شہد کی مٹی پانی ہے

بعد ازاں خواہی تو دور از آب اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا

بس کسانے کز جہاں بگذشتہ اند بہت سے وہ لوگ جو جہاں سے چلے گئے ہیں

در صفات حق صفات جملہ شہد ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں

گر زقرآن نقل خواہی آخروں لے سرکش! اگر تو قرآن سے جوت چاہتا ہے

مخضرفں معدوم نموزنیک ہیں اچھی طرح سمجھنے کا فائدہ ہے معدوم نہیں ہو

محو گرد چوں در آید مار ایک محو ہو جاتا ہے جب سانپ تیری جانب جا

تا در آب از زخم زنبور اسبت تاکر پانی میں شہد کی مٹیوں کے کاٹنے سے بہت

چوں بر آرد سز نذر اندرش معاف وہ جب سر اٹھا رہا ہے اس کو سزا نہیں دیتی

ہست یاد ایں فلان آں فلان اس فلان اور اس فلان کی یاد ہے

تاں ہی از فکر و وساوس کہیں تاکر تو فکر اور پہلے خیالات سے نجات پائے

خود بگیری بملکی سرتا بیا سرتے سے پاؤں تک تو خود اختیار کر لے گا

میسر بزد از تو ہم گیر و حذر بھاگتی ہے تجھ سے بھی ڈرے گی

کہ بسیر ہم طبع آبی خواجہ تاش کیونکہ باطن کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خواجہ

لا نیند و در صفات اغشتہ اند سمد نہیں ہیں اور وہ (اللہ کی) صفات میں غرق

ہم جو اختر پیش آں خور بے نشان ایسی ہی بے نشان ہیں جیسا کہ سارے زمین کے سنا

خواں جمیع ہوں لکنا محضوون بڑھو لے وہ سب ہمارے پاس منہ کے منہ ہیں

تا بقائے روح ہا دانی یقین تاکر تو روحی کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے

کیلئے موت کے منتی یہ ہیں کہ وہ صفات باری میں مستغرق ہیں۔ در صفات اللہ کی صفات میں وہ اسی طرح معدوم ہیں جس طرح شاہ سوئے کے سامنے سمد ہوتا ہے۔ مگر زقرآن قرآن پاک میں ہے ان کا نکتہ الاصلیٰ ہے

روح محبوب از بقایش در عذاب

اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
زیں چراغِ حسی حیواں المراد
خلاصہ یہ ہے کہ آپس حیوانی حسی کے چراغ سے
روح خود را متصل کن اے فلاں
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے

صد چراغت از مرندار بینند

تیرے تو چراغ خواہ وہ مریں یا قائم رہیں
زائل ہر جنکند ایں اصحاب ما
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی رکتے ہیں

زانکہ نور انبیا خورشید بود

کیونکہ انبیاء کا نور سورج (سے) تھا

یک نمیرد یک بماند تا بروز

ایک بجھ جاتا ہے، ایک دھک بھٹاتا ہے

جان حیوانی بود حتی از غذے

حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے

گر بمیرد ایں چراغ و طے شود

اگر یہ چسراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے

نور آں خانہ جو ہے ایہم بیت

جب اس گھر کی روشنی اُسکے بغیر بھی قائم ہے

ایں مشال جان حیوانی بود

یہ روح حیوانی کی مشال ہے

باز از ہندوی شیعہں ماہ زاد

پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا

روح وصل در بقایاک از حجاب

جو روح بقا (بالہ) میں وصل (رکتی) ہو وہ پردہ سے پاک

گفتمت ہاں تا بخونی اتحاد

میں نے تجھے بتا دیا خبر دار اتحاد کا طالب نہ بننا

زود با ارواح قدس سالکان

بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ

بس جدا بند و یگانہ نیستند

(آپس میں) بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں

جنگ کس نشیند اندر انبیا

کسی نے انبیاء میں لڑائی (کی بات) نہیں سنی

نور حسی ما چراغ و سمع و دود

ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں

یک بود پشمرہ دیگر با فروز

ایک ٹھنڈا تاج ہے، دوسرا روشن ہے

ہم نمیرد او بہر نیک و بدے

وہ اچھائی اور بُرائی کے ساتھ مر ہی جاتی ہے

خانہ ہم سایہ مظالم کے شود

پڑوسی کا گھر تاریک کب ہوگا؟

پس چراغ حسی ہر خانہ جدت

تو حسی کا چسراغ ہر گھر کا جدا ہے

نے مشال جان ربانی بود

نہ کہ ربانی روح کی مشال

در سر ہر روز نے نورے قتاد

ہر سوراخ پر روشنی پڑی

لے روح محبوب روح حیوانی

کو بقا بالہ حاصل نہیں ہے

لہذا وہ عذاب میں ہوگی جو

روح انسانی بقا بالہ حاصل

کر لگی اس کو رستہ باری

حاصل ہوگی۔ نیز چراغ حسی

روح حیوانی سے افعال اور

اتحاد، عذاب کا سبب ہے۔

روح خود۔ اپنی روح کو

سالکوں کی روح سے وابستہ

کر لو تو دیدار رب حاصل ہوگا

صد چراغت۔ اور روح حیوانی

سے قطع نظر کرو ان روحوں

میں کوئی یگانگت نہیں ہوتی ہے

لے ناں۔ چونکہ عام روح

انسانی سے محروم ہیں، ان

میں صرف روح حیوانی ہے

جس میں یگانگت نہیں ہے

اسی لئے باہمی مختلف اور

جنگ و جدل میں رہتے ہیں

انبیاء کی روح، روح انسانی

ہے جس میں وحدت ہے۔

زانکہ۔ انبیاء کی روحیں خورشید

وحدت کا نور ہیں جو باہمی

متحد ہیں۔ نور حسی ما۔ روح

حیوانی وہی چراغ دلی وحشی

ہے۔ ایک کبیرہ و چونکہ ان میں

اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی

انسان دوسرے انسان کے

احوال سے متاثر نہیں ہوتا۔

لے جان حیوانی۔ روح حیوانی

مخلوقوں سے زندہ ہے اور پھر

اس کے لئے فنا ہے مگر خیر۔

روح حیوانی کی مثال چراغ

کی روشنی کی سی ہے اگر ایک

چراغ بجھ جائے تو دوسرے

گھر کا چراغ جلتا رہتا ہے۔

نور آں خانہ۔ جب ایک گھر

لے تا تیرو۔ روح انسانی

میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کامل انجی زندگی میں چاند کی طرح ہر فرد کو روشنی عطا کرتا رہتا ہے۔ باز جب وہ شیخ اپنی توجہ بٹالیتا ہے تو مریہوں میں استغاضہ کی وہ پہیلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ اس مثال میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال سورج اور انکی روشنی دی ہے یہ مثال ہے جو تمام جینوں سے مثل لڑکی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور دشمن میں فلسفی کے لئے جاسر معرفت میں قیاس

کو خیل بناتا ہے رہزن بنے گی اور اس کو مرید گراہ کر دے گی جنکبوت فلسفی کی مثال کڑی کی سی ہے جو خود اپنے اوپر اپنے لعاب سے نور کو معنی کرتی ہے۔ لے از کتاب۔ یکوی اپنے لعاب سے اپنے اوپر جالا تن کر اپنے آپ کو روشنی کو محروم کرتی ہے اس طرح منکر اور مقرر میں اپنے اعترافات کے ذریعہ اپنے ادراک کو نور سے محروم کر دیتا ہے۔

گردن اسب گھوڑے پر قاعدہ سے سوار ہوگا تو فائدہ اٹھایگا اور اگر انکے پاؤں پکڑنے کی کوشش کرے گا تو اسے کھائے گا یہی مثال کلام حق اور حصار معرفت کی ہے کہ پیچھے طریق سے نور کو روکے تو فائدہ اٹھاوے

نور آں صد خانہ را تو یک شمر

اُن تنو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ

تا بود خورشید تاباں بر آفتق

جب تک سورج آفتق پر روشن ہے

باز چوں خورشید جاں آفل شود

پھر جب روح کا سورج غروب کر جاتا ہو

ایں مثال نور آمد مثل نے

یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے

بر مثال عنکبوت آں زشت خو

وہ بد خو، مکڑی کی طرح

از لعاب خویش پرودہ نور کرد

اپنے لعاب سے اس نے نور پرودہ ڈال دیا

گردن اسب ار بگیرد بر خورد

اگر گھوڑے کی گردن پکڑ لیگا فائدہ اٹھایگا

کم نشیں بر است تو سن بے لکام

سرکش گھوڑے پر بے لکام نہ چلے

اندریں ہنگ منگر مست و پست

اس راستہ کو مست اور پست نہ سمجھ

باز گرد و قصہ مسجد دیکو

واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ

کہ نمائند نور ایں بے آں دگر

کیونکہ اسے نور میں دوسرے کے بغیر نہیں رہتا ہے

ہست در ہر خانہ نور اوقنق

ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے

نور جملہ جانہا زایل شود

تمام جانوں کا نور زایل ہو جاتا ہے

مژتر ہادی عبد و رار ہزلے

تیرے لئے ہادی ہے دشمن کیلئے رہزن ہے

پر دہائے گندہ را بر بافندو

گندے پردے بنتا ہے

دیدہ ادراک خود را کور کرد

اپنے ادراک کی آنکھ کو اندھا بنا دیا

در بگیرد پاش بستاند لکد

اور اگر اس کے پاؤں پکڑ لیگا لٹیں کھائے گا

عقل و دین را پیشوا کن و السلام

عقل اور دین کو پیشرو بنائے والسلام

کاندریں رہ صبر شق افسست

کیونکہ اس راستہ میں صبر کرنا جانوں کیلئے شاق ہے

باسلیمان نبی نیک خو

نیک خصلت سلیمان نبی کے ساتھ (جو ہوا)

بقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمان کرد آغاز بنا

جب حضرت سلیمان نے تعمیر آباد کی

یاک چوں کعبہ ہما یونچل منی

جو کعبہ کی طرح پاک اور منی کی طرح بابرکت ہے

اور مقرر خانہ کجاء ڈالو گے تو تباہی ہوگی۔ لے اسب تو سن سرکش گھوڑا میں نفس آہنگ۔ راہ حق را لہو کہ

کہ آسان اور تھیر نہ بھلاں راستہ میں بہت مشقت و تنگدلی کی ضرورت ہے جو نفس پر بہت تنگدلی اور تباہی میں مسجد نبوی

کی تعمیر تھی۔ وہ تمام پاک ہے جہاں مابقی رہی جا کر کئے ہیں۔

در بنایش دیدہ می شد کرد فر
اُس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
در بنا ہر سنگ کز کہ می شکست
تعمیر میں جو پتھر بہاڑے ٹوٹا تھا
ہمچو از آب و گل آدم کدہ
آدم کے مجسمہ کے پانی اور مٹی کی طرح
سنگ بے جمال آئندہ شد
پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
چوں در دیوار تن با آگہی ست
جیسے کجسم کے در دیوار حساس ہیں
ہم درخت و میوہ ہم آب لال
درخت بھی اور پھل بھی، صاف پانی بھی
زانکہ جنت انہ زالت بستہ اند
کیونکہ جنت کو اوندھاروں سے تعمیر نہیں کیا ہے
اِس بنا ز آب و گل مرده بدست
یہ عمارت مرده پانی اور مٹی سے بنی ہے
اِس باصل خوش ماند پر خلک
یہ اپنی اصل کی طرح پُر نعل ہے
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت اور قلعہ بھی اور تاج اور کپڑے بھی
فرش بے فرش پیچیدہ شد
فرش بغیر فرش کے پٹا ہوا ہوگا

نے فسرده چوں بنا ہائے دگر
دوسری عمارتوں کی طرح ٹھنری ہوئی نہ تھی
فاش سیزدانی ہمی گفت نخست
وہ پہلے ہی سے ”بکھے لے پل“ علی الاعلان کہتا تھا
نور زان کہ پار ہا تا باں شدہ
پہاڑ کے اُن ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
واں در دیوار ہا زندہ شدہ
وہ در اور دیواریں زندہ ہو گئیں
نیست چوں دیوار ہا بیجان وز
(اور دیواروں کی طرح بے جان اور ٹھنری نہیں ہیں)
زندہ باشد خانہ چوں شاہنشت
چونکہ وہ شاہنشاہی گھر ہے زندہ رہے گا
باہشتی در حدیث و در مقال
بہشتی کے ساتھ بات چیت اور گفتگوں ہونگے
بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
بلکہ تیرے بے دین کے اعمال سے بنایا ہے
آں بنا از طاعت نہ شدہ شدت
وہ عمارت زندہ عبادت سے بنی ہے
واں باصل خود کہ علم ست عمل
وہ اپنی اصل کے ساتھ (مشابہ) جو علم اور عمل ہے
باہشتی در سوال و در جواب
بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہونگے
خانہ بے کناس رویدہ شدہ
گھر بغیر بھارڈ دینے والے کے بھڑا ہوا ہوگا

میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود دیکھے گا اور لپٹ جائے گا۔ خانہ۔ چونکہ گھر میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود اپنے آپ کو صاف کرے گا۔

لے سیزدانی مجھے لے پل
یعنی وہ پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا
تھا کہ مجھے لے جا کر تعمیر میں
لگاؤ۔ پتھر جس طرح آدم کے
مجسمہ کی مٹی اور پانی پر نور
تھا اسی طرح اس مجسمہ اعلیٰ
کے پتھر پانی اور مٹی پر نور تھے۔
۱۲ شکست حضرت سلیمان
کے مجسمے سے وہ پتھر خود نور
تعمیر میں لگنے کے لئے آنے لگے
اور اُس مسجد کے در دیواریں
زندگی پیدا ہو گئی۔ بہشت۔
بہشتی در دیوار میں بھی زندگی
ہوگی نازن پاک میں ہے۔
إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ
الْخَيْرُ مِنْ مِیْةِ شَاکِ خِرْتِ
کا گھر زندہ ہے۔ پتھر۔ انسان
کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے
اور اُس میں زندگی ہے تو
جنت کے در دیوار میں
زندگی کیوں نہ ہوگی۔

۱۳ ہم درخت۔ جنت کی
ہر چیز میں حیات اور زندگی
ہوگی اور وہ جنتیوں سے
گفتگو کرے گی۔ زاکت۔
جنت کی تعمیر انسانوں
کے نیک عملوں سے ہوگی۔
اِس بنا۔ دنیاوی مکانات
مرده مٹی پانی سے بنتے ہیں
لہذا وہ مرده ہوتے ہیں۔
جنت زندہ عبادتوں سے
تعمیر ہوگی تو اُس میں زندگی
ہوگی۔ ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت و قلعہ اور لباس اور
تاج سب زندہ ہوں گے
فرش چونکہ وہاں کے فرش

لے تخت۔ جنت کا تخت

خود بخود چلے گا غلقہ جنتی

کی خواہش کے مطابق دربار

کی زنجیریں اور دروازہ خود

مطرب اور قوال کا کام

کرنے لگیں گے۔ نماز دل۔

بھیڑ دینے والے کے بغیر

جنتی گھر کے صاف ہونے

پر تعجب نہ کرو خواہنے دل

کو دیکھو گشت ہوں سے

اکوڑہ ہوتا ہے اور توجہ

خود بخود صاف ہوجاتا ہے۔

درزبانم۔ دل کی زہنگی کی

پوری کیفیت سمجھانے سے

زبان قاصر ہے۔

۱۵ ہوں ملیاں مسجد اقصیٰ

کے مکتوب ہوجانے پر حضرت

سلیمان روزاد بیچ کو مسجد

میں تشریف لے جاتے اور

لوگوں کو راہ حق کی ہدایت

کرتے۔ پند وادب سے حضرت

سلیمان لوگوں کو کبھی زبان

سے نصیحت فرماتے اور کبھی

عمل طور پر عبادت کے ذریعہ

لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پتھریں

عمل نصیحت زیادہ کارگر

ہوتی ہے۔

۱۶ واندراں عمل نصیحت

میں ہجو کا حکم بھی نہیں ہوتا

ہے لہذا وہ احمقوں پر زیادہ

اثر کرتی ہے۔ ناچس فقال۔

وہ ناچس کامل دروسوں

کی نصیحت کا سبب بنے۔

قوال۔ جو شخص زبانی نصیحت

کرتے جیسے مختصر مصلیٰ اللہ

علیہ وسلم کے منبر کے تین رجب

تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

تخت اوسیار بے خمال شد

اُس کا تخت بغیر کسی آئینہ نیولے کے چلنے والا ہو گیا

خامد دل میں زغم ثولیدہ شد

دل کے گھر کو دیکھو جو گناہوں کا گھر ہے اُس کا

ہست در دل زندگی دار الخلود

دل میں جنت کی زندگی ہے

چونکہ گشت اُن مسجد اقصیٰ تمام

جب مسجد اقصیٰ مکمل ہو گئی

چوں سلیمان در شدے ہر بامداد

جب حضرت سلیمان ہر صبح کو آتے

پند دالے کہ بگفت و سخن و ساز

کبھی گفتگو اور ہجو اور بنا سے نصیحت کرتے

پند فعلی خلق را جذاب تر

عمل نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے

واندراں دہم امیری کم بود

اور اُس میں حکومت کا دہم نہیں ہر تلک ہے

قصہ آغاز خلافت عثمان و خطبہ وے در بیان آنکہ ناصح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا کا قصہ اور اُن کا خطبہ اس بیان میں کہ عامل اپنے

فقال بفعل بہ از ناصح قوال بقول

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے کا ہے

قصہ عثمان کہ بر منبر برفت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا منبر پر پہنچے

منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست

سرور کا منبر جو تین درجوں کا تھا

بر موم پایہ عمر در دور خویش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور میں تیسرے درجہ پر

چوں خلافت یافت بشتاب رفت

جب خلافت پائی تیزی سے حق کیا

رفت بو بکر و دوم پایہ شست

ابو بکر رضی اللہ عنہ چلے اور دوسرے درجہ پر بیٹھ گئے

از برائے حرمت اسلام و کیش

اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے (بیٹھے)

حلقہ و در مطرب و قوال شد

حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا

بے کناں از تو بہر و بیدہ شد

بغیر جہاز کے تو بہر سے صاف ہوجاتا ہے

در زبانم چوں نمی آید چہ سود

جبکہ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ

زا ہتلمات سلیمان و السلام

(حضرت سلیمان کے اہتمام سے اور سلام ہو

مسجد اندر بہر ارشاد و عباد

مسجد کے اندر بندوں کی ہدایت کے لئے

گر بفعل اعنی رکوع پُر نیاز

کبھی فعل یعنی پُر نیاز رکوع کے ذریعہ

کہ رسد در جان ہر باکوش و کر

کیونکہ ہر کان والے اور ہر کے دل میں پہنچے

در چشم تاثیر آں محکم بود

ماحقوں میں اُس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

۱۷ واندراں عمل نصیحت

میں ہجو کا حکم بھی نہیں ہوتا

ہے لہذا وہ احمقوں پر زیادہ

اثر کرتی ہے۔ ناچس فقال۔

وہ ناچس کامل دروسوں

کی نصیحت کا سبب بنے۔

قوال۔ جو شخص زبانی نصیحت

کرتے جیسے مختصر مصلیٰ اللہ

علیہ وسلم کے منبر کے تین رجب

تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

بار شہید تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اور جو پریشان شرعاً کرنا تھا۔ ابو بکر غفر عنہ۔ غفر عنہا فرماتے اور میں نے نہیں

دور عثمان آمد و بالا کے تخت
(حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا وہ تخت کے اوپر)
پس سواش کرد شخصے بوالفضل
ان سے ایک سادہ لوح شخص نے دریافت کیا
پس توچوں جستی ازیشاں بڑی
تو آپ نے ان سے برتری کیوں پاہی؟
گفت اگر پایہ سوم را بسیرم
انھوں نے فرمایا اگر میں تیسرے درجہ پر چڑھوں
وَر دوم پایہ شوم من جائے جو
اگر میں دوسرے درجہ پر جگہ تلاش کروں
ہست ایں بالا مقام مصطفیٰ
یہ اونچا درجہ مصطفیٰ کی جگہ ہے
بعد ازاں بر جائے خطبہ آن دود
اُس کے بعد مہربان خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید بین خواں
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھنے
بیستہ بنشت بد بر خاص عام
ہر خاص و عام پر ہیبت بیٹھی ہوئی تھی
ہر کہ بینا ناظر نورش بدے
جو بینا تھا وہ اُس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشم کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی کشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول رہی ہے
گر میش راضع تے و حال تے
اُس کی گرمی میں ایک تگلی اور ایک ماک

بر شد و بنشت آں محمود بخت
چڑھے، اور وہ خوش نصیب بیٹہ گئے
کاں دوشستند بر جای رسول
کہ وہ دونوں رسول کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں بدت توازیشاں کمتری
بند آپ رتے میں اُن سے کم ہیں
وہم آید کہ مشال عمر ثم
شبہ ہو گا کہیں عمرہ بیٹا ہوں
گویم مثل ابو بکر شست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ ابو بکر بیٹا ہے
وہم مثل نیست بااں شہ مرا
میرے تعلق اُن شاہ بیٹا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تا بقرب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بڑوں آید ز مسجد آں زماں
یا اُس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پُر شد از نور خدااں صحن و بام
اللہ (تعالیٰ) کے نور سے صحن اور بامانور ہوا
کورزاں خورشید ہم گرم آملے
اندھا بھی اُس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آفتابے بے فتور
کہ مکمل سورج نکل آیا ہے
تا بہ بیند عین ہر بشنیدہ را
تاکہ آنکھ ہر شننے ہوئی بات کو دیکھ لے
زاں تیش دل را کشادے سعتے
اُس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت

لے دور عثمانؓ نے پھر آنکھوں پر مٹی بٹھائی
عثمانؓ نے پھر آنکھوں پر مٹی بٹھائی
مٹی بٹھانے والے درجہ پر بیٹھا
شروع کیا۔ دو۔ یعنی حضرت
ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی
مواہ کے مراتب میں حضرت
عثمانؓ کا تیسرا مرتبہ ہے۔
گفت حضرت عثمانؓ نے فرمایا
کہ اگر تیسرے درجہ پر بیٹھوں گا
تو لوگ مجھیں گے کہ میں عمرہ
بیٹا ہوں۔ ورنہ دوسرے
درجہ پر بیٹھوں گا تو لوگ مجھ
ابوبکرؓ کو بیٹا کہیں گے۔
لے ہست۔ اب میں نے
آنکھوں کے درجہ پر اس نے
بیٹھنا شروع کر دیا کہ مجھے اُن
بیٹا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا
ہے۔ ورنہ۔ یعنی حضرت عثمانؓ
خاموش حضرت عثمانؓ منبر
پر خاموش بیٹھے رہے اور ہم
یہ کہہ کر نیچے اتر آئے تھے کہ تیرا
ابیر فعال ہو یہ اس سے بہتر
ہے کہ وہ قوال ہو۔
لے بیستہ حضرت عثمانؓ منبر
پر خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی
یہ مجال نہ تھی کہ اُن سے خطبہ پڑھنے
کو کہے یا انھیں کہہ جائے اور یہی
وقت وہ منظر نور خداوندی
بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ بینا وہ
لوگ جن میں اُس نور کے مشاہدہ
کی صلاحیت تھی وہ اس کا
مشاہدہ کر رہے تھے بقدر لوگ
بھی ان کے اثرات محسوس کر رہے
تھے ہیں۔ اندھا سورج کی
گرمی سے سورج کے طلوع کو
سمجھتا ہے۔ تیک۔ لیکن اُس
نور کی گرمی انسان کو بینا بنا
دیتی ہے۔ گرمیش۔ اُس نور کی

گرمی سے اگر ایک بیٹھتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ سورج کی گرمی سے بینا ہوتا ہے۔

لے کوڑ جس میں مشاہدہ کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو بینا سمجھنے لگتا ہے بہت جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشی میں مبت ہو کر سمجھتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا۔ اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی اور محنت کر کے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ اس نصیب یہ تو اس شخص کی حالت تھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں، جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت اس سے ملتی ہوگی۔
 ۱۵۰ وانکہ اس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی تشریح شیخ بوعلی سینا کی اپنی عقل اور فلسفہ کے زور سے نہیں کر سکتا۔ اگر شہود۔ مقام مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ راول سے نہ ہٹے گا۔ دائے جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر بعض عقل دلائل سے وصول الی اللہ کی کوشش کر لے گا اس کیلئے طاقت ہے۔ اس بات کا اگر کوئی بعض عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا تو وہانی تلمواری کا ہاتھ کاٹ دیگی۔ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی جو درہ یہ ہاتھ سے پردہ ہٹانے کی کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔
 ۱۵۱ غار۔ اس طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ اگر خدا کے غضب سے تو وہ غالو بھائی۔ آری زبان۔ ذاتی دانی سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر کسی لاکھوں سال کا

کوڑ چوں شد گرم از نور قدیم
 جب قدیم نور سے اندھا گرم ہوتا ہے سخت خوش متی ولے لے بو حسن
 تو بہت اجتماعت ہے لیکن اے بھلے انسان! اس نصیب کو رہا شد از آفتاب
 سورج سے نابینا کا یہ حق ہے وانکہ او آں نور را بینا بود
 وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے گر شود صد تو کہ باشد اس زبان
 اگر زبان تو گنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے؟ ولے بروے گر بساید پردہ را
 اس پر افسوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے دست چہ بود خود سرش را برگند
 ہاتھ کیا ہوتا ہے، خود اس کے سر کو کاٹ دیگی اس بتقدیر سخن گفتم ترا
 یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی خالہ را خایہ بدے خالو بدے
 غار کے اگر غصہ ہوتا، وہ خالو ہوتی از زبان تا چشم کو یا از شکست
 زبان (کے دس سے آنکھ دیکھ مشاہدہ تک وہ شکست ہیں مشو نومید نور از آسمان
 خستہ دار! مایوس نہ ہو آسمان سے نور صدا اثر در کانہا از اختراں
 ستاروں کے سینکڑوں اثرات، کانوں میں

از فرح گوید کہ من بینا شدم
 وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں پارہ راہ است تا بینا شدن
 بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے صد حین و اللہ اعلم بالصواب
 اس سے تلوگنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے شرح او کے کار بو سینا بود
 اس کی تشریح کرنا (شیخ) بوعلی سینا کا کہا ہے کہ مجنباں دیکھ پردہ عیاں
 کہ ہاتھ سے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے تیغ اللہ ہی کند شمش جدا
 خدا کی تلوار اس کے ہاتھ کو مبداء کر دیگی آں سرے کہ جہل شرہامی کند
 اس سر کو چھات ہے شرارتیں کر رہے ورنہ خود شمش کجا و آں کجا
 ورنہ اس کا ہاتھ کہاں اور وہ (پردہ) کہاں اس بتقدیر است یعنی گر بدے
 یہ فرضی بات ہے، یعنی اگر ہوتا صد ہزار سال گویم اندکست
 اگر میں لاکھوں سال (کی مسافت) کہوں تو کم ہے حق چو خواہم رسد یک ماں
 جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے می رساند قدرش در زمان
 اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کم ہے جتن۔ اب مولا نافرمانی ہیں کہ مشاہدہ کی دوری سے گو کہ کوئی کوشش نہ ہو، مگر خدا جب ارادہ نہائی اس فاصلہ کو کہ کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائیگا، چنانچہ ستاروں کا زمین سے فاصلہ کروڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت الہی درشن فوراً زمین تک پہنچا رہی ہے۔ خدا فرج سورج اور چاند کی شعاعیں کانوں میں پہنچا کر ہر بھائی ہیں اور وہ اخراست ان سے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

اختر گردوں ظلم راناخست

آسمان کا ستارہ تاریکیوں کو دور کرتا ہے

چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین

اے مدد کے طالب! آسمان پانچ سو سال کی مسافر

سہ ہزار سال پانصد تازہ دل

دل دلتا ہے ایک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ

درخش آرد چو سایہ در ایاب

آنے میں اس کو سایہ کی طرح درہم درہم کرے

وز نفوس پاک اختر و شمس بد

پاک نفوس کی جانب سے مدد ستاروں کی طرح

ظاہر آن خستراں قوام ما

بظاہر وہ ستارے ہمارے وجود کا باعث ہیں

اختر حق در صفاتش راسخست

اللہ (حق) کا ستارہ اپنی صفات میں مضبوط ہے

در اثر نزدیک آمد باز میں

اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے

و مبدم خاصیتش آرد غسل

اس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے

طول سایہ صیت پیش آفتاب

سورج کے سامنے سایہ کی درازی کیا چیز ہے؟

سوئے اختر ہائے گردوں می رسد

آسمان کے ستاروں کی جانب پہنچتے ہیں

باطن ماگشتہ قوام سما

ہمارا باطن آسمان کی باہت بنا کر لایا

در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیرست و

اس بیان میں کہ حکماء فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء

حکمای الہی گویند آدمی عالم کبیرست لیرا کہ علم اں حکما بر

کہتے ہیں کہ آدمی عالم کبیر ہے کیونکہ اُن حکماء کا علم آدمی کی صورت

صورت آدمی مقصور بود و علم اینہا بر باطن آدمی موصو

پر منحصر تھا اور اُن کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس بصورت عالم صغریٰ توئی

صورت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے

ظاہر آں شاخ اصل میوہ است

بظاہر مٹھنی پھل کی جڑ ہے

گر بنودے میل و امید شمر

اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی

البتہ اور حقائق کو یہ کامیاب ہے شاخ یعنی عالم کبیر یعنی انسان اگر بنودے۔ اگر انسان کی تخلیق

لے آخر گردوں جب جان

سورج وغیرہ اپنی روشنی سے

زمین کی تاریکیوں کو مٹاتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں

اُن سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔

چرخ۔ آسمان کا زمین کے پانچ سو

سال کی مسافت کا فاصلہ

لیکن زمین پر اثر انداز ہونے

میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔

سہ ہزار سال۔ طول ستارہ جو کہ

ساتویں آسمان پر ہے انہیں

اور زمین میں ساڑھے تین ہزار

سال کی مسافت کا فاصلہ

لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز

ہے۔ درخش۔ اللہ کی یہ قدرت

ہے کہ اُس فعل کے اثرات کو

جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ

لے رہے ہوں درہم درہم کرے

آفتاب حق کے سامنے ان اثرات

کی جو سایہ کی طرح ہیں کی حقیقت

وہ در نفوس پہلے یہ کہا تھا

کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر

ثواب رہے ہیں اب فرماتے ہیں

کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہیں

ایسی طرح انبیاء اور اولیاء کا

وجود ستاروں پر اثر انداز ہے۔

قوام۔ وہ چیز جو کسی چیز کی

بہت بنا ہے۔ در بیان۔ حکماء

فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہان

اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں

اور صوفیاء انسان کو بڑا عالم

اور دنیا کو چھوٹا عالم مانتے ہیں

اسکی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی

نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

مٹھنی۔ جس بصورت یعنی انسان

تمام کائنات عالم کے نمونوں

کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے۔

عالم کبیر یعنی چونکہ حقیقت آسمان

اے آل شجر تو گویا مالک زمان
سے پیدا ہوا ہے مصطفیٰ رحمت
شریف و آقا خاتم النبیین
یَوْمَ الْقِيَامَةِ تُخَذُّهُ اُذُنُهُ
مَنْ دُونَهُ وَلَا تَخْشَى فِيهِ
قِيَامَتُ كَ رُزْزُلُوْهُ مُحَمَّدٌ
اُطْعِمُوْهُ اِلَّا اَهْلُوْهُ جِس کے نیچے
حضرت آدم اور اُن کے ملازم
انبار ہونگے اور اس پر کوئی
لو نہیں ہے یہ اسی نے فرمایا
ہے کہ آدم اور اُن کی اولاد کی
تخلیق سے قصور و قصور کی
فات ہے۔ تو جھنڈا۔

اے بہر ایں چونکہ مقصود قصور
کی تخلیق تھی اسی نے قصور
نے فرمایا کہ میں اگرچہ آخر میں
بیجا گیا ہوں لیکن چونکہ مقصود
اسی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں کسی چیز کی قلت نانی
وجود خارجی میں اگرچہ برتر ہوتی
ہے لیکن وجہ ذہنی میں وہ اس
چیز سے بے موجود ہوتی ہے۔
تو بہتہ چونکہ حقیقت آدم کا ظہور
حقیقت محمدیہ سے ہوا ہے۔
کہ برائے حضرت آدم و بعد
مالک اسی نے بنے کہ اسی کی
پشت میں نور محمدی تھا۔ رفت
اُن کو معراج اسی نے کرائی گئی
تاکہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل
کر سکیں۔ پھر حضرت آدم۔

اے اول فکر ہونیوالی ہر چیز
کا فکر اور تصور اس کے وجود
خارجی سے پہلے ہوتا ہے کہ
ہوتے کیلئے اور درخت میں کیلئے
وجود میں آتا ہے قائم تصور
اُن کے وجود خارجی سے پہلے
ہوتے ہیں۔ یہاں سے
سوانح میں یہ ضرور کیلئے

پس بمعنی آل شجر از میوہ زاد

پس درخت حقیقتاً پہل سے پیدا ہوا ہے

مصطفیٰ نے اسی نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم اور اُن کی

بہر ایں فرمودہ است اُن فو تنون

اسی نے اُن جانج کلمات نے فرمایا ہے

گر بصورت من ز آدم زادہ ام

اگرچہ بظاہر میں آدم سے پیدا ہوا ہوں

کز برائے من بدش سجدہ ملک

کیونکہ فرشتوں کا انکو سجدہ میرے لئے تھا

پس ز من زائید در معنی پدر

پس حقیقتاً باپ مجھے پیدا ہوا

اول فکر آخر آمد در عمل

ابتدائی فکر پہل وجود میں آخر میں آتا ہے

حاصل اندر یک مال ز آسمان

غلام یہ ہے کہ آسمان سے توڑے دفعہ میں

نیت بر ایں کارواں میں رہ درآ

اس قافلہ پر یہ راستہ دراز نہیں ہے

دل بکعبہ میرود در ہر زمان

ہر وقت میں دل کعبہ کو جاتا ہے

ایں دراز کو تہی مژجم است

یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

گر بصورت از شجر بودش ولاد

اگرچہ بظاہر درخت سے اُس کی پیدائش ہے

خلف من باشند در زیر لوا

میرے پیچھے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

رُخْرُخْنُ الْاُخْرُوْنَ السَّائِقُوْنَ

”ہم آخریں ہیں اور پہلے ہیں“ کا اشارہ

من بمعنی جَدِّ جَدِّ افتادہ ام

میں حقیقتاً پروادا واقع ہوا ہوں

وز پئے من رفت بر مقسم فلک

اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان ہونگے

پس ز میوہ زاد در معنی شجر

اور اصل درخت پہل سے پیدا ہوا

خاصہ فکرے گو بود وصف ائیل

خصوصاً وہ ارادہ جوازل کی صفت ہو

میرود می آید ایدر کارواں

اب قافلہ آتا جاتا ہے

کے مفازہ رفت آید بامفاز

کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب ببار دینا

جسم طبع دل بگیر ذرا امتناں

جسم احسان (غلامندی) سے دل کی طبیعت اختیار

چہ دراز و کوتاہی مژجم است

جہاں کوتاہی و دراز و کوتاہ کیا ہوا ہے؟

رجوع کیا ہے کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے سالک کو گہرا ناز چاہئے قدرت ان فاصلوں کو کم کر دیتی ہے۔

ایندراب۔ کے متغایہ۔ اگر کامیابی ہوتی ہے تو راہ کا فاصلہ اور دشواری معدوم ہو جاتی ہے۔ دل بالاساق

کا دل ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے جسم۔ اشد کا کرم جو تو جسم بھی دل کی رفتار

اختیار کر لیتا ہے اور ہزاروں سے طے اذاعتض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایں دراز۔ راستہ کی

درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے ہر درج کے لئے نہیں ہے۔

چوں خدا مر جسم را تبدیل کرد
جب خدا نے جسم کو بدل دیا
صدا مید ستا پس زماں بزرگام
اب تنو امید میں ہیں ، قدم بڑھا
گر چہ پیلہ چشم بر ہم می زنی
اگرچہ تو پلکیں جھپکا رہا ہے

رفتش بے فرسخ و بے میل کرد
اُس کا چلنا بے فرسخ اور بے میل کر دیا
عاشقانہ اے فتی حل الکلام
عاشقوں کی طرح اے لوجوان! باتیں بنانا چھوڑ دو
در سفینہ خفتہ رہ می کنی
تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

تفسیر اس حدیث کہ مَثَلُ اُمَّتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثال (حضرت) نوح کی کشتی کی سی ہے جو
تَمَسَّكَ بِهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ
اُس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے نہ بچھا وہ ڈوبا

بہر ایں فرمود پیغمبر کہ من
اسی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
ما و اصحابی ہم چوں کشتی نوح
ہم اور ہمارے ساتھی (حضرت) نوح کی کشتی کی طرح ہیں
چونکہ با شیخی تو دور از رشتی
جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے، بُرائی سے دور ہے
در پناہ جان جان بخشے توئی
تو جان، بخشنے والے کی جان کی پناہ میں ہے
مگسِل از پیغمبر ایام خویش
اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
گر چہ شیر ی چوں روی نہ بے دلیل
اگرچہ تو شیر ہے، جب تو بغیر رہنما کے راستے لے کر گا
ہیں مپسرا لا کہ با پرہائے شیخ
خبر دار شیخ کے پردوں کے بغیر پرانے ذکر
یک زمانے موج لطفش بال
ایک وقت اُس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

ہمچو کشتی ام بطوفان زمین
زمانہ کے طوفان میں کشتی کی طرح ہوں
ہر کہ دست اندر ز ندیا بد فتوح
جو سہارا پکڑ لے گا، نجات پا جائے گا
روز و شب سیاری و در کشتی
تو دن رات چل رہا ہے اور تو کشتی میں ہے
کشتی اندر خفتہ رہ میروی
تو کشتی میں سو رہا ہوا ہے راستے لے کر رہا ہے
تیکم کم کن برفن و برگام خویش
اپنی تدبیر اور اپنے قسم پر بھروسہ نہ کر
ہمچو روبہ در ضلالی و دلیل
تو مڑی کی طرح گمراہی میں ہے اور تو دلیل ہے
تا بہ بینی عون لشکر ہائے شیخ
تاک تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے
آتش قہرش دے جمال تست
کسی وقت اُس کے قہر کی آگ تیری بار بردارے

۱۵ چوں خدا مر جرم را تبدیل
کے لئے ہی صورت پیش آتی
ہے فرسخ زمین میل کا فاصلہ
صد امیدست۔ مجاہدہ کرنے
والے کو قبل و قال کو ترک
کر کے عمل میں لگ جانا چاہیے
خدا سے امید ہے کہ وہ شاہد
کی منزل تک پہنچا دے گا۔ اگرچہ
ساک بھی انھیں بند کر کے
عمل کرے تو منزل تک نہ پہنچ
جاتا ہے۔ پیکر چشم پلکیں بچھ
کشتی، انسان کشتی میں بیٹھا
ہوا ہو تو اگر وہ سو بھی جائے
تب بھی منزل تک نہ پہنچ جائیگا
۱۶ بہر ایں۔ انصاف اور صفا
کو امداد کی سیرت پر عمل کر کے
ایک انسان نجات حاصل کر سکتا
ہے۔ فتوح۔ کامیابی۔ چونکہ۔
ساک کیلئے شیخ کی صحبت
حضرت نوح کی کشتی کا کام
کرتی ہے۔ تیار۔ چلنے والا۔
جان بخشے۔ یعنی شیخ۔ پیغمبر
یعنی اُس زمانہ کا شیخ۔
۱۷ گرچہ۔ ساک خدا کیسا
ہی ہو سادہ بغیر شیخ کے شکل
ہے۔ پرہائے شیخ۔ یعنی شیخ
کی توجہ۔ عون شیخ کی توجہات
سے منزل لے ہوگی۔ یک زمانے
شیخ بھی اپنی صفت جمال
کے ساتھ تربیت کرتا ہے
بھی صفت جمال کے ساتھ
تو شیخ کی نرمی اور بخشنے والوں
دراچ کی نرمی کا سبب ہوتی
ہے۔

لے قبر اور شمع کی جڑ سے
غصہ دونوں کے اثرات مریہ
کے لئے مفید ہیں لہذا اثر کے
اعتبار سے ایک دوسری کی
مدد نہیں کہ چون خاک سے معنی
شیخ اپنے قبر سے مریہ کو
مستراض بنا تا ہے اور اس
میں اخلاقی حسن کا سبزہ آگاتا
ہے۔ چراغ یعنی شمع حرکت
والا جگر مٹا، فریب و عیب
جاو یعنی خاک ساری یکتہ
مرید کی اس روحانی شادابی
کو شیخ دیکھتا ہے جگر۔ شیخ
کے ساتھ ہے اعتقاد یعنی
سے مانع ہے۔

لے چوں۔ یہ حضرت اوسین
قرنی کے قلعہ کی طرف اشارہ
ہے حضرت اوسین بن میں
رہتے تھے اور بڑے عاشق
رسول تھے لیکن بعض بکریوں
کی وجہ سے آنحضرت کی محبت
میں ماحضہ ہو سکے تھے حضور
نے ارشاد فرمایا تھا۔ اِنِّیْ اَلْبَجْدُ
رَبِّیْہِ النَّحْلُ یعنی میں قبل اللہ تعالیٰ
میں میں کی جانب سے خدایک
خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ حضور
کا فرمان حضرت اوسین کی
خوشبو کے بارے میں تھا۔
یستقی۔ یعنی مقام فنا۔ جسے جو
معراج۔ بزرگوں کی صحبت
میں جو معراج ہوگی وہ ایسی
معراج نہ ہوگی جیسی کہ دوسریں
یا غبار کی معراج آسمان تک
ہے بلکہ ایسی باطنی معراج
ہوگی جیسی کہ نہ کو معراج
ماصل ہو کر اس میں فکر پیدا
ہو جاتی ہے۔
لے خوش یعنی یہ فنا کا براق

قلم اور اُردا ضد لطفش کم شمر
اُس کے قبر کو اس کی مہر کی مسد نہ سمجھو
یک ماں چوں خاک سبزت می کند
ایک وقت میں وہ تجھے بھی کی طرح سرسبز کرتا ہے
جسم عارف را دہد و صف جماد
ساک کے جسم کو بھی کی غایت عطا کر دیتا ہے
لیک او بیند نہ بیند غیر او
لیکن وہی اُس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا
مغز را خالی کن از انکار یار
دوست کے انکار سے داغ کو خالی کر لے
تا بیابی بوی مُلدا از یار من
تا کہ تو میرے دوست کے درمیان بہشت کی خوشبو ملے
در صف معراجیاں گزینیستی
اگر تو معراج والوں کی صف میں گھڑا ہو گیا
نے جو معراج زمینے تا قمر
گزد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں
نے جو معراج بُنخائے تا سما
دوسریں کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں
خوش براقے گشت خنگ نیستی
فنا کا۔ گھوڑا، بہت اچھا براق بنا
کوہ و دریا پائمش مَس می کند
اُس کے شمع و سہارا اور دریاؤں کو چھوتے ہیں
پاکش در کشتی و می روز و رول
کشتی میں تدم رکھ، اور چلا چسل

اتحاد ہر دو میں اندر اثر
اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھو
یک ماں پُر باد و گزرت می کند
ایک وقت میں پُر شوکت اور مایہ قدرت بنا دیتا ہے
تا برو روید گل و نسیم شاد
تا کہ اُس پر پھول اور عمدہ گل سیوٹی آئے
جز بمغز پاک نہ بد خلد بو
بہشت، پاک مغز والے کے علاوہ کسی خوشبو نہیں
تا کہ ریاں یابی از گلزار یار
تا کہ تو دوست کے چمن سے خوشبو سونگھے
چوں محمد بوی رحمان زمین
جیسا کہ آنحضرت نے زمین سے خدا کی خوشبو ملنے کی،
چوں براق پر کشاید نیستی
فنا تیرے لئے براق کی طرح پر بھیلادے گی
بلکہ چوں معراج ملے تا شکر
بلکہ تیرے لئے شکر بننے تک کی معراج کی طرح
بل چوں معراج جینے تا نہا
بلکہ پیٹ کے پتہ کی عقل تک معراج کی طرح
سوئے ہستی آردت گزینیستی
اگر توانا ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے
تا جہان حق را پس می کند
یہاں تک کہ وہ محسوس دنیا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے
چوں سوئے معشوق جان جانِ اں
جیسا کہ جان معشوق کی طرف جاتی ہو جو روح کی طرح ہے

ایسا ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا یعنی سیر و جی کے مد سیر
نزدی ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آ جاؤ گے کہ۔ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر ساکے نیلے بے نیاز
ہو جاتا ہے۔ پاکش یعنی کشتی میں جو سیر کرتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح جان معشوق کی طرف کھینچی ہے

دست نے وپائے نے روتا قدم
بغیر اتمہ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف ہیں
بر دریدے در سخن پردہ قیاس
ایہ تقریر بات میں قیاس کا پردہ پاک کر دیتی
لے فلک برگفت او گوہر مبار
اے آسمان! اُس کی گفت گویاں بر سوئی برسا
گر بباری گوہر شش تاشود
اگر تو موتی بر سائے وہ جو گن ہو جائیگے
پس نشانے کردہ باشی بہر خود
تو تیرا بخاور خود تیرے لئے ہوگا
ہمچو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبا
اُس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سہا سے

انچناں کہ تاخت جانہا از عدم
جس طرح کہ روم میں عدم سے دُور آئیں
گر نبودے سمیع سامع رائے اس
اگر سننے والے کی سماعت پرانگو نہ طاعتی
از جہان او جہاننا شرم دار
لے دنیا! تو اُس کے جہان سے شرم کر
جامدت گوئندہ ویدنا شود
تیرا بے جان ہونے والا اور دیکھنے والا ہو جائیگا
چونکہ ہر سرمایہ توصد شود
جبکہ تیرا ہر سرمایہ تنو گنا ہو جائے گا
بر سلیمان می فرستادے کیا
(حضرت سلیمان مگر اسے پس بھیجا اے عقلمند)

قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس از شہر سبا بسوئے

بلقیس کا شہر سبا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ

سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام

اُن پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو

ہدیہ بلقیس چل اشتربت
بلقیس کا ہدیہ چالیس اونٹ تھے
چوں بصحرائی سلیمانی رسید
جب وہ (قائد حضرت سلیمان) کے علاقہ میں پہنچا
بر سر زند تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
بارہا گفتند ز ررا و ابونیم
انھوں نے بارہا کہا سونے کو واپس بیجائیں
عرصہ کش خاک زردہ دہیست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے

بار آئنا جملہ خشت زربدست
جن کا بوجھ سونے کی اینٹیں تھا
فرش آں را جملہ زربختہ دید
اُس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
تا کہ زرد را در نظر آئے نہاند
یہاں تک کہ اسکی نظر میں سونے کی وقت نہ رہی
سوئی مخزن ماچہ بیکار اندریم
خزانے میں، ہم کس بیکار کام میں گئے ہیں؟
زربہدیہ بردن آنجا الہیست
وہاں تحفہ میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے

۱۔ دست نے اس سیر میں
باتھ پاؤں کام میں نہیں آتے
اور یہ سیر ایسی ہے جیسے روضہ
کی سیر روم سے وجود کی طرف
ہوتی ہے۔ بر دریدے بولتا
فرماتے ہیں کہ یہ عروج و فزول
اور فنا و بقا کی تقریر ہے جس
درجہ کی ہے کہ اس کے بعد
کسی عقلی دلیل کی ضرورت
نہو اگر سننے والا ہوش و حواس
سے اُس کو نہیں لے سکتا۔
اُنکو۔ اے فلک۔ یہ اس قدر
پر حقائق تقریر ہے کہ اس
پر آسمان کو موتی برسانے
چاہئیں اور عارضہ ظاہر کو اس
عالم معنی سے خرم کانی جائیے
۲۔ گوہر باری گوہر بخاری
میں خود آسمان کا فائدہ ہے
اُس کے موتی چھوٹا ہو جائیگے
اور اُس کی بے جان بلقیس
گواہ اور بیان بن جائیگی کہ جس
مرد میں قدر بھی اعتقاد کے
موتی برسلے گا اُس میں خود
اُس کا فائدہ ہے اب اسی
مناسبت سے مولانا بلقیس
کا قصہ نقل کرتے ہیں۔
۳۔ بلقیس۔ یہ میں شہر
سبائی کی جگہ تھیں حضرت سلیمان
کو انھوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔
چل۔ چالیس خشت زردہ سونے
کی اینٹیں زربختہ خالص
سونا بر سر زند حضرت سلیمان
کے شجرے سے ایسا ہوا تھا۔
آب۔ رونق۔ گفتہ معنی ہدیہ
لائیوالوں نے کہا۔ مخزن یعنی
حضرت بلقیس کا خزانہ زردہ
دہی خالص سونا یا کچی برتنی

لے عقل ہدیہ یعنی اللہ کے
معاظ میں عقلی باتیں ایسی ہی
ریکار ہیں جیسا کہ حضرت
بلقیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔
یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ
ہوئے اور انھوں نے ہدیہ
واپس لے جانا یا باہر نکال دیا۔
یعنی پھر انھوں نے آپس میں
کہا کہ میں ہدیہ کے اچھے اور
برے ہونے سے کوئی بحث
نہ ہونی چاہیے ہم تو حکم کے
تابع ہیں فرماندہ حاکم۔
گر تفرمایند یعنی اگر حضرت
سیماں قبول نہ کریں گے۔
روان۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ
کی تائید ہے۔ سیماں جہاں۔
یعنی شاہ جہاں۔

لے خندہ حضرت سلیمانؑ اس
مال کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا
میں نے صرف ایمان طلب
کیا ہے مال طلب نہیں کیا
ہے۔ تزیہ یعنی مال میں بھی
میرے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا
آؤ میں تمہیں میرے پاس
مسلمان ہو کر آ جاؤ۔ لائق ہدیہ۔
یعنی مسلمان ہو جانے کے لائق
ہونے کے قابل بن جاؤ گے۔
کہ میں دنیا کی دولت کے
ہدیوں سے بے نیاز ہوں خدا
نے مجھے ایسی دو تین عطا
کردی ہیں کہ کوئی انسان
حاصل کرنا تو دور کران کی
آرزو ہی نہیں کر سکتا۔

لے می پرستید چونکہ سورج
کی شعاعوں سے کافوں میں
سونا بنتا ہے اسلئے تم سورج
کی پرستش کرتے ہو تمہیں
قوامیں خدا کو پوجنا چاہیے جس

اے بزرگ عقل ہدیہ تا ازل

اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب بجانے والے

چوں کسا دہدیہ آنجا شتریدید

جب خند کا گھٹیا پن وہاں کھل گیا

باز گفتند از کساد و از روا

پھر انھوں نے کہا گھٹیا پن اور بڑھیا پن سے

گر زر و گر خاک مارا بردنیست

خواہ سونا ہے خواہ مٹی ہیں لے جانے

گر بفرمایند کہیں واپس برید

اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ

امر و فرماں را ہی باید شنید

حکم اور فرمان کو سنتا چاہیے

خوش رواں گشتند با ہدیہ روا

ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے

خندہ اش آمد چوں سلیمانؑ آئید

جب حضرت سلیمانؑ نے وہ دیکھا انگوٹھوں کی

من نمی گویم مرا ہدیہ دمید

میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ دو

کہ مرا از غیب نادر ہدیہ است

کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہدیے ہیں

می پرستید اخترے کو زر کنند

تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے

می پرستید آفتاب چرخ را

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

عقل آنجا کثرت از خاک راہ

وہاں عقل راستہ کی بھی ہے (بھی) کہ ہے

شتر مساری شاں بھی واپس کشید

شتر مندی نے ان کو واپس لوٹایا

چیت بر ما بندہ فرمانیم ما

ہیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں

امر فرماندہ بجا آور دیت

حاکم کا حکم بجا لانا ہے

ہم بفرماں تحفہ را باز آورید

حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ

تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید

وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے

تا بتخت آں سلیمانؑ جہاں

اس شاہ جہاں کے تخت کی جانب

کہ شہامن کے طلب کردم مزید

میں نے تم سے مزید (ان کے علاوہ) کب طلب کیا تھا

بلکہ گفتم لائق ہدیہ شوید

بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو

کہ بشر آں رانیار دینیز خواست

کہ انسان ان کی تمت بھی نہیں کر سکت

رُو باؤ آرید کو خستہ کنند

تم اس کی طرف رخ کرو جتنا رہتا ہے

خوار کردہ جان عالی نرخ را

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

تم نے گرا نقدر جان کو ذلیل کر دیا

نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان
کی خدام ہے نہ کہ مبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

آفتاب از امرِ حق طباخِ ماست

سورج خدا کے حکم سے ہمارا بادِ رحیمی ہے

آفتابِ تیرا بکیرِ دچوں کُنی

تیرا سورج گہن میں آگِ تیرا تو کیا کرے گا؟

نئے بدرِ گاہِ خدا آری صدراع

کیا خدا کے دربار میں (اس) دروسِ کونین کرے گا؟

گر کشند نیم شب خورشید کو

اگر تجھے آدمی رات میں تھل کرے سورج کہاں؟

حادثاتِ اغلبِ شب واقع شود

حادثے عموماً رات میں رہتے ہیں

سوی حق گراستانِ خم شوی

تو اگر سہماں سے اٹھ (تھلے) کی جانب جھکے

چوں شوی محرم کشایم بالوب

جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے کشتی کرے گا

جز روانِ پاک اور اشرق نے

پاکِ روح کے سوا اس کا مشرق نہیں ہے

روز آں باشد کہ او شارقی شود

دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے

چوں نماید ذرہ پیشِ آفتاب

جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے

آفتابے را کہ زخشاں می شود

وہ سورج کہ جب وہ جھکتا ہے

ہمخوڑہ بینش در نورِ عرش

تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا

ابہی باشد کہ گویم او خداست

میں اس کو خدا کہوں تو حقاقت ہوگی

آں سیاہی ز تو چوں بیرِ کُنی

تو اس کا لک کو اس سے کیسے بنائے گا؟

ایں سیاہی را ببرِ واہِ شعاع

دک، اس کا لک کو دور کر دے شعاعِ واہی کرے گا

تا بنالی یا اماں خواہی ازو

بلکہ تو اس سے فریاد کرے یا اماں پا ہے

واں زماں مبعود تو غائب بود

اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے

وارہی از اختراں محرم شوی

تو ستاروں سے نہاتِ پاجائے، محرمِ واہی بن جائے

تا بہ بینی آفتابِ نیم شب

بلکہ تو آدمی رات میں سورج دیکھ لے

در طلوعش روز و شب را فرق نے

اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے

شب نہ اند شب چو اُوارق شود

جب وہ جھکتا ہے رات رات نہیں رہتی ہے

خورچیناں باشد در اُنوارِ پاک

ای پاکِ تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے

دیدہ پیش کند و حیراں می شود

آنکھیں اس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں

پیش نورِ بیدِ موفورِ عرش

عرش کے بے حد اور گئے نور کے مقابل میں

لے طباخ - پکاؤ والا سورج

کی شاعروں سے کہتیاں اور

تمام بھل کہتے ہیں - گر تجھ کو

سورج گہن میں آگ ہے تو

ایسی ناقص اور مجبور چیز کو

پوچھنا کیا ممکن نہی ہے -

نئے بدرِ گاہ - گر گہن کے دور

کرنے کیلئے تو خدا سے دعا کرنا

ہے تو ایسے بے بس مخلوق کو

پوچھنے سے کیا فائدہ -

نئے گر کشند - رات کو

سورج غائب ہوتا ہے تو

رات میں اگر مصیبت آئی

تو کس کو پکارے گا، رات بجا

میں عموماً حوادث پیش آتے

ہیں، سوئی حق مخلوق کو چھوڑ

کر اگر تو غافل کے سامنے سجدہ

ریز ہو گا تو مصائب سے نجات

پا لے گا اور کائنات کا محرمِ واہی

بن جائیگا چوں شوی جب

تو محرمِ واہی بن جائیگا تو میں

تجھے اسرارِ خدائی کا پھر تجھے

اس سورج کا شاہد ہو گا جو

آدمی رات میں ہی موجود ہے -

جز - اس کا نظیر صرف پاک

روح ہے اور وہ ہر وقت

موجود ہے -

ذره - دنیاوی دن کوئی

جز نہیں دن تو وہ ہے جب

وہ آفتابِ حقیقت طلوع کرے

اگر وہ رات میں بھی تھلے ڈال

وے تو رات رات نہیں رہتی -

چون جس طرح دنیاوی

سورج کے مقابل میں ذرہ

بے حقیقت ہے اسی طرح

آفتابِ حقیقت کے مقابلہ

میں یہ سورج بے حقیقت ہے -

آفتاب ہے - یہ دنیاوی سورج جو تنکا ہوں کو خیرہ کرتا ہے نورِ عرش کے مقابل میں ذرہ اور خوار ہو گئیں اور نا پائیدار ہے -

لے دیکھ اس قدر شدید نور
کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا
فرمادیتا ہے اور انسان میں
کا مشاہدہ کر لیتا ہے کہ کتنا
وہ آفتاب حقیقت میں کیسا
ہے کہ اس کے اثر سے دھوا
سورج بن گیا قرآن پاک میں
ذکر ہے کہ ایک ماہ و حوریں
کی شکل میں تھا جس کے آسمان
بنا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی
سے آسمانی کائنات بھی بنی
ہے۔ تاہم یہ خدا کی کیا کاری
ہے کہ اس نے وحش سے
سورج بنا دیا جتنا کہ زمین بنانے
والا چمکا آسمان کا کچ کی طرح
صاف و شفاف ہے اس نے
یہاں فقط شہار کے اثر لگائے
کا استعارہ کیا ہے۔ بڑھلے
ستارے سب ستاروں سے
بلند ستاروں آسمان پر ہے۔
لے آتی جس طرح آسمان اور
سورج اللہ تعالیٰ کی کاریگری
سے بنے ہیں اسی طرح وحش
کے موتیوں کو بھی سمجھو ورنہ
جتنی جہان آنکھ تو اس طرح
کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے
مشاہدہ حق کے لئے تباہی آنکھ
کی ضرورت ہے۔ آنکھوں -
جہانی آنکھ سورج سے منسوب
ہے تباہی آنکھ سے سورج منسوب
ہو جاتا ہے شمع و شمع شمع
کاں نظر۔ تباہی آنکھ نورانی ہے
اور جہانی آنکھ ناری ہے
نار نور کے بالمقابل تاریک
ہو جاتی ہے
لے کرامات شیخ عبد اللہ مغربی

خوار و مسکین بنی اور ابے قرار

تو اس کو ذلیل اور مسکین اور زبھر نے والا دیکھے گا

کیمیائے کر از ویک ماثرے

وہ کیمیا جس کا ایک اثر ہے کہ

نادر اکیرے کر از فے نیم تاب

وہ عجیب اکیر کہ اس کی آدمی چمک

بوا لعجب مینا کرے کر نیک عمل

وہ کیمیا گر عجیب ہے کہ ایک عمل سے

باقی اختر ہائے و گوہر ہائے جاں

بقیہ ستاروں اور جان کے جواہر کو

دیدہ حسی زبون آفتاب

جتنی آنکھ سورج سے مغلوب ہے

نازبوں گرد و پیش آں نظر

تا کہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں

کاں نظر نوری و اس ناری بود

کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ ناری ہوتی ہے

دیدہ راقوت شدہ از کر دگار

آنکھ کو اشد (قائل) کی جانب سے قوت مل ہوگی جو

بروز خاں افتاد و گشت آل اختر

دھوئیں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا

بر ظلامے زد بحر و ش آفتاب

تاریکی پر پڑی اس کو سورج بنا دیا

بست چندین خلصیت را بر نخل

نخل (ستارے) میں اس قدر خلصیت پیدا کر دیں

ہم بریں مقیاس ا طالب بد

لے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے

دیدہ ربانی جوی و بیاب

عدائی آنکھ تلاش کر اور حاصل کر لے

شعشعات آفتاب ہاشر

چنگاریوں بھرے سورج کی شعاعیں

نار پیش نور بس تباری بود

آگ نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

کرامات و نور شیخ عبد اللہ مغربی قدس سرہ

شیخ عبد اللہ مغربی قدس سرہ کا نور اور کرامات

شخصیت سال زشب ندیم من شبی

ننانو سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی

نہ بروز و نہ شب از اعتدال

اعتدال کی بدولت دونوں میں رات ہیں

شب ہی رقتیم در دُنبال او

ہم رات کو ان کے پیچھے چمکے

گفت عبد اللہ شیخ مغربی

شیخ عبد اللہ مغربی نے فرمایا

من ندیم ظلمتہ و شخصیت سال

میں نے نشانہ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی

صوفیاں گفتند صدق قال او

صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کیے

کی اس کرامت سے تباہی آنکھ کے حالات بیان کئے ہیں شبی یعنی رات پنا اور اندھیرا اعتدال یعنی
رومانی اعتدال۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آڑنے کے لئے ہم آدھی رات میں ان کے
پیچھے چل پڑے۔ ورنہ ہاں پیچھے

دریا بانہائے پرازخار و گولہ

گڑھوں اور کانٹوں سے بھرے جنگلوں میں

رُوی پسِ ناکرہہ میسفتے بشب

رات میں، مٹھ موڑے بغیر کہتے تھے

باز گفتم بعد یکدم سوئی است

بہر تھوڑی دیر تھے بند بچتے دائیں جانب

روز گشتہ پایِ بوشش گشتہ ما

دن بکھے ہم ان کے پاؤں چوسنے والے ہو گئے

روز گشتہ پاش را با پایِ بوس

دن بکھے ان کے پاؤں چوسنے کی وجہ سے

نہ زخاک نہ ز گل بروئے اثر

ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان

مغربی را مشرقی کردہ خدای

اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا

نورائیں شمس شمسِ فارس است

ستاروں کے اس سورج کا نور تیز و تھوہ ہے

چوں نباشد حارِیں آں نورِ مجید

وہ نورِ اظہم کیوں نگہبان نہ ہو گا؟

تو بنورِ او ہی رُو درِ اماں

تو اطمینان سے اس کے نور کیساتھ رہا

پیشِ پیشیت می رُو داں نورِ پیا

وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا

یَوْمَ لَا یُخْزِی النَّبِیَّ الرَّاسِتُ

یَوْمَ لَا یُخْزِی النَّبِیَّ کو سچ سمجھ

اُوچو ماہ بدر مارا پیشِ رُو

وہ چودھری کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے

ہیں گو آمدِ میل کن رُوی چپ

خبر دار اگر کھانگیا بائیں جانب مڑ جا

میل کن زیرِ اگر خائے پیشِ پست

مڑ جا، کیونکہ پاؤں کے نیچے کاٹنا ہے

زانکہ بُودش پاک از گل ہر دو پا

کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے سانپھے

گشتہ پا ہائش چوپا ہائے غروس

ان کے پاؤں دوہن کے پاؤں کی طرح تھے

نیز خراشِ خار و آسبِ حجر

نہ کانٹے کی خراش کا نشان تھا اور نہ پتھر کی چوڑک

کردہ مغرب را چو مشرق نورای

مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کر گیا تھا

روزِ خاص و عام را او حارِ است

عام و خاص کے دن کا وہ نگہبان ہے

کہ ہزاراں آفتاب رویدید

جو ہزاروں سورج پیدا کر دے

در میانِ اژدہا و کژدہاں

اژدہوں اور بگھوڑوں میں

می کُند ہر رہنے را چاک چاک

وہ ہر رہزن کے محوئے محوئے کرتا ہے

نورِ یسعی بینِ ایدِ یھو

نورِ یسعی بینِ ایدِ یھو ہڑے

کو جس کے ساتھ ایمان لائے ہیں مسلمان کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان

کے دائیں جانب چل رہی ہوگی، وہائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اسے ہمارے پروردگار ہماری پس

روشنی کو ہمارے لئے آخر دم تک قائم رکھ

کا چاند رُوی یعنی وہ تاریک

رات میں آگے آگے جس سے تھے

اور بغیر مٹھ موڑے نیچے چلنے

دلوں کو گولے اور کٹنے سے

بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی

ان کو نیچے کی چیزیں بھی اندھ

میں نظر آ رہی تھیں، اللہ گشتہ

یعنی دن بکھے پر ہم نے ان

کی مزید کراستہ دیکھ کر

ان کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی

تھی تو ہم نے ہزارا و مقیدیت

انکے پاؤں چوسے۔

۱۰ گز زخاک۔ انکے پاؤں پر

کاٹنے اور تھپتھپ کا کوئی نشان نہ

تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور پتھروں

پر چلے تھے یعنی مٹی منسوب

کا رہنے والا جہاں سورج کی

روشنی نہیں ہے یعنی یعنی

مشرق کا رہنے والا جہاں

سورج کی روشنی پھیل چکی ہے۔

مغرب۔ غروب آفتاب کے

بعد اندھیرا ہو جاتا ہے مشرق

طلوع آفتاب کے بعد روشنی

پھیل جاتی ہے شمس یعنی

ستارے، فلاح۔ تیز و تھوہ

نگہبان، نور مجید، ذات حق

بنورِ او یعنی نور حق

۱۰ چپکس۔ خلائی نورِ مالک

کے آگے آگے چلتا ہے اور اس

کو ہلکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔

قرآن پاک میں ہے یَوْمَ لَا یُخْزِی

اللَّهُ النَّبِیَّ وَآلِیْہِ اَیُّہِ النَّبِیِّ

مَعَدَّ یَوْمَہُمْ یَسْخَرُ النَّبِیِّ اَیُّہِ النَّبِیِّ

وَبِآلِہِہُمْ یَقْوُونَ وَکَیْفَہُمْ

اَیُّہِہُمْ لَمَّا نُوْزِلُوْا بِہِ وَہُمْ ہُوْ

جَلِکَ اَشْفِیْہِہُمْ کُوْا اَوَّارِہُمْ

لے اگرچہ اگرچہ اس زریں
قیامت میں اضافہ ہوگا لیکن
یہاں بھی اس کے اضافہ کی
دعا کر کے دیکھو۔ کیونکہ جب
وہ غیر مایہ دار چیزوں کو خود
غایت کر دیتا ہے تو شرف
الخطرات کو کون عطا کرے گا۔
پہلے شرمندہ، مدیہ لایو الے
حضرت سلیمان کے یہاں
سونے کی ارقا کی گدھ مگر
سونے کا بدیہ دینے پر شرمندہ
جو رہے تھے۔ دل۔ اضر قانی
کے دربار میں سونے اور چاندی
سے کام نہ چلے گا بلکہ سلطنت
کا آئے گی۔

اسے جتن زریں میں یہاں
سے اصر سونے جاؤ تاکہ
نہاری حرم کو تکلیف ہو۔
کوئی جن جسم کے بے بصیرتی
کو اپنے آپ سے دور کر کے
کسی گندی جگہ بھٹک دو۔
فرج استر۔ مختری اگر حاملہ
ہو جائے تو بچہ کی پیدائش
میں موتا مر جاتی ہے لہذا
اس کی شرنگاہ پر سونے کا
علقہ ڈال دیا جاتا تھا تاکہ وہ
حاملہ نہ ہو سکے۔ ماضی۔ ماضی
کی گزشتہ ادب چہرے کی زندگی
اس کی زینت ہے۔ ماضی
لجہ چہرے کی زردی خدا کی
نظر گاہ ہے اور سونے کی کان
سودھ کی نظر گاہ ہے جس کی
وجہ سے کان میں سونا تیار ہوتا
ہے لہذا ماضی کے چہرے
کی زردی بد جہا افضل ہے۔
اسے گرفت۔ ایمان کی
پابندی۔ جہاد کا حسان و دوش

گرچہ گرد و قیامت آں فزوں
وہ فور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا
کو نہ بخشد ہم بمیغ و ہم بماغ
کیونکہ وہ ابر کو بھی اور کھڑ کو بھی بخشتا ہے

باز گردانیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آن
حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو سن آن بدیوں کے۔ جم۔ وہ
پد پیا کہ آوردہ بودند سونے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس
لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب، اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لانے
را با ایمان و ترک آفتاب پرستی
اور سونے پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

باز گردید اے رسولان نخل
اے شرمندہ قاصدو! واپس ہو جاؤ
ایں زمین بر سر آں زرنہید
میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھ دو
فرج استر لائق حلقہ زرت
مختری کی شرنگاہ سونے کے کدے کے لائق؟
کہ نظر گاہ خداوند ست آں
کیونکہ وہ خدا کی نظر گاہ ہے
کو نظر گاہ شعاع آفتاب
کب سورج کی شعاع کی نظر گاہ؟
از گرفت من زجاں اپر کنید
میرے گرفت سے جاں کی فعال بنا دو
مرغ قنہ دانہ برام ست او
دانا کا عاشق پرندہ بالا خانہ پر ہے

مثنی کے اجارے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ قنہ دانہ۔ دانا کا دیوانہ یعنی وہ پرندہ جو دانہ کے لالچ
میں ہے اگرچہ وہ بالا خانہ پر پر کھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ
شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی تشریح ہے۔

چوں بداند داد او دل را بجال
چونکہ اس نے دل کو گمان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سوئے دانہ می کند
آں نگاہ جو وہ داد پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
داد کہتا ہے اگرچہ تو نظر میں چہرہ اتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سوزنا
جب تجھے اس نظر نے اس جانب کھینچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندریم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا رہی ہے

ناگرفتہ مرورا بگرفتہ داں
بغیر گرفتاری اس کو گرفتار سمجھ
آں گرہ داں کو بیا بر میزند
اس کو وہ گرہ سمجھ جو وہ پاؤں پر لگاتا ہے
من ہی دزدم ز تو صبر و مقر
میں مجھ سے صبر و تدار پڑا رہا ہوں
پس مراں از خوشیتن غافل مرا
قریبے تو اپنے سے غافل نہ سمجھ
پس بدانی کز تو من غافل نیم
تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھ سے غافل نہیں ہوں

قصہ عطار کے سنگ ترازوئے اواز گل سرشوی بودو

اس عطار کا قصہ کہ جس کی حرازد کا باٹ ملتا ہی مٹی کا تھا اور
دزدین مشتری گل خواراں گل ہنگام سنجیدن شکرو
فکر کرنے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اس مٹی میں سے جوری کرنا

دین عطار آں را و نادیدن کردن

اور عطار کا اس کو دیکھنا اور ان کو دیکھا کر دینا

پیش عطار کے یکے گلخوار رفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خور گیا
پس بر عطار طر آہ دودل
اس ہنمانچہ پاک عطار کے پاس
گفت عطار اے جوان ابلوچ من
عطار نے کہا اے جوان میری شکر
لیک گل سنگ ترازو کشت
لیکن میری ترازو کے باٹ مٹی کے ہیں
گفت ہستم درمہ قند جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جگر
میں ہوں

تاخر دابلوچ و قند خاص رفت
تاکہ سفید خاص قند عمدہ خریدے
موضع سنگ ترازو بود گل
باٹ کی بجائے مٹی مٹی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا سبب لہذا کلام عسہ ہے
گر ترا میل شکر بخشدین ست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزان ہر چہ خواہی باش
ترازو کے باٹ جو بھی ہوں

لے آں نظر اس کی مٹائی
ہوئی نظر دراصل اس کے
پاؤں کی گرہ ہے۔ قاتل وہ
دانہ کو دزدیدہ نظروں سے
دیکھ رہا ہے اور وہ دانہ اس
کے صبر و قرار کو چرا رہا ہے۔
چون جب لڑکی نظر پرند کو
داد کی جانب کھینچ لاتی ہے
تو پرند کو سمجھنا چاہیے کہ شکاری
اس سے غافل نہیں ہے وہ
اس کو پھانسی لے گا۔

سے قند۔ پرند جس طرح
یہ سمجھتا ہے کہ وہ شکاری کی
غفلت سے فائدہ اٹھا کر
دانہ کھا جائے گا اور خود پھنس
جاتا ہے اس طرح اس قصہ
میں خریدار یہ سمجھ رہا ہے کہ
وہ دکاندار کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ
خود اپنا نقصان کر رہا ہے۔
گل سرشوی۔ وہ مٹی جسے گل کر
سرور یا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں منگانی مٹی
ہے۔ گل خواہ مٹی کھانے والا۔
ابلوچ۔ سفید شکر۔

سے طر آہ۔ زبان دراز محبوب
تراش۔ نمک۔ دودل۔ منافق
چونکہ وہ مٹی کے پاؤں کے
زور پر کہ تو قاتل قاتل عطار
نے کہا ترازو کے پتے شکر کی
بجائے مٹی کے ہیں۔ درمہ۔
خریدار نے کہا مجھے قند کی
ضرورت ہے مجھے مٹی سے
کیا بحث ہے جیسے ہی ہوں۔

گرچہ مشغولم چُناں احمق نیم
اگرچہ میں مصروف ہوں ایسا بیوقوف نہیں ہوں
چوں بہینی مرشکر از آزمود
جب تو آزما کر شکر کو دیکھے گے
مُرغ از اں دانہ نظر خوش می کند
پرندہ اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
گر زنا می چشم خط می بری
اگرچہ تو آنکھ کے گچھے سے مزا اٹھا رہا ہے
اِس نظر از دور چوں تیرست دم
یہ نظر بازی دور سے ہی تیر اور نہر ہے
مال دنیا دام مُرغان ضعیف
دنیا کا مال، کمزور پرندوں کا جال ہے
تا بدیں ملکہ کو اودامے سرفراز
یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو ایک گہرا لٹا
من سلیمان می خواہم ملکِ تاں
من سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
کایں زماں ہستید خود ملوک ملک
کیونکہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
باز کونہ اے اسیراں جہاں
اے اس دنیا کے قیدی! انسان
اے تو بندہ ایں جہاں مجبوس جا
اے تو ایں جہاں کا غلام، جان کا قیدی ہے

کرشکر افروز کشتی نو از تیمم
کو تو مجھ سے براحتی شکر لے جائے
پس بدانی احمق و غافل کہ بود
تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
دانہ ہم از دور راہش می زند
دانہ بھی دور سے اُس پر ڈاک ڈال رہا ہے
نے کباب از پہلوی خود میخوری
کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
عشقت افروز می شود صبر تو کم
تیرا عشق بڑھتا ہے، صبر کم ہوتا ہے
ملک عقبی دام مُرغان شریف
آخرت کی سلطنت شریف پرندوں کا جال ہے
در شرکار آیند مُرغان شگرف
مجیب پرندہ شرکار میں آتے ہیں
بلکہ من بر رانم از ہر ملک تاں
بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے بچھڑاتا ہوں
مالک الملک آنکہ او بچہ دز ملک
ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پہنچا
نام خود کردی امیر ایں جہاں
تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
چند کوئی خویش را خواجہ جہاں
تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کب تک کہیگا؟

دلداری کردن نو اختن سلیمان مرآں سو لاں اودفع وحشت
حضرت سلیمان کا ان قاصدوں کی دلداری کرنا اور نوازنا اور انکے دل سے تکلیف اور وحشت
آزار از دل ایشان عذر قبول نا کردن ہدیہ شرح کردن بایشان
کو دود کرنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی اُن سے تشریح کرنا

لے کر چہ یعنی میرا دیر کرنا
میری بیوقوفی نہیں ہے بلکہ
فائدہ مند ہے۔ چوں کہ
تو گھر جا کر شکر تو نے کا تو بہت
چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔
مُرغ پرندہ دانہ گچھے میں اپنا
فائدہ سمجھ رہا ہے مالا مال وہی
اُس کی ہلاکت ہے۔ ناجی۔
گلا، چونکہ دوسرے مصرع میں
کباب کا ذکر ہے اس لئے
اس مصرع میں آنکھ کے لئے
گچھے کا استعارہ کیا ہے یعنی
ایک شخص کسی خین کے ساتھ
نظر بازی کرتا ہے تو بظاہر
لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
کے لئے اپنے لئے پریشانی بول
لے لیتا ہے۔

لے اس نظر۔ نظر بازی کا تیر
خود نظر باز کے لئے تیر ستم ہے۔
اور وہی زمر طر۔ حدیث ہے
النظر ستمہم و غنم ستم و حق
بہت ستم انگلیں۔ نظر بازی
شیطان کے تیروں میں سے
زہر ملا تیر ہے۔ نال دنیا و دنیا
کی زہر و زہریت ضعیف ایمان
لوگوں کا جال ہے مومن آخر
کے دلدادہ ہوتے ہیں مرغان
شگرف یعنی اجنباء اور ابدیار۔
لے من سلیمان۔ یہ حضرت
سلیمان کا قاصدوں کو خط
ہے۔ آدھ ہر ملک جو کہ تمام جہاں
میں ہلاکت ہے۔ کایں زماں
دنیا دارانی دولت کا غلام
ہوتا ہے، شاہ تو وہ ہے
جو اُس کی ہلاکت سے بچ سکے۔
باز گوز۔ دنیا دہ اپنے آپ کے ملام
اور شاہ کہتا ہے ایسا ہے جیسا
کہ برعکس ہند نام زنگی کا نور

لے تان رسول یعنی اب تم

میری جانب سے قاصد نہ کر
جاؤ تو میں یعنی میرا بندہ کو
واپس کرنا تمہارے لئے مفید
ہے تم ایمان لے آؤ گے جیتی
بلیس تم اپنے واقعات
جا کر بلیس کو سناؤ اور بتاؤ
کہ چالیس منزل تک تم سونے
کی زمین پر چل کر میرے پاس
پہنچے تھے۔ درجن۔ اور بھی
کہو کہ میں سونے کا ہر پیش
کرنے میں شرمندگی ہوتی
تھی تاہذا نہ لاکو بلیس یہ
سمجھ جائے کہ ہم اسل دولت
کے طالب نہیں ہیں۔

لے حق مجھ کے دن زمین
چاندی میں کر دی بائیسگی
اور یہ اس وجہ سے ہو گا کہ
اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائیے کہ
ان کے یہاں سونے چاندی
کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔
فارغیم ہم سونے سے بے نیاز
ہیں ہم ترانوں کو ایمان
عطا کر کے زریں بناتے ہیں۔
تجربہ اگر نہیں چلے بن جاؤ گے
تو کیا اگر بن جاؤ گے شعر
کیا و سبیا و ریمیا
کس نہ اندر جو ذرات ادبیا
ترک آخرت کے ملکوں کی عطا
دنیا کی سلطنت کو خیر باد کہو۔
سلطنت خود بندہ تیرا، خودی کو
گندہ جہنم پا، سنا کر قید
کرویتے تھے ہندو جس مقام
کو تو صدر مقام سمجھا ہے وہ
دربان کی جگہ ہے تیرا گم
تو خود تیری وارمی پر نہیں پستا
بے درندہ تیری خفا کے خلاف
سفید ہوتی مالک ملک ہل

اے رسولاں می فرستم تاں رسول

لے قاصد و! میں تمیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں
پیش بلیس اپنے دیدار عجیب
بلیس کے سامنے جو تم نے جب بات دیکھی
کہ چیل منزل بروی زربند
کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے

تاہذا نہ کہ بزرطامع نہ ایم
تا کہ وہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں
آنکہ گر خواہد ہمہ خاک زمین
وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی

حق برائے آں کنداے زرگزین
لے سونے کو پسند کرے والے اللہ (حقا) اسی نے
فارغیم از زر کہ مایس پر غیم
ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم راجہ ہیں

از شما کے گدیہ زر می کنیم
ہم تم سے سونے کی جھپکب مانگتے ہیں؟
ترک آں گیرید گر ملک سیاست
اُس کو چھوڑ دو خواہ سب کا ملک ہو

تختہ بندست آنکہ تختش خواندہ
جس کو تو نے تخت کہا ہے وہ کاٹھ ہے
پادشاہی نیستت بر ریش خود
تیری اپنی وارمی پر ابھی حکومت نہیں ہے

بے مراد تو شو در ریش سفید
تیری مرضی کے خلاف تیری وارمی مفید ہو مانی؟
مالک الملک مت کیش سمر ہند
جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ جو

جواں خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ جو

رد من بہتر شمار از قبول

میرا رد کرنا تمہارے لئے قبول کرنے سے چٹا ہے
باز گوید از بیابان ہب
سونے کے جنگل کی بابت کہو

وز چنین ہدیہ نخل چوں می شنید
اور ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہو گے
ماڈر از زر آفرین در دہ ایم
ہم سونا پیدا کر نیوالے سے سونا لے آئے ہیں

سمر بسر زر گرد و در زمین
پوری سونا اور قیمتی موتی بن جائے
روز محشر این زمین را فقرہ گین
اس زمین کو محشر کے دن چاندی سمجھی

خاکیاں را سر بسر زریں کنیم
ہم مٹی والوں کو سونے کا بنا دیتے ہیں
ما شمارا کیا گر می کنیم
ہم تمہیں کیا اگر بناتے ہیں

کہ برون آب گل بس ملکبات
کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں
صدر پنداری و بر در ماندہ
تو نے صدر مقام سمجھا ہے اور تو دروازہ پر پڑا ہے

پادشاہی چوں کنی بر نیک بند
برا تھے اور بڑے پرتو پادشاہی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟
شرم دار از ریش خوداے کنز امید
اے تیری شرمناک والے! لہذا وارمی سے خرا

بے جہان خاک صد کش ہد
خاک دنیا کے علاوہ وہ مسکینوں سلطانین عطا
کرتا ہے

ایک ذوقِ سجدہ پیش خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنانی کہ خواہم ملکها
بہر قور دے لاکھیں سلطنتیں نہیں پاتا ہوں
بادشاہانِ جہاں از بدلی
دنیا کے بادشاہوں نے بدلی کی وجہ سے
ورنہ ادم وار سرگردانِ دنگ
ورنہ حضرت ادم کی طرح حیران اور پریشان ہو کر
ایک حق بہر ثباتِ اس جہاں
لیکن اللہ (تعالیٰ) نے اس جہاں کے بقا کے لئے
تا شود شیریں برایشاں تختِ تاج
تاکہ ان کے لئے تخت و تاج شیریں ہوگا
از خراجِ ارجع آری ز چوریگ
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا بچ کر دے گا
ہم رہے جانت نگر و ملک و زر
سلطنت اور سونا تیری روح کا سامنی نہیں ہے
تا بہ بینی کایں جہاں چاہیست
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنواں ہے
تا بلگوید چوں ز جاہ آئی بام
تاکہ جب تکونوں سے بالا ناز پر آئے گے
ہست درجہ انعکاساتِ نظر
کنوئیں میں نظر کے عکس ہیں
وقت بازی کو دکاں از ختمال
نفل (دماغی) سے کہیں کو دے وقت پتوں کو

خوشر آید از دو صد دولت ترا
تجھے دو سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہوگا
ملک آں سجدہ مسلم کن مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے نگر فرما دے
بونبر دند از شرابِ بندگی
بندگی کی شراب کی خوشبو نہیں سونگھی
ملک ابریم ز دندے بے دنگ
خود سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہر شاں بنہاد بر چشم و دہاں
ان کی آنکھ اور منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں الاں خراج
کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماند مردہ رنگ
بالآخر وہ تجھ سے دراشت میں نہ جائے گا
زر بدہ سرمہ ستاں بہر نظر
سونا دیدے، نگاہ کے لئے سرمہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری بچنگ
یوسف وار وہ کتنی ہاتھ میں بچو لے
جان کہ یابشواہی لی ہذا غلام
روح، میرے لئے بشارت ہے یہ لڑکا ہے
کترین آنکہ نماید سنگ زر
سب سے کم یہ ہے کہ چشم سونا نظر آجائے
می نماید آں خزفہا زرو مال
وہ ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

۱۰۰ ایک لیکن جب سجدہ
کا ذوق پیدا ہو جائیگا تو...
سلطنتوں سے بیزار ہو جائیگا
اور خدا سے دعا کرے گا کہ میں
اس دولت کا فی ہے۔ بادشاہ
دنیا کی بادشاہ چونکہ بندگی
کی تسبی سے ناواقف ہیں اس
لئے وہ سلطنت کے شوق میں
مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو
جائیں تو حضرت ادم کی طرح
سلطنت پر رات مار دیں۔
ایک حق لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ
کو دنیا کا نظام چاہا ہے
اس لئے ان کو اس لذت
سے محروم کر دیا ہے اور وہ
مکمل ہیں کہ ہم دنیا سے
خراج وصول کرتے ہیں تو حق
ٹھیکس سجدہ رنگ و مال
جو درخشاں ہے۔

۱۰۱ جہرہ دنیا کی دولت
دنیا میں رہ جاتی ہے روح
پر داز کر جاتی ہے جہرہ وہ
سرمہ حاصل کرتے جس سے یہ
چیزیں بے حقیقت نظر آئیں۔
یوسفانہ حضرت یوسف کوئی
کے ذریعہ کنوئیں سے باہر آئے
تھے، تو میں عبادت کی تسبی
کے ذریعہ سے دنیا کے کس
کنوئیں سے باہر نکل آ۔

۱۰۲ تا بگوید جس وقت
حضرت یوسف کنوئیں سے
برآمد ہوئے تھے تو وہ نکلنے
والا بیچ اٹھا تھا کہ تو خوشخبری
ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح
تیری روح تیرے کنوئیں میں
سے نکل آئے بہ خوشخبری

دے گی درجہ۔ دنیا میں نظر کا غریب ہے کہ دنیا کی بے حقیقت دولت کو قیمتی دکھا دیتی ہے۔ وقت بازی
بچے کہیں کر دیں ٹھیکریوں کو روپیہ پسہ تصور کر لیتے ہیں۔

عارفانش کیمیا گر گشتہ اند تا کہ شد کا نہا برایشان تزلزل
 اس (غدا) کو پہچان جائیو لے کیمیا گر بن گئے ہیں حتیٰ کہ اُن کے لئے کائنیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدن درویشے جماعت مشایخ را در خواب درخواست کردن
 ایک دفعہ کش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور اُن سے بغیر کائن کی مشغولیت
 روزی حلال زایشاں بے مشغول شدن بکسب کار عباد
 کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہیں عبادت کرنے سے رہ جانا ہوں اور انکی
 می نامم وارشاہ کردن ایشاں اور اکیسویہ تلخ و ترش کوئی
 اُس کو اکلوے اور کھٹے پہنڈی پھلوں کی جانب رہنائی کرنا اور اُن بزرگوں
 و بروے شیریں شدن آں میوہ بادلالت آں مشایخ
 کی رہنائی سے اُس کے لئے اُن پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
 ایک درویش نے تقصہ میں بتایا
 گفتم ایشاں را کہ روزی حلال
 میں نے اُن سے کہا کہ حلال روزی
 مگر سوسوے کہتاں راندند
 وہ مجھے پہنڈی جان بے گئے
 کہ خدا شیریں بگرداں میوہ را
 کہ خدا نے وہ پھل پیشے کر دیئے ہیں
 ہیں بخور پاک حلال بے حبیب
 ہاں، پاک اور حلال اور بے حساب کھا
 پس مرازاں رزق نطقے رومود
 پھر اُس رزق سے مجھ میں ایسی قوت گویاں رومود
 گفتم ایں فتنہ است کرب جہاں
 میں نے کہا، اے دنیا کے پالنے والے فتنہ ہے
 سخن از من دل خوش یافتم
 میری قوت گویاں جاتی رہی میں نے مطمئن دل
 خضریاں را من بدیدم خواب
 کہیں نے خواب میں خضریوں کو دیکھا
 از کجا نوشتم کہ نبوذاں و بال
 جو وہاں نہ بنے ہیں کہاں سے کہاؤں
 میوہ ازاں پیشہ می افشا ندند
 اہں جنگ سے انھوں نے پھل بھاڑے
 در وہاں تو بہتہ سائے ما
 تیرے منہ میں ہماری توجہات سے
 بے صداع و نقل بالا و نشیب
 بغیر درد سر کے اور اوپر اور نیچے منتقل ہونے کے
 ذوق گفت من خرد ہامی ر بورد
 کہ میری گفتگو کا ذوق عقول کو حیران کرتا تھا
 بخشے وہ از ہمہ حلقاں نہاں
 وہ انعام عطا فرما جو سب سے پوشیدہ ہو
 چوں انار از ذوق می بشکافتم
 ذوق کھف سے میں انار کی طرح کھلتا تھا

لے مارناش۔ جرمانہ
 باتہ ہیں وہ خود کیمیا گر ہیں
 اُنکی نگاہ میں سونے کی کوئی
 وقت نہیں ہے۔
 آہلک خاک را نظر کیمیا کنند
 آیا بود کہ گشتہ چشے بہا کنند
 دیدن۔ اس فقرے سے رہ جانا
 مقصود ہے کہ اُن اللہ کی
 نظر میں دنیا کا مال ہیچ ہے
 اور اُن کی ہمت کیمیا کا کام
 کرتی ہے۔ ستر۔ نقد۔ نظر کیا۔
 وہ ابدال جو حضرت خضر کی
 طرح نگاہوں سے پرشیدہ
 ہیں گفتہ میں نے اُن ابل
 سے کہا کہ کانا کانا تو وہاں
 ہے ایسی تدریس تیار کیجئے کہ
 مجھے پاک کائناتے حلال روزی
 حاصل ہو جائے۔

لے مرقا۔ وہ لوگ مجھے جنگل
 میں بیگئے اور انھوں نے جنگل
 پھل جھاڑے اور اشد تعالیٰ
 سے دعا کی کہ میرے لئے وہ
 کڑوے کیسے پھل پیشے ہو جائیں۔
 صداع۔ درد سر۔ اُن
 پھلوں کے کھانے سے میرے
 کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو
 گئی کہ لوگ اُس پر فریستہ ہونے
 لگے۔

لے گفتہ۔ ادبیار اللہ کو اپنی
 شہرت اور عوام میں مقبولیت
 ناگوار ہوتی ہے۔ مشہور سخن۔
 یعنی وہ کلف کلام کی کیفیت
 زائل ہو گئی جو عوام کی گردیدگی
 کا سبب تھی اور دل میں ایک
 مذبذبت پیدا ہو گیا۔

گفتم ارچیزے نباشد در بہشت
میں نے کہا اگر جنت میں اور کوئی چیز نہ ہوگی
بہج نعمت آرزو ناید و گر
مجھے کسی دوسری نعمت کی تمنا نہ ہوگی
ماندہ بود از کسب یک دوختہ ام
لکائی میں سے میری ایک دوڑتی بج گئی تھی

غیر ایں شادی کہ دارم در بہشت
اس سرت کے علاوہ جو طبیعت میں آگئی ہے
زیں پیرازم بجوز و نیشکر
اسکو چھوڑ کر میں اخروٹ اور گنے کی طرف توجہ کروں گا
دوختہ در آستین جبتہ ام
جس کو میں نے جبتہ کی آستین میں سی لیا تھا

نیت کردن او کہ ایں زربدیں ہیزم کش دہم چوں من
اس کا سوچنا کہ یہ سونا میں اس لکڑی کے کو بریدوں جگہ میں نے بزرگوں کی
روزی حلال یافتہ بکرامات مشائخ و رنجبین اک ولی
کرامات سے ملاں روزی سے ہوا ہے اور اس لکڑی کے دل کا اس
ہیزم کش از ضمیر و نیت او
کے دل کی بات اور نیت سے رنجیدہ ہونا

آں یکے درویش ہیزم می کشید
ایک درویش کڑیاں لارہا تھا
پس بگفتم من ز روزی فارغ
میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں
میسوہ مکروہ بہ من خوش شدت
ناگوار پہل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
چونکہ من فارغ شدتم از گلو
چونکہ میں غلو (کے معاملے) سے نایاب ہو گیا ہوں
بدم ایں زربدیں تکلیف کش
اس مصلحت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں
خود ضمیرم را ہی دانست او
اس نے خود ضمیر کے دل کی بات جان لی
بود پیش رہتر ہر اندیشہ
اس کے لئے ہر خیال کا راز

خستہ و ماندہ زبیشہ در رسید
تھکا ہارا جنگل سے آیا
زیں پس از بہر زرقم نیست غم
اس کے بعد مجھے لذی کی فکر نہیں ہے
زرق خاصہ جسم را آند بدست
خاص زرق جسم کو حاصل ہو گیا ہے
جبتہ چندست ایں بدہم بدو
چند رتیاں ہیں یہ میں اس کو دیدوں
تا دوسرے روزک شعوا ز قوت خوش
تا کہ دوسرے دن (کیلئے) وہ خوراک سے مطمئن ہو جائے
زانکہ شمع اشت نور از شمع بنو
کیونکہ اگلے شمع میں ان اشغال کی شمع کا اثر تھا
چوں چراغ در درون شیشہ
آئینہ کے اندر کے چراغ کی طرح تھا

لے در بہشت۔ وہ بھی نصیب
اس قدر بہشت تھی کہ اگر
جنت میں صرف وہی مال ہو
تو اور کسی چیز کی تمنا کی ضرورت
نہیں ہے۔ در آستین جبتہ
آستین میں بنائی جاتی تھی۔
لے جترم۔ سونہ، بلاتے کی
لکڑیاں۔ جبتہ جنگل۔ فارغ
میں تو جنگل پھلوں پر گزارہ
کر رہا ہوں لہذا مجھے اب
کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں
ہے۔ زرق خاصہ۔ رت ہے
دستر خوان کی خوراک جو کچھ
اب مجھے اپنے غلو اور کھانے
کی فکر نہیں ہے۔ جبتہ۔ ایک
رت کی کا وزن جو کچھ کش بینی
لکڑی ہوتا۔

لے تا دوسرے روزک۔ وہ دو
تین دن میرے اس طریقے
اپنا کام چلائے گا۔ ضمیر۔ دل
کی پریشانیہ بات۔ تا کہ
کے غلو کو ان اشغال کے لئے
کی روشنی حاصل تھی۔ خود۔ وہ
لکڑی ہاروش ضمیر تھا دل کی
بات اس پر اس طرح ظاہر
ہو جاتی تھی جس طرح چراغ
شیشہ کے نیچے سے نظر
آتا ہے۔

لے منکیت۔ نہ بڑایا۔۔۔
بوجہ چونکہ اس سے کرنا
ظاہر ہو رہی تھی محکوم یعنی
اویاراضہ۔ کیفیت۔ رزقوں
کا انتظام ابدال کے سپرد
ہوتا ہے۔ جن میں انکی بات
تو نہ سمجھایک ان کے قصہ
کا اخیر سے قلب پر ظاہر
ہوا۔

لے سوئی من۔ وہ کلوارا
بزرگ لکڑیوں کا گھر تھیں۔
خال کر شیر کی طرح بری طوف
آیا تو اس کی ہیبت سے
کاٹنے لگا ہفت ہفت ہفت
اعزام، دوڑوں ہاتھ، دوڑوں
پاؤں، سینہ، پشت، سر۔
گفت۔ اس لکڑی سے نہ کہا
اے خدا اگر تیرے مقرران ہنگام
زندہ ہیں جن کی دعا مقبول
ہوتی ہے تو میں تیری وہ
مہربانی چاہتا ہوں جس سے
یہ سب لکڑیاں سونے کی بنی
جائیں۔

لے درزاں۔ اس کی دعا
وہ لکڑیاں سونے کی بن گئیں۔
تو۔ حیرانی۔ بندازاں لکڑیوں
کا سونا بن جانے کے بعد
اس نے دعا شروع کر دی
کہ تیرے مقبول بندے چونکہ
شہرت سے بھاگتے ہیں اور
میری کرامت شہرت کا باعث
بن جائیگی لہذا تو ان لکڑیوں
کو اصل حالت پر کر دے تاکہ
میری شہرت نہ ہو چنانچہ وہ
لکڑیاں پھر اصل حالت پر
ہو گئیں۔ درزاں۔ اگلے واسطے
وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر
آئیں۔ انقصان نقصان کی جمع۔

بہج پنہاں می نشد از فے ضمیر
دل کی کوئی بات اس سے نہ چھپتی تھی
پس ہی منکیت باخود زیر لب

تو وہ خود بخود آہستہ بڑ بڑایا
کہ چنیں اندیشی از ہر ملوک

تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
من نمی کروم سخن را فہم لیک

میں بات اچھی طرح نہ سمجھتا
سوئے من آمد ہیبت بچو شیر

وہ شیر کی طرح ہیبت سے میری جانب آیا
پر تو حالے کہ او ہمزم نہ باد

اس حالت کا شے کہ اسے ایندھن کا گھر دکھا
گفت یارب گر ترا خاصاں می اند

اے خدا! اگر تیرے مخصوص بندے زندہ ہیں
لطف تو خواہم کہ مینا گر شود

تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیا گر بنائے
در زماں دیدم کہ ز شد ہمزم مش

میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہو گیا
من دراں بخود شد متادیر گہ

میں اس اعتبار میں دیر تک بیہوش رہا
بعد ازاں گفت خدا اگر اں کبار

اسکے بعد اسے کہا اے خدا! اگر وہ بڑے لوگ
باز ایں را بند ہمزم ساز زود

اس کو پھر جلد ایندھن کا گھر بنا دے
در زماں ہمزم شد اں اغصان

اسی وقت وہ سونے کی شاخیں ایندھن کا گھر بن گئیں

بؤد بر مضمون دلہا او خبیر
وہ دلوں کے مضمون سے واقف تھا

در جواب فکر تم اں بؤا لعجب
وہ محب احوال والا میرے خیال کے جواب میں

کیف تلقی الرزق ان لم یزقوا
اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے؟

بر دلم میزد و عتابش نیک نیک
(لیکن) اس کے قصہ کا اخیر سے دل پر بہت کیا

تنگ ہمزم را نہاد از پشت زیر
ایندھن کا گھر کمرے سے نیچے رکھ دیا

لرزہ بر ہفت عضو من فتاد
میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا

کہ مبارک دعوت فرخ پے اند
جو بابرکت دعا والے اور مبارک قدم ہیں

ایں ماں ایں تنگ ہمزم ز رزود
اسی وقت یہ ایندھن کا گھر سونا بن جائے

ہمچو آتش بر زمیں می تافتش
عمر کی سے زمین پر آگ کی طرح جگ رہا تھا

چونکہ باخویش آدم من ازولہ
جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا

بس غیوند و گریزاں زاشتہار
بہت غیرت مند اور شہرت سے بھاگنے والے ہیں

بے توقف ہم براں حالے کہ بؤد
بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا

مست شد در کارا و عقل و نظر
اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

بعد ازاں برداشت ہمیزم راور
اُس کے بعد اُس نے ایندھن کا گھڑا اٹھایا اور چل دیا
خواتم تادریئے آل شہ روم
میں نے جاہا کہ اُس شاہ کے پیچھے جاؤں
بستہ کرداں ہیبت او مہرما
اُس کی اس ہیبت نے مجھے باندھ دیا
ور کے را رہ شود گو سرفشاں
اور اگر کسی کیلئے راستہ ہو کہد وہ ضرور ان کرے
بس غنیمت اراں توفیق را
اُس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ
نے چو اں ابلکہ کیابند قرب شاہ
نہ کہن کی برقرت کد حرج جس کو شاہ کا قرب میں ہو
چوں ز قربانی دہندش بیشتر
جب وہ اُس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کرے
نیست ایں از ران گاؤ اقمقری
اے جوئے ! یہ گائے کی ران نہیں ہے
بذل شاہان ست ایں بے رشوئے
یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت
شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم
پُرم ازوے مشکلات و شتوم
اُس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سُنوں
پیش خاصاں رہ نباشد عامرا
عوام کیلئے خاص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا جو
کاں بود از رحمت از جذباں
کیونکہ وہ ان کی رحمت اور کشش سے ہوتا ہے
چوں بیانی صحبت صدیق را
جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کرے
سہل آسان افتداں دم زراہ
اُسی وقت آہستگی اور آسانی سے راہ سے ہٹک جائے
پس بگوید ران گاؤ ست ایں مگر
تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے
ران گاوت می نماید از خری
تجھے گدھے ہیں سے گائے کی ران دکھائی دے رہی ہے
بخشش محض ست ایں از رحمت
یہ شفقت ہے خالص بخشش ہے

تخریض کردن سلیمان رسولان را بر تعجیل کردن

حضرت سلیمان کا قاصدوں کو ایمان لانے کے لئے بلقیس کی

بہجرت بلقیس بہر ایاں

بہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

جذب خیل و لشکر بلقیس کرد

بلقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا

کہ برآمد موجہا از بحر خود

کیونکہ سفادت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

پہنچناں کہ شہ سلیمان در نبرد

جیسا کہ شاہ سلیمان نے جنگ میں

کہ بیانیڈاے عزیزاں و دزدوں

کہ اے عزیزو ! جلد جلد آجواؤ

اے بعد ازاں جب کراں
اصل حالت پر ہو گئیں تو وہ
اُن کو لیکر علی ریاست نکلتے
یعنی سلوک کے مشکل مسائل
بستہ ہیں امقدر در عجب ہوا کہ
میرے پاؤں نہ اُٹھے جو اُٹھ
تھانے کے مخصوص بندے جوتے
میں عوام کی دہان تک سامان
نہیں ہوتی ہے اگر موتی بھی جو
تو یہ ان بزرگوں کی کشش ہوتی
ہے لہذا اُس پر قربان ہو جانا
چاہیے جو توفیق وہ شخص جو
ولایت کے آخری مراتب پر پہنچ
تے یہ نہ ہونا چاہئے کہ قرب
حاصل ہوتے ہی گمراہی اختیار
کرے۔

اے پس بگوید مشہور ہے کہ
کسی بادشاہ نے اعلیٰ درجے کے
دُشمنوں کی قربانی کی اور فقر میں
تقسیم کی ایک کثیر کراہیک ران
لی اُس نے دُشمن کی ران امقدر
فرہ کبھی نہ دیکھی تھی تو بولا یہ گائے
کی ران ہے یعنی اُسے اُسام کر
نہ پہچانا اور قدر نہ کی نیست۔

وہ فقیر جو اُٹھا وہ ران اعلیٰ
قسم کے دُشمن کی تھی یعنی اُس
مصیبت کی قدر و قیمت کو پہچاننا
چاہیے اور اُس کی ناقدری نہ
کرنی چاہیے جوتی گدھا ہیں۔

اے خرقین پہلے بتایا تھا کہ
بزرگوں کی صحبت اعلیٰ کشش
سے مٹس ہوتی جواب حضرت
سلیمان کے واقع سے بھاتے
ہیں کہ بلقیس اور اُن کی قوم کا
حضرت سلیمان تک پہنچنا یہ حضرت
سلیمان کی کشش سے تھا جذب
کشش کہ برآمد اس وقت زنت
خداوندی کا سمندر و جوش میں بہ

لے سوئی ساحل۔ وہ سمندر

جوش میں ہے اور کنا ہے پر
سینکڑوں موتی پھینکے ہیں
جلد گراں کو حاصل کر لو۔ بقول
حضرت سلیمان نے فرمایا اس
وقت جنت کے دروازے
کھل گئے ہیں اور دعوتِ عام
ہے۔ رضوان۔ دارِ جنت۔
وہ بگڑیدہ یعنی برا پیش کردہ
دین اختیار کر لو اور سارا چھوڑ
چھوڑ دو۔

لے پس حضرت سلیمان نے
قاصدوں سے کہا کہ تم بلقیس
سے جا کر کہو کہ سب یہاں
آجائیں اور سلامتی اختیار کر لیں۔
دولت یعنی آخرت، فتوح بھی
انعامات، فتحِ آب یعنی رحمت
کے دروازے کی کٹاواگی۔ آگے
جواب طالب بھی نہیں ہے وہ
بھی آجائے یہاں اگر طالب
صادق پیدا ہو جائیگی۔ آجہاد
حضرت ابراہیم آدمی نے خراسان
کی سلطنت چھوڑ کر فطری اعتقاد
کر لی تھی۔

لے سریرِ جنت، جاہاں۔
عاریں کی جمع ہے، نگہبان۔
دارِ گیرِ یعنی فرائض، ریزہ ریزہ
کی جمع ہے، مفصلہ، معاش۔
عادت۔ عادل بادشاہ کو
پہرہ داروں کی ضرورت نہیں
ہوتی ہے۔ کاتب یعنی مفاسد۔
چوہکرن۔ نقابچی، کوئوال۔
ہچو۔ صوفیاء کو زباب کی
آواز اس عہد کی یاد دلاتی ہے
جو ازل میں بنی آدم سے پیدا
کیا تھا جس کو عہدِ ازلت کہا
جاتا ہے۔

سوئی ساحل می فشانہ بے خطر

بہر کسی خطرے کے ساحل کی جانب پھینکے ہوئے ہیں

الصلّا گفتیم اے اہلِ رشاد

لے ہدایت پانے والو! ہم نے دعوت دیدی

پس سلیمان گفت آپیکاں کوید

پھر سلیمان نے کہا اے قاصدو! جاؤ

پش گویدش بیا اینجام تمام

پھر اس سے کہو یہ مکمل طور پر یہاں آجائے

ہیں بیا لے طالبِ دلِ شتاب

ہاں اے دولت کے طالب! جلد آ جا

اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا

اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے! تو بھی آ جا

ملک بریم زن تو آدم وار زود

تو آدمی کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

جوشِ موجش ہر زمانے صدگر

ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی

کایں زماں رضواں درجہ کشاد

کیونکہ اس وقت رضوان نے جنت کا دروازہ کھل

سوئی بلقیس بدیں دیں بگروید

بلقیس کی جانب اور اس دین کے گزیدہ ہو جا

زور کان اللہ یدعو بالسلام

جلد کیونکہ اللہ (تعالیٰ) سلامتی کی طرف بلا رہے

کہ فتوح است اس زمان فتح باب

کیونکہ اس وقت انعامات اور دروازے کی کشادگی ہے

تا طلب یابی ازاں یار وفا

تاکہ تو اس با وفا دوست سے طلب حاصل کرے

تا بیا بی ہیمو او ملک خلود

تاکہ تو اس کی طرح ہمیشگی کی سلطنت حاصل کرے

سببِ ہجرت سلطان ابراہیم آدمی ترک کردن ملک خراسان

حضرت ابراہیم آدمی کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارِ ساں بر بام اندر دار و گیر

محافظ بالاخانہ پر استخوانی میں تھے

کہ گذراں دفعِ دوزاں و زلزلہ

کہ اُن کے ذریعہ بندوں اور چوڑوں کو دفع کریں

فارغ ست از واقعاتِ امن دلست

حادثہ سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے

خفتہ بوداں شہ شہانہ بر سریر

وہ شاہ، رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے

قصد شہ از حارِ ساں آنہم نبود

شاہ کا مقصد، محافظوں سے یہی نہ تھا

اوہمی دانست کال کو عادت

وہ جانتا تھا کہ وہ منحصر ہے

عدل باشد پر اسان کا مہا

مقاصد کا محافظ انصاف ہوتا ہے

لیک مقصودش ز بانگِ باب

لیکن زباب کی آواز سے اُن کا مقصد وہ تھا

نالہ سسرنا و تہہ دید دہل
نغیر کی مسر یاد اور دھول کی دھمک
پس حکیمان گفتہ اندایں لخنہا
عکاس نے کہا ہے کہ یہ راگ
بانگ گرد شہا چرخ لست خلق
یہ آسان کی گردش کی آواز ہے جسکو لوگ
مومنناں گویند کا تار بہشت
مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آواز نے
ماہمہ اجزائے آدم بودہ ایم
ہم سب (حضرت آدمؑ) کے اجزاء تھے
گرچہ بر مار بخت آب و گل شکے
اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈال دیا
لیک چوں آیمخت با خاک کرب
لیکن چونکہ وہ (نفس) مصیبتوں کی مٹی میں لگے ہیں
آب چوں آیمخت بالول و کینر
جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا
چیز کے از آب ہستش در جہد
اتش کے وجود میں کچھ پانی ہے
مگر نجس شد آب ایں طبعش بماند
پانی اگرچہ ناپاک ہو گیا اس کا مزاج باقی رہ گیا
پس غذائے عاشقان مد سماع
سماع، عاشقوں کی غذا بن گئی

چیز کے ماندہ بداں ناقور گل
اُس بڑے مورے کچھ مشابہت لگتی ہے
از دوار چہ سرخ بگر فیتیم ما
ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
می سر ایندش بطنبور و کخلق
طنبورے اور گھٹے سے گاتے ہیں
نغز گردانید ہر آواز ز رشت
ہر بھڑکی آواز کو حسین بنا دیا ہے
در بہشت آں لخنہا بشنودہ ایم
ہم نے وہ راگ بہشت میں سنے ہیں
یادیاں آید از آنہا اندکے
ان سے ہمیں اُن کی کچھ یاد آ جاتی ہے
کے دہدایں زیر و ایں ہم انطب
تو یہ نیچے اپنے سرورہ مزا کہاں دیتے ہیں؟
گشت زامیش مزاجش تلخ و تیز
طراٹ سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
بول ازاں رو آتشے رامی کشد
پیشاب اسی درجہ سے آگ کو بھادیتا ہے
کاش غم را بطبع خود نشاند
کہ وہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بھادیتا ہے
کہ درو باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں وصل کا خیال ہوتا ہے

طاری ہوتی تھی کرب کر بڑی چیز ہے مصیبت غریب مستی آبِ جنت کے کسی جب انسان ادا کرتا ہے تو
ان کی مثال یہ ہے کہ پاک پانی پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ اس کی پاکیزگی اور لطافت غم ہو جائیگی۔
گیتہ پیشاب — تلخ چیز کے پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ نہ بچ رہا ہوا ہوتا ہے
جالتے ہیں اُس کو آگ پر ڈالا جانتے تو وہ آگ کو بھادے گا اسی طرح ان گھٹوں میں کچھ نہ بچا اذیت باقی ہیں اور
یہ بھی آتش غم کو بھادیتے ہیں پس۔ ان نفوں کا پہلے جو کہ وصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس نے
یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

لہ ناد بینی نغیری اور
دھول کی آواز حضرت سسر نالہ
کے نغمہ صو کی آواز سے شہا
ہے سسر نا نغیری دہل دھول
ناقور گل صو ز قیامت میں
پنوں کا جائیگا جگایاں جسک
فیثا غورث نے کہا ہے کہ مثنوی
کے بارہ مقام آسان کے بارہ
برجوں سے سناٹا آواز میں سنا
تیاروں سے جو ہیں گھٹے ہیں
رات کے جو ہیں گھٹوں سے
اور از تالیش و کبیس سال کے
از تالیش و کبیس سال کے
گئے ہیں۔ بانگت۔ این حکما
کے نزدیک آسمانوں کی گھٹیاں
ہوا ہے اور اس سے آوازیں
پیدا ہوتی ہیں اسی کی نقل
طنبورے اور گھٹے کے ذریعہ
کی گئی ہے۔ مثنویاں مثنوی
کہتے ہیں کہ یہ سارے الہام اور
نغمہ حوران بقیہ کے گاتے اور
جنت کی تہوں کے چلنے کی
آوازیں اور جنت کے درختوں کی
چلنے کی آوازیں سے بنے ہیں۔
ماہر ہم اگرچہ براہ راست جنت
میں نہ گئے کہ وہاں سے اُن کو
سُننے لیکن چونکہ ہمارے باہر آدم
واں تھے اور ہم انہیں کے جہاں
ہیں ہنذا ہم نے بھی وہاں گئے۔
تلخ غم ہے اس آب و گل کی
دنیا نے ہیں جنت کی پوری دنیا
بھلائی میں بھر بھی کچھ یاد باقی
ہے ایک چو کہ اب وہ تلخ
ہمارے جسم سے پیدا ہو رہے ہیں
جواب گل سے بنا ہے اس نے
اب اس زیر و دم سے وہ سستی
پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں

لے توتے۔ اگر ساع میں
عالی جنات ہوتے ہیں تو
ان میں کھار پیدا ہوتا ہے
اور خیال ختم اختیار کرتا ہے
آتش عشق عشق کی آگ ان
لغویں سے تیز ہو رہی ہے
جس طرح اس پائے شخص
کی پیاس ان اخروٹوں کے
گرنے سے تیز ہو رہی تھی جو
پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے
تھے۔ آئندہ حکایت میں ہونا
اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

لے حکایت۔ شخص پیاسا
تھا پانی گھرے گھرے میں
تھا پانی تک پہنچ نہ سکتا
تھا تو اس نے اخروٹ کے
درخت پر چڑھ کر اخروٹ
توڑ کر پانی میں پھینکے شروع
کر دیئے اخروٹ کے پانی میں
گرنے سے آواز پیدا ہو رہی
تھی یہ اس سے گفت اندوز
ہو رہا تھا۔ نازل۔ گر لھا جھنڈ
اخروٹ حجاب بلبند۔ جو زبان
داخل اس پیاسے کا نشانہ
سمجھا اور اس نے دیکھ کر
اخروٹ پانی میں ضائع ہو
رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اخروٹوں
کا ضائع ہونا تیری خواہش
کو بڑھانے کا۔

لے تخریصی اخروٹ تخریصی
پانی ان اخروٹوں کو اپنے
اندھے بیت ہے۔ آت۔
تیرے اخروٹ پانی کے
اندھ روٹ کر غائب ہو
جائیں گے۔ گفت۔ اخروٹ
پھینکنے والے پیاسے نے

توتے گیر و خیالات ضمیر
دل کے خیالات توتے حاصل کرتے ہیں
آتش عشق از نوا ہا گشت تیز
عشق کی آگ نمنوں سے تیز ہو جاتی ہے

بلکہ صورت گرد و از بانگ و صفر
بلکہ آواز اور نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آچنانکہ آتش آں جوز رہ
جس طرح سے اس اخروٹ کو نیلے کی آگ

حکایت آں مرد تشنہ کہ از سر جوز بن جوز در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت۔ جو اخروٹ کے درخت سے اخروٹ پانی میں گرا تا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسید تا بافتادن جوز بانگ آب بشنود
گرمے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تا کہ اخروٹ کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور احوں سماع بانگ آب در طب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا شناسا ستی میں لاتا تھا

در لغوے بود آب آں تشنہ راند
پانی گھرے گرمے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
می قتاد از جوز بن جوز اندر آب
میں قتاد از جوز بن جوز اندر آب
اخروٹ کے درخت سے اخروٹ پانی میں گرا تا تھا
عاقلے گفتش کہ بگذارے قتا
ایک عقل مند نے کہا اے نوجوان اپنے دے
بیشتر در آب می افتد شمرے
بیشتر در آب میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد بہیں
بیشتر در آب میں گرتے ہیں
دیکھ! اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تواز بالا فرود آئی بزیر
تا تواز بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو ادر ہے نیچے آ رہے گا
گفت قصدم زین نشاندن جوزیت
گفت قصدم زین نشاندن جوزیت
اس نے کہا اس جھاڑنے سے میرا مقصد اخروٹ تیرے

اس عقل مند سے کہا کہ میرا مقصد اخروٹ توڑنا نہیں ہے، غور کر مقصد دوسرا ہی ہے۔

قصہ من آنت کاید بانگ آب

میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے

آتش را خود شغل چہ بود در جہاں

دنیا میں پیسے کا خود کیا کام ہوتا ہے!

گرد جوی و گرد آب دبانگ آب

نہر کے گرد اور پانی کے گرد ادب پانی کی آواز دے گی

ہیچناں مقصود من زین مثنوی

اسی طرح اس مثنوی سے میرا مقصد

مثنوی اندر اصول و ابتدا

مثنوی بنیادوں میں اور ابتدا میں

التجا برت و برامداد تو

تم سے اور تیری امداد سے درخواست

مثنوی اندر اصول و در فرغ

مثنوی اصول اور فرغ میں

مثنوی در استوا و در اقول

مثنوی عروج اور غروب میں

در قبول تست عز و مقبل

تیرے قبول کرنے میں عزت اور نصیب دہی

در قبول آرنند شاہاں نیک و بد

بادشاہ اچھے اور بُرے کو قبول کر لیتے ہیں

چون نہالے کاشتی آتش بدہ

جب تونے پودا لگایا ہے اس کو پانی دے

قصہ از الفاظ و از ارتوت

میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے

ہم بہ بنیم بر سر آب ایس جناب

میں یہ بنائے گی پانی پر دیکھوں

گرد پائے حوض کشتن جاو دل

ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا

ہیچو حاجی طائف کعبہ صواب

اس مہاجری کی طرح جو مسجد کعبہ کا طواف کر رہا ہے

لے ضیاء الحق حوام الدین لئی

لے ضیاء الحق حوام الدین تو ہی ہے

جملہ بہر تست و برتست انتہا

سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی (انگی) انتہا

تکیہ بر اشفاق و بر اسعادت تو

تیری مہربانیوں اور مدد پر بھروسہ ہے

میکند زیر لوای تو رجوع

تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے

جملہ آن تست و کردستی قبول

پوری تیری ملکیت میں اور تونے قبول کر لیا

زانکہ شاہ جان و سلطان دلی

کیونکہ تو جان کا مالک اور دل کا شاہ ہے

چوں قبول آرنند بنو دیچ زد

جب قبول کر لیتے ہیں پھر کسی رو نہیں ہوتا

چوں کشادش دادہ بکشاکرہ

جب تونے کشادگی دی ہے، اگر وہ کھول دے

قصہ از انشاش آواز تو است

میرا مقصد اس کے کھانے سے تیری آواز ہے

لے قصہ من اخروٹ توڑ

کر اس لئے پھینک رہا ہوں

کر اس کے گرنے سے پانی کی

آواز میں سکون اور پانی کے

بیلوں کو دیکھ سکوں تجائب

پانی کا کبیلہ نقشہ پیاسے

کا یہی شغل ہوتا ہے کہ وہ

حوض کے چکر کاٹے پانی اور نہر

کے چکر لگائے اور پانی کی آواز

سنے اور یہ اس کا مقصود الیا

ہی ہے جیسا کہ مہاجری کعبہ کا یا

مرد یہ شیخ کا طواف کرتا رہتا

ہے۔ ہیچناں جس طرح پیاسے

کا مقصود پانی کا طواف اور

مہاجری کا مقصود کعبہ کا طواف

ہے۔ اسی طرح مثنوی سے میرا

مقصود لے حوام الدین تم

ہو۔

قصہ مثنوی میری ہی مثنوی

کی ابتدا اور انتہا اور سب کچھ

تمہارے لئے ہے۔ انتہا اس

میں تمہاری مدد شامل حال

ہے اور مجھے اس کی تکمیل میں

تمہاری مہربانیوں اور امداد

پر بھروسہ ہے۔ اصول میں

کی جگہ ہے جو مرقعہ فرغ

کی جگہ ہے، شام، پور، جھنڈا

استوار یعنی سوئے کی سسی

بندی، آقوں، غروب

آن ملکیت۔ در قبول۔ اگر

تم نے یہ مثنوی پسند کر لی تو

میری نصیب دہی اور عزت افزائی

ہو گی کیونکہ تم میرے دل و جان

کے سلطان اور شاہ ہو۔ در

قبول۔ بڑے لوگ ہر لمحہ میری

چیز قبول کر لیتے ہیں اور مجھ

کبھی اس کو رد نہیں کرتے ہیں۔

عاشق از معشوق حاشا کے جدا

تو بہ تو بہ عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟

ہست بے اناس با جان ناس

لوگوں کے رتبہ کا لوگوں کی جان سے

ناس غیر جان جانِ اناس نے

انسان جان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں

تو بہ مردم ندیدستی دے

تو نے تنہا دیر کیلئے نہیں انسان کا راز نہیں دیکھا

لیک جسمی در تحری ماندہ

لیکن تو ایک مجسمہ ہے، اہل میں پھنسا رہا ہے

ترک کن بہر سلیمان نبی

سلیمانؑ نبی کے لئے جو مژدہ دے

بلکہ از دوسواں آں اندیشہ کش

بلکہ مشبہ کرنے والے کے دوسرے ظن پر

دردل از دوسواں انکارات و

دل میں، دوسروں اور انکاروں کو بدگمانی کے

چوں ترا دردل بصدقہ گفتنی ست

جب کہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں

من جشم کردم تو آں را خود گو

میں چشم ہو گیا تو اسکو خود کہہ

پیش من آواز ت آواز خداست

میرے نزدیک تیری آواز، خدا کی آواز ہے

اتصالے بے تکلف بے قیاس

ناقابل بیان، عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے

لیک گفتم ناس من ناس نے

لیکن میں نے انسان کہا ہے، بنی مانس نہیں کہا

ناس مردم باشد و کو مردم

انسان، انسان ہو گا ہے لیکن انسان کہاں ہے؟

مَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ خَوَانِدَه

تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا، تو نے نہ چاہے

ملک جسمت اچو بلیقلس غبی

لے ہو قوت اپنے جسم کے ملک کو بلیقلس طرح

میکنم لاجول نے از گفت خلیش

میں لاجول پر ہوتا ہوں (لیکن) اپنی گفتگو پر نہیں

کو خیا لے می کند در گفت من

کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لہ رہے

می کنم لاجول یعنی چارہ نیست

میں لاجول پر ہوتا ہوں یعنی کوئی علاج نہیں ہے

چونکہ گفت من گرفت در گلو

چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

لے پیش من۔ یہ آواز اگرچہ

تمہارے معقوم سے نکل رہی

ہے لیکن یہ دراصل خدائی

آواز ہے تم عاشق خواہو ہند

خدا سے کب جدا ہو۔ اتصالے

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندے

سے وہ اتصال ہے جس کی

کیفیت ناقابل بیان ہے

اور وہ اتصال کسی قیاس میں

نہیں آسکتا ہے۔ لیکن یہ

خدائی اتصال انسانوں کے

ساتھ ہے بنی مانسوں کے

ساتھ نہیں اور انسان وہی

ہے جو اپنے نفاق کو پہچان لے

گلہ خاص بہت سے انسان

بشکل انسان بنی لیکن ان

میں انسانیت نہیں ہے۔

مَا رَمَيْتْ جبکہ بد میں

آخستور نے ایک شخص غاک

دشمنوں کی طرف پھینکی جس

سے وہ بہت ہو گئے قرآن

پاک نے اس کے بارے میں

فرمایا وہ غاک تم نے نہیں پہچنی

ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے

جو میں تمہارا ہوں، ایک جسم

لیکن تو صرف جسم بلا روح ہے

اور مردہ تعین کو نہیں پہنچ

سکا ہے۔ ملک قرآن جسم

کی سلطنت کو اسی طرح خیراد

کہہ دے جس طرح بلیقلس نے

حضرت سلیمانؑ کی خاطر سلطنت

کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ میکنم بہا

اگر مولانا کو مثنوی کے مترجمین

کا خیال مل گیا ہوتا تو میں یہی ہی

گفتگو پر لاجول نہیں پڑھتا ہوں

بلکہ ان لوگوں پر پڑھتا ہوں جن

نے دلوں میں مثنوی کا انکار لہ

در بیان نانی کہ از مقعدش بادے بحبست نے رابر میں نہا

اس نے ناز کے بیان میں جس کی مقعد سے گزرا نکلا اس نے ہانسی زمین

کہ اگر توازن بہتر می زنی بگیر

پر رکھ دی کہ اگر تو مجھ سے بہتر بھانا جانتی ہے تو

انکے متعلق بدگمانیاں ہیں۔ — — — چارہ نیست جبکہ منافقت کی نشان دہی ہے تو بجز لاجول کے اور کوئی

تذکرہ نہیں ہے چونکہ اچھا اگر میری گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں اترتی ہو تو میری اس مثنوی کو بہتر کہہ دینا

ساتھ میں کہ ایک نے ناز کا نئے بھانے ہوئے گزرا خارج ہو گیا تو اس نے ہانسی زمین سے متعدد کے علاوہ اور کہا اگر

آں یکے نائی کہ خوش نے میز بست

ایک بانسری بھانے والا جو بھی بانسری بجاتا تھا

نائے راہر کون نہاد او کہ زمین

اُس نے بانسری مقعد پر رکھی کہ مجھ سے

ناگہاں از مقعدش بادے بجست

اچانک اُس کی مقعد سے گزر غار ج ہو گیا

گر تو بہتر می زنی پستان بزن

اگر تو بہتر بھانگی ہے لے لے (اور) بجا

دربیان تحمل کردن از ہر بے ادبے وطریق رفیق مدارات سپرد

ہر بے ادب کی برداشت اور نرمی اور غلطی و تواضع کی راہ اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب

اے مسلمان! راہ طلب میں خود ادب

ہر کر اینی شکایت می کند

ترجے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے

اِس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست

یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بد عادت ہے

زانکہ خوشخوآں بود کو در حمل

کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گشت تنہائی میں

لیکے شیخ آں گلہ ز امر خداست

لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے

اِس شکایت نیست بہت اصلاح جاں

یہ شکوہ نہیں ہے، روح کی اصلاح ہے

ناحمولی انبیا از اُمرداں

نبیوں کی عدم برداشت حکم سے سمجھ

طبع را کشتند در حمل بدی

انہوں نے بُرائی کے برداشت کو نہیں طبیعت بگاڑا

اے سلیمان در میان زراغ و باز

اے سلیمان! کڑے اور باز میں

بلیل بسیار گورا پیر ممکن

بہت بونے والی بلیل کے پیر نہ نوح

نیست الا تحمل از ہر بے ادب

نہیں ہے، ہر بے ادب کو برداشت کر لینے کا

کاں فلاں کس را طبع و خوئی بد

کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بُری ہے

کہ مرآں بد خوئی را او بد گوئیست

کیونکہ وہ اُس بد عرق کی بد گوئی کرتا ہے

باشد از بد خوئی و بد طبعان حمل

بد عادت اور بد طبیعت والوں کی برداشت گنہگار

نے ز چشم و مہارت ہواست

نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہش نفسانی کی وجہ سے

چوں شکایت کردن پیغمبر اں

جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرنا

ورنہ حمال ست بدر احلم شاں

ورنہ اُن کی بردباری بُرے کو برداشت کرنی پڑے گی

ناحمولی گر بود ہست ایزدی

اگر عدم برداشت ہے تو خدائی ہے

حلم حق شو با ہمہ مرغان بساز

اللہ (حق) کا حلم بنو ہمہ پرندوں سے بنو

باز را و یکک را بر ہم مزن

باز اور چکڑ کو نہ بچ

۱۵ تائی - بانسری بھانے والا۔

باد یعنی گوز - کون - میرزا محمد۔

برداشت - برداشت - غلط فہمی۔

اے مسلمان - چونکہ مثنوی کے

مثنوی میں نے راہ بے ادبی اختیار

کی پس برداشت کا مضمون غرض

کیا ہے - طلب یعنی ایک طالب

اور سالک کا طریقہ یہ ہے کہ

ہر ناگواری کو برداشت کرے۔

ہر گناہ کو جو تو دیکھے کہ وہ دوسرے

کی بُرائی اور شکایت کر رہا ہے

تو سمجھے کہ وہ خود بد عادت ہے

کیونکہ بدگوئی میں مبتلا ہو گیا ہو۔

خود بخود اپنی عادت تو فی شخص

کی ہے جو بڑوں کو برداشت

کرے۔

۱۶ حمل گناہی - حمل۔

برداشت کرنے والا ایک شیخ

بھی ٹھیکہ کا شکوہ کرتا ہے لیکن

اُس کا شکوہ لڑائی و گتے اور

نفس کے تقاضے کی بنیاد پر

نہیں ہوتا ہے بلکہ خدا کی

حکم سے عرق کی اصلاح کیلئے

ہوتا ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا

ہی ہے جیسا کہ انبیائے قرون

کا شکوہ کیا ہے۔

۱۷ ناحمولی - انبیاء کا غصہ

اور شکوہ خداوندی حکم سے ہوتا

ہے۔ طبع را - وہ تو نفسِ امارت

باریکے میں لہذا اُن کا غصہ

نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم

ایزدی سے ہوتا ہے۔ سلیمان -

یعنی شیخ حضرت سلیمانؑ چونکہ

کی بریاں سمجھتے تھے اسلئے اُس

مناسبت اپنے صبر سے انسانوں

کو پرندوں کے ناموں سے ذکر

کیا گیا ہے۔ زراغ و باز یعنی اچھے

اور بُرے انسان جنہیں پر گوز

مثنوی چندان شود کہ چلِ مشر

مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیش اونٹ

دستِ بر کافر گواہی می دہد

ہاتھ، کافر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے

اے نمودہ ضدِ حق درِ فعلِ درس

اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے

بخز و جزوتِ شکرِ جتی درِ فراق

تیرا جزو جزو بالاتفاق اللہ کا شکر ہے

گر بگوید چشم را کور افشار

اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو تنگ کر

ور بندناں گوید او بنما و بال

اگر وہ دانتوں کو کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ

باز کن طب را بخواں بابِ العلل

طب کو کھول بیماروں کا باب ہر چیز سے

چونکہ جانِ جانِ ہر چیز سے و

چونکہ ہر چیز کی جان کی جان یہی ہے

خود را کن شکر دیو و پری

دیو اور پری کے شکر کو جانے دے

ملک ابگذار بلقیس ز تخت

اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے

خود بدانی چوں بر من آمدی

جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان بگی

نقش اگر خود نقشِ سلطانِ عینی

تصویر خواہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی

زینتِ اوازِ برائے دیگران

اس کی رونق دوسروں کے لئے ہے

گر کشد عاجز شود از بارِ پر

اگر آٹھائیں پورے برج سے عاجز آجائیں گے

شکر حق می شود سَرمی نہد

اللہ کا شکر نہیں جاتا ہے، اطاعت کرتا ہے

در میان شکر اوئی ترس

تو اس کے شکر کے درمیان ہے خوف کما

مرثرا کنوں مطیع اندازِ نفاق

اب نفاق سے تیرے فرمانبردار ہیں

در درِ چشم از تو بر آرد صد بار

آنکھ کا درد تیری ستور بکتیں پیدا کر دے گا

پس بہ بینی تو ز دندان گوشمال

تو تو دانتوں سے سسنا پائے گا

تا بہ بینی شکر تن را عمل

ہاں تو جسم کے شکر کا عمل نہ دیکھ لے

دشمنی با جانِ جاںِ سالکِ ست

جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آسان ہے؟

کز میانِ جانِ کندرم صفدر

کیونکہ جان کے اندر سے میری جان سے شکر کو کیجیے

چوں مرا یابی ہمہ ملکِ آنست

جب تو مجھے مل کر یگی سب ملک تیری ملکیت میں

کہ تو بے من نقشِ گریبا بہ بدی

کہ تو میرے بغیر تمام کی تصویر بر تھی

صورتِ از جانِ خود بے چاہی ست

تصویر ہے، اپنی جان سے بے لذت ہے

باز کردہ بیہدہ چشم و دہاں

خواہ غواہ اس نے آنکھ اور منہ کھول رکھا ہے

لے دستِ قرآن میں ہے

وَنُحْمًا يُدْرِكُهُ فَيُكَفِّهُ

اُزْجُمُكَفُّهُمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کر گئے

اور ان کے پاؤں گراہی دیئے اُن

کاموں کی جڑاٹھوں نے کٹے تھے

نمودہ۔ اللہ تعالیٰ کے مخالفانہ

ڈرنا پائے وہ اس کی کائنات کے

شکروں میں گہرا ہر ہے در

یعنی قول۔

لے جزو انسان کا ہر جزو

اللہ کا شکر ہے فی الحال

نفاق سے شکر کروں کا ساتھ

مے بہ ہے۔ دو کارِ بلاکت۔

دندان۔ دانتوں کا درد انسان

کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بابِ بغل۔ طب کی کتابوں کا

وہ باب جس میں بیماریوں کا

ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ انسان کے بدن میں کس قدر

امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دشمنی۔

جان کی جان سے دشمنی آسان

نہیں ہے خود اللہ کے بے رحمی

شکروں کے ذکر کو چھوڑ دو

انسان کے اندر ایسے مراض ہیں

جو مخالفوں کے صف میں ہیں۔

سلف۔ ملکات۔ رابلیس کو خطا

ہے کہ ظاہری سلطنت کو

چھوڑ کر آجائے تو ایمان

لے آئے گی تمام کائنات تیری

محکم ہوگی نقشِ گریبا بہ۔

تمام میں تصویریں بنائے

کا رواج تھا جو بے جان ہوتی

ہیں۔ نقشِ تصویر خواہ شاہ

کی ہو یا مالدار کی، بہر حال

بے جان چیز ہے۔

اے تو۔ انسان اپنے

بائے میں بہت سی غلافیں
میں استلار تپا ہے اور دروس
سے اپنے آپ کو متا دیکھ لگتا
ہے۔ حالانکہ اس کے ہاتھوں
بائیں غلاب واقعہ ہوتے ہیں۔

ایک زمان۔ انسان اپنے آپ
کو قریب باگاہ اور مخلوق کو
دور سمجھتا ہے لیکن ذرا غور
دریکھ کر مخلوق سے عیون ہو کر
دیکھ پھر منکر معلوم ہوجاتا
کہ مخلوق سے اس کو کیا افس
ہے۔ اس تو یہی تو ہے کہ کجا
ہے کہ تو مادہ مادہ عیون ہے
اور دونوں جدا لگتی ہیں
یہ غلط خیال ہے۔ اقصیٰ تو
ذات باری کا منظر ہے درحق
قمانی ہی وحدت کے ساتھ
تو جس ظاہر ہے اور ان مظاہر
اور یقینات کی کثرت اس کی
وحدت کے منافی نہیں ہے۔

اے قریب خوشی۔ یہ
نور کو نور و نور کو نور و نور
خود بر سر آں کو نور خیر اور برآمد
جو ہر حضرت حق تعالیٰ قائم بنفس
ہے وہی میں موجود ہے باقی
موجودات اس کی شئون ہیں
جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ آدم
حضرت آدم تمام کائنات عالم
کو اپنی ذات میں مشاہدہ کرتے
تھے کیونکہ ان کی حقیقت تمام
حقائق الہیہ اور کونیہ کی جانی
تھی ان کی اولاد کو بھی ایسا ہی
ہونا چاہیے۔

اے چیت۔ اس شرم عالم
کو غم اور غماز سے قیہ کیا ہے
اور قلب انسانی کو خبر از
شہر سے قیہ کیا ہے یعنی جو

اے تو در پیکار خود را باختہ

خود را تو نے اپنے آپ کو جنگ و جہل میں مشغول رکھا

تو بہر صورت کہ آئی بستی

تو جس صورت میں ہوتا ہے، جم جاتا ہے

یک زمان تنہا بمانی تو ز خلق

اے تو مخلوق سے تنہا رہ کر دیکھنے کیلئے رہا

ایں تو کے باشی کہ تو آں اوحی

تو یہ کہ ہے، کیونکہ تو وہ (منظر) وحدت ہے

مرغ خوشی صید خوشی رام خوش

تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے، تو اپنا مال ہے

جو ہر آں باشد کہ قائم با خود

جو ہر خود ہی ہے جو خود قائم ہو

گر تو آدم زاد و جوں اوشیں

اگر تو آدم کی اولاد ہے اس کی طرح ہو

چیت اندر خم کہ اندر نہ نیست

شے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے

لہنجہاں خم ست دل چون خمی آ

یہ دنیا بیکسا ہے اور دل پانی کی بہر طرح ہو

دیگر ایں را تو ز خود شناختہ

تو دیکھوں کو اپنے آپ سے جدا کر کے نہیں پہچانتا

کہ منم ایں وانشاں تو نیستی

کہ میں یہ ہوں، خدا کی قسم تو وہ نہیں ہے

در غم و اندیشہ مانی تا بخلق

غم اور فکر میں لگے تک۔ یہ جائے

کہ خوش و زیبا و مسرت خودی

جو اچھا اور حسین اور اپنے آپ کا ماحض ہے

صدر خوشی فرش خوشی بام خوش

تو اپنا صدر ہے تو اپنا فرش ہے تو اپنا بام ہے

واں عرض باشد کہ فرع او شد

جو اس کی فرع ہے، وہ عرض ہوتا ہے

جملہ ذرات را در خود ہیں

تمام ذرات کو اپنے اندر دیکھ

چیت اندر خانہ کا نہر نہریت

گرمی میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے

ایںجاں حجرہ است دل شہر عجب

یہ دنیا حجرہ ہے اور دل عجیب کا شہر ہے

پیدا کردن سلیمان بلقیس کہ خالصا الامر اللہ ست جہد در

(حضرت سلیمانؑ کا بلقیس پر راض کرنا کہ تیرے ایمان کے بائیں میں کرشمہ خالص اللہ کے

ایمان تو یکذره غرض نیست مرانہ درفش تو و نہ درخ تو و نہ در

علم سے ہے میری ایک ذرہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں نہ تیرے حسن میں اور نہ تیری

ملک تو خود بینی چون چشم جانن باز شو بنور اللہ تعالیٰ کہ غرضی

سلطنت میں جب تیری رونق کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ کس غرضی سے ہے

کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اس کی دست کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ ہے انسان عالم کبیر ہے

اور دنیا عالم صغیر ہے۔ پیدا کردن۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس پر راض کیا کہ اس کو طلب کرنے میں ان کی

کوئی ذاتی غرض نہیں ہے محض وجہ اللہ اس کو طلب کر رہے ہیں۔

ہیں بیا کر من رسولم دعوتی
خبردار آجا کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں
ورنہ وہ شہوت امیر شہوتم
اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر نگران ہوں
بہشت شکن بود دست اصل اصل ما
ہماری اصل کی اصل بہشت شکن تھی
گرد آیم از رہے در بستکہ
اگر میں کسی راستے سے ہٹاؤں میں جاؤں
احمد و بوجہل در بخانہ رفت
مسند اور ابو جہل بہشت خانہ میں گئے
ایں شہان شہوتی متخانہ ایت
یہ شہوت کی دنیا ایک بہشت خانہ ہے
لیک شہوت بندہ پاکاں بود
لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے
کافراں قلب اندویا کافراں پچور
کافر کو دل میں اور پاک لوگ سونے کی طرح ہیں
قلب چوں مدیہ شد در زماں
کمزاج داخل ہوا نور کا لا ہو گیا
دست پا انداخت اندر بوتہ زر
سونے نے ہاتھ پاؤں کو ٹھالی میں ٹوٹے
جسم مار و پوش باشد در جہاں
دنیا میں ہمارا جسم پرہ ہے
شاہ دیں را منکر اے نادان بطین
اے بیوقوف! دین کے شاہ کو دیکھو کیسا مذہم

چوں اہل شہوت کشم نے شہوتی
موت کی طرح میں شہوت کو مار ڈالتا ہوں شہوت کشم نے
نے اسیر شہوت و روی ہم
نہ کہ شہوت اور بہشت کے چہرے کا قیدی
چوں خلیل حق و جملہ انبیا
مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی
بہت سجد آر دکن در معبدہ
عبادت خانہ میں بہت مجھے سجدہ کریں
زیں شدن تا آں شدن فرقیست
اس جانے میں اور اس جانے میں بیماری فرق ہو
آں در آید سر نہد چوں آمتاں
وہ آتا ہے تو امتیوں کی طرح سر نہ رکھ دیتا ہے
انبیا و کافراں را لائیت
نبیوں اور کافروں کا گھوسلا ہے
زر سوز زانکہ نقد کاں بود
سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خاص ہوتا ہے
اندیس بوتہ درند ایں دو نفر
دونوں شخص ایسے بکلی میں ہیں
زر در آمدش زری او غیاں
سونا داخل ہوا جس کا سونا پن واضح ہو گیا
در رخ آتش می خند چو خور
وہ سورج کی طرح آگ کے سلسلے ہنستا ہے
ما چو دریا زیر ایں کہ در نہاں
ہم اس گہاس کے نیچے دیا کی طرح پوشیدہ ہیں
کیں نظر کردہ است ابلیس لعین
کیونکہ یہ نظر مکھن شیطان نے کی ہے

لے دھرتی میں میں ایسا
صل ہوں جو لوگوں کو اپنے
دین کی دعوت دے۔ اہل حق
قاطع شہوت ہے سلسلہ شہوتی
میں شہوت کی بنیاد پر مجھے آنے
کی دعوت نہیں دے گا ہوں۔
ورنہ وہ۔ صل میں اگر چہ جوتی
کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ
شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا
ہے بلکہ شہوت پر غالب رہتا
ہے۔ روٹی ہنم بین میں کسی
جین کی محبت کا قیدی نہیں
ہوں جس شخص سے محبت نہیں
اور دوسرے نبیوں کا کام بہت
شکلی تھا۔ گو کہ ہم رسول اگر
بہت کدہ میں جاتا ہے تو بہت
شرنگوں ہوتے ہیں۔ احمد۔
آہستہ آہستہ خانہ کعبہ میں گئے تو
بہت شرنگوں ہو گئے ابو جہل
جانا تھا تو خود ان کے سامنے
شرنگوں ہوتا تھا۔

سلسلہ ایں جہاں دنیا شہوت
کا گہرے اندھی اور کاسر
دونوں اس میں مقیم ہیں۔ ایک
شہوت پاک لوگوں کی غلام
ہوتی ہے ان کی مثال سونے
کی سی ہے سونا بکلی میں ہا کر لاؤ
کھرا بجاتا ہے۔ کافراں کا دل
کی مثال قلعہ شدہ چوڑی کی سی ہے
جو بکلی میں ہا کر لاؤ اور دھوا
ہو جاتی ہے۔
سلسلہ قلب کھرا ہمتان میں
کھرا کھرا بجاتا ہے کھوٹے کھوٹے
میں نمایاں ہو جاتا ہے۔ قوتہ نار
کی ٹھالی جو خورشید جسم نبیوں
کا مادی جسم ان کا جواب نہیں دیتا
ہے۔ شاہ دیں۔ مومن کا کام
نبیوں کی روحانی طاقت کو

دیکھنا ہے شیطان نے خود کو ادا کر دیا اور ان کا منکر کر دیا۔

لہ کے توان۔ انبیاء کی
روحانی طاقت اور اوصاف
خاکِ جسم میں نہیں چھپ سکتے
ہیں۔ گریزی سورج پر
خاک ڈالنے سے وہ نہیں چھپ
سکتا کہ دریا کی سطح پر اگر
گھاس آجائے تو دریا کب
چھپ سکتا ہے۔ خیز بقیسا۔
مولانا کا بقیس کو خطاب ہے
کہ ابراہیم اہم کی طرح تو بھی
نوک اور سلطنت کو خیر باد
کہہ دے۔ خود یعنی اس
دنیلوی سلطنت کو چھوڑ کر۔
سلاہ برحقہ حضرت ابراہیم اہم
رات کے وقت اپنے تخت
شاہی پر سو رہے تھے کہ وقت
پرسے پٹنے پھرنے کی آوازیں
آئیں مطلق کھٹ کھٹ۔
بامِ سرا۔ قلاد کا بالا خانہ۔ گریز
پتہ بہت۔ روزن قصر کھڑکی
مانا پرست۔ انسان کی تویہ
میاں نہیں کر شاہی بالا خانہ
پر رات میں چڑھ آئے بقیسا
کوئی بھرت پریت ہے۔
سلاہ سرور۔ اوپر سے آن لوگوں
نے جھانک کر کہا ہم تلاش ہیں
پھر رہے ہیں۔ جی۔ حضرت
ابراہیم نے کہا کیا ڈھونڈتے
ہو انھوں نے کہا اونٹ کھوند
ہے ہیں۔ کہ جست یعنی اونٹ کو
بالا خانہ پر آجک کسی نے نہیں تلاش
کیا جو جی۔ ان لوگوں نے حضرت
ابراہیم سے کہا کہ اگر اونٹ
جست پر تلاش کرنا غلط ہے
تو خدا کو سخت قانع پر تلاش
کرنا کوئی درست بات ہے۔
نورِ جہاں۔ جس اس واقعہ کے
بعد ان کے حالات بدل گئے اور

وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے

لہ کے توان اندو دایں خورشید را
اس سورج کو کہاں لپیٹا جاسکتا ہے؟
گریزی خاکِ صداکترش
اگر تو اس پر مٹی اور تورا گھسیں ڈالے
کہ کہ باشد کو پو شد دوی آب
تیر کا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا جہرہ چھپائے؟
خیز بقیسا چو ادم شاہ وا
لے بقیس! شاہ اہم کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گواحوال ابراہیم زود
ابراہیم کے احوال پھر جلد کہہ

باکفے گل تو بگو آخر مرا
ایک مٹی مٹی ہے، آخر تو مجھے بتا
بر سر نور او بر آید سرش
اُس کے نور پندہ نور اسی خاک کے اوپر آجائے گا
طین کہ باشد کو پو شد آفتاب
مٹی کیا ہوتی ہے کہ سورج کو چھپائے؟
دو دازیں ملک دوسرے روزہ برآر
اس دو مین روز کی حکمت میں سے دھواں نکلا
ترک ملکش را بگو موجب چہ نو
بتا ان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم اہم روح اللہ روحہ
حضرت شاہ ابراہیم اہم کے قصہ کا بقیہ خدا ان کی روح کو تان کرے

بر سر تختے شہید آں نیک نام
اُس نیک نام نے تخت پر سے سنا
گامہای تند بر بام سرا
محل کی جمہت پر بھاری قدم
بانگ نے بر روزن قصر او کہ کیست
انھوں نے محل کی کھڑکی پر بکاوا کون ہے؟
شرف و کردند قوے بوجب
کچھ عجیب لوگوں نے سر پہ کر کے (دکھا)
ہیں چرمی جوئید؟ گفتند اشتراں
ہیں کیا تلاش کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا اونٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت جاہ
بھرا انھوں نے مانے کہا آپ تخت اور زمین
خود نماں بددیکر اورا کس ند
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا

طقطق و ہای مہوی شب بام
رات کو بالا خانہ پر بکھٹکا اور شور و غل
گفت با خود انجمنیں زہرہ کرا
دل میں کہا، ایسا پتہ کس کا ہے؟
ایں نباشد آدمی مانا پرست
یہ بقیسا کوئی انسان نہیں بنے بھوت ہے
ماہمی گردیم شب بہر طلب
ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام بر کہ جست ہاں
اُن (ابراہیم اہم) نے کہا ہاں اؤٹ کو جست پر کس نے ڈھونڈا
چوں ہمی جونی ملاقات الہ
اللہ (قائے) کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد ناپدید
پری کی طرح ان لوگوں سے غائب ہو گئے

مغیش پہاں اودیش خلق

اُن کا باطن پر مشیدہ تھا اور وہ لوگوں کے سامنے تھے

چوں زچشم خویش و خفاں دوشد

جب وہ اپنی اور لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے

جانِ سیمرغے کر آمد سوی قاف

سیمرغ کی جان گرد کہ، قاف کی طرف چلی آئی

چوں رسیہ راندر سبا ایں لوشرق

یہ مشرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی

رؤجہائے مُردہ جملہ سِر زوند

سب مُردہ رو میں اُٹھنے لگیں

یکدگر را مُردہ می دادند ہاں

ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں

زاں ندادینہا، می گردند گبز

اِس آواز سے سب دین توں ہوتے ہیں

از سیلماں اَل نفس چوں لفظ صو

حضرت، سیلماں کے اِس سانس نے سر پہنچنے کی

مرثرا بادا سعادت بعد ازین

اِس کے بعد میرے لئے نیک بنتی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دلق

لوگ دارمی اور گذری کے سراپا دیکھتے ہیں

ہم جو عنقا در جہاں مشہور شد

عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے

جملہ عالم از ولافت رلاف

تمام لوگ اناپ شناب اسکی باتیں کرتے ہیں

غلغلے افتاد در ز بلقیس و خلق

لوگوں اور بلقیس میں شور مچ گیا

مردگاں از گورتن سر بر زوند

مردوں نے جسم کی قبر سے سر اُٹھارا

نیک ندائے می رسد از آسماں

یہ آواز آسمان سے آرہی ہے

شاخ و برگ دل ہی گردند بنر

دل کی شاخ اور پتے سبز ہوجاتے ہیں

مردگاں را وارہا نید از قبور

مردوں کو قبروں سے رہائی دے دی

اِس گذشت وائے اُمم باقیس

یہ گذر گیا، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیۃ قصۃ اہل سبا و نصیحت ارشاد سلیمان علیہ السلام مر

سبا والوں کے قصہ کا بقیہ اور حضرت سلیمان کی نصیحت اور راہنمائی بلقیس کی رہا کر

اَل بلقیس را ہر یکے اندر خود و مشکلات دین و دل او

ہر ایک کو اُس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے

وصید کردن ہر جنس مرغ ضمیمہ بصیفان اَن جنس مرغ و طعمہ او

دل کے پرند کی ہنسی کو اُس کی ہنسی کے پرندوں کی آواز اور خوراک سے شکار کرنا

کے مطابق راہنمائی کی۔ قید کروں شکار کی جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا ہے اُسی قسم کی سیٹی بجا کر اُن کو جمع

کرتا ہے اور اُن کے مناسب داد ڈالتا ہے۔

لے مغیش حضرت ابراہیمؑ

کا لوگوں کی نظروں سے غائب

ہونا یہ ہے کہ اُن کے ہوا صاف

باطنی اور مدارِ نور لوگ دیکھ

سکے اگرچہ وہ اُنکے سامنے تھے

اِس نے کلامِ بیہوش کی نگاہ

قرصِ غاہ پر چلی ہے۔

چند زچشم۔ اپنی آنکھوں سے

استغراق کی روح سے دور ہو گئے

اور دوسرے لوگوں کی نگاہوں

سے بھی دور ہو گئے تو عنقا کی

طرح انکی شہرت ہو گئی پتھر

یہ جانور بھی لوگوں کی نگاہوں

سے اُٹھ کر لہذا اہل کا بھی

بہت چرچا ہے۔ تو مشرق یعنی

حضرت سلیمان کی دعوتِ خلق

یعنی بلقیس کی رہا پر۔ روحانے۔

مُردہ رو میں زندہ ہو گئیں جسم میں

دلی ہوئی روح نے سر اُٹھارا۔

سے یکدگر۔ وہ لوگ اہل میں

ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے

تھے اور کہتے تھے کہ آسانی دیتے

ہے۔ زناں۔ اِس دعوت کا تو

خاموش رہی ہے کہ اُس سے لوگوں

کے رہاں بڑھتے اور تروتازہ

ہو جاتے ہیں۔ بلقیس یعنی حضرت

سلیمان کی دعوتِ مردگاں۔

یعنی مردہ دل۔ قبور یعنی نیا دلی

زندگی۔ اِس گذشت حضرت

سلیمان کا واقعہ جو ہم نے بیان

کیا ہے اُنکی بیانی باتیں خدا کو

معلوم ہیں جو کچھ مشہور تھا وہ

کہہ دیا ہے ہر حال اِس قصہ

کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

سے بقیہ حضرت سلیمان نے

بلقیس کو اُنکے مناسب اور اُس

کے حکمت الوں کو ہر ایک کی ہمت

لہ قہار یعنی رحمت سلیمان
لازار ملک مبارک یعنی
جو اجسام و روحوں سے محروم تھے
وہ اپنے بلکے - غارت یعنی
اجسام و روحوں کے غلبے
انعام میں گئے۔ احقہ - حق
عوام میں بچے ہوئے ہوتے ہیں۔
جود - لوگ کسی کو فضول خرچ
کہتے ہیں اور اس کی سخاوت
اس کو طرح طرح سے دہلتے ہیں
اس طرح ان کی نظروں سے
اس کی سخاوت پوشیدہ ہو جاتی
ہے۔ الشفق یعنی سخاوت
پر طاعت اور انکسار و بندہ کا
خوف دلالت۔

لہ ذلہ - جب تک
روح جسم میں دبی ہوئی ہے
وہ ذیل ہے جب روح کا غلبہ
ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی
شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔
الغشائی - ہرگز غیر تامل و تامل
زندہ شد بشرق - الشائون -
جو مشق سے خالی ہیں۔ ذلہ -
یہ پیغام سلیمانی منطق الطیر حضرت
سلیمان تمام پرندوں کی زبان
بانتے تھے۔ بانگ یعنی ہر ایک
کو اس کی صلاحیت اور استعداد
کے مطابق تعلیم دے جس طرح جبری
جو لوگ جب کے قابل ہیں ترک
عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس
عقیدہ کا نقصان بھارتا ہے۔
لہ برکت - وہ لوگ جو
ناقص اختیار کے قائل ہیں ان
کو صبر و الصامی کی تعلیم دے۔
مرغ صابر جو لوگ صیبت سے
رکے ہوئے ہیں۔ مرغ عقار -
جو لوگ عالم غیب کے حلق رکھتے ہیں
انکو عالم غیب کی باتیں بتا کر

قصہ گویم از بسا مشتاق وار
میں مشتاقانہ سہا کا قصہ سناتا ہوں
لَا قَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصَلَهَا
جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہو گئے
أَمَّةُ الْعِشْقِ حَفِيٌّ فِي الْأُمَمِ
عشق کی امت امتوں میں پرشیدہ ہے
ذِلَّةُ الْأَرْوَاحِ مِنْ أَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذلت ان کے جسموں سے ہے
أَيُّهَا الْعُشَّاقُ السَّقْيَا لَكُمْ
اے عاشقو! سیرانی تمہارے لئے ہے
أَيُّهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَاعْشِقُوا
اے بے فکر و اکثرے ہو جاؤ اور عشق کرو
مَنْطِقُ الطَّيْرِ سِلْمَانِي بِيَا
اے سلیمانی منطق الطیر! آج
چوں بمرغانت فرستادست حق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی زبان پہنچا
مُرْغِ جَبْرِي رَا زِيَانِ جَبْرِ كُو
جبری پرند کو جبر کا نقصان
مُرْغِ صَابِرِ الرَّخْوِشِ أَرْوَغِ
صابر پرند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر
مُرْ كِبُو تَرَا حَذْرَ فَرَا زِيَانِ
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے
وَا خَفَاشِ رَا كَمَانْدُ أَوْ مِينُوا
اُس چمگاڑ کو جو بے ساندو سامان ہے
كَبْكُ جَمِي رَا بِيَا مَوْزَانِ تَوْضُحِ
کبک جی را بیاموزان توضیح
لَا كَا بَكُورُ كُو تَوْضُحِ بَكَا

چوں صبا آمد بسوئے لالزار
جب لالزار کی جانب (باد) صبا پہنچی
عَادَتِ الْأَوْلَادُ صَوْبَ أَصْلَافِهَا
اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی
مِثْلُ جُودِ حَوْلِ يَوْمِ السَّقَمِ
اس سخاوت کی طرح جس کے پار و نطفہ بیکار کا
عِزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِهَا
جسموں کی عزت ان کی روحوں سے ہے
أَنْتُمْ الْبَاقُونَ وَالْبُقْيَا لَكُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے
ذَاكَ رِيحُ يَوْسُفَ فَاسْتَنْشِقُوا
یہ (حضرت) یوسف کی خوشبو ہے سونگھو
بَانِگِ هَرْمُرْغِ كَمِي آيِدِ رَا
جو مرغ آئے اُس کی بولی بول
لَحْنِ هَرْمُرْغِ بَدَاوَسْتِ سَلَقِ
تجھے ہر پرند کے لیے کا سبق پڑھا دیا ہے
مُرْغِ پَرَشَكْسْتِ رَا زِ صَبْرِ كُو
پرند کو جسے پرند کو صبر کی تعلیم دے
مُرْغِ عَقْقَارِ اِنْخَوَالِ وَصَافِ قَا
عقبا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا
بَا زِ رَا زِ حِلْمِ كُوِي وَ حَسْرَازِ
باز کو بردباری اور ہر ہیز گاری سے
مِي كَشِشِ بَانُورِ حَفْتِ وَ أَشْنَا
اُس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا
مُرْ خِرُ و سَا لَ رَا نَمَا أَشْرَاطِ صَحِ
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

ہمچنین میروز ہدایتِ عقاب
اسی طرح چلاں، بیکہ سے مقاب تک

رہ نما واللہ اعلم بالصواب
راہنمائی کر اور اثرِ صواب کو زیادہ ماننا ہے

آزاد شدن بلقیس از ملک مست شبن اواز شوق ایمان التفات
بلقیس کا ملک سے آزاد ہونا اور ایمان کے شوق سے اس کا است ہونا اور
ہمت اواز ہمہ ملک منقطع شدن بوقت ہجرت الاز تحت
ہجرت کے وقت تمام ملک سے ہجرِ محنت کے امن کی باکفی توجہ کا منقطع ہونا

چوں سلیمان سوی مرغانِ سبا
جس سلیمان نے سبا کے پرندوں کے لئے
جز مگر مرغے کہ بلبے جان پر
سولے اس پرند کے جو بے جان اور بے ہمت
نے غلط گفتہ کہ گر گر سر نہد
نہیں میں نے غلط کہا، اگر پہلے سر رکھ دے
چونکہ بلقیس از دل مجاں عم کرد
چونکہ بلقیس نے دل و جان سے ہجرتِ ارادہ کیا
ترک سال ملک کے داوا پنجان
اس نے مال اور ملک کو اس طرح چھوڑ دیا
آن غلامان و کنیزان بن ساز
وہ ناز پروردہ غلام اور باندیاں
باغبا و قصر باو آب رود
باغات اور قلعے اور نہر کا پانی
عشق در ہنگام استیلا و خشم
عشق اور غصہ غلبہ کے وقت
مرز مژد را نماید گسندنا
مرز کو گسندنا دکھا دیتی ہے
لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ
اے پناہ کے طالب، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ

یک صیفے کرد و بست آن جملہ را
ایک سیٹی بجاتی اور سب کو باندھ لیا
یا چو ماہی گنگ بود از اصل و کر
یا جو مچھلی کی طرح پیدا تھی گنگا اور بہر اٹھا
پیش وحی کبریا، سمعش دہد
خدا کی وحی کے سامنے وہ اسکو سننے کی طاقت دے
برزمان رفتہ ہم افسوس خورد
گذشتہ دنوں پر بھی اس نے افسوس کیا
کہ ترک نام و رنگ آن عاشقان
جو عاشقوں کے نام و رنگ کو چھوڑنے کی طرح تھا
پیش چشمش، بچو بوسیدہ پیاز
اسکی آنکھوں کے سامنے تیری ہوئی پیاز کی طرح
پیش چشم از عشق گلخن می نمود
عشق کی وجہ سے گلہوں کو کھٹی نظر کرتے تھے
زشت گردانہ لطیفان را چشم
عمدہ چیزوں کو انکھ کے سامنے بڑا کر دیتا ہے
غیرت عشق ایں بود معنی لا
عشق کی غیرت، یہی لا کے معنی ہیں
کہ نماید مژد را دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

۱۵۔ ہمچنین، شکر۔ آدمی
کی اس کے مناسب حال صلاح
کرے۔ الاز تحت یعنی درخت
سلیمان پر بلقیس ایمان کے
شوق سے مست ہو گئی اور اپنے
ملک سلطنت کی ہر چیز کی محنت
دل سے نکال دی البتہ اسکو اپنے
تختِ شاہی سے جو بہت قیمتی تھا
تعلق خاطر رہا صغیر یعنی پیغام
حق جو کہ ہمیں سب لوگ حضرت
سلیمان پر ایمان لائے البتہ وہ
لوگ جنہیں استعداد اور ذہانیت
ہی نہ تھی وہ محروم رہے۔
۱۶۔ نے غلط یعنی میرے کام
سے یہ شبہ نہ ہو کہ وہی میں یہ
صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ
بہر نفرت کو متاثر کر سکے بلکہ وہ
بھی اگر توجہ کرے اور طلب
پیدا کرے تو خدا الہی مدد کر دیتا
ہے اور اس میں صلاحیت پیدا
فرمادیتا ہے۔ برزمان رفتہ جو
وقت ستارہ پرستی میں گزرا
تھا ترک بلقیس بالذات
سے ایسی بے نیاز ہوئی جس طرح
عاشق نام و رنگ سے بے نیاز
ہوتا ہے۔

۱۷۔ آن غلامان جن غلاموں
اور کنیزوں کو ناز سے پاتھا وہ
اس کیلئے تیری ہوئی پیاز بن گئے
باتھا یعنی تفریح کے واسطے
کیلئے باعث تکلیف بن گئے۔ عشق
عشق اور غصہ کی خاصیت
یہی ہے کہ جو چیزیں محبوب
ہوتی ہیں اس حالت میں وہ
مردود و بھاتی ہیں یعنی لا یعنی
جس انسان لا الہ کا کائنات ہوتا
ہے تو اس کیلئے غیرتِ الہی ہو
جاتا ہے۔ لا الہ کا کالی دیگ یعنی

از میں ہے کہ اگر وہی ان کو نہیں ہے تو ہوتا ہے

لے بیچ بلیقہ کو سلطنت
کی کسی چیز کے چھوڑنے پر
افسوس دھما البدرہ تخت کے
چھوڑنے کا افسوس تھا جس
حضرت سلیمان بلیقہ کی کہا
تجلی کیفیت سے باخبر ہو گئے
چونکہ دل سے دل کا سناہ پیدا
ہوئی تھی اور ابھی تعلق استوار
ہو چکا تھا۔ اس کے حضرت
سلیمان چوٹی کی بات سن لیتے
تھے اور دور کے انسانوں کے
دل راز کھ لیتے تھے۔ قالت
قرآن پاک میں ہے کہ سلیمان
چیز مشنوں کے چھل میں پہنچے
تو ایک چیز سننے لگا کہ اے
چیز مشنوں اپنے بڑے میں جس
جاؤ تمہیں سلیمان اور اس کا
شکر پا مال ذکر سے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر
بہن بڑے حلقہ میں آسمان
لے تسلیم کش۔ وہ جس نے
تسلیم دینا کا راستہ اختیار کر لیا
ہے یعنی بلیقہ مگر جو کہ اگر
میں اس کی تفصیل کروں کہ
بلیقہ کو تخت سے کیوں بہت
تھی تو گفتگو دراز ہو جائے گی
پھر بھی ملاحظہ بیان کرتا ہوں۔
خود قلم کاتب کا آکر اور وہ
اس کیلئے باعث بہت ہوتا
ہے۔

لے بھتیس۔ غریبہ کا بگڑ
کا آواز اس کے لئے ٹونس بڑا ہو
ٹونس محبت پیدا کرنے والا۔
تھے یعنی آنکھیں دیکھنے کی تھیں
از بزرگی محبت کا تقاضہ تو
تھا کہ بلیقہ تخت کو ساتھ
لے آتی لیکن چونکہ اس کی

بیچ مال و بیچ مخزن بیچ زنت
کسی مال اور کسی خواند اور کسی سامان پر
پس سلیمان از دشس آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے قضا ہو گئے
آں کے کو بانگ موراں بشنود
جو شخص چوٹی کی آواز سن لے
آنکہ گوید راز قالت نملة
جو چوٹی نے کہا کہ راز یہ ہے اسے
دید از دوش کہ اس تسلیم کش
اس نے دور سے دیکھ لیا کہ اس تسلیم (دفعہ) والی کہ
گر بگویم آں سبب گرد دراز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لیا ہو جائے گا
گرچہ اس کلک و قلم خود ہی جیسے
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
ہمچنین ہر آلت پیشہ وے
اسی طرح ہر پیشہ ور کا ہر اوزار
آلت ہر پیشہ کارے ہمچنان
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا اوزار
اس سبب اس میں عین گفتے
اس سبب کو میں عین کر کے بتا دیتا
از بزرگی تخت کہ حد می فرود
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو در سے زیادہ تھی
خردہ کاری بود تفیقش خط
باریک کام تھا، اس کے نگرشے کرنا خطرناک تھا

می درغیش نامد الا جز کر تخت
بجز تخت کے اس کو افسوس نہ ہوا
کز دل او تادل او راہ بُد
کیونکہ ان کے دل سے اس کے دل تک راستہ تھا
ہم ز دوراں ہر دوراں بشنود
دور سے دور رہنے والوں کا راز سن لے
ہم بدانند راز اس طاق بہن
اس پڑائی محراب کا راز بھی جان لے
تلخش آمد فرقت آں تخم خوش
اپنے تخت کی جسدانی لگاں ہوئی ہے
کہ چراؤش تخت آں عشق و سا
کہ اس کو تخت سے عشق اور بہت کیوں تھی؟
نیست جنس کا تب اور امنوسے آ
وہ کا تب کہم جنس نہیں ہے اس کیلئے ٹونس ہے
ہست بیجاں ٹونس ہر جانور
بے جان ہے (اور) جاندار کے لئے ٹونس ہے
ہست بیجاں ایک ٹونس شد بیجا
بے جان ہے، لیکن جاندار کے لئے ٹونس ہے
گر نبودے چشم فہمت رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں تھی نہ ہوتی
نقل کردن ہیچ نوع امکان نبود
(اس کا) منتقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصال بدن باہم دگر
جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

لمبائی چڑائی بہت تھی اس کو منتقل کرنا ممکن نہ تھا۔ خردہ کاری۔ اس کو توڑ کر اس وجہ سے نہ لاکھتی تھی
کہ اس پر بہت نازک اور باریک کام تھا وہ خراب ہو جاتا۔ اوصال۔ وصل کی جمع، جوڑ۔

پیش سلیمان گفت گر چه فی الخیر
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ اخیر میں
چوں زوحدت جاں بریں آرد سر
جب وحدت سے جان پر آمد ہوگی
چوں برآید گوہر از قعر بحار
جب موتی ہمندرد کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب باشر
جب شعلہ بار سورج نکلتا ہے
لیک خود با ایں ہمہ رنقد حال
نہیں با ایں ہمہ اس وقت
تا نگر دد خستہ ہنگام رنقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ اول ہو
ہست براسہل اور ایں عزیز
ہمارے لئے آسان اور اُس کو بہت پیارا
عبرت جانش شود آں تحت باز
پھر وہ سخت اُس کی جان کیلئے باعث عبرت بنے
تا بداند درجہ بود آں جہتلا
تاکہ اُسے پتہ چل جائے وہ کس چیز میں پہنچی تھی
خاک را و نطفہ را و مضغہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو
از کجا آورد مت لے بدنیت
از کجا آورد مت لے بدنیت
لے بدنیت! میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟
تو بدیا عاشق بُدی درد و آں
تو اُس کے زمانہ میں اُس کا عاشق تھا

سر دخواہ شد بر دواج و سرمد
اُس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائیگا
جسم را با فزاؤ نبود فرے
اُس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہیگی
منگری اندر خس خاشاک خار
تو کوٹے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کریگا
دُم عقب را کہ سازد مستقر
دُم عقب (ستارے) کو کون ٹھکانا بنا تا ہے
جست باید تخت اور انتقال
اُس کے تخت کو منتقل کرنا چاہئے
کو در کمانہ حبشش گرد و روا
اُس کی بچھکاؤ خواہش پوری ہو جائے
تا بود بر خوان خوراں دیونیز
تاکہ پیروں کے دسترخوان پر دیو بھی ہو
پہچودلق و چارتمے پیش یاز
جیسا کہ یاز کے لئے ہگڈھی اور پتیل
از کجا ہا در رسید او تا کجا
وہ کہاں سے کہاں پہنچی گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارد خدا
خدا ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہی خضر لقییت
کہ اُس سے تجھے شہم آتی ہے
منکر ایں فضل بودی آں نماں
اُس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

ہوئی تھی اب وہایت کے اعلیٰ مقام پر تا تو کلمہ خاک را۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی خلقت کے مراتب بیان فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ انسان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہاں پہنچا دیا اسکی ابتداء ان چیزوں سے ہے جسکے ذکر سے بھی مذکور مآقی جو قرآن میں ہے کہ ہم نے انسان کو شی سے بنایا پھر اسکو لکھ دیا پھر تھے لکھ سے لکھ پھر نطفہ سے مضغ بنا پھر بنے اسکو ایک نئی صورت عطا کر دی۔ مگر کثرت کا ارتقاء۔ تو بدیا۔ انسان ننان حال سے اپنی ابتدائی حالت ترقی کرتا ہے منکر تھا۔

لہ پس سلیمان م جب حضرت
سلیمان پر بلقیس کے طلب کی
حالت واضح ہو گئی تو انھوں
نے سوچا کہ روحانی عروج کے
بعد اگرچہ سخت وغیرہ کی محبت
مرث جائیگی لیکن فی الحال چونکہ
اُس کو سخت کے رہ جانے کا
رہج ہے لہذا اُس کو مستغرق
چاہئے۔ چوں زوحدت۔ فنا کے
بعد جب بقا حاصل ہو جاتی
ہے تو تمام مادیات بے قوت
ہو جاتی ہیں چوں جب ہند
سے موتی حاصل ہو جاتا ہے
تو پھر انسان انکے غم خاشاک
کی طرف نظر نہیں کرتا ہے۔
سر بر آرد جب سورج طلوع
کر آتا ہے تو وہ ستارے جو رجب
عقب میں تھے عقب کی طرح
جمع ہو جاتے ہیں اُنکی طرف کوئی
نگاہ نہیں کرتا ہے۔ مستقر کما۔
انتقال یعنی اپنے یہاں اُس
کو منتقل کر لینا چاہئے۔
لہ کو در کمانہ حبشش کی حرکت
محبت سے کماؤ فعل تھا جسے جو
کے نزدیک اسکو کمانی منتقل کیا
جاسکتا ہے یا وہ ہمارے نزدیک
بے وقت ہے تا جود آخری
نعمتوں کے ساتھ یہ دنیا بہت
بھی موجود ہے۔ عبرت مشہور ہے
کہ ایا نے اپنی اہلی گدڑی اور
جنگل جتنی خزانہ میں مضغہ کر
رکھے تھے اور انکو مار دیکر وہ
اپنی اہلی حالت یاد کرتا تھا اسی
طرح سخت بلقیس کے لئے بہت
عبرت ہو گا کہ اسکی پہلی حالت
کشفہ و تاب تھی کہ وہ سخت عیسی
بیزروں سے محبت کرتی تھی۔ تا کجا
پہلے دنیا کی مغزانات میں پہنچی

۱۵ ایں کرم۔ انسان کو جس
قدر قیاسات دیا اس انکار کا
دفعہ ہے جو اس کی عظمت کو
بھی جی جنت انکار یعنی ہکا
کے خلاف دلیل انتشار نشر
کرتا پیدا کرنا از خود جس ہکار
کو تو اپنے قہر کی تائید جتنا
تصادف انکار تیرے قہر کی
تردید بنایا یعنی جس چیز کو تو
اپنے موافق سمجھے ہوئے تصادف
مخالف پڑی۔ فلک۔ یعنی میں
یہ حیات اور استعداد و غیر
اللہ کی قدرت سے آئی ہے۔
لفظ۔ یہ انسان لفظ تھا آج
وہ اس حالت میں ہے کہ حشر
و نشر کا انکار کرتا ہے یہ اللہ
تعالیٰ ہی کی قدرت کا کفر ہے
تو وہ باہر اس کا حشر و نشر اللہ
تعالیٰ کی قدرت سے کیسے
خارج ہو سکتا ہے۔ دراصل ہم
یعنی لفظ ہونے کی حالت میں
تجربہ میں اس انکار کی مسکایت
دیتی۔

۱۶ ازجہادی جبکہ یہ ثابت
ہو گیا کہ توحیدیت سے اس
برتر ہے پہنچا ہے کہ تجویز ہمد
کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے
تو تیری یہ انکار کی صلاحیت
اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا
دوران حشر ہو سکتا ہے حلقہ حق
تیرا یہ اصرار حشر کا اقرار ہی
طرح پر ہے کہ یہاں کوئی نیکو
جوئے اس کے گھر پہنچے اور
خود زید اندر سے یہ کہے کہ زید
یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ
پنہ ہونے کا انکار خود ہونے کا
اقرار ہے پس تیرا یہ جہادیت
سے ترقی کر کے اس مرتبہ کا پہنچنا

۱۷ ایں کرم چوں دفع آں انکار تست
یہ کرم گویا اس انکار کا رد ہے
حجت انکار شد انشا رتو
تیری پیدائش حیر ہے انکار کے خلاف دلیل ہو گئی
خاک را تصویر اس کار از کجا
یعنی سے اس کام کا تصور کہاں؟
چوں در آن مہیدل بے سربدی
چونکہ تو اس وقت بغیر دل اور سر کے تھا
از جمادی چونکہ انکارت برست
یعنی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا
پس مثال تو جو آن حلقہ نے ست
پس تیری مثال امن زنجیر بننے والے کی سی ہے
حلقہ نہیں نیست ریا بد کہ هست
زنجیر بننے والا اس انکار سے بھریا گیا کہ وہ ہے
پس ہم انکارت مستین می کند
تو تیرا انکار ہی واضح کرتا ہے
چند صنعت رفت اے انکار تا
چند کار گریاں ہو چکیں اے! کتب تک انکار؟
آب گل می گفت خود انکار نیست
پانی اور یعنی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے
من بگویم شرح این از صطریق
میں اس کی تشریح سے تشریح کر دیتا

۱۸ حشر کا انکار کرتا ہے خود حشر کو تشریح دلائی سے ثابت کر رہا ہے
ماتہ میں اللہ کی کشتہ کار گریاں ہیں انکے ہوتے حشر کا انکار کتب تک ہو سکتا مثنوی اور پانی میں یہ استدلال
مکمل کی گئے سونہ ہیں آئی کے معنوں کا جو کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آپ گل کا مریحہ انکار کی ترقی کرنا خود
حشر کے انکار کی نفی کرتا ہے کہ اندر سے خود اپنے ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں ہو رہا ہے جس کو ہم پہلی
معنوں کو کہنا خود اقرار ہو گیا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن نقایح کا سمجھنا ہضم کم نہیں کیجئے
لغزش کا سبب بنانا ہے لہذا میں خاموش اختیار کرتا ہوں اور یقین کے تحت کے قطع ہونے کی بات شریعت کی بات

۱۹ کہ میان خاک می کردی نخت
جو تھنے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا
از دوا بدتر شد ایں بیمار تو
تیسرا یہ بیمار دوا سے اور بگڑ گیا
نظہ را حضمی و انکار از کجا
نظہ میں جس گڑاوبہ میں اور انکار کہاں؟
فکرت و انکار را منکر ہدی
تو فکر اور انکار کا منکر تھا
ہم از یں انکار حشرت شد دست
حیر ہے اسی انکار سے تیرا حشر ثابت ہو گیا
کز دروش خواج گویہ خواج نیست
کہ اس کے اندر سے الگ کہے کہ الگ نہیں ہے
پس ز حلقہ بر نثار دیج دست
تو حلقہ سے کہیں دست بردار نہ ہو گا
کز جہاد او حشر صد فن می کند
کہ وہ مثنیٰ سے تشریح حشر کر دے گا
آب گل انکار ز ادا زہل آتی
یعنی اور پانی سے بن آئی کا انکار سر دوا
بانگ می زد بے خبر کا خبر نیست
بے خبر بھارتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے
یک خاطر لغز و از گفت دقیق
لیکن باریک بات سے طبیعت لغزش کما مانی ہو

۲۰ ۱۵ چند انسان بنے تک مختلف
ماتہ میں اللہ کی کشتہ کار گریاں ہیں انکے ہوتے حشر کا انکار کتب تک ہو سکتا مثنوی اور پانی میں یہ استدلال
مکمل کی گئے سونہ ہیں آئی کے معنوں کا جو کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آپ گل کا مریحہ انکار کی ترقی کرنا خود
حشر کے انکار کی نفی کرتا ہے کہ اندر سے خود اپنے ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں ہو رہا ہے جس کو ہم پہلی
معنوں کو کہنا خود اقرار ہو گیا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن نقایح کا سمجھنا ہضم کم نہیں کیجئے
لغزش کا سبب بنانا ہے لہذا میں خاموش اختیار کرتا ہوں اور یقین کے تحت کے قطع ہونے کی بات شریعت کی بات

شرح آں را لب بہستم اے کیا
اے بزرگ! میں نے اہل تشرف سے ناموشی اختیار کر لی

بہر نقل تخت بلقیس از سبا
بلقیس کے تخت کے منتقل ہو گئے آصف کے

چارہ کردن سلیمان در احضار تخت بلقیس از سبا پیش از قدم بلقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آگے پہلے

پس سلیمان گفت باشکریاں
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر شکریہ کہا

گفت عفریتے کہ تختش را بفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے

گفت آصف من باہم عظمش
آصف نے کہا میں اس کو ہم عظم کے ذریعہ

گر چہ عفریت اوستاد سحر بود
اگرچہ جن جادو کا استاد تھا

حاضر آمد تخت بلقیس آں زماں
بلقیس کا تخت فوراً آ گیا

گفت حمد اللہ برین و صد حنین
حضرت سلیمان فرمایا اے اللہ میں تجھ کو صد تحننوں پر راہی

پس نظر کرداں سلیمان سوی
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا

پیش چو ب پیش سنگ نقش کند
لکڑی اور خراشے ہوئے پتھر کے سامنے

ساجد و مسجود از جاں بے خبر
سجدہ کرنے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں

دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا

نزد خدمت چوں بنا موضع حیات
جو کہ اس نے خدمت کی نذر بے موقع کیس

تخت اورا حاضر آید ایں زماں
اس کے تخت کو فوراً حاضر کر دو

حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے حاضر کر دو

حاضر آرم پیش تو در یک دوش
اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کر دو

لیک آں از فغ آصف ز و نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا

لیک آصف ز رفن عفریتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے جنوں کے ہنر سے

کہ بدیدستم ز رب العالمین
جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دیکھی میں

گفت آریے گول گیری اے دخت
فرمایا اے دخت! تو حق کو پھینا نے والا ہے

اے بسا گولاں کہ سر ہامی نہند
بہت سے احمق ہیں جو سجدے کرتے ہیں

دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر
میں نے جان کی تھوڑی سی حرکت اور تھوڑا سا اثر دیکھا

کہ سخن گفت اشارت کرد رنگ
کہ چہ نے بات کی اور اشارت کر دیا رنگ

شیر سنگی راشقی شیرے شست
پتھر کے شیر کو بدبخت، شیر سمجھا

اے عفریتے جنوں میں سے
ایک بہت سرکش میں نے کہا
کہ مجلس ختم ہونے سے پہلے
حاضر کر دو گنا آصف۔ اس
برخا جو حضرت سلیمان کے ذریعہ
تھے انہوں نے کہا میں ہم عظم
کی برکت سے فوراً حاضر کر دو
اگرچہ۔ اگرچہ وہ جن بھی جادو کا
استاد تھا لیکن تخت کی آمد عفریت
آصف کے دم کرنے کی برکت
سے ہوئی۔

اے گفت حضرت سلیمان
نے اس نعمت اور دوسری
نعمتوں کے حصول پر اللہ تعالیٰ
کی تعریف کی، اے دخت۔
جو کہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا
اس کو دخت کے لفظ سے
خطاب کر کے فرمایا کہ تو حق
کو اپنی محبت میں پھینا ہے
پیش چو ب پیش سنگ نقش کند
لکڑی اور پتھر کے جنوں کو سجدہ
کرتے ہیں۔

اے ساجد۔ یہ بت کر دیکھا
اور بت دوں روں سے بے
خبر ہیں ان جنوں میں روں
کا تصور اس اثر آجاتا ہے جس
کی وجہ سے کبھی اُن کی حرکت یا
بات کا صدور ہو جاتا ہے۔
نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت
کی بازی بے موقع کیسے ہیں
پتھر کے بت کو حقیقی شیر سمجھ
بھیٹتے ہیں۔

اے ازکرم شیر حقیقی
اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں
کے لئے بتوں سے اس طرح
کی کرامات ظاہر کر دیتا ہے
یعنی گتے کو ہڈی وال دیتا
ہے گفت۔ اللہ تعالیٰ
زب العالمین ہے لہذا گتے
میسے بد نظر کو بھی غذا مہیا
فرادیتا ہے قصہ چوکاس
قصہ میں بھی بتوں کی گفتگو
کا ذکر ہے اس لئے اس قصہ
کو ذکر کیا ہے نظام۔ درود
چھرا نا۔

اے میرے سعدیہ جو آنحضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاہی
ماں ہیں۔ رازہ میں بتوں کی
زبانی آنحضور کے فضائل سننا۔
تو کفش چوکاس سے پہلے
شیخ صدر کا واقعہ ہر یک تھا
اس سے عاقل تھیں اور
آنحضور کی بہت زیادہ مگرانی
کرتی تھیں۔

اے حمی گریز انیدش از ہرنیک بد
کی بہت حفاظت کرتی تھیں
تا کہ آنحضور کو صیغہ حالت
بران کے داما کے پیر نہ رہیں۔
تہذ۔ دارالین خوام علیہ السلام
عظیم۔ بیت اللہ کی زمین کا
وہ حصہ جو تعمیر سے باہر ہے
از ہوا۔ حضرت علیؓ نے وہ
سے یہ آواز سنی۔ تورا یعنی
آسمانی برکتیں برکت ماما۔
مختتم ذی شان۔ انوی۔
فرت کے رما میں حضرت
جبریل و فیرو کے نزول کا سلسلہ
ختم ہو گیا تھا اب از ہوا شروع
ہوگا۔

استخوانے سوی سگ انداخت زود
نوراً گتے کے سامنے ہڈی ڈال دی
لیک مارا استخوان لطفست عام
یقین ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہرانی ہے

ازکرم شیر حقیقی کرد جود
حقیقی شیر نے کرم سے سخاوت کردی
گفت گرچہ نیست آں سگت قوا
کہا اگرچہ وہ گشت را راست پر نہیں ہے

قصہ یاری خواہن حلیمہ رضی اللہ عنہا از بتان چمن عقیب فطام
حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے غریب جانے کا قصہ جبکہ درود بچرانے کے بعد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را کم کردہ بود و لرزیدن سجہ بتان
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کم کر دیا تھا اور لرزنا اور بتوں کا سجدہ کرنا
و گواہی دادن ایشان بر عظمت کار محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

تا زاید داستان او غمت
تا کہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کرے
بر کفش برداشت چوں بجان وود
ان کو ریمان اور گلاب کی طرح تھیلی پر رکھا
تا پیار داں شہنشاہ را بجد
تا کہ ان شہنشاہ کو دادا کے شہرہ کرے
شد کعبہ و آمد او اندر حطیم
کعبہ میں پہنچی اور وہ حطیم میں آئی
تا فت بر تو آفتا بے بس عظیم
تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے
صد ہزاراں نور از خورشید جود
لاکھوں نور سخاوت کے سورج سے
مختتم شاہ کہ یکا دست
وہ با حشمت شاہ نصیب جس کا قاصد ہے
منزل جانہائے بالامی شوی
تو بالائی درجوں کی مسند بنے گا

قصہ راز حلیمہ گوشت
میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں
مصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد
حضرت مصطفیٰ م کا جب انھوں نے درود پڑھایا
حمی گریز انیدش از ہرنیک بد
وہ ان کو ہر اپنے بڑے سے بچھاتی تھی
چوں ہی آورد امانت را ز نیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی
از ہوا بشنید بانگے کای حطیم
ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم!
اے حطیم! امروز آید بر تو زود
اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئیگی
اے حطیم! امروز آرد در تو زود
اے حطیم! آج تجھ میں سامان لارہا ہے
اے حطیم! امروز بیشک از نوئی
اے حطیم! بے شک آج از سر نو

جان پاکاں طلبہ طبعی جوق

پاک لوگوں کی رو میں جماعت جماعت گردہ گردہ

گشتہ حیراں اس حلیمہ زان صدا

طلبہ اس آواز سے حیران ہو گئی

شش جہت خالی ز صوتِ نینا

چھوڑوں جانب انسان سے خالی اور یہ آواز

مصطفیٰ را بر زمیں بہنہاد او

اُس نے حضرت مصطفیٰ کو زمیں پر بٹھا دیا

چشم می انداخت آن دم سوسو

وہ اُس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی

کاینچنین بانگ بلند از خیمِ راست

کہ ابیسی بلند آواز دایں اور بائیں سے

چوں ندید او خیرہ و نو می شد

جب انھوں نے نہ دیکھا حیران اور نا امید ہو گئیں

باز آمد سوسے آن طفل رشید

وہ اُس بچے کی طرف لوٹ آئیں

حیرت اندر حیرت آمد بر دش

اُس کے دل پر حیرانی در حیرانی آگئی

سوی منز لہا دوید بانگِ دشت

مکانست کی جانب دوڑی اور جہن

نکلیاں گفتند مارا علم نیست

کہ ان لوگوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے

رنجیت چنداں شک و دوا و نفع

اُس نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی

سینہ کو بالِ پچناں بگریمےش

جماعتی پیٹتے ہوئے اتنا زیادہ روتی

آیدت از ہر لواحی مست شوق

شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر لگ

نے کسے درپیش نے سوی تفہا

نہ کوئی سامنے تھا نہ گڑی کی جانب

شد پیایے آں نندارا جاں فدا

پے درپے آئی، اُس آواز پر جان قربان

تا کند آں بانگ خوش را جستجو

تاکہ وہ اُس اپنی آواز کی جستجو کرے

کہ گجا است آں شدہ اسرار کو

کہ وہ رازوں کو بتانے والا تھا کہاں ہے؟

می رسد یارب رسانندہ کجاست

آ رہی ہے اے خدا! پہنچانے والا کہاں ہے؟

جسم لرزاں ہمچو شاخ بید شد

بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

مصطفیٰ را بر زمیں خود نہ دید

مصطفیٰ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

گشت بس تاریک از غم منزلش

غم سے اُس کی جگہ گہیت سے تاریک ہو گئی

کہ کہ بردردانہ ام غارت گشت

کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ بھائی ہے؟

مانداں استیم کا نجا کو دے ست

ہمیں یہ بھی معلوم آ نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے

کہ از و گریاں شدند آں دیگر اں

کہ اُس سے دوسرے روتے گئے

کا خراں گریاں شدند از گریہ اش

کہ اُس کے روتے سے دوسرے روتے گئے

۱۔ طلبہ طلب جماعت

۲۔ جوق۔ گروہ۔ فوجی اطراف

۳۔ صدا یعنی آواز۔ لفظ

۴۔ آواز کی جستجو میں حضرت حلیمہ

نے آنسو کر گروہ سے انکار کر

۵۔ زمین پر بٹھا دیا۔ آن شد جس

۶۔ کہ آواز آ رہی ہے جس سے

۷۔ آنسو کی بخت کے اسرار

۸۔ کھل رہے ہیں

۹۔ رسانندہ یعنی آواز دینے

۱۰۔ والا یعنی حیران۔ شاخ بید

۱۱۔ بید کے درخت کی شاخ بید

۱۲۔ میں مشہور ہے۔ طفل رشید

۱۳۔ یعنی آنسو کو آواز دینے

۱۴۔ آنسو کے گم کرنے سے

۱۵۔ منزل کہا۔ یعنی گم کے مکان

۱۶۔ دروازہ موتی۔ گفتہ ہیں تو

۱۷۔ اس بچہ کے ہونے کا ہی علم

۱۸۔ نہیں چاہتا کہ یہ معلوم ہو کہ

۱۹۔ اُس کو کون لے گیا۔ ریکت

۲۰۔ حضرت حلیمہ اس رخ میں اس

۲۱۔ قدر پر شہرت کر رہی تھیں کہ

۲۲۔ سب کو رونا دیا

حکایت آں پیر عرب کے دلالت کرد حلیمہ را با استعانت از بتاں

اُس بڑے عرب کی حکایت جس نے حلیمہ کی بتوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

کالے حلیمہ چہ فتاد آخر ترا

کالے حلیمہ! آخر تجھے کیا ہوا ہے؟

وہیں جگر ہارا زمام سختی

اور ماتم سے جسکوں کو جلا دیا ہے

پس بیاور دم کہ بسیارم بجد

میں اُن کو لائی تھی کہ دادا کے سپرد کروں

می رسید می شنیدم از بتو

آئیں اور میں نے ہوا میں سے سنیں

طفل را بنہادم آنجا زان صدا

اُس آواز کی وجہ سے میں نے بچہ کو زمین پر بٹھایا

کہ ندائے بس لطیف و بس شہت

کیونکہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے

نہ ندای منقطع شدیک ماں

نایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی

طفل را آنجا ندیدم وائے دل

میں نے بچہ کو وہاں نہ دیکھا، ہائے دل

کہ نمائیم مرثرا یک شہر یار

میں تجھے ایک شاہ کا پتہ بتا ہوں

او بداند منزل و تر حال طفل

کیونکہ وہ بچہ کی منزل اور سفر کو جانتا ہے

مرثرا لے شیخ خوب خوش ندا

جو میرے لئے بہتر اور اچھی آواز دے بزرگ

کش بود از حال طفل من خبر

جس کو میرے بچہ کے حال کی خبر ہو

پیر مردے پیش آمد با عصا

ایک بوڑھا شخص لاشی تھا جسے آبا

کہ چنیں آتش ز دل افروختی

کہرتے دل سے ایسی آگ بھڑکانی ہے

گفت احمد را رضیعہم معتمد

اُس نے کہا میں احمد کی مستند دایہ ہوں

چوں رسیدم در حطیم آواز ہا

جب میں حلیمہ میں پہنچی بہت سی آوازیں

من چو آں الحان شنیدم از بتو

جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں

تا بہ بنیم ایں ندا آواز کیست

تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟

نہ ز کسے دیدم بگر و خودنشاں

نہ میں نے اپنے چاروں طرف کس کا نشان پایا

چونکہ واگشتم ز حیرت ہائے دل

جب میں دلی حیرانوں کے ساتھ واپس لوٹی

گفتش اے فرزند تو آئندہ مدار

اُس نے اس سے کہا اے بیٹا! غم نہ کر

کہ بگوید گز نخواہد حال طفل

اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتا دے گا

پس حلیمہ گفت اے جانم فدا

تو حلیمہ نے کہا، میری جان قربان ہو

ہیں مرا بتائی آں شاہ نظر

ہاں اُس شاہ نظر کو مجھے دکھا دے

لے استعانت۔ مدد مانگا۔

بوڑھا لاشی کے سہارے چل

رہا تھا کہ چنیں تیرے اس

غم سے دوسرے کے جگر

کابھ چہ ہے میں۔ ماتم۔

سوگ نہ رضیعہ یعنی رضعہ

اور دھڑلنے والی آواز۔

لے معتمد۔ افسوس ہے کہ

آج اس احساں کو نہیں لگ

رہی ہے۔ الحان۔ نغمہ طبع۔

یعنی افسوس۔ آنجا یعنی حلیمہ

کو تھا۔ کیونکہ وہ بچہ کے لطف اور

دلکشی آواز تھی۔

لے نہ کہے۔ چونکہ وہ نہیں

آواز تھی لہذا پکارنا نہ لایا

سے غائب تھا۔ گفتش۔ میں

بوڑھے نے حضرت حلیمہ سے کہا۔

شہر یار شاہ۔ بزرگ مال سفر۔

بُرد اور پیشِ عزتی کا یہ صتم
 وہ اس کو عزتی کے سامنے لے گیا کہ یہ بُت
 ماہِ زاراں گم شدہ زو یافتیم
 ہم نے ہزاروں گمشدہ اُس کی وجہ سے پائے ہیں
 پیر کر اور اسخود و گفت زود
 بڑھے نے اُس کو جسدہ کیا اور لڑا کہا
 گفت اے عزتی تو بس اِکرامِ ہا
 اُس نے کہا اے عزتی! تو نے بہت سے کرم
 برِ عرب حق ست اِزاکرام تو
 تیسری مہربانی کا عرب پر حق ہے
 ایں حلیمہ سعدی از اُمید تو
 یہ حلیمہ سعدی تیسری امید پر
 کراؤ فرزندِ طفلے گم شدہ ست
 کہ اُس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے
 چوٹ محمد گفت اں جملہ بتاں
 جب اُس نے یہ مضمون کہا وہ سب بُت
 کہ بروئے پیر ایں چہ جستجو ست
 کہ اے بڑھے! بایہ کیا تلاش ہے؟
 مانگون و سنگسار نیم ازو
 ہم اُس کی وجہ سے اندھے اور سنگسار ہیں
 اں خیالاتے کہ دیدندے زما
 وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں
 گم شود چوں بارگاہِ اُور سید
 گم ہو جائیں گی کیونکہ اُن کا دربار کا وقت آگیا ہے
 دور شوالے پیب رفتند کم فرو
 اور بڑھے! دور ہو جا گفت نہ جہز کا

ہست در اخبِ رغیبی مُغتنم
 نہیں خبریں دینے میں غیبت ہے
 چوں بخد مت سوی اُوبشتا فتم
 جب ہم عقیدت سے اُس کی طرف دوڑے ہیں
 اے خداوندِ عرب وے بحر جود
 اے عرب کے خدا! اے سخاوت کے دریا!
 کردہ تارستہ ایم از دما ہا
 کہنے ہیں! حقی کہ ہم نے جاہوں سے رانی پائی ہے
 فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
 جو فرض بن گیا ہے حقی کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
 آمد اندر ظلِ شاخ بید تو
 تیرے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
 نامِ اں کو دک محمد آمد ست
 اُس بچے کا نام محمد ہے
 سترنگوں گشتند ساجد اں زماں
 فوراً اوندھے منہ اور سجدہ کر نیوالے ہو گئے
 اں محمد را کہ عزلِ ما ازوست
 اُس محمد کی کہ اُس کی وجہ سے ہماری عزت
 ما کسا دو بے عیارِ نیم ازو
 ہم اُس کی وجہ سے کھوئے اور بے رونق ہیں
 وقتِ فترت گاہ گاہ اہل ہوا
 اہل ہوانے فترت کے ناز میں کبھی کبھی
 آب آمد مریتم را درید
 پانی آگیا! اُس نے تیرے کو زور دیا ہے
 ہیں ز رشک احمدی مارا مسو
 خبردار! احمدی رشک سے ہمیں ڈر بلا

اے عزتی! کہ کاشہ ہر بُت
 تھا۔ اخبِ رغیبی نہیں باتیں
 ماہِ زاراں ہم نے اُنکے بتائے
 سے بہت سی گمشدہ چیزیں
 پائی ہیں۔ اے یعنی تو ہی تارستہ
 تیرے بتائے سے بہت سی
 بادکھنوں سے نجات پائی ہے۔
 فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا
 عرب پر فرض ہو گیا ہے اسی
 نے تمام عرب تیرا طمع ہے۔
 اے چوٹ! یہی بڑھے کی
 زبانی پر لفظ محمد آیا۔ جملہ بتاں
 عوامی اور اُس کے ماحول میں
 جو بُت تھے کہ تو۔ اُن بتوں
 نے کہا کہ اِس بچے کی تلاش کرنا
 کرتا ہے جس کی بشت ہماری
 معزولی کا سبب ہے۔ اُن کو
 اُس کے طہر کے بعد ہماری کلی
 بات اور وقت۔ سب کی
 اے آن خیالاتے۔ بُت
 پرستوں نے جو کچھ ہمارے حیرت
 انجیر و انصاف دیکھے ہیں وہ
 سب ختم ہو جائیں گے غرضت
 وہ زمانہ جو حضرت عیسیٰ م کے
 آسمان پر اُٹھانے کے بعد ہے
 آنحضرت کی بشت تک کا ہے۔
 آت۔ آب آمد تیرا برضات
 و آرزو۔ اُس عزتی بہت نے
 بڑھے سے کہا جو رشک آنحضرت
 کی بشت سے اُن کی شان
 شوکت ختم ہو گئی تھی۔

۱۔ تانسوزی۔ ہم تو جل گئے ہیں۔ تو بھی نہ جل جائے۔
... دھم اڑ رہا۔ کوئی انسان اڑ رہے کی دم کو منسلک تو یہ انتہائی خطرناک کام ہے۔
دریا و کال چو نکاب حضور کی آب و تاب کے سامنے ان کی آب و تاب مانند پڑ جائے۔ ہفت چو نکاب ہر دماہ مانند پڑ جائے۔
۲۔ چوٹ شید۔ بڑے نے بت کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لاشی پھینک دی۔ تیرے آواز۔ دندنا تھا۔ خوف میں دانت بچنے لگتے ہیں۔ حور۔
ننگ۔ راز عجب یقینی حور کی باتیں گفت حضرت میر نے فرمایا اے بڑے اگرچہ آنحضرت کے سالار میں پریشان ہوں لیکن عجب کے ظہور سے حیرت میں ہوں۔
۳۔ گاہ۔ بچپن میں شفی صدر کے واقعہ میں آنحضرت کو فرشتے اٹھا کر لے گئے تھے۔ صد دل۔ پریشان غیر نفس بینی میں حالات اور اشارات کو میں راز میں رکھنا چاہتی ہوں۔

دور شو بہر خداے پیر تو
اُد بڑے! خدا کے لئے تو دفع ہو
ایچہ دم اڑ رہا فشر دن است
یہ کب اڑے کی دم ڈبانا ہے؟
زیں خبر خوں شد دل دریا و کال
اس خبر سے دریا اور کان کا دل خون ہو گیا
چوٹ شید از سنگھا پیر اس سخن
جب بڑے نے پتھروں سے یہ باتیں سنیں
پس ز لرز و خوف بیم آن ندے
اس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے
آپنجاں کا ندر زمستان مردعو
جس طرح کہ جاڑوں میں ننگ انسان
چوں در آں حالت بدید آں پیرا
جب اس دلیر نے بڑے کو اس حالت میں دیکھا
گفت پیرا گرچہ من در محتم
بولی اے بڑے! اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
ساعتے بادم خطیبی می کند
کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
باد با حرم سخنہ سامی دلد
ہوا۔ حروف کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے
گاہ طفلم را ر بودہ غیبیاں
کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں
از کہ نالم با کہ گویم اس گل
کس سے فریاد کروں، کس سے شکوہ کروں؟
غیرتش از شرح غییم لب بست
انکی غیرت نے غیب کی تشریح کو نیسے میرے
ہونٹ بند کر دیتے ہیں

تانسوزی ز آتش تقدیر تو
تا کہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے
یہیچ دانی چہ خبر آوردن است
تو جانتا ہے کہ کیسی خبر لانا ہے؟
زیں خبر لرزاں شود ہفت آسمان
اس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے
پس عصا انداخت آں پیر کہن
اس پرانے بڑے نے لاشی پھینک دی
پیر دندانہا بہم برمی زے
بڑے کے دانت بچنے لگے
اوہمی لرزیدی گفت اے ثبور
وہ کانپ رہا تھا اور کہتا تھا اے ثبور
زاں عجب کم کرد زن تدبیرا
اس عجب (بات) سے عورت کے تدبیر کو کم کر دیا
حیرت اندر حیرت اندر حیرت کم
(لیکن) حیرت در حیرت در حیرت میں ہوں
ساعتے سنکم ادبی می کند
کسی وقت پتھر بچے ادب سنھاتے ہیں
سنگ و کو ہم فہم آشیا می دلد
مجھے پتھر اور پیرا چہ خبریں سمھاتے ہیں
غیبیاں سبز پوش آسمان
آسمان کے سبز پوش غیبی
من شدم سودانی کنوں صدل
میں اب دیوانی اور پریشان ہو گئی ہوں
ایں قدر گویم کہ طفلم کم شدت
(ہیں) اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ کم ہو گیا

گر بگویم چہیز دیگر من کنوں

اب اگر میں کوئی دوسری بات کہوں

گفت پیرش اے حلیمہ شادباش

بڑے نے اُن سے کہا اے طیرِ افروشن ہوجا

تو مخورِ غم کہ نگرِ دیاوہ او

تو فکر نہ کر، کیونکہ وہ گم نہ ہوگا

ہر زمان از رشاکِ غیرتِ شنیس

ہر وقت رشاکِ اور غیرت کی وجہ سے اس کے آنکھ اڑنے لگیں

آں ندیدی کاں بتانِ منوں

تو نے یہ نہیں دیکھا وہ بے حس و حرکت

اِس عجب نے ستِ بر روزیں

یہ روزے زمین پر عجب زمانہ ہے

زینِ سالتِ سنگہا چون لہِ دشت

اس رسالت سے جبکہ تھکے زیادہ کرنے لگے

سنگِ بے جرمِ ستِ درِ معبودش

اپنے معبود ہونے میں بے شمار تصور ہیں

آنکہ مضطرِ انجینِ ترساں شد

جو مجبور ہے وہ اسے خود زور ہے

خلق بندندم بزنجیرِ مجنوں

لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دینگے

سجدہ شکر آرو رو را کم خراش

شکر کا سجدہ کر اور چہرے کو نہ تھوچ

بلکہ عالمِ یادہ گردد اندر و

بلکہ عالمِ اس میں گم ہو جائے گا

صد ہزاراں پاساںستِ حرس

لاکھوں نگہبان اور مس افطہ ہیں

چوں شد از نامِ طفلتِ سزنگول

نیرے بچے کے نام سے کس طرح سزنگول ہو گئے

پیرِ شتم من دیدم جلسِ ایں

میں بڑھاپہ میں نے ایسا نہ دیکھا تھا

تاچہ خواہد بر گنہ گاراں گمشت

گنہ گاروں پر کیا پسند نہ کرے گی!

تو نہ مضطر کہ بندہ بودیش

تو مجبور نہیں ہے کہ اس کا بندہ ہے

تا کہ بر مجرم جہا خواہند بست

تو مجرم پر کس شکر بند نہیں رہو گی!

خبر یافتن جدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از کم

آنحضرت کے دادا عبدالمطلب کو علیہ السلام کو کم کر دینے کی

کردن حلیمہ رضی اللہ عنہا

حلیمہ رضی اللہ عنہا کو علیہ السلام کو راطا لہ شہن اور گرد

حسبِ بنا اور اُن کا شہر کے چاروں طرف دھونڈنا اور کعبہ کے

شہرِ نالیدن اور بردِ کعبہ از حق درخواست کردن و آواز از

دروازہ پر دینا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا اور کعبہ کے اندر

درون کعبہ شنودن و یافتن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سے آواز کا سننا اور اُن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پالینا

لے کر بگویم اگر وہ نہیں ہیں

لوگوں سے کہوں گی وہ مجھے گواہ

سمجھیں گے۔ تُو عورتیں ماتم

میں بھرے کو پیٹتی ہیں تو مخور

آنحضرت کی طرف سے نگر نہ کرو

گم نہ ہو گئے بلکہ عالمِ ان کی عظمت

میں گم ہو جائیگا

صد ہزاراں۔ فرشتے آنحضرت

کی حفاظت کرتے تھے۔ آج بھی

عزتِ بختِ سرنگوں ہو گیا تھا۔

زینِ رسالت۔ رسالت کو تسلیم

نہ کرنے والوں کا انجام بُرا ہوگا۔

سنگِ بے جرم۔ بے غیر امتیازی

طہر پر معبود بنے ہیں جب ان

کا یہ حال ہے تو ان کے بھائی

جو اختیار میں اور پڑنے میں

مضطرب نہیں اُن کا انجام تو بہت

ہی بُرا ہوگا۔ مضطر یعنی بہت

بہت تعطفی جناب عبدالمطلب

از درون کعبہ آمد بانگ زود
نور اکبہ کے اندر سے آواز آئی
باد و صد اقبال او محفوظ مات
وہ دوست اقبالندیں کیساتھ ہماری باتیں نصیب ہو
ظاہر شش را شہرہ گہیاں کنیم
ہم ان کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
زر کاں بود آب گل ماز گریم
پانی اور پتی سونے کی کان میں ہم زہر گریم
گہ حمالہ ہائے شمشیر شش کنیم
کبھی ہم اس کو تلواروں کے برتنے بناتے ہیں
گہ ترنج تخت بر سازیم ازو
ہم کبھی اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
عشقہا داریم با ایں خاک ما
ہم اس مٹی سے بہت اہمیت کرتے ہیں
گہ چنیں شاہے از و پیدا کنیم
کبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کرتے ہیں
صد ہزاراں عاشق و معشوق ازو
اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
کار ما نیست بر کوری آل
ہمارا یہ کام ہے اس شخص کے اندھے بن کر لانا
ایں فضیلت خاک را زان رویم
یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
زانکہ دارد خاک شکل اغیری
کیونکہ مٹی غبارِ ازل و دشت کی رکتی ہے
ظاہر شش با باطنش گشتہ بچک
اس کا ظاہر اس کے باطن کیساتھ رنگ میں مہر دھک

کہ ہم اکنون سُخ بتو خواہد نمود
کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دیگا
باد و صد طلب ملک محفوظ مات
دوست و رفیقوں کی جماعت کی زیرِ رہ ہمارا محفوظ رہے گا
باطنش را از ہم سینہاں کنیم
ان کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
گہش خلخال و گہ خاتم بریم
گہ کبھی اس کو باریک اور کبھی انگوٹھی تراشتے ہیں
گاہ بند گردن شیر شش کنیم
کبھی اس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں
گاہ تاج فرقیہائے ملک جو
کبھی کشور گشا سرور کے تاج
زانکہ اقتادست در قعدہ رضا
کیونکہ وہ (علیم و ارفا) کی نشست پر بیٹھ جاتا ہے
گہ ہم اور ایش شہ شیدا کنیم
کبھی ہم اس کو شاہ کے سامنے عاشق بناتے ہیں
در فغان و در لہو و جستجو
نار و مسر یاد اور جستجو میں ہیں
گو بکار ما نذر دمیمل جاں
جو ہمارے کام کے ساتھ جان کا سیلان نہیں رکھتا
زانکہ نعمت پیش بے برگان ہم
کیونکہ ہم بے مرزا ان لوگوں کے سامنے نعمت پیش کرتے ہیں
وز وروں دارد صفات انوری
اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے
باطنش چوں گوہر ظاہر چونک
اس کا باطن مٹی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

۱۔ از درون کعبہ خواجہ
عبدالغالب کو کعبہ کے اندر سے
جواب دیا کہ مقرب آنکا چہرہ
دیکھ لو گے محفوظ نصیب رہے گا
کلاہ جماعت نظر ہر شش
حضور کے ظاہری احوال عام
پر کھلے۔ باطنی احوال کو اللہ
سے ان کو کون سا قرب حاصل
ہے اس تک رسائی نہیں
ہوگی۔ گہیاں جہاں۔
۲۔ پانی اور پتی سے اڑ
نے والے جو مخلوق بنائی ہے ان کے
مختلف رنگ میں مختلف
پازیب۔ چرخ بیوں، مصر
میں کپڑوں کی چھائی اور
کرٹائی میں بیوں کی شکل بنائی
جاتی تھی۔ در قعدہ۔ سجدہ کے
بعد بیٹھنے کی ہیئت اختیار
کرتا ہے یعنی منحصر۔ گہ ہم۔
یعنی کبھی اس سے شاہ کو خدا
کا عاشق بنا دیتے ہیں۔
۳۔ صد ہزاراں۔ اس نام
سے لاکھوں عاشق و معشوق
پیدا ہوتے ہیں جو عشق کی
وجہ سے نار و زہر یا د میں مہر
ہیں بکار یا ہمارے یہ کارٹھے
شکروں کے انکار کے باوجود
جاری ہیں۔ ایں فضیلت۔
یعنی کون فو تو مٹی کی وجہ سے یہ
فضیلت حاصل ہوتی ہے
کہ اس سے اس طرح لوگ پیدا
ہوتے ہیں۔ زانکہ زمین کا ظاہر
غبارِ ازل ہے لیکن اس کا باطن
پُر نور ہے جس سے لاکھوں
رؤیا ہوتے ہیں۔ باطنش زمین
کا باطن مٹی اور ظاہر پتھر ہے۔

لے ظاہر ہر شے چل ظاہری ہوتی
کلا ت باطن کو چھپائے جسے نور
منکر ہے باطن پر کلا ت ہے
ظاہر ہر شے ظاہر اند باطن کی ت
جنگ ماری ہے بھی ظاہر کا
بوتلے جسے باطن کو فتح میں
ہو جاتی ہے جس ترش و بد
صورت شے حسین و جلیل مخلوق
کاپیہ را کرنا اسکے باطن حسن کا
انہار ہے۔

لے زانکہ زمین بظاہر روتی
صورت ہے لیکن اس کے
باطن میں مستحقین موجزن ہیں
کاشف الستیم۔ اللہ تعالیٰ
مجھے رازوں کو ظاہر کر دیتا ہو
اور زمین کی چھپی ہوئی خوبیاں
ظاہر کر دیتا ہے۔ اگرچہ چور
چرا کر چرانے کا منکر ہو مانتا
اور خاموشی اختیار کرتا ہے
کو تو ال اس کو جا کر افسار
کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی
آزمائش میں ڈال کر انسان
کی باطنی خوبیاں واضح کر دیتا
ہے جس عجب۔ زمین مجھ سے
ہمالا فرزند بنے لیکن تیار لایا
جیسا کوئی دجنا شد۔ زمین اور
آسمان کے ملاپ سے جب
سید لکونین کا ظہور ہوا تو دونوں
نے مشرت کا اظہار کیا۔ مشرت
انھن کو کی پیدائش سے زمین کو
عروج حاصل ہوا تھا کہ زمین
نے انھن کو کھینچا تو زمین کی
طرح تلو زبان نگر اظہار مشرت
کیا۔ آواز پیش یعنی انھن کو کی
پیدائش بظاہر ت جس کا ظاہر
اور باطن خدا کیلئے باہمی جنگ
میں ہوا کی طرح پڑھ جاتی ہے
اور کلا نور باطنی زوال ہوتا ہے۔

دفتر چہارم

مثنوی مولانا روم

ظاہر ہر شے گوید کہ ما اینیم و بس
اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں
ظاہر ہر شے منکر کہ باطن ہی نیست
اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن کچھ نہیں ہے
ظاہر ہر شے با باطنش در جالش اند
اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو
زین ترش و خاک صورت ہا کتیم
اس ترش و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں
زانکہ ظاہر خاک اندوہ و بکارت
کیونکہ شے کا ظاہر غم اور رونا ہے
کاشف الستیم و کار ما ہمیں
ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا ہی کام ہے
گرچہ دزد از منکری تن میزند
چور اگرچہ انکاری ہونے کی وجہ سے خاموش ہو
فضلہا دزدیدہ اند اس خاک ہا
ان مٹیوں نے بہت سی فضیلتیں چرا کر رکھی ہیں
بس عجب فرزند کو را بودہ است
اس کے بہت سے عجیب فرزند ہوئے ہیں
شد زمین و آسمان خندان شاد
زمین اور آسمان شاداں و فرجاں ہوئے
شد میں چوں سماں ز شادش
ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہونچی
ظاہر ت با باطن ت آ خاک خوش
لے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ
ہر کہ با خود بہر حق باشد جنگ
جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

باطنش گوید کہ بویں پیش و بس
اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے دونوں طرح دیکھو
باطنش گوید کہ بنامیم بایست
اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دکھاتا ہوں، ظہر
لاجرم زین صبر نصرت می کنند
لا محالہ اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں
خندہ پنہاںش را پیدا کنیم
ہم اس کی چھپی ہوئی شکرابٹ کو ظاہر کرتے ہیں
در درویش صدر ہاراں خند ہا
اس کے اندر لاکھوں مسکراہٹیں ہیں
کایں نہاں ہارا بر آرم از کیں
کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے باہر لے آئیں
شخہ آں از عصر پیدا می کند
کو تو ال دبا کر، ظاہر کر دیتا ہے
ما مقم آرم شاں از اہستلا
ہم آزمائش کے ذریعہ انکو آوار کر دیتے ہیں
لیک احمد بر ہمہ افروہ است
لیکن احمد سب سے بڑے ہوئے ہیں
کاخچین شاہ زما د و جفت یاد
کہ ایسا شاہ ہمارے جوڑے سے پیدا ہوا
خاک حوں ہون خدہ ز آزارش
ان کی پیدائش سے مٹی کی طرح ہونچی
چونکہ در جنگ و اندر کشمش
چونکہ جنگ اور کشاکش میں ہے
تا شود مغنیش خصم بو وزنگ
جسے کہ اس کا باطن بڑا اور رنگ کا مخالف ہو

ظلمتش بانوراؤ شد در قتال
اُس کی تاریکی اُس کے نور کے ساتھ جنگ میں لگی
بہر کہ کو شد بہر مادر امتحان
جو شخص ہمارے امتحان دینے میں کو شش کرے
ظاہر ت از تیرگی افغان کُناں
تیرا ظاہر تاریکی کی وجہ سے فریادی ہے
قاصد اچوں صوفیان و ترش
وہ صوفیوں کی طرح بالا درویش و ترش ہے
عارفان رُوتش چوں خارِ شپ
ترش و عارف سہی کی طرح ہیں
باغ پنہاں کر دو دریاں خارِ شپ
باغ نے پھول کو چھپایا ہے، کانا کھلا ہوا ہے
خارِ شپ تا خارِ حارس کردہ
اے سی! تو نے کانٹوں کو نگہبان بنایا ہے
تا کہ در چار دانگ عیش تو
تا کہ کوئی تیرے وسیع عیش میں
طفل تو گرچہ کہ کو دک خوبست
تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت رکھتا ہے
ما جہانے را بدو زندہ کنیم
ہم دنیا کو اُس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را بنود زوال
اُس کے جان کے سورج کیلئے زوال نہیں ہے
پشت زیر پاش آرد آسماں
آسمان کو اُس کے پاؤں کے نیچے آتا ہے
باطن تو گلستاں در گلستاں
خیرا باطن باغ باغ ہے
تا نیامیزند باہر نور کش
تا کہ وہ کسی نور سے بچنے والے سے میں چل نکلیں
عیش پنہاں کردہ در خارِ در
سخت خاروں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں
کالے عدو دزدانیں درویش
کہ لے کر دروغ! اس دروازہ سے دُور رہ
سرچہ صوفی در گریباں بردہ
صوفی کی طرح سر کر گریبان میں ڈال دیا ہے
گم شود زیں ظفر خان خارِ خو
داخل نہواں پھر کچھ ہے والوں کانٹے کی طبیعت اوں
ہر دو عالم خود طفیل اُو مبت
دو جہاں اُس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں
چرخ را در خدش بندہ کنیم
آسمان کو اُس کی خدمت میں غلام بنادیں گے

نشان خواستن عبد المطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
خواجہ عبد المطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا
کہ گجایش یا کم و جواب آمدن از درون کعبہ نشان یافتن
کہ اُن کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کبہ کے اندر سے جواب آنا اور پتہ معلوم ہونا

گفت عبد المطلب کایندم گجاست
خواجہ عبد المطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟
اے علیم البش نشان وہ راہ راست
اے راز کو جاننے والے! میرے راستہ کا پتہ بتاؤ

۱۔ اے حرکت کر شخص بارگاہ
خداوندی میں امتحان دینے کے
ساتھ میں کوشاں ہے اُس کا
مرتبہ آسمان سے بلند ہے۔
ظاہر تیرا بظاہر پرانگہ جو
لیکن باطن باغ باغ ہے۔
۲۔ قاصد۔ شخص اپنے
ظاہر کو اُس لئے پرانگہ رکھتا
ہے کہ دنیا و ادا میں سے میل
جوں نہ پیدا کریں۔ مٹھان۔
بزرگوں کی ترش روئی اس لئے
ہوتی ہے کہ غلام سے اپنی
دعائی لذت کو بچائے کہیں
باغ۔ اُن کی مثال اُس باغ
کی ہے جس نے پھولوں کو
چھپایا ہوا در کانٹوں کو ظاہر
کر رکھا ہوتا کہ پھول دشمن کی
دست برد سے محفوظ رہیں۔
ظفر خان یعنی دنیا دار
۳۔ طفل۔ تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وجہ تخلیق عالم ہیں۔
زندہ کنیم یعنی ہم روحانی
زندگی عطا کریں گے۔ گجاست۔
یعنی آنحضرت اس وقت کہاں
ہیں اُن کا سید عارست بتائے۔

۱۰ آوازش یعنی عبدالمطلب

کو آواز آئی چہر نیکیخت۔ خولہ
عبدالمطلب۔ در رکاب یعنی
عبدالمطلب کے ساتھ قریش
کے دوسرے سردار بھی حضور
کو خوش کرنے چلے۔ افسانہ
میں کی جگہ سردار رزم میرا
جنگ بزم محل نشاط و شہرہ
میدان محال۔

۱۱ آیت نسب۔ آنحضرت کے
ذاتی نقائص کے مقابل میں یہی
نفیست ہے۔ یعنی آنحضرت
کا اصل جوہر ہے بے نیاز و
آنحضرت خیر المخلوقین ہیں تنہا
پہلی یعنی تحت الشریعہ و عام
کامیاب ہے کہ زمین پہلی کی
پشت پر قائم ہے۔ بہاک
یعنی آسمان کی انتہائی بلندی
بہاک اول اس کا راجح
دو ستارے ہیں جو انتہائی
بلندی پر ہیں۔ زاد یعنی نسب
خلعت۔ لباس کا شاہی جوڑا
جو کسی کو انعام میں دیا جائے۔
آر و پور۔ تانا، بانا۔

۱۲ کثر یعنی۔ اللہ کی جانب
سے جو معمولی جوڑا ثواب میں
دیا ہے وہ نقش و نگار میں
سورج سے بھی بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ مگر از نقش و نگار ملک
یعنی روحانی سلطنت تھا ہرگز
وہ عورتیں جو عقولت باگاہ
نہا اندکی ہیں جیسے حضرت
آسیا فرعون کی بیوی و غیرہ
سختی بلند مہر دار حضرت میں
چہ الٰہی تینا جیفہ۔ دنیا
مردار ہے۔

از درون کعبہ آوازش رسید

کعبہ کے اندر سے اُن کو آواز آئی
ہاتفش گفتا مخور غم کایں زما

غیبی آواز نے اُن سے کہا غم نہ کر ابھی
در فلاں وادیت تیراں درخت

فلاں میدان میں، درخت کے نیچے ہے
در رکاب او امیران قریش

قریش کے سردار اُن کی ہمراہی میں تھے
تا بہشت آدم اسلافش ہمہ

اُن کے تمام بزرگ (حضرت) آدم کی پشت تک
ایں نسب خود پوست را بودہ است

یہ نسب بھی اُن کے لئے چمکا ہے
مغز او خود از لب درست پاک

اُن کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے
نور حق را کس نجوید زاد و بود

اللہ کے نور کیلئے کوئی پیدائش اور جوہر کو نہیں مٹاتا
کثرش خلعت کہ بدہر در ثواب

وہ جو ادنیٰ درجہ کی خلعت ثواب میں ملے ہے

گفت اے جویندہ طفل رشید

میں نے کہا اے راہ یاب بچے کے تلاش کرنے والے
باتوزاں شاہ جہاں بدم نشاں

میں تجھے اس شاہ جہاں کا رستہ بتا دوں
پس اں شد زود پیر نیکیخت

تو وہ نیک نصیب بنے یاں فوراً روانہ ہو گئے
زانکہ کہ جَدش بود ز اعیان قریش

کیونکہ اُن کے دادا قریش کے سرداروں میں تھے
مہتران رزم و بزم و کلمہ

رزم و بزم اور میدان جنگ کے سردار تھے
کز شہنشاہان مہ پالودہ است

کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے بھی بزرگ ہیں
نیست جنش ز شکستنا بہاک

شک سے بہاک تک کوئی اُن جہاں نہیں ہے
خلعت حق را چہ حاجت و بود

اللہ کی خلعت کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہے؟
بر فرزاید بر طراز آفتاب

وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

بقیہ قصہ دعوت سلیمان بلیقیس را بایمان

حضرت سلیمان کا بلیقیس کو ایمان کی دعوت دینے کے قصہ کا بقیہ

بر لب دریای یزداں درختیں
اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی چھوڑے

تو بمر دارے چہ سلطانی کنی
تو مہر دار پر کی سلطنت کر رہی ہے؟

جاوداں از دولت مابز مخور
ہمیشہ ہماری دولت کے پھل کھا

خیز بلیقیسا بیا و ملک میں
اے بلیقیس! اٹھ، آ جا سلطنت کو دیکھ

خواہ انت ساکن چرخ سنی
تیری بہنیں، بلند آسمان پر مقیم رہیں

خیز بلیقیسا بیا دولت نگر
اے بلیقیس! اٹھ، آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہر انت راز بخش شہابی را
تیری بہنوں کو سخاوت کی بخششوں میں سے
خیز بلیقیا بسیار بحر جود
اے بلیقیا! اٹھ سخاوت کے سمندر میں آجا
خواہر انت جملہ دریش طرب
تیری بہنیں سب پیش اورستی میں ہیں
خیز بلیقیا سعادت یار شو
اے بلیقیا! اٹھ نیک نعتی کی یار بنجا
تو ز شادی چوں گدائے طلب
تو خوشی میں اُس بغیر کی طرح ہے جو غارِ بیٹ رہا ہے

یہیچ میدانی کہ آں سلطان داد
تو کچھ جانتی ہے کہ اُس شہ نے اُنکی کیا دیا ہوا
ہر دمے بردار بے سرمایہ سود
ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کی
بر تو چوں خوش گشتیں رخ و
یہ رنج اور شفقت تیرے لئے کیسے بھلی بگنی
وز ہمہ ملک سبایز ارشو
اور سبائی کی پوری سلطنت سے بیزار ہو جا
کہ منم شاہ و ریس گوخن
کہیں اہنتی کا شاہ اور رئیس ہوں

مثل قانع شدن آدمی بدنیاد و در طلب دنیا
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اُسکی حرص اور رومانوں
غفلت او از دولت روحانیاں کہ ابنائے جنس وے اند
کی دولت سے اُنس کی غفلت کی مثال جو رومانی اُسی پیسے ہیں اور
و لغره زناں کہ یالیت قومی یعلمون
نفسہ لگا ہے ہیں کہ کاش میری قوم مان لیتی

آں سگے در کو گدائے کور دید
ایک گتے نے محل میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم ایں راوے بار در گز
ہم یہ اتنا کہہ چکے ہیں مسکن دوبارہ
تک کور گفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اُس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند کور
تیری قوم پہاڑ میں گورِ پکڑی ہے
ترک ایں تزدیر کن شیخ نفور
اے اتنے غرور شیخ! اس مکر کو چھوڑ دے

حملہ می آورد و نقش می رید
اُس پر حملہ کر دیا اور اُس کی گدڑی پہاڑی
شد مکر بہر تاکید خبر
بات کی تاکید کے لئے مکر ہو جا ہے
بر کہ اند ایندم شکار و صید جو
اس وقت صید و شکار کی جستجو میں پہاڑ پر ہیں
در میان کوی می گیری تو کور
تو کوپے میں اندھے کو پکڑتا ہے
آب شوری جمع کردہ چن کور
تو کھاری پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں

لے ایں رنج۔ یہ دنیاوی
سلطنت۔ چون گدائی چکر
تیری یہ سلطنت بے حقیقت
ہے لہذا تو شاہ نہیں گد ہے
اور ایں محس و عاشاک کی
بستی کو سلطنت سمجھ کر اُس پر
ابھی شاہی کا اعلان کرتی ہے۔
یا لیت قومی۔ جتنی خوش ہو کر
کہے گا کاش میری قوم مان
لیتی کہ جو ہر یک کرم ہو رہا ہے۔
لے آں سگے۔ دنیا دار کی خطا
گلی کے اُس گتے کی سی ہے جو
اچھے شکاروں کو چھوڑ کر گد اور
فقیر پر پکڑتا ہے۔ گفتہ ایم۔
اندھے اور کوپے کے گتے کا قصہ
ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں،
لیکن بات کو مضبوط کرنے کیلئے
مکر کہہ رہے ہیں۔
لے کور۔ اندھے نے گتے
سے کہا دوسرے گتے تو پہاڑ
پر گور خرا شکار کر رہے ہیں
تو اندھے کو چٹ رہا ہے۔
ترک۔ گتے کے قصہ سے مولانا
نے بناوٹی پیروں کو گرفت لائی
ہے۔ آب شوری۔ تو کھاری
پانی ہے تو نے اپنے اندھے
مزدوروں کو اپنے چاروں طرف
جمع کر لیا ہے۔

لے آپ خود۔ باطنی کمال حاصل
کر اور اس کے ذریعہ مریدوں
کو فیض پہنچا۔ پھر لکڑی یعنی
غدا کی فیض بخیز۔ مردان حق
نہیں فیوض سے بہرہ مند ہیں
تو صرف مریدوں کو دے دینے پر
لگا ہے۔ گورچہ مردان حق کو
گورچہ کہا تھا اب کہتے ہیں کہ
حقیقی شائع تو صرف طالب
خلیق و مجتہد شیر ہیں اور
صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔
درنظارہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے
مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں
اور ان کو عشق میں فنا کا درجہ
حاصل ہے۔

لے، ہر طرح شکاری ہیں
طرح کا شکار کیلئے ہیں اس
قسم کے مردہ جانور کو بخش
و غیرہ بھر کر اپنے ساتھ رکھتے
ہیں تاکہ ان کے ذریعہ اس کے
ہم جنسوں کا شکار کریں اسی
طرح یہ بزرگ گو یا کہ وہ مردہ
جانوروں اور اللہ تعالیٰ ان
کے ذریعہ ان کے ہم جنسوں
کا شکار کرتا ہے۔ حریف مردہ
ظاہر ہے کہ وہ مردہ جانور
بالکل شکاری کے اختیار
میں ہوتا ہے شکاری سے
وصل اور جلالی میں مجبور محض
ہوتا ہے۔ یہی حال ابن بزرگ
کا ہوتا ہے۔ یہی معنی اس بند
کے ہیں جس میں فرمایا گیا کہ
دل اللہ کی دوا بھگیوں کے
درمیان ہے اللہ جس طرف
چاہتا ہے اس کو لپٹ لیتا ہے۔
مردہ مردہ۔ اس مردہ جانور
کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ وصل

کایں مریدان من من آب شور
کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھاری پانی ہیں
آب خوشی من کن از بحر لکڑی
لکڑی کے دریا سے اپنے پانی کو شیر میں بنالے
خیز شیران خدا ہیں گورگیر
اٹھ، خدا کے شیروں کو گورچہ پانے والا دیکھ
گورچہ از صید غیر دوست دور
گورچہ کیا ہوتا ہے وہ دوست کے علاوہ شکار دور ہیں
درنظارہ صید و صیادی شہ
شکار اور شاہ کو شکار کرنے کے نظارے میں
ہمچو مرغ مردہ شاں بگرفتہ یار
ان کو دوست نے مردہ پرند کی طرح پکڑ رکھا ہے
مرغ مردہ مضطر اندر وصل بین
مردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے
مرغ مردہ اش اہر آں کو شکار
اس کے مردہ پرند کو جو شکار ہوا
ہر کہ اوزیں مرغ مردہ سربافت
جس نے اس مردہ پرند سے زوگردانی کی
گوید اوست گم بگرداری من
وہ کہتا ہے میری گرداری پر نظر نہ کر
من نہ مردارم مرا شہ کشتہ است
میں مردار نہیں ہوں مجھے شاہ نے مارا ہے
جنبشتم زیں پیش بود زبالہ
اس سے پہلے میری حرکت بال ٹو پر کے ذریعہ تھی

شکاری کا شکار ہوتا ہے۔ ہر کہ اوز جو مردہ جانور سے کنار کشی کر گیا وہ صیاد کے ہاتھ سے دور ہو گیا۔
لے گرداؤ۔ غافل فی اللہ کہتا ہے بظاہر میرے مردار ہو لیکن وہ کچھ خدائی عشق بے غش ہوئے پائے ہوئے ہے۔
من بقوتی کہیں میں ہوں جنبشتم حرکت جو کہ زندگی کا اثر وہ پہلے میرے ذاتی ارادہ تھی

می خورند از من ہی گردند کور
وہ مجھ سے پیتے ہیں اور انہی سے ہوتے ملتے ہیں
آب بدر ادام اس کوران من
برے پانی کو ان ہندوؤں کے لئے مبالغہ بنا
تو جو سنگ جونی زر ترقی کو رگیر
تو لکڑی کی طرح کھاری سے اندھ کو پکڑ لیا
جملہ شیر و شیر گیر و مست نور
مجتمہ شیر ہیں اور شیر پکڑنے والے ہیں اور کشتہ میں
کردہ ترک صید و مردہ درو لہ
شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں
تا کنڈ او جنس ایشاں اشکا
تاکہ وہ (دوست) ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
خواندہ القلب بین الاصبغین
تو نے پڑھا ہے کہ دل کو اچھکیوں کے درمیان چپا
چوں بریند شد شکار شہر یاد
جب وہ غور کرے گا تو شاہ کا شکار ہوا ہے
دست آں صیاد را ہرگز نیافت
اس نے شکاری کے ہاتھ کو کبھی نہ پایا
عشق شہ ہیں درنگہداری من
میری حفاظت کے واسطے ہیں اللہ کے عشق کو نگہ
صورت من شیر مردہ کشتہ است
میری صورت مردہ کے شاہ ہو گئی ہے
جنبشتم اکنون زد دست وادگر
اب میری حرکت نصف کے ہاتھ سے ہے

شکاری کا شکار ہوتا ہے۔ ہر کہ اوز جو مردہ جانور سے کنار کشی کر گیا وہ صیاد کے ہاتھ سے دور ہو گیا۔
لے گرداؤ۔ غافل فی اللہ کہتا ہے بظاہر میرے مردار ہو لیکن وہ کچھ خدائی عشق بے غش ہوئے پائے ہوئے ہے۔
من بقوتی کہیں میں ہوں جنبشتم حرکت جو کہ زندگی کا اثر وہ پہلے میرے ذاتی ارادہ تھی

جُنبشِ فانیم بیرونِ شذرت
میری فنا ہوئی حرکت کمال ہے باہر ہوئی
ہر کہ کج جُنبذ بہ پیشِ جُنبشِ ششم
جو کوئی میری حرکت کے سامنے نیز میری حرکت کرے
ہیں مرا مژدہ مہیں گرزندہ
خبردار! اگر تو زندہ ہے بے مژدہ نہ سمجھ
مژدہ زندہ کرد عیسیٰ از کرم
حضرت، عیسیٰ نے کرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
کے ہما نم مژدہ در قبضہ خدا
میں خدا کو قبضہ میں رو کر مژدہ کب ہو سکتا ہوں
عیسیم لیکن ہر آنکوائفت جا
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان میں کر لی
شذرت عیسیٰ زندہ لیکن باز مژدہ
حضرت، عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
من عصایم در کفِ ستی خوش
میں اپنے مونی کے ہاتھ میں لائی ہوئی
برسلماناں پل دریا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دریا کا پل ہو جاتا ہوں
ایں عصا را لے پسترنہا میں
اے بیٹا! اس لائی کو اکیسلا نہ سمجھ
موج طوفان ہم عصا بد کو زرد
طوفان کی موج بھی لائی تھی جس نے دریا کیساتھ
ہم عصا بد بادر اعدائے ہود
حضرت، ہود کے دشمنوں پر ہوا بھی لائی تھی
ہم عصای بُود پشہ در زبرد
پتھر بھی مقابے میں لائی تھا

جُنبشِ باقیست کنوچوں ازو
اب باقی رہنے والی حرکت ہے کیونکہ وہ اگلی سانچے پر
گرچہ سیر مرغ است از اش می کشم
خواہ وہ سیر مرغ ہو میں اس کی بری طرح اڑا ہوں
در کفِ شاہم نگر گربندہ
اگر تو بندہ (خدا) ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ
من بکفِ خالق عیسیٰ درم
میں (حضرت) عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
بر کفِ عیسیٰ مداراں ہم روا
حضرت، عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ رکھ نہ رکھ
از دم من او بماند جاوداں
میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سپرد
وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے اس عیسیٰ کو جان پر فکری
موسیم پنہان من پیدا بہ پیش
میرا مونی پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بر فرعون اثر در ہاشوم
پھر فرعون پر اثر دیا بن جاکم ہوں
کہ عصا بے کف حق بنو جینیں
کیونکہ بنو خدا کے ہاتھ کے لائی ایسی نہیں ہوتی ہے
ظن ظنہ جادو پرستاں را بخورد
جادو پرستوں کے دبدبہ کو بھی میسا
کہ بر آورد از بقیتہ عاد وود
جس نے عاد کے بقیتہ لوگوں کے دھوکے میں ڈال دیا
کو بر آورد از سرِ نمرود گرد
جس نے نمرود کے سر سے دھول اڑا دی

لے جُنبشِ فانیم جب زمانہ
فرائض اور فوائض کے ذریعہ
اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل
کر لیتا ہے تو اس کے تمام افعال
اللہ کی طرف منسوب ہو جاتے
ہیں ہر کہ نفع اہل کا انجام لے
سے بڑے انسان کو ناک
میں عادی تھے۔ جتنی معافی
فی اللہ صرف اپنے افعال کے
امتار سے بے جس و حرکت
ہوتا ہے، دستِ قدرتِ حق
سے افعال کا صدور کرتا ہے
مژدہ حضرت عیسیٰ مرنے کو
زندہ کر دیتے تھے تو حضرت عیسیٰ
کا خالق مژدے کو کیسے زندہ
کر دے گا۔

لے کے ہما نم حضرت عیسیٰ کی
جیات بخشی کا انکار بھی باز نہیں
ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی جیات بخشی
عیسیم میں خود ہی زندہ نہیں ہو
بلکہ دوسرا بھی بادی زندگی
عطا کرتا ہوں۔ شذرت عیسیٰ۔
حضرت عیسیٰ کے جس مجموعے کا
ذکر ہے اس سے مارضی ہوگی
بہاصل ہوتی تھی۔ بدیں عیسیٰ اگر
اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے تو کوئی
اشکال نہیں اگر خدا تعالیٰ ہی اللہ
نور ہے تو مراد یہ ہے کہ اس کے
مجموعے کا خالق و بادی زندگی
سے تھا اگرچہ وہ بھی روحانی ہی
زندگی عطا کرتے تھے اس کا ذکر
نہیں ہے۔

لے من عصایم یعنی اب میں
اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ
کی قدرت کا مظہر ہوں جہر سلطان
یعنی میں اس حق کیلئے باعثِ نجات
اور نفع اہل کیلئے باعثِ غلاب ہوں۔
دربا یعنی مددگار ہیں۔ موج

مثنوی مولانا رومؒ کی تفسیر

۱۵ عصا ہستی میں اگر

خدا کی غائب کی تفصیل بیان

کروں تو فرعون ملع انسانوں

کے لکڑیا پودہ چاک کروں۔

لیکتے۔ ان فرعونوں کو دنیا کی

لذتوں میں جو حقیقتاً نہ ہیں

مبتلا رہنے دو اگر تباہ نظام

قدرت کی بقائے گنہگار

کی بھی ضرورت ہے اور کیا۔

یہ لوگ ہم کی خوراک ہیں جس

سے اکی پرورش ہوتی ہے۔

فرہش خزان پاک ہیں ہے

ذُرِّہُمْ یَاکُلُوا وَیَمْنَعُوْا ذُرِّہُمْ

یَنْلِیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ نَسُوْا یَعْلَمُوْنَ

اے نبی ان کو چھوڑے رکھو

وہ کھاتے اور نفع اٹھاتے ہیں

اور ان کو تمنا غفلت میں ڈالے

رکھے ہر معرکہ میں وہ جان لیگے۔

کلاب۔ دوزخ کے کتے ان کے

موت کے منتظر ہیں جہنم کے

غصہ کی بقائے مخالفت اور

دشمن کا جو ضروری ہے دوزخ

فقد تر جائے۔

۱۶ دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ

کے غصہ کا منہ ہے اس کیلئے

ان دشمنوں کی ضرورت ہے۔

رحیمی۔ اگر مصیبت غصہ ہے

تو دوزخ شعلہ کی ہو جائے۔

گر تباہی۔ اگر صرف مصیبت

رحمت ہو اور مصیبت غصہ ہو تو

بادشاہی کا کمال نہیں ہے

بندہ الہییت کیلئے دوزخ میں

ضروری ہیں۔ رنج و غصہ سے بیکار

ابن دکر کا مذاق اڑاتے ہیں تو

بہن اگر چاہے مذاق اڑائے

پھر دیکھو انجام کیا ہو تمہارے۔

۱۷ شاد جو لوگ آیات الہیہ

کے ذکر سے محنت رکھتے ہیں

گر عصا ہائے خدا را بشمرم

اگر میں خدا کی لاشیوں کا شمار کروں

لیک زین شیریں گیا ہے ہر مند

لیکن اس زہری شیریں گھاس کو

گر نباشد جاہ فرعون وکے

اگر فرعون کا ترسہ اور سرداری نہ ہو

فرہش کن آہش کش اے قصاب

اے قصاب! اس کو مثلاً کر پھر دوزخ کر

گر نبوے خصم دشمن در جہاں

اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے

دوزخ آں خشم سے خصم افلا

اے فلاں! دوزخ وہ فقر ہے بغیر مخالفت کے

دوزخ آں خشم است خصم بایش

دوزخ وہ فقر ہے اور اس کو مخالف ہونے

گر بماندے لطف بے قہر و بد

اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے رحمتی

ریشخندے کردہ اند آں منکران

ان منکروں نے مذاق اڑائی ہے

تو اگر خواہی بکن ہم ریشخند

اگر چاہے تو بھی مذاق اڑا

شاد باشید اے محبان ر نیاز

اے دوست! نیاز مندی میں خوش رہو

ہر حویجی باشدش کرے در

ہر ضرورت کی ایک دوسری کیاری ہوتی ہے

اور اس در کی نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں جو بیج مولانا نے اس لفظ کو ضروریات

زندگی کے معنی میں بولا ہے۔ گرد۔ کاف کے ضم سے کیاری۔ حیر۔ ہسن۔ کبر۔ ایک میل کا نام ہے جو خلیان

میں پیدا ہوتا ہے اسکا چاروں اوجا کہنے مولانا مخلص اور منافق کے منکاب کو دیکھا ذکر کے سہارے ہیں۔

۱۱۲

۵۶۸

www.maktabah.org

۱۱۲

۵۶۸

www.maktabah.org

۱۱۲

۵۶۸

www.maktabah.org

ہر لکے با جنس خود در گرد خود
ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیاری میں
تو کہ گرد زعفرانی زعفران
تو جو کہ زعفران کی کیاری ہے زعفران

آب می خور زعفران تارسی
اے زعفران! سیرابی مائل کو تاک تو تک چائے
تو ممکن در گرد شلغم پوز خوش
تر شلغم کی کیاری میں اپنا شلغم نہ ڈال

تو بگردے او بگردے مودے
تو ایک کیاری میں اور وہ دوسری کیاری میں کہا ہوا
خاصہ آں ارضے کہ از پہناوری
خصوصاً وہ زمین رحیمیں، وصت کی وجہ سے

اندر آں بحر و بیابان جبال
اُن سمندروں اور جنگلوں اور پہاڑوں میں
ایں بیابان دریا بانہائے او
یہ جنگل اس کے جنگلوں میں

آب استادہ کہ سیرتش نہاں
پانی ٹھہرا ہوا ہے کیونکہ اس کی رفتار پوشیدہ ہے
کو درون خوش چون عین مرواں
کیونکہ وہ اپنے اندر جان اور روح کی طرح

مستمع خفتہ است کو تہ کن خطا
سنسنے والا سوچا ہے تقریر مختصر کر

از برائے نختگی نم می خور
نختگی کے لئے سیرابی مائل کرتی ہے
باش و آئینرش مکن باد پیکر
روہ اور دوسروں کے ساتھ نہ مل

زعفرانی اندر یں حلوا رسی
تو زعفران ہے اس طرح میں لے گا
کہ نگر در باتواؤ دم طبع و کیش
تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم ذہب نہ ہو جائے

زانکہ ارض اللہ آمد واسعہ
کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے
در سفر گم می شود دیو و پری
دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں

منقطع می گردد اوہام و خیال
اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں
پنچو اندر بحر و بریک تار مو
ہر لمحہ میں جیسے سمندر اور خشکی میں ایک بال

تازہ تر خوشتر ز جوہائے رواں
جاری نہروں سے، تازہ تر اور اچھا ہے
سیر پنہاں دارد و پائے رواں
پوشیدہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے

اے خطیب اس نقش کمزن بر آ
اے مقرر! اس نقش کو بانی پر نہ کھینچ

بقیۃ دعوت سلیمان بلقیس را کہ فرصت غنیمت است
حضرت سلیمان کی بلقیس کو دعوت کا بقیۃ کہ فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیس کہ بازار نیست تیز
اے بلقیس! اٹھ کیونکہ بازار تیزی پر ہے
زین خیمسان کسا دافن گریز
ان گزشتہ میں مبتلا کرنے والے کمینوں سے بھاگ

۱۵ ہر لکے۔ ہر نختگی اپنی
کیاری میں پرورش پاتی ہے اور
سیرابی مائل کر کے پختہ ہوتی ہے
تو کہ مخلص کو منافق کے ساتھ
میں جوں نہ چاہیے۔ آپ ہی مجھ
اپنے مسلک پر قائم رہ کر نختگی
پیدا کرنا کی مل مقام حاصل ہو
جائے۔ تو ممکن۔ زعفران کی اپنی
کیاری میں رہنا چاہیے و شلغم
کی کیاری کا روع کر چکا تو انہیں
اس کی حمایت آجائی تو کہ حقیر
اللہ نے مومن کا ایک مقام
اور منافق کا دوسرا مقام بنایا
ہے خدا کی زمین وصی ہے غلط
و غلط کی ضرورت نہیں ہے۔
خاصہ عالم غیب کی سرزمین تو
استعداد وصی ہے کہ اس میں
دیو اور پری بھی راستہ گم کر
پہنچتے ہیں

۱۶ اندر آں بحر و بیابان جبال
سمندروں اور جنگلوں اور
پہاڑوں کی وصت تک دم
اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔
ایں بیابان دنیاوی زمین کی
کائنات اس غیب کی زمین کے
امبار سے ایسی ہے جیسا کہ بحر
دبر کے مقابلہ میں ایک بال۔
آب استادہ سالک کے باطن کا
مکمل ہوا پانی جس کا بہاؤ پوشیدہ
ہے جاری پانی سے بدرجہا بہتر ہے
۱۷ کو درون خوش چون عین مرواں
روح کی سیر کی طرح مخفی اور پوشیدہ
ہوتی ہے جسے جو کہ سامعین
کی توجہ نہیں ہے لہذا فنا کے
مقام کی باتیں بند کر دو ورنہ
نقش بر آب ہوگی خیر حضرت
سلیمان نے بلقیس کو مل کی دھڑ
دی اور فرمایا کہ رازوں کی محبت

۱۔ با اختیار انسان جب
نکستہ نہ ہو ہے با اختیار ہے۔
درگر یعنی عالم آخرت کی شاہی
جہاں زوال ہے۔ درگر یعنی
درگاہ خداوندی میں صرف نیاز
کا رہتا ہے۔ نہ مستی کا
مخافت ہے، جگہ ادا کر کے
اڑاں۔ مرنے کے بعد محسوس
کی سی اضطراری ماضی ہوگی۔
شخص کو تو اہل خزان۔ دولت
کے لئے دنیا داروں کی پابندی
نہ کرنا۔ حکمت کے من گھڑے
خواب ہرانت یعنی دنیا کی نیک
عورتیں۔

۲۔ اتنے خشک جو شخص پایہ
حکومت سے دستبردار ہو کر
اپنی سلطنت حاصل کر لے وہ
بارگاہی کے قابل ہے۔ شہریت
نہشت کا مخفت ہے۔ یہی ہیں
نئے آخری سلطنت میں کرنی
وہ باطنی کماہت کے باغ میں
بیٹھا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ
اپنے لئے دلوں کو ایک کاٹا
نظر آ رہا ہے۔

۳۔ بوستان۔ اسکے کماہت
کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے
لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔
میتوہ۔ وہ اس باغ کے پھلوں
سے نفع اندوز ہے اور اس باغ
کی نہروں سے آب حیات پانی
رہا ہے۔ طوق عالم ملکوت
کی سیر کر۔

خیز بلیقسا کنوں با اختیار

اے بلیقس! اب اٹھ (جگر) با اختیار ہے

خیز بلیقسا بیابیش از اہل

اے بلیقس! اٹھ، موت سے پہلے آ جا

خیز بلیقسا بجاہ خود مناز

اے بلیقس! اٹھ اپنے مرتبہ پر ناز کر

خیز بلیقسا مست باقضا

اے بلیقس! اٹھ اور قضا خداوندی سے نہ بے

بعد از ان گوشت کشد مرگ انجنا

اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کہنے لگی

زیں خراں تا چند باشی نعل زرد

تو ان گدھوں کے نعل کب تک چرائے گی؟

خواہر انت یافتہ ملک خلود

تیری بہنوں نے ہمیشگی کی سلطنت میں کر لی

اے خنک آنجاں کر میں ملکیت

وہ جان قابل مبارکباد ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا

خیز بلیقسا بیاباے بہیں

اے بلیقس! اٹھ، آ جا اب دیکھ

رشتہ در باطن میان گلستاں

وہ حقیقت باغ میں بیٹھا ہوا ہے

بوستان با اوروں ہر جا رو

جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے

میوہ لا بہ کناں کر من پچر

پھل خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں کھا

طوف می کن بر فلک پر فبال

بنیر ہاں و پر کے آسمان کا طوف کر

پیش از ان کہ مرگ آرد گیر و دار

اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

در نگرش ہی و ملک بے دخل

بادشاہی اور بغیر فساد کی سلطنت دیکھ لے

اندریں درگاہ نیاز آور نہ ناز

اس بارگاہ میں نیاز بخش کر نہ کہ ناز

ورنہ مرگ آید کشد گوش ترا

ورنہ موت آئے گی تیرے کان کہنے لگی

کہ چو دزدانی بشمخہ جاں کنال

کہ تو چور کی طرح کو تو اہل کے پاس جان بچا کر

گر ہمی دزدی بیابا و نعل دزد

اگر چوری ہی کرنی ہے تو اہل اور نعل چرا

تو گرفتہ ملکیت کور و کبود

تو بے نور اور نہ ایک سلطنت کو کھینچے ہوئے ہے

کہ اہل اس ملک ویراں گشت

کیونکہ موت اس سلطنت کو ویران کر دینے والی ہے

ملکت شاہان و سلطانان میں

دین کے ائمہ اور شاہوں کی سلطنت

ظاہر ا خارے میان کوتاں

بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کاٹا ہے

لیک آں ز خلق نہاں می شود

لیکن وہ (باغ) مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے

آب حیواں آمدہ کر من بخور

آب حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

پہچو خورشید و چو بدتر چوں ہلال

سورج اور چاند چوں اور پہلی کے پانچ کھیر

چوں زواں باشی زواں پاک نہ

تو روح کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے

نے نہنگ غم زندہ برکت تبت

نہ تیری کشش پر غم کا گر مجھ حملہ کرے گا

ہم تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت

تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی

گر تو نیکو بختی و سلطان رفت

اگر تو نیک بخت ہے اور سلطان اعظم

تو بماندی چوں گدایاں بے نوا

تو فقیروں کی طرح بے سرو سامان رہ جائیگی

چوں تو باشی بخت خود کا معنی

اے معنی! جب تو خود اپنے نصیب ہوگی

تو زخود کے گم شوی اے خوش نصیب!

اے خوش نصیب! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

می خوری صد لوث لقمہ خانہ

تو سو غذا میں کھائیگی اور لقمہ چائے والی نہیں ہے

نے پدید آید ز مردن زشتیت

زمرنے کی وجہ سے تیرے اوپر بدنامی آئیگی

ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت

تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی

بخت غیر توست رونے بخت رفت

نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائیگا

دولت خود ہم تو باش اے مجتبیٰ

اے برگزیدہ! خود تو دولت بن جا

پس تو کہ بختی ز خود کے گم شوی

تو بھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

چونکہ عین تو ترا شد ملک حمال

جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک مال بن گیا

بقیہ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را بہ تسلیم و

حضرت سلیمانؑ کا مسجد اقصیٰ کو مکنتوں کی وجہ سے خدا کی تسلیم اور وحی کے ذریعہ

و حتیٰ خدا جہت حکمتہا و معاونت ملائکہ و دیوہوری

تعمیر کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور دیویوں کی مدد

بر سلیمان آں نبی نیک بخت

اُن نیک بخت، نبی، سلیمان کے پاس

لشکر بلقیس آمد در نماز

بلقیس کا لشکر نماز کا مادی ہو گیا ہے

جن و انس آمد بدن در کار داد

جن و انس آگئے (اور) کام میں لگ گئے

آمان آئی لشکر بلقیس یعنی لشکر عبادت کرنے لگا ہے اب ایک وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔

چونکہ اہل بیت حضرت سلیمانؑ آں مسجد میں مسجد اقصیٰ جن جن انس حضرت سلیمانؑ کی مکتوت ہر

جن اور انس پر تھی۔

بعد ازاں آمدند از پیش تخت

اُس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی

اے سلیمان مسجد اقصیٰ بساز

اے سلیمان! مسجد اقصیٰ بن

چونکہ او بنیاد آں مسجد نہاد

جب انھوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی

آمان آئی لشکر بلقیس یعنی لشکر عبادت کرنے لگا ہے اب ایک وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔

چونکہ اہل بیت حضرت سلیمانؑ آں مسجد میں مسجد اقصیٰ جن جن انس حضرت سلیمانؑ کی مکتوت ہر

جن اور انس پر تھی۔

لے چوں یہ سیر روحانی ہو

گی جس میں پاؤں اور بال و

پد کی ضرورت نہیں ہے

می خوری معارف خداوندی

سے لذتیں حاصل ہوں گی

اس خوراک کے لئے قہر چاہئے

کی ضرورت نہیں ہے۔ کئے

بہنگ تیری اس کشش کو غم کا

گر مجھ نقصان نہیں پہنچا سکتا

لے ہم کو شاہ۔ عالم ملکوت

میں تو خود ملک ہوگی خود لشکر

اور بخت شاہی ہوگی تو خود

نصیب ہوگی اور خود ہی نیک

بخت ہوگی۔ مگر تو اس عالم

میں اگر تو نصیب و ربی ہے

تو بخت "۔ چیز ہے اور

تو اور چیز ممانرت کی وجہ

سے کس وقت تجھ سے تیرا

بخت جدا ہو جائیگا اور تو

نقیر بن جائیگی چوں تو باشی

جب تجھ میں اور نصیب میں تھا

ہو جائیگا تو یہ بخت کو تو

گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے

آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

لے بقیہ قصہ حضرت

سلیمانؑ کا ذکر مل رہا تھا

در میان میں بلقیس کا قصہ

آگیا تھا بہر حال وہ حضرت

سلیمانؑ کے پاس آکر ان پر

ایمان لے آئی تھی اب حضرت

سلیمانؑ کے قصہ کو پورا کرتے

ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور

سلیمانؑ کا ذکر شروع کرتے

ہیں۔ ابتداً ازل یعنی جب

بلقیس کی دعوت کی تعمیل

ہوئی تھی۔ تخت۔ یعنی تخت سلیمان

کے سامنے سے باقیہ میں کی

غورہ را کہ بیا را بند غول
جس کچھ غول کو بھرت نے آراستہ کیا ہے
آزمایش چوں نماید جان او
جب اس کی جان آزمائش کرتی ہو
از ہوس آل رام دانہ می نمود
ہوس کی وجہ سے اس جان کو دانہ دکھا دیا
حرص اندر کار دین و خیر جو
خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
خیر با نغزند نہ از عکس غیر
نیک کام (غور) خوبصورت ہیں نہ کفر کے عکس سے
تاب حرص ز کار دنیا چوں برت
دنیا کے کام میں حرص کی جگہ چسپاں جائے
کو دکاں را حرص می آرد غار
بچوں کو حرص میں دھکا دیتی ہے
چوں کو دک رفتاں حرص بد
جب بچہ میں سے اس کی وہ بُری حرص باقی رہی
کہ چہ می گردم چہ می دیدم دریں
کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا
آں بنائے انبیا بے حرص بود
انہیہا کی تعمیر بغیر لایحی کے تھی
اے بے مسجد بر آوردہ کرام
شہنشاہ نے بہت سی مسجدیں بنائیں
کعبہ را کش ہر دم عزتے فرود
کعبہ جس کی عزت ہر وقت ہوتی ہے
فضل آں مسجد خاک و سنگیت
اس مسجد کی فضیلت پٹی آدھ پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

پنختہ پندارد کسے کو ہست گول
وہ شخص اس کو پنختہ سمجھے گا جو احمق ہے
کند گرد و ز آزمون دندان او
آزمائش سے اس کے دانت کٹے ہو جاتے ہیں
عکس غول حرص آں خود را بود
حرص کے بھرت کے عکس نے اور وہ خود مال تھا
چوں نماںد حرص ماند نغز او
جب حرص نہیں رہتی وہ خوبصورت رہتا ہے
تاب حرص را ز رفت ماند تاب خیر
حرص کی جگہ اگر چل جائے نیک کی جگہ رہتی ہے
فحتم باشد ماندہ از اکل ربقت
ہر حرارت انگارے کی بجائے کوئلہ رہ جاتی ہے
تا شوند از ذوق دل دامن سوار
یہاں تک کہ وہ دل کے ذوق سے دامن سوار بنے ہیں
بر در اطفال خندہ آیدش
دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
خل ز عکس حرص بنمودا بیں
حرص کے برعکس، سرکہ شہب زلف آیا تھا
زا پنچناں پیوستہ رونقہا فرو
اسی وجہ سے پیش ایسی رونقیں بریں
لیک نبود مسجد اقصا شام
لیکن اُن کا مسجد اقصیٰ نام نہ ہوا
آں ز اخلاصات ابراہیم بود
یہ (حضرت) ابراہیم کے خلوص کی وجہ سے ہے
لیک در بتناش حرص و جنایت
لیکن اس کے بتناش میں حرص اور مقابلہ
نہیں ہے

لہ غورہ۔ کچھ غول
چھلاد، بھرت۔ گول۔ بیروٹ
آزمائش۔ جب کچھ پس کو
کند گے تو پتہ چلے گا اور
کٹے ہو جائیں گے آزمائش۔
انسان کی حرص جان کو دانہ
دکھا دیتی ہے۔ حرص۔ کاخیر
میں اگر حرص ہو اور وہ حرص
مانی رہے تب ہی وہ عمل بہتر
دکھائی دے گا۔ تاب۔ جھک
گے۔ اپنا حرص۔ دنیا کے
کاموں میں لایحی کی جگہ ہٹ
جانے کے بعد ان کاموں کی
بدنمانی واضح ہو جاتی ہے۔
کو دکاں۔ بچے گھوڑے کی حرص
میں اپنے دامن کو گھوڑا بنا
کر سوار ہوتے ہیں۔ چوں جب
بڑا ہو جانے پر وہ حرص ختم
ہو جاتی ہے تو بھر دی ہوتی
دوسرے بچوں کی اس حرکت
پر ہنست ہے۔

شہنشاہ۔ غرور کا انسان کی
حرص اور لایحی کو بھلا
دکھاتی ہے سرکہ شہب زلف آتا
ہے۔ آں بنائے۔ جو تعمیر انبیا
کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
لاچ اور طمع شامل نہیں ہوتی
ہے لہذا ان کی تعمیروں کی
رونق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے
اتے کیا۔ دوسرے جملے لوگوں
نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن ان کو
وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
کا ہے۔ کعبہ۔ کعبہ کی مدد فرمائی
عزت حضرت ابراہیمؑ کے
اخلاص کی وجہ سے ہے۔ فضل
آں مسجد یعنی مسجد ابراہیمؑ
جنگ جنتاں بلانے سے اس کا
سے مسجد حرام کی تعمیر کی بھی کسی

انہی ہوتی ہے۔ ہر کچھ راہبر

نبی کو اللہ تعالیٰ نے وہ مرج

عطا فرمایا ہے جس میں کہیں

حشمتیں اور قوتیں پنہاں

ہیں۔ تو درگاہ ہر نبی کسی خاص

صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ کہ

ان کے فضائل بیان کرنے سے

بھی دل اس خوف سے لرزتا

ہے کہ اس میں کوتاہی نہ ہوگا۔

بے قیاس ہیں اچھے نتیجے ہر شب

یعنی چشمِ باطنؑ اندھیری

رات میں نور کا شاہد کرتے

ہیں۔ ہر چہ گویم چو کہیں گناہ

تقریب نہیں کر سکتا ہوں نہ

میرا تعریف کرنا ناقص ہے۔

لے مسجدِ قصیٰ یعنی دریں

میں اور ایں شریع ہوئی تعمیر

آبِ پیر مسجدِ قصیٰ اور حضرت

سلیمانؑ کا ذکر شروع کرو۔ وہ

مسجدِ قصیٰ کی تعمیر میں دیوار

پری مصروف کار ہیں اگر

وہ سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے

انکو سزا دیتے ہیں۔ دیو دیو

بجوری اختیار کرتا ہے اس پر

برق کا نازنا آگستا ہے۔

چوں سلیمانؑ۔ ارشاد ہی مضمون

ہے کہ مخاطب تو بھی حضرت

سلیمانؑ کی طرح بن جائے تو

اور پریاں تیرے ہی عدت گزار

بن جائیں گے۔

لے خاتمِ تو حضرت سلیمانؑ

جنوں پہ ایک انگوشی کی تاثیر

سے حکومت کرتے تھے مغربی

ایک مہینے وہ انگوشی تیرا

تھی اور انکے ذریعہ حکومت کرنے

کا خاصا سلاخ تھی جس تیری

انگوشی تیرا دل ہے تو انکے ملک

لے گئے کتب شاں چوں کتابِ دیگر

ان کی کتابیں دوسروں کی کتاب کی طرح ہیں

لے ادب شاں نے غضب شاں نے بکا

ان کا ادب ان کا غصہ ان کا عذاب

ہر کچھ را دادہ حق در مرتبت

(انہیں سے) ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے

ہر کچھ شاں را یکے قر در گز

ان میں سے ہر ایک کیلئے ایک دوسری شان

دل بھی لرزد ز ذکر حال شاں

ان کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مُرخ شاں را بیضہا زریں بدست

ان کے مُرخ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجاں نہ کوئے قوم

میں (دل) جان سے اس قوم کی جو کچھ بھلائی بیان

مسجدِ قصیٰ بس ازید لے کر ام

اے شہرِ یثرب! مسجدِ قصیٰ بس ادا

ورازیں دیوانِ پریاں نہ کشند

اگر اس سے دیو اور پری سرکشی کریں گے

دیو یکے کم کثر رود از مکر و ذرق

اگر کٹاری اور فرج دیو کچھ کی زقاری اختیار کرتا

چوں سلیمانؑ شو کہ تا دیوان تو

تو سلیمانؑ بن جا۔ تاکہ تیرے دیو

چوں سلیمانؑ باش بے سواس و دیو

تو بے شک و شبہ سلیمانؑ کی طرح بنجا

خاتمِ تو ایں دلست و ہوش دار

تیری انگوشی یہ دل ہے اور ہوش رکھ

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

تیری انگوشی دیو کا شکار نہ بنے

لے مساجد شاں نہ کسب و خانماں

ان کی مسجدیں، شکار و بار اور گھر

لے نعل اس و نعل قیاس و نعل مقال

نعل و نعل اور نعل اس اور نعل مقال

صد ہزاراں حشمت و ہم مکرمت

ہاتھوں شریکین اور عزتیں

مُرخ جاں شاں طائر از تیر در

انہی جان کا پرند دوسرے قسم کے پر سے پرواز کرتا ہے

قبلہ افعال ما افعال شاں

ان کے افعال ہمارے افعال کا قہر ہیں

نیم شب جاں شاں سحر گزین ہست

ان کی جان آدھی رات میں سحر کو بکھیتی ہے

نقص گفتہ کشتہ ناقص گوی قوم

گو یا اس قوم کا تعلق نہ ہو بلکہ ان کی بیان کرتا ہوں

کہ سلیمانؑ باز آمد و السلام

کیونکہ سلیمانؑ آگیا ہے و السلام

جملہ را املاک در چنبر کشند

فرشتے سب کو شکنجے میں کس دینگے

تا زیا نہ آید شس ہر سر چو برق

اس کے سر پر بجلی کی طرح کھڑا پڑتا ہے

سنگ بر نواز پے ایوان تو

تیرے محل کے پتھر ڈھونڈ کر لائیں

تا اثر فرماں برد جنتی و دیو

تا کہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

تا نگرود دیو را خاتم شکار

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

تا کہ انکو بھی دیو کا شکار نہ بنے

پس سلیمانی کند بر تو مدام

پہرہ تجھ پر ہمیشہ حکومت کرے

آل سلیمانی دلائل مسوخت نیست

اے دل! وہ سلیمانی غم نہیں ہوتی ہے

دیو ہم وقتے سلیمانی کند

دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے

دست مجنباں چو دست ولیک

وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن

در بیان ایں حدیث معنوی

اس بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن والسلام

دیو، انگوٹھی کے ذریعہ، بیچ مالت

در سر و ہرست سلیمانی کنی ست

تیرے باطن اور سر میں سلیمانی کرنا والا ہے

لیک ہر جولاہہ طلسم کے تند

لیکن ہر جولاہہ طلسم کب تک ہو سکتا ہے؟

در میان ہر دو شاخ رفتی نیک

ان دونوں میں بہت فرق ہے

یک حکایت بشنواں در مثنوی

مثنوی میں ایک حکایت سن لے

قصہ شاعر و دادن شاہ و مضامین اس صلا اور حسن نام

شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر، حسن نامی کا اس کو دو گنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ

ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے

شاہ مکرم بود فرمودش ہزار

شاہ صاحب کرم تھا اس کیلئے حکم دیا ایک ہزار

پس زیرش گفت کایں زندگ

وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تمھارا ہے

از خواہش اعر از تو بحد دست

اس سے خواہش کیلئے آپ جیسے سہی ہے

قصہ گفت آل شاہ را و فلسفہ

اس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سنایا

دہ ہزارش داد و خلعت در خوش

اس کو دس ہزار اور اس کے من خلعت دی

پس تفحص کرد کایں سعی کہ بود

پس اس نے جستجو کی کہ کس کی کوشش تھی

بر امید خلعت و اکرام و جاہ

خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر

از زر سرخ و کرامات تبار

اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا

دہ ہزارش ہدیہ دہ تا و رود

دس ہزار کا ہدیہ دیجئے تاکہ واپس ہو

دہ ہزارے کہ بگفتم اندک ست

میں نے جو دس ہزار کہے تمھارے ہیں

تا برآمد عشر خرمن از کفہ

یہاں تک کہ بچے کچھ ال بھی خرمن کا دواں حق بھلا دیا

خانہ شکر و ثنا گشت آل سرش

اس کا دماغ شکر و ثناء کا گھر بن گیا

شاہ را اہلیت من کہ نمود

بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

لہ سلیمانی کنی یعنی تیری

روح تیرے اندر ہے اگر تو

اس کی اصلاح کرے گا وہ

سلیمانی کرگی۔ دیکھو مزد شمع

کی شال اس دیو کی سی ہے

جس نے حضرت سلیمان کی

انگوٹھی چھو کر اس کے ذریعہ

حکومت شروع کر دی تھی۔

دست مجنباں معمولی

جولاہہ طلسم بننے والے کی

طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن دونوں

کے کام میں بہت فرق ہے۔

بہی سال صبح شمع اور مزد

شمع کا ہے بیک حکایت کہا

حکایت میں دو دوزیروں کا

تکرار ہے جن دونوں کا نام حسن

تھا لیکن کام میں بہت فرق

تھا۔ شاعر و شاعر نے قصہ یہ

سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار

اشرفیاں دیئے کا حکم دیا اس

کے حسن نامی وزیر نے سعادت

کر کے دس ہزار اشرفیاں دیں

کا حکم بخشش کرنے والا۔

دہ از خواہ۔ ایسے عمدہ شاعر

اور تجھ جیسے انعام دینے والے

کی نسبت سے دس ہزار بھی

کم ہیں۔ قصہ یعنی شاعر کی

ضرورت کا قصہ یا دوسرے

مختصروں کا قصہ فلسفہ یعنی

بخشش و عطا کا فلسفہ تا کہ

یعنی بادشاہ کے خزانے اس قدر

تھے کہ یہ دس ہزار اس کے بچے

کچھ مال کا دواں حق تھا غنا۔

یعنی شاعر کا سراپا بادشاہ کے شکر

دندان سے بھر گیا۔ تفحص جستجو

یعنی شاعر نے پیسہ کر کے کوشش

کی کہ بادشاہ کو اس بڑے عطیہ

لے جس بگفتند۔ لوگوں نے اس شاعر کو بتایا کہ کون ہے اس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس نے عیونہ دلوایا ہے شعر دراز میں ڈرا تعصید۔ بے تباہ۔ شاہ کی عطایا زبان حال سے شاہ کی تعریفیں کر رہی تھیں برقاؤء خویش اس مرتبہ بھی شاہ نے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا تھا۔

لے بدہ یک یعنی دسواں حصہ۔ بدہ سارے۔ اس شعر کے مصرع اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی رشہ سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ عورتوں کی ناداری۔ گفت۔ اہل شاعر نے سوچا کہ جس دربار سے پہلے عطا حاصل ہوئی ہو وہاں ہی چلنا چاہیے۔

لے مثنوی اللہ یہاں سے مولانا نے ایک ارشاد فرمایا شروع کر دیا ہے سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تحقیق کی ہے اس میں کہا ہے کہ یہ ہم مشتق ہے اور اس سے بنا ہے جو کمال و رتقا جس کے معنی سرگشتہ ہونا اور گھبراہٹ ظاہر کرنا ہیں قرآن سیبویہ کے نزدیک اکرالہ تھا پہلی اور دوسری ہمزہ کو حذف کر کے لام کو لام میں ضم کر دیا ہے اور یار کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں انکے سامنے تضرع و ناری کرتی ہے دوسرے مصرع سیبویہ کا مقررہ

اسی اشارہ کی وجہ سے ظاہر کیا کہ گفت یعنی سیبویہ نے کہا ہے کہ اپنے ضروریات میں اللہ سے تضرع و ناری

پس بگفتندش فلان الدین زیر لوگوں نے اس سے کہا فلان الدین زیرے درشتائے او کیے شعر دراز اس نے اس کی تعریف میں ایک ایسا قصید بے زبان و لب ہماں نعم شاہ بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہنر کے

آں حسن نام و حسن خلق و ضمیر جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے برنوش و سوسے خانہ رفت لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا مدح شہمی کرد و خلعتہا شاہ بادشاہ اور اس کی خلعتوں کی تعریف کر رہی تھیں

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ ہزار دینار چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی اسجہ پر اور بادشاہ کا فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و فتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا وزیر کے نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ اینقدر صلہ بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن سخت بسیار است و ما را خرجه است و خزینہ خالیست تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت خرچہ دینا ہے اور خزانہ خالی ہے اور

ومن اور ابده یک ایں راضی کنم میں اس کو دسویں حصہ پر راضی کروں گا

بعد سارے چند بہر رزق و گشت چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے گفت قت فقر و تنگی و دوست اس نے سوچا دونوں باتوں کی تنگی اور فقر کے تو در گے را کا زمودم از کرم جس دربار کو کرم میں آنا چکا ہوں معنی اللہ گفت اں سیبویہ سیبویہ نے اللہ کے معنی بتائے ہیں گفت الہنای حوائجنا الیک اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف تضرع کرتے ہیں

شاعر از فقر و غور محتاج گشت شاعر فقر اور غور و غور کی وجہ سے محتاج ہو گیا مجتہوئے آزمودہ بہتر است آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے حاجت نور اہماں جانب برم نئی ضرورت کو وہیں لے جتاؤں یولہون فی الحوائج ہم لدا وہ ضرورتوں میں اس کی طرف تضرع کرتے ہیں والتسناھا وجدناھا لدا ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پالا

صد ہزاراں قفل اندر قوتِ رد

لاکھوں عقلمند درد کے وقت
بہیج دیوانہ فلیوے ایں کند

کوئی امتق ، دیوانہ یہ کرتا ہے
گر ندید ندے ہزاراں بارش

اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے
بلکہ جملہ ماہیاں در موجہا

بلکہ موجوں میں مقام پھلپاں
بلکہ جملہ موجہا بازی کناں

بلکہ کھیلتی ہوئی تمام موبیں
پیل و گرگ و جید و اشکار نیز

باہمی اور بھڑیا اور شیر اور شکار بھی
بلکہ خاک باد و آب و ہم شرار

بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریاں بھی
ہر دوش لایہ کند ایں آسمان

یہ آسمان ہر وقت اُس کی خوشام کرتا ہے
اُستین من عصمتِ حفظِ نواست

میرا ستون و تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے
وین زمین گوید کہ دارم برقرار

یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے برقرار رکھ
جملہ گاہ کیسہ از و بر وقتند

سب نے تمہیل اسی سے سی ہے
ہر نبی از وے بر آورده برا

ہر نبی نے اسی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے

جملہ نالاں پیش اُن دِبانِ فرد

سب اس یکتا ماکم کے سامنے روتے ہیں
بہر بخیلے عاجزے گریہ تہمند

کہ ماجستہ ، غمخیز سے بیک مانگے
عاقلان جاں کے کشید نیش پیش

عقلمند کب اُس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟
جملہ پیرندگان برا و جہا

بلند یوں پر تمام پرندے
ذوق و شوقش اِیمانِ اندر عیا

اُسکے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں
اژدہائے زفت مور و مار نیز

مڑا اژدھا ، چیموشی اور سانپ بھی
مایہ زو یا بند ہم دے ہم بہار

اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خواں بھی بہاری
کہ فرو گذارم اے حق یک ماں

کہ اے خدا! مجھے ایک لمحہ کیلئے بھی نہ چھوڑ
جملہ مطوی یکمین اُن دوست

سب چیزیں اُن دونوں دائیں اچھوں میں ہی ہوتی
اے کہ برا بکرم تو کر رستی سوار

اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے
دادن حاجت از و اموختند

ضرورت پوری کرنا اُس سے سیکھا ہے
اِسْتَعِیْنُوْا مِنْہُ صَبْرًا وَ الصَّلَاتِ

کہ اُس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

۱۵ صد ہزاراں۔ لاکھوں

مخلوق مصیبت میں اُس اللہ

کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو ان

پر لہنے والا فلیوے امتق مگر یہ

بیمیک۔ گزندہ بند سے اگر

عقلمندوں کی ضروریات

وہاں سے پوری نہ ہوتی تو

تو کون کس کی طرف رجوع

کرتے بلکہ صرف عقلمند

انسان ہی نہیں بلکہ تمام

کائنات اپنی ضروریات اسی

اللہ سے پوری کرتی ہے۔

۱۵ جملہ موجہا عقلمند انسانوں

کے علاوہ صرف جاندار ہی نہیں

بلکہ جان کائنات بھی اسی

اللہ سے سرمایہ حاصل کرتی ہے۔

عقلمند۔ شیر۔ آبدوز یا بندہ عینک

جملہ کائنات اُس سے ہر وہ

اندوز ہے۔ آسمان آسمان

اپنے وجود میں اسی سے مستفید

ہے بطوری قرآن پاک میں

ہے وَالشَّمُوتِ مَطُورَاتٍ

یعنی یمین اور آسمان اپنے جوئے

میں اُس اللہ کے دانے اُتار

میں۔ دوست یعنی اللہ تعالیٰ

کے آسمان بطلایہ اور جاریہ جو کہ

ان آسمان کی ترقیب کرتے

میں یمین۔ حدیث میں آیا ہے

یُکَلِّمُ الْبَشَرِ الذِّیْ یُحِبُّنَّ

میرے رب کے دونوں ہاتھ

دائیں میں انسان کا بایاں

ہاتھ کو درمیان ہے

۱۵ وین زمین۔ اللہ تعالیٰ

نے زمین کو پانی پر قائم کیا

ہے جملہ گاہ۔ دوسرے جو

بخشش کرتے ہیں وہ بھی خدا

کے عطا کردہ مال میں سے بچتے

میں تو ان کا وہ ناجی دراصل

اللہ کا دینا ہے۔ دادن۔ یہ صفت بندوں میں خدا کی صفت کا مظہر ہے۔ برات۔ خواہی مکنامہ و تادیر
اِسْتَعِیْنُوْا مِنْہُ صَبْرًا و الصَّلَاتِ صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو اس سے دعا کرو دعا پورا ہو
جائے گا۔

لے آج اللہ تعالیٰ عطا کا
سمندر ہے دوسرے خشک
نہر ہیں۔ درختوں کی
کی عطا بھی دراصل اللہ کی
عطا ہے اس لئے کہ ان میں
سناوت کا مادہ اسی نے رکھا
ہے جس سے جب وہ خشک
کو بھی لوارتا ہے تو جادوگر
کو کیوں نہ فوازے کا۔ ستوا۔
خیال۔ تہہ گرد شاعر
پیش کر کے انعام پاتا ہے۔
مختار۔ سخی داد دہش کے
لئے روپے ہوتے قیام
کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ
تقاضی کو انعام دیں۔

لے پیش نشان۔ جو دیکھ
شاعروں کے قدر دان ہیں
ان کے نزدیک ایک شعر
ریشم کپڑے کے ٹکڑوں
مغزوں سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ خاصہ خصوصاً اس
شاعر کے اشعار جو نئے عہد
مقام میں شعر ہیں کہ آج
انسانی فطرت ہے کہ وہ دلی
کی فکر کرتا ہے جب اس سے
مستفی ہوتا ہے تو مدح و ثنا
کا طالب بنتا ہے۔ سوئی۔
پریش کے لئے جائز و ناجائز
سوچنے سے کرتا ہے۔

لے تاکہ۔ اب اس کی خواہش ہو
کہ شہزاد اس کے حسب و
نسب کی مدح و ثنا کریں اور
منبر پر بیٹھ کر مدح و ثنا
پڑھیں۔ پھر غنیمت کہ اس کی
شان و شوکت کی خوشبو میں
جائیں خلق اللہ نے انسان
کو ایسی صورت اور صفات پر
پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شکر

و کا طالب ہے پھر انسان کی یہ صفت ہے۔

ہیں از خواہید نے از غیر او
خبردار! اس سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز خواہی از دیگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض را ز زر قارں کند
جو اعراض کرنے والے کو مرنے سے تاروں بنا دے گا
بار دیگر شاعر از سودای داد
شاعر نے دوبارہ عطیتہ کے خیال سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
مجنناں با صد عطا و خود و پر
مجن کیوں عطاؤں اور سخاوت اور لیاقت ہے
پیش نشان شعرے باز صد تنگ شعر
ان کے نزدیک ایک شعر ان کے ہر گز نہیں سے ہوتا ہے
آدمی اول حسیں ناں بود
اسی پہلے روئی کا حریص ہوتا ہے
سوئے کب و سوئے غصہ و حسد
کما کی جانب، چھینے اور سینکڑوں تبدیلیوں کی کما
چوں بنادر گشت مستغنی ناں
جب انفسا روئی سے بے نیاز ہو گیا
تاکہ صل و نسل او را بردہند
تاکہ اس کی صل و نسل کو وہ پھیلدار کریں
تاکہ کر و قزو ز بخشی او
تاکہ اس کی شان و شوکت اور سخاوت
خلق ما بر صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہو

آب دریم جو مجو در خشک جو
بانی سمندر میں آتش کر خشک نہر میں تاش کر
بر کف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی پتیلی پر سخاوت دہی کرے گا
روید و آری بطاعت چوں کند
اسی کی طاعت کر وہ فرمانبرداری کیسا شیریں کرے گا
رو بسوئے آل شہ محسن نہا
اس محسن بادشاہ کی جانب رخ کیا
پیش محسن آرد و نہد گرد
محسن کو پیش کرتا ہے اور گردی رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعران را منتظر
سزا کے ہوتے شاعروں کے منتظر رہتے ہیں
خاصہ شاعر کو گہرا درد ز قعر
خصوصاً شاعر کو گہرائی سے سوز کا لگتا ہے
زانکہ قوت ناں ستون جاں بود
کیونکہ روئی کی روزی جان کا ستون ہے
جاں نہادہ بر کف از حرص مل
لاج اور امید سے، پتیلی پر جان رکھ دیتا ہے
عاشق نام ست مدح شاعر لہا
تو نام (ادری) اور شاعروں کی توفیق کا شوق
در بیان فضل او منبر نہند
اس کی توفیقوں کے بیان میں منبر رکھیں
پہچو غنیمت بود ہر در گرفتگو
بات چیت میں غنیمت کی طرح خوشبو بھانے
وصف ما از وصف او گیر سبق
ہمارے اوصاف اس کے اوصاف سے سبق لیتے ہیں

چونکہ اُن خلاق شکر و حمد و محبت
چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے
خاصہ مرد حق کہ در فضل ست حُسنِ
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں پخت ہے
وَر نہ باشد اہل زان باد در مرغ
اور اگر اہل نہ ہوں اُس جموں ہولے
اِس مثل از خود بگفتم اے رفیق
اے دوست! یہ مثال میں نے اپنی طرف نہیں کی
اِس پیرِ گفت چون شنید قبح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انھوں نے ہزاروں
رفت شاعر ہوئے اُن شاہ مہرود
شاعر اُس بادشاہ کی جانب چلا اور بے گیا
مُحسِنانِ مُردند و احسانہا باما
احسان کرنے والے مر جاتے ہیں اور احسان بردہ رہتے ہیں
ظالمانِ مُردند ماند اُن ظلمہا
ظالم مر گئے اور وہ ظلم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خنک اُن راکہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے
مُرد مُحسن یک احسانش مُرد
احسان کرنے والا مرے گا لیکن اُس کا احسان مرا
نام نیک اوز فعل نیک اں
اُس کی نیک نامی، نیک کام سے سمجھو
ولے آنکو مُرد و عیاش مُرد
اُس پر انھوں نے جو مر گیا اور اس کا گناہ نہرا
اِس را کُن زانکہ شاعر برکذر
اُس کو جو بھڑو کیونکہ شاعر راست پر

آدی را مدح بخوئی نیز خوست
تقریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پُرشود زان باد چوں خیک در
میچ مشکیزہ کی طرح اس پر اسے بُر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست گیرد فروغ
پہنسا ہوا شکیزہ ہے (وہ) کب آجما مل کر گیا
سرسری مشنوجواہلی و مفیق
اگر تو ہوشمند اور اہل ہے (اُسکی) سرسری نہ سن
کہ چرا فر بہ شود احمد مدح
کہ احمدؒ تقریف سے مرنے کیوں ہوتے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کاں مُرد
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ (احسان) نہرا
اے خنک آنرا کہ اِس مرکب ماند
قابلِ مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواری چلائی
وائے جانے کو کند مکرو دغا
اُس جان پر انھوں نے جو بکر اور دغا کرے
شد ز دنیا ماند از و فعل نکو
جو دنیا سے گیا (اور) اُسکی نیک کام باقی ہوا
نزد و زواں دین احسان نیست
اُٹھ کے نزدیک دین اور احسان معمول چیز نہیں ہے
پس مُردست اوقیس بنکریاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے، اچھی طرح غور کر لے
تا نہ پنداری بمرگ اوجاں بُر
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ غور وہ جان بچا لے گیا
وام دارست قوی محتاج زر
مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

اے قاصر بینی اہلِ اُشرب
اپنی تقریف سننے میں اندکھے
ہیں کہ زان کے قلم بکر
سید سے راستہ پر لگ ہے میں
تو اُن کو بہت خوشی ہوتی ہے۔
خیک درست مگر درست
خنک میں خنک ہو تو
وہ پھول جاگیں۔ بادِ فروغ۔
اگر غیر واقعی تقریف ہو تو اُس
کی مثال یہ ہے کہ پٹی ہوئی
خنک میں پٹنک بھری پٹی
مفیق ہو غرض اِس پیغمبر
گفت۔ اِس مفہوم کی کوئی
حدیث کتابوں میں دستیاب
نہیں ہوگی، مگر اِس احسان
اور عملِ خیر مردہ نہیں ہوتا ہے۔
اے محسِنانِ جہنم مر جاتا
ہے لیکن اُس کا احسان نہ
رہتا ہے ظالمان۔ اِس ظالم
ظلم زندہ رہتا ہے اور ظالم
مر جاتا ہے۔ گفت۔ اِن اُفقا
کی کوئی حدیث کتب حدیث
میں نہیں ہے البتہ ایک حدیث
ہے اِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ
أَنفَعُ عَتَقًا عَبْدًا أَوْ مَوْلًى
مِنْ سَدَقَةٍ بَعْدَهُ يَوْمَ
يُشْفَعُ بِهِ أَوْ وَلِيًّا صَالِحًا
يُدْعُوهُ۔ جب انسان مر جاتا
ہے تو اُس کا عملِ شفع ہو جاتا
ہے مگر تین چیزیں صدقہ یا
پیشہ جس سے نفع موصول کیا جائے
اور نیک اولاد جس کے لئے
دعا کرے۔
اے نیک! نیک نامی ہی
ایک دین ہے والا عمل ہے۔ دینے
وہ انسان بخت ہے جو مر گیا
اور اپنے بچے ایسے جس پر مر گیا
جو نہر نہ لے ہو اِس شخص کے

اے اہلِ جان چھوٹے کی بکاش میں کہ جو سے لکھتا ہے کہ اِس میں سادہ تر ہے۔ اِن باتوں کے ساتھ کہ اِس کی

لے ہا کر گذشتہ تازہ میں
جو قصیدہ شاعر نے پیش کیا
بہت مہم تھا اگلے موتی جیسے
انفاق تھے ہزار شاہ کی مالت
تم کو وہ موتی شادوں کو ایک ہزار
اشرفیاں انعام میں دیت تھا۔
ایں بار اس بارجب شاعر
آیا تو رانا وزیر دیا سے باعث
رخصت ہو چکا تھا بڑے مقام اور
اُس کے کاظم مقام جو نیا وزیر
بننا تھا وہ بے رحم اور کینہ تھا۔
گفت۔ اس دوسرے وزیر
نے بادشاہ سے کہا میں خود
اخراجات دہی میں ہیں ایک
شاعر کو اس قدر زیادہ دینا
مناسب نہیں ہے۔

۱۷ من بربع عشر این وزیر
نے کہا کہ میں ایک ہزار کے
چالیس ہزار قدر شاعر کو دہی
کروں گا۔ تو گویا اُس
وزیر سے کہا بعد شکر میں شکر
کھانے کے بعد نہ مل کو کیسے
چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے
لوگوں سے کہا میں اُس کو اتنا
اختیار کروں گا کہ وہ عاجزاؤ
پریشان ہو جائے گا۔

۱۸ آنکہ جب وہ اختصار
میں پریشان ہو گا تو معمول
انعام کو بھی قیمت سمجھے گا۔
ایں بین۔ وزیر نے بادشاہ
سے کہا یہ معاملہ میرے اوپر
چھوڑ دیجئے میں ایسے کاموں
میں استاد ہوں تقاضا کرنا والا
خواہ گرم مزاج ہو میں اُس کو
ٹھنڈا کر دیتا ہوں۔ آثر شاہ نے فرما
اُنکی دزد محو پ کچھ ہی ہو مجھے
دیکھ کر نرم ہو جائیگا اور راضی ہو

جائیگا۔

برو شاعر شعر سوئے شہر یار
شاعر، شعر بادشاہ کے پاس لے گیا
ناز میں شعرے پر از دُر دست
نازک اشعار عمدہ موتیوں سے پُر
شاہ ہم بر خوی خود گفتش ہزار
بادشاہ نے بھی اپنی مارت کے مطابق اُس کیلئے دیکھنا چاہا
لیک ایں بار اُس وزیر پر ز خود
لیکن اس بار وہ سخاوت سے پُر وزیر
بر مقام او وزیر نوریس
اُس کی جگہ پر نیا وزیر ماکم
گفت اے شہر جہا دار یکم ما
کہا اے بادشاہ! ہمیں بہت اہم تھا اور ہمیں پس
من بربع عشر ایں اے مفتنم
اے مفتنم! میں اُس کے چالیسویں (حق) پر
خلق گفتش کہ او از پیش دست
لوگوں نے اُس سے کہا کہ وہ سب سے
بعد شکر کلک خانی چوں کند
شکر کے بعد شکر چھانا کیسے (جھوٹا، کرٹکا)
گفت بفشارم اور اندر فشا
۱۹ اُس نے کہا میں اُس کو تنگی میں رہاؤں گا
آنکہ از خاش و ہم از راہ من
تب اگر میں اُس کو راست کی خاک بھی دوں گا
ایں بمن بگذار کا ستادم دریں
۲۰ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں ستاد ہوں
از تریا گر پسترد تا تری
اگر وہ تریا سے تری تک پرواز کرے

بر اُمید بخشش و احسان پار
گذشتہ سال کی بخشش اور احسان کی اُمید پر
بر اُمید و بُوئے اکرام نخت
پہلے ہی اکرام کی اُمید اور آرزو پر
چوں جنیں بد عادت آں شہر یار
کیونکہ اُس بادشاہ کی یہی عادت تھی
بر براق عز ز دُنیا رفته بُود
عزت کے براق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
گشتہ، لیکن سخت بے رحم و سب
بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کینہ تھا
شاعرے رانہ کو ایں بخشش سزا
ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
مرد شاعر را خوش و راضی کنم
شاعر کو خوش اور راضی کروں گا
دہ ہزارے زیں دلاور بُردہ آ
۲۱ اس دلاور (بادشاہ) سے دس ہزار لے گیا جو
بعد سلطان کی گدائی چوں کند
شاہی کے بعد فقری کیسے کرے گا؟
تا شود زار و نزار از انتظار
۲۲ تاکہ وہ انتظار سے رونے لگے اور لاغر ہو جائے
در ربا ید پھو گلبرگ از چین
چین سے پھول کی پتیوں کی طرح بے جایگا
گر تقاضا کر بُود ہم آتشیں
خواہ تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو
نرم گرد چوں بے پند او مرا
جب مجھے دیکھ لے گا نرم ہو جائے گا

گفت سلطانِش برو فرماں ترا

بادشاہ نے اُس سے کہا جاتے اختصار ہے

گفت اُورا و دو صدیوں اُوگدا

اُس نے کہا اسکو اور اُس جیسے دوسرے فیروں کو

پس فلکِش صاحبِ اندک انتظار

پھر اُس کو وزیر نے انتظار میں بیٹھا کر دیا

شاعرِش چنداں کہ جستمی نمود

شاعر، جتنی بھی اُس کے سامنے ضرورت پیش کرے

شاعرِ اندر انتظارِش پیر شد

اُس کے انتظار میں شاعر بڑھا ہو گیا

گفت اگر زُرنہ کہ و فنامِ دی

اُس نے کہا اگر سنا نہیں تو مجھے گالی ہی دیکھ

انتظارِم کشت بارے کو برو

مجھے انتظار نے مار ڈالا اب کہہ دے کہ چلا جا

بعد از انش داد ربعِ عشرِ آں

اُس کے بعد اُس نے اُس کا پالیوں حصہ دیا

کامچنانِ نقد و چنایں بسیار بود

کہ وہ ایسا نقد اور آنا زیادہ تھا

پس بگفتندش کہ آں دستورِ اد

لوگوں نے اُس سے کہا وہ عقلیتِ وزیر

کہ مضاعفِ زو می شد آں عطا

کہ اُس کی وجہ سے عطا دوگنی ہو جاتی تھی

ایں نماں اُورفت احسانِ بزر

اب وہ چلا گیا اور احسان کو بھی بے گیا

رفت از ما صاحبِ را و ورشید

ہم سے دانا اور نیکو کار وزیر رخصت ہو گیا

لیکشد کُن کر نیکو گوی مت

لیکن اسکو خوش کر دینا کیونکہ وہ ہماری بھلائی میں ہے

تو بمن بگذار و فارغ شوشِ ہا

قلعہ شاہ! میرے ادب چھوڑ دے اور مطمئن ہو جا

شد زستانِ و دے و آمد بہار

ہارا اور موسمِ خزاں ختم ہوا اور موسمِ بہار آ گیا

صاحبِش در وعدہ جیلہ می فرو

وزیر اپنے وعدہ میں جیلوں کا اضافہ کر دیتا

بس زبونِ ایں غم و تدبیر شد

اِس غم اور تدبیر سے بہت ماجرا آ گیا

تار ہد جانم، ترا باشم رہی

تا کہ میری جان بھولے، میں تیرا غم بھلاؤں گا

تار ہد ایں جانِ مسکین از کرو

تا کہ یہ مسکین جان قہید سے نجات پائے

ماند شاعرِ اندر اندیشہ گراں

شاعر ہماری فکر میں پڑ گیا

ایں کہ دیر شکفت دستِ خار بود

یہ جو در میں کھلا کانٹوں کا شکار تھا

رفت از دُنيا خدا مزدش دہاد

دنیا سے چلا گیا خدا اُس کو آخر دے

کھم ہی افتاد در بخششِ خطا

خطا کے معاملہ میں اُس سے غلطی نہ ہوتی تھی

اُو بکر و الحق و لے احسانِ مژد

وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں مرا

صاحبِ سلاخ در ویشاں رسید

فیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

لے گفت سلطانِش. بادشاہ

نے وزیر سے کہا مجھے اختیار ہے

جو چاہے کر لیکن اُس کو خوش

کر دینا گفت اُورا. وزیر نے

بادشاہ سے کہا میں اُس جیسے

لاکھوں سے منٹ لوں گا یہ

معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجیے۔

پس فلکِش. وزیر نے افسام

دینوں، مالِ شول شروع کر دیا

اور موسمِ پر موسم گزرنے لگا۔

شاعر جس قدیم ہی اپنی ضرورت

ظاہر کرتا وزیر جلد بازی میں

امداد کر دیتا۔

لے شاعر. شاعر و مدد کے

ایفاد کے انتظار میں بڑھا ہوا

گیا اور وزیر کی مکاری سے

ماجوں آگیا۔ گفت. شاعر نے

وزیر سے کہا اگر تو افسام

نہیں دیتا ہے تو مجھے گال

ہی دیدے تاکہ یہ انتظار

تو ختم ہو میں تیرا شکر گزار

ہو سکوں۔ انتظارِم. شاعر نے دیکھ

سے کہا کہ یہ حقیر چالیسواں

یعنی پچیسویں اشرفیاں۔

لے کامچنان. میں پہلے فوراً

اور بہت ملا۔ دستِ خار۔

کانٹوں کا شکار۔ آں دستور۔

پہچانِ نامی وزیرِ قضاوت

دو گنا۔ ایں نماں بسترِ بہلا

وزیرِ حق اگر چہ مر گیا لیکن

اُس کے احساناتِ نفع ہیں۔

سلاخ. کھال پسینے۔

لہ آنگر دینی عطا کر
چلا جائے کوئی الام رکھ کر
یہ بھی چھوٹا دیکھا۔ آ۔ وزیر سے
متعلق لوگوں نے یہ بھی کہا کہ
تجھے تو خبر نہیں ہم نے اس
بھی تجھے بہت کوششوں
سے دلا ہے۔ وزیر نے کہا کہ یہ
نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ
وزیر نہیں بلکہ غلام پش پاشی
ہے یہ کہاں سے آیا ہے۔
جائزہ کھانے آتا رہیے
والا گفت۔ شاعر نے جب
یہ سنا کہ اس وزیر کا نام بھی
حسن ہے قاضی نے فرمایا
کا اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر
اور ایسے بڑے وزیر کا نام
یکساں حسن ہو۔

آں حسن پہلا وزیر
کا نام حسن تھا اس کے قلم
سے تو سخاوت ہوتی تھی اور
یہ حسن اس قابل ہے کہ اس
کی وارسی سے زبیاں بنائی
جائیں۔ برجنیس۔ ایسا بظن
وزیر شاہ اور سلطنت کیلئے
زسواں کا باعث ہے نہ حسن۔
شاہ کا یہ دوسرا وزیر ایسا ہی
تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر
ہا مان۔

چند فرعون کئی بار حضرت
موسیٰ کی جھٹکوں سے نرم ہو گیا
تھا لیکن اس کا وزیر ہار شکو
حضرت موسیٰ کے ہم مقابل
کو رہتا تھا۔ سنگ شیر یعنی
حضرت موسیٰ کا کلام ایسا بڑ
تاثر تھا کہ ہار شکو کی کھینچ سے
بھی دودھ ٹپک جاتا۔ کینش۔
ہا مان کی طبیعت بہت کدیر جوتی۔

رو گیر اس را وزیر نجاش گریز
جایہ لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا
ما بصدر حیل از وایں ہدیہ را
ہم نے سینکڑوں تدبیروں سے یہ بخشش
رو بدیشان کر دو گفت مشتققا
اس نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا اے شفق
چیت نام ایس وزیر جامد کن
اس کپڑے آتا رہنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟
گفت یارب نام آن نام ایس
اس نے کہا اے خدا! اس کا نام اور اس کا نام
آن حسن نامی کہ از یک فلک او
وہ حسن نام والا کہ ایک ایک قلم کی بخشش سے
ایس حسن کز ریش زشت ایس حسن
یہ حسن کہ اس حسن کی بدنامی دارمی ہے
برجنیس صاحب جمع شہ اصفا کند
ایسے وزیر کی بات ہے جب ارشاد کان صرا

ماستن برای ایس وزیر یون در افساد مروت
ہا مان کیست وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی
ہا مان در افساد قابلیت فرعون بند موسیٰ را علیہ السلام
ہا مان کیست حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے افساد میں مشابہت

چند آں فرعون می شذر نرم رام
بہت سی مرتبہ فرعون، نرم اور مطیع بنا
آں کلام کے بدلے سنگ شیر
وہ کلام کہ پتھر دودھ دے دیتا
چوں بہا مان کہ وزیرش بود او
جب ہا مان سے جو کہ اس کا وزیر تھا

تا نگیرد باتو ایس صاحب ستیز
تا کہ یہ جھگڑا نہ، تجھے گرفت میں نہ لے لے
بستدیم اے بے خبر از جہد ہا
حاصل کی ہے، اے کوششوں سے بے خبر
از کجا آمد بگوئید ایس عواں
بتاؤ یہ سپاہی کہاں سے آیا ہے؟
قوم گفتندش کہ نامش ہم حسن
لوگوں نے کہا اس کا نام بھی حسن ہے
چوں کیے آمد دروغ لے رہی ہیں
ایک کیسے ہوا اے دین کے پاپ! اسوں سے
صد وزیر و صاحب مد جو دجو
نہ وزیر اور صاحب طالب بخشش تھے
می تو اں با فیدل علی صدر کن
اے جان! سو رستیاں بنی جیسا کہ
شاہ و ملکش را ابد رسوا کند
وہ ہمیشہ شاہ اور اس کی سلطنت کو برباد کرے گا

چو شنیدے اوز موسیٰ آں کلام
جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا
از خوشی آں کلام بے نظیر
اس بے نظیر کلام کی خوبی سے
مشورت کر دے کہ کینش بود خو
وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کینہ بن تھی

چند آں فرعون می شذر نرم رام
بہت سی مرتبہ فرعون، نرم اور مطیع بنا
آں کلام کے بدلے سنگ شیر
وہ کلام کہ پتھر دودھ دے دیتا
چوں بہا مان کہ وزیرش بود او
جب ہا مان سے جو کہ اس کا وزیر تھا

چون ہاں مشورت کرے دُران
جب وہ اس میں ہاں سے مشورہ کرتا
پس بگفتے تا کنوں بودی خدیو
وہ کہتا کہ آپ اب تک شاہ مصر تھے
پچھو تنگ منجنیقے آمدے
گوچین کے پتھر کی طرح آتی
ہر چہ صدر روزاں کلیم خوش خطا
وہ خوش کلام کلیم اللہ، جو ستادین میں
عقل تو مغلوب دستور ہواست
تیری عقل خواہش نفسانی کے ذریعے مغلوب ہے
ناصحے کرتا نیے پندرت دہد
کوئی اللہ والا نصیحت کر نہ لائے نصیحت کرتا ہے
کایش برعایت ہیں از جا مشو
کہ یہ بات مامور نہیں ہے خبردار بگئے ہیں
وے آں شہ کہ وزیرش ایں بود
اُس بادشاہ پر افسوس ہے جس کا ایسا وزیر ہو
شاد آں شاہ ہے کہ اوراد شگیر
وہ بادشاہ قابل مبارکباد ہے کہ اُس کا درکار
شاہ عادل چون قرین او شود
منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو
چون سلیمان شاہ و چون آصف
سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر
شاہ فرعون و چون ہامش وزیر
شاہ فرعون ہوا اور ہامی جیسا اُس کا وزیر
پس بود ظلمات بعضے فوق بعض
تاریکیاں ہوں گی تہہ بہ تہہ

نہش گشتے مدام آں سخت جا
وہ سخت جان ہمیشہ اُس کے لئے مانع بنا
بندہ گردی زندہ پوشے را بریو
کرے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے
آں سخن بر شیشہ خانہ او رک
یہ بات، اور اُس کے شیشے عمل پر لگتی
ساختے دریک دم او کرے خرا
بناتے وہ ایک دم میں اُس کو برباد کر دیتا
در وجودت رہن راہ خداست
تیرے وجود میں راہ خدا کا نواک ہے
آں سخن را اوبفن طرح نہد
وہ اُس بات کو چالاک سے نال دیتی ہے
نیست چنڈاں با خود آشیدامشو
یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آ، دیوانہ ہیں
جائے ہر دو دونخ پیر کیس بود
دونوں کا مقام غصہ ناک روزخ ہے
باشد اندر کار چون آصف زیر
ہر معاملہ میں آصف جیسا وزیر
نام او نور علی نور ایں بود
تو اُس کا نام نور علی نور ہو
نور بر نورست غنبر بر غنبر
نور بالائے نور، غنبر بر غنبر ہے
ہر دورا نہ بود ز بد بستی کزیر
(تو، دونوں کے لئے بد بستی کے سوا چارہ نہیں ہے)
نے خرد یار و نہ دولت و نہ عرض
قیامت کے روز نہ عقل یار ہوگی نہ دولت

لے چون فرعون جب ہاں
سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون
کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے
روک رہتا جس بجھتے ہاں
فرعون کو بھڑکانے کیلئے کہتا
کہ اب تک تو آپ شاہ مصر
ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی
کے بعد آپ غلام بن جائیں گے۔
خدیو مصر کے بادشاہوں کا
لقب ہے۔ زندہ پوشے۔
یعنی حضرت موسیٰ کی حکمت حضرت
موسیٰؑ۔

لے عقل تو۔ اب مولانا نے
نصیحت شروع کی ہے کہ لے
مخاطب تیری عقل تیری خوش
سے مغلوب ہے جس طرح
فرعون ہاں سے مغلوب تھا
اور اوبفن یعنی خواہش نفسانی
مٹا رہی ہے اس نصیحت کو
ہاں دیتی ہے۔ کایس بہلے
نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ
یہ بات باعمل نہیں ہے اس
پر فریفتہ نہ ہو۔ وائے افس
شاہ پر افسوس ہے کہ جس کا وزیر
ہاں جیسا ہوا اُن دونوں کا
ٹھکانا جہنم ہے۔ شاد۔ وہ شاہ
قابل مبارکباد ہے جس کا نصف
جیسا وزیر مشیر کا رہو۔

لے شاہ عادل جب بادشاہ
ہو منصف ہوا اور وزیر بھی
بجلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔
چون سلیمان حضرت سلیمانؑ
اور اُن کا وزیر آصف نور بالائے
نور کا مصداق تھے شاہ نور علی
شاہ فرعون ہوا اور وزیر ہاں
تو بد بستی کے سوا کچھ نہیں ہے۔
پس۔ ایسے شاہ کیلئے قیامت
میں تاریکی بالائے تاریکی ہوگی

لے کر تو۔ اگر کینوں میں تجھے
کوئی سعادت نظر آئے تو میں
سے میرا سلام کہہ دے یا تجھ پر
شاہ بہمن لہ جان اور وزیر بہمن لہ
عقل کے ہے اگر عقل خراب
ہو جائے تو روح باقی نہیں
رہتی ہے عقل عقل جو بہمن لہ
فرد ہے اگر وہ باروتی فطرت
اختیار کر لے تو اسے کارنامے
خراب ہوتے ہیں۔ طاقت
ہر وہ طاقت جو اللہ سے کشتی
کرے عقل جزوی۔ عاقل انسانی
عقل عقل کل۔ وہ عقل جو
ہو ادھوس سے آزاد ہو۔ ہوا۔
خواہش نفسانی کو دیر نہ بنا۔
کہ آید۔ ورنہ تیری روح جلاؤ
چھوڑ دے گی۔ کایس ہوا۔
انسان کی خواہش نفسانی
مزین ہوتی ہے اور حالی
یعنی دنیاوی معاملات کی
فکر کرتی ہے، عقل آخرت
کے معاملہ کو سمجھتی ہے۔

۱۷ عقل را عقل کی دو
انگلیں انجام پر نظر رکھتی ہیں۔
عقل یعنی آخرت۔ غار یعنی
دنیاوی مصائب۔ کہ وہ پھول
نہ بکھرتا ہے نہ جھرتا ہے۔
آئینہ۔ وہ انسان جس میں
سوچنے کی قوت نہ ہو۔ درجہ۔
خواہ انسان میں خود بھی عقل
ہو لیکن عقل کامل کو قصور
شریک مشورہ کرے باوجود عقل۔
خود انسان کی عقل اور عقل
کامل دونوں مل کر مصائب
نہات دلائل۔

۱۸ نشستن۔ یہ تفسیر کہ
مضمر نامی دیر نے حضرت سلیمانؑ
کی انگشتی چرائی تھی اور خود

من ندیدم جز شقاوت در تمام
میں نے کینوں میں سوائے برہمگی کے کچھ نہ دیکھا
ہمچو جاں باشد نہ وصا چو عقل
شاہ بہمن لہ جان کے اور وزیر عقل جیسا ہوتا ہے
آں فرشتہ عقل چوں ہاروت
عقل کا فرشتہ جب ہاروت بن جاتا ہے
عقل جزوی را وزیر خود میگر
عقل ناقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا
مر ہوا را تو وزیر خود مساز
تو ہوا (ادھوس) کو اپنا وزیر نہ بنا
کایس ہوا پر حرص حالی میں بود
کیونکہ خواہش حرص بھری اور مجھ کو دیکھنے والی ہوتی
عقل را در دیدہ دریایان کار
عقل کی دونوں انگلیں انجام کار پر ہوتی ہیں
کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزاں
کیونکہ وہ خزاں میں نہ خشک ہوتا ہے نہ بھرتا ہے
ورچہ عقلت ہست با عقل و گر
اگرچہ تیری (بھی) عقل ہے لیکن، دوسری عقل کا
باد و عقل از بس بلا ہا داوی
تو تو عقلوں کے ذریعہ بہت سی بلاؤں سے نجات پائیگا

گر تو دیدستی رساں از من سلام
اگر تو نے دیکھا ہے تو ان کو میرا سلام پہنچا دے
عقل فاسد روح را آرد بہ نفس
خراب عقل، روح کو نکال دیتی ہے
سحر آموز دو صد طاغوت شد
دو شیطانوں کو جادو سکھانے والا ہوا جیسے
عقل کل را سازاے سلطان
اے شاہ! عقل کل کو اپنا وزیر بنا
کہ بر آید جان پاکت از نماز
کیونکہ تیری پاک جان عبادتِ خالق سے جڑ جائیگی
عقل را اندیشہ یوم الدین بود
عقل کو نیابت کی فکر ہوتی ہے
بہر آں گل می کشد اور خفا
وہ اس پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف برداشت
باد ہر خرطوم آسم دور از اں
خدا کرے نہ تو نگہ کرنے والے کی ناک اس سے دور ہے
یار باش و مشورت کن اے پدر
دوست بن جا اے باوا! مشورہ کر لے
پائے خود بر اوج گرد و نہا نہی
اپنا پاؤں آسمانوں کی بلندی پر رکھے گا

نشستن دیو بر مقام سلیمانؑ تشبہ کردن ابکار با سلیمانؑ فرق ظاہر
حضرت سلیمانؑ کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمانؑ کے کاموں کی نقل آمارنا
شدن میان دیو و سلیمانؑ و دیو خود را سلیمان بن اودنام کر سن
اور دیو اور حضرت سلیمانؑ میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنا نام سلیمان بن اودنام مقرر کرنا

سلیمانؑ کی جگہ بیٹھ گیا تھا محققین کے نزدیک محض انسان ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مولانا نے محض
تشبیہ اس کو بیان فرمایا ہے بہر حال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کا دل بہمن سلیمانؑ کی انگلیوں کے
ہے شیطان سے اسکی مخالفت ضروری ہے۔

دیو گر خود را سلیمان نام کرد
دیو نے اپنا نام سلیمان رکھ لیا
صورت کار سلیمان دیدہ بود
اس نے حضرت سلیمان کے کام کا ظاہر دیکھا تھا
خلق گفتند ایں سلیمان بے صفا
لوگوں نے کہا یہ سلیمان بے نور ہے
اوجو بیدار بست ایں بچو و سن
وہ بیداری کی طرح ایہ غیند کی طرح ہے
دیو میگفتے کہ حق بر شکل من
دیو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری صورت پر
دیو را حق صورتے من دادہ است
اللہ تعالیٰ نے دیو کو میری صورت دیدی ہے
گر پیدا آید بد عوی ز نہ ہار
اگر وہ دعوے کے ساتھ نمودار ہو، ہرگز
دیو شاں از مکر می گفتے و لبک
دیو مکاری سے ان سے کہتے تھا، لیکن
نیست بازی با تمیز خاصہ او
وہ کوا تمیز کرنے والے کیساتھ دھوکا نہیں دیتا
یہی سحر و ہیج تلبیس و دغل
کوئی جادو اور کوئی مکاری اور کوئی فریب
پیش ہی گفتند با خود در جواب
پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے
باز گونہ رفت خواہی بچین
تو ایسی طرح اٹھا جائے گا
او اگر مغرول گشتہ است و فقیر
وہ سلیمان اگرچہ مغرول اور فقیر ہو گئے ہیں

ملک برد و مملکت را رام کرد
ملک بے آڑا اور سلطنت کو مسخر کر لیا
صورت اندر سر دیوی می نمود
شیطان باطن میں صورت رونما تھی
از سلیمان تا سلیمان فرقت
سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں
ہیچاں کہ آں حسن تا ایں حسن
جیسا کہ اُس حسن اور اس حسن میں
صورتے کردستش براہ من
شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے
تا بعد از دشمارا اوبشست
تاکہ وہ تمہیں کسب میں پھنسا لے
صورت او را مدارید اعتبار
اُس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا
می نموداں عکس دلہائے نیک
اُس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا
کہ بود تمیز و عقاش غیب کو
کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو جادے
می نہ بند و پردہ بر اہل دول
پردہ نہیں ڈال سکتا دولت والوں پر
باز گونہ می روی اے کج خطا
لے ٹیڑھی بات کر نیوالے تو انہی پال پل ہے
سوی دوزخ اسفل اندر سلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نیچے میں
ہست در پیشایش بدر منیر
ان کی پیشانی میں چودھریں کا چاند ہے

۱۵ دیو مخمر - رام - فرمانبردار

صورت - وہ دیو حضرت سلیمان
کے ظاہر کا سے واقف تھا
حقیقت سے واقف نہ تھا
تواضع نے ظاہر کی نقل
آمار فی شروع کردی لیکن ان
کاموں کا باطن شیطانی تھا
خلق جب مغر نے سلیمان کو
کا دعویٰ کیا اور اپنا نام بھی سلیمان
ظاہر کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ
سلیمان تو بے نور ہے اور یہ
سلیمان اور ان سلیمان میں
بہت فرق ہے اور ان دونوں
میں ایسا ہی فرق بنا یا جیسا
کہ پہلے دوزخ حسن اور دوزخ
دور حسن میں فرق تھا۔

۱۶ دیو میگفتے - صغر کوجب
شبہ ہوا کہ لوگ مجھ سے بدین
ہو کر اصل سلیمان کی تلاش میں
نہ لگ جائیں تو ان کو بہکانے
کے لئے کہنے لگا کہ اللہ نے
ایک شیطان بھی میری صورت
پر پیدا کیا ہے کہیں وہ اگر
بکہ کام کر دیتا ہے تو اس کی
دھو سے بھر پر بدگمانی نہ کرنا۔

دیو - وہ صغر اٹھے یہ باتیں کہ
تھا لیکن نیک لوگوں پر ایسی
اصلیت کا کس اثر تھا۔
خست نیک لوگوں کیساتھ
مکر کرنا آسان نہیں ہی تھی۔
جو لوگ خست کی دولت ملک
میں انکی عقلوں پر کوئی جادو،
مکاری اور فریب پردہ نہیں
ڈال سکتا۔

۱۷ پس - اس شعر کی تفسیر پر
وہ تو نہیں کرتے اور کہتے کہ
تیری سب باتیں غلط ہیں اور
تیری چال انہی ہی جاوگرنے تو

۱۸ دیو مخمر - رام - فرمانبردار

سہ تو اگر اُن لوگوں نے دیکھا
میں یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے
اگرچہ چوکر حضرت سلیمانؑ
کے تحت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن
تو دوزخ کا زہر ہری حق ہے۔
پوش کر دوزخ۔ عارض و طاق و طرب
طاق و طرب۔ طاق و طرب ہی
کی بدلی ہوئی صورت ہے۔
شان و شوکت۔ مستب۔ شمس
پاؤں کی حرکت۔ اگرچہ
سے تنظیم بھی کریں تو یہی پنجہ
ہمارے لئے مانع آتا ہے۔
تشریز۔ اوندھا۔ آدھیر۔ اوبار
کا امار ہے۔

سہ شرح این یعنی اس کی
تشریح کا اندھ قلعے۔۔۔
شیاطین کو کبھی مواقع عنایت
کر لے ہے اور انکو ذلیل دینے
میں کیا اُسر میں غیرت خدا کی
اس تشریح کے لئے مانع ہے۔
نام خود شیطان اپنا اچھا نام
رکھ کر لوگوں کو دھوکے دیتا ہو
جسے یعنی ناخبر بہ کار۔ دھوکہ
انسان کو جابھ ہے کو قطع صورت
اور بڑے آفتاب سے دھوکہ
دکھائے بلکہ باطنی اوصاف
کو دیکھے۔

سہ پس۔ انسان کو ایسے
اخلاق اور اُتکے کا ناموں سے
پہچان محض صورت اور نام سے
دھوکہ نہ دکھا۔ گاہ کہ کس نیست۔
اس طرح مردم شناسی ہر آدمی
کا کام نہیں ہے۔ دیکھ نام۔

یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجد
قصی کی تعمیر کی بات کر۔ فقیر
خانی جزیرہ جسکی زیارت کی جائے
عقابر عقار کی مع ہے درویش
کی جبری برطان۔

تو اگر انگشتی را بُردہ
تو نے اگر انگشتی اُڑائی ہے

ماہبوش و عارض طاق و طرب
ہم کر دوزخ اور شکر اور شان و شوکت کی وجہ سے

ور بغفلت ماہیم اور اجبیں
اگر ہم غفلت سے اُسکے سامنے پیشانی رکھیں

کہ منہ آں سر مراں سر زیر را
کہ اس اوندھے کے لئے سر نہ جھکا

کر دے من شرح این بن جانفرا
میں اس کی حرکت تشریح کرتا

ہم قناعت کن تو پذیر این قدر
تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کرے

نام خود کردہ سلیمان نے نبی
اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر

در گذر از صورت و از نام خیز
صورت اُسکے ثبوت اور محض نام سے دست بردار ہوا

پس پر سر و خلق و ز افعال و
اس کے اخلاق اور افعال و دریافت کر

کار ہر کس نیست ہیں در کش نام
کار ہر کس نہیں ہو گا کم کھینچے

شد تمام القصہ مسجد بے فتور
قصہ مختصر ہے مسجد بے غفلت ہو گئی

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجدی بعد ما اشدن بعبادت
مکمل ہو جائیکے بعد ہر روز حضرت سلیمانؑ کا مسجد میں آنا عبادت کیلئے اور عبادت گزاروں اور اُنکی کُنیاؤں

دوزخی چوں زہر پرافسردہ
تو دوزخ ہے، زہر پر کیوں پختہ ہوا ہے

سر کہا کہ خود ہی نہ ہمیں سنب
سند کہا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے

پنجہ مانع بر آید از زمین
روکنے والا پنجہ زمین سے برآمد ہوگا

ہیں ممکن سجدہ مراں آدھیر را
خبردار! اس بد بخت کے لئے سجدہ نہ کر

گر نبودے غیرت و رشک خدا
اگر خدا کی غیرت اور رشک (مانع) نہ ہوتی

تا بلگویم شرح این قوت ذکر
جب تک کہ میں اُسکی دوسرے قوت شرح نہ کر

زوی پوشی می کند بر ہر صبی
ہر بچہ کے لئے (اپنی) روپوشی کر لیتا ہے

از لقب و ز نام در معنی گریز
لقب اور نام کی بجائے مابطن کی طرف جا

در میان خلق و فعل اور ابجو
اخلاق اور افعال کے درمیان اُسکو تلاش کر

مسجد اقصیٰ بے ازون تمام
مسجد اقصیٰ تعسیر کر اور مکمل کر

بد سلیمان زائر و مسجد مژور
حضرت سلیمانؑ زیارت کرنے والے اور مسجد بے غفلت ہو گئی

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجدی بعد ما اشدن بعبادت
مکمل ہو جائیکے بعد ہر روز حضرت سلیمانؑ کا مسجد میں آنا عبادت کیلئے اور عبادت گزاروں اور اُنکی کُنیاؤں

چوں سلیمان نبی شاہِ انام
جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے
ہر صبح اور وظیفہ اس بے
سج کو اُن کا یہ معمول تھا
نوگیا ہے رستہ دیکھ اندو
اُس میں نہ پاؤں آگ بوا دیکھتے
تو چہ داروی چہ نامت چہ آ
تو کس درمیں کی کیا دوا ہے تیرا کیا نام ہے؟
پس بگفتے ہر گیا ہے فعلِ نام
تو ہر بولی کام اور نام بست
من مرا میں راز ہرم واکِ اشکر
میں اسکے زہر اور اُس کے لئے شکر ہوں
پس سلیمان با حکیماں زان گیا
پھر حضرت سلیمان طیبوں سے اس بولی کے
پس طیبیاں از سلیمان اُن گیا
تو طیب حضرت ایلانی کی وجہ سے اس بولی کے
تا کتبہائے طیبی ساختند
یہاں تک کہ انھوں نے طب کی کتابیں تصنیف کیں
ایں نجوم و طب وحیِ انبیا
یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے
عقل جزوی عقلِ استخراج نیت
باقی عقلِ ایجاد کو نہ توای عقل نہیں ہے
قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خرد
یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے
جملہ حرفتہا یقین از وحی بود
یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام
مسجد بنائی اور باقی فارغ ہو گئے
کا مدے در مسجد قضی شد
کرتے، مسجدِ اقصیٰ میں جاتے
پس بگفتے نام و نفع خود بگو
تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا
تو زباں برکہ و نفعت برکہ آ
تو کس کے لئے مضر اور کس کیلئے نفع رسا ہے؟
کہ من آنرا جانم و ایں احام
کہ میں اُس کے لئے جان اور ایں کیلئے موت ہوں
نام من اینست بر لوحِ قدر
لوحِ محفوظ میں میرا یہ نام ہے
شرح کرے نفع و ضررش اے کیا
نفع اور نقصان کی شرح کرتے لئے بڑے
عالم و داناشدند و مقتدا
عالم اور دانا اور مقتدا بنے
جسم را از رنج می پر واختند
بدن کو رنج سے بچاتے و لائی
عقل جس را سوی بے سودہ گجا
عقل جس کیلئے لامکان کی جانب است کہاں ہے؟
جز پذیرائے فن و محتاج نیت
مضرت و رشدد و فن کو قبول کر لینے والی کے علاوہ کچھ نہیں
لیک صاحبِ وحی تعلیمش دہد
لیکن اُس کو صاحبِ وحی تعلیم دیتا ہے
اول اُو لیک عقل آں را فرود
اُن کی ابتدا اور، لیکن عقل نے اُن کو بڑھایا

معمول ہو گیا ہے یعنی حضرت
سلیمان کوئی نئی بولی آگ بولی
دیکھتے تو اُس سے اُس کا نام
اور نفع و نقصان دریافت
کرتے پس بگفتے وہ جبری
بولی اپنا نام اور اپنے افعال
و خواص حضرت سلیمان کو
بتا رہی توجہ سمجھتی قدر نقصان
و قدر کیا بولی۔
کہ پس طیب حضرت
سلیمان سے اس بولی کے
افعال خواص سیکھ لیتے تھے۔
تا کتبہائے طیبی ساختند
تصنیف ہوئیں جہنم راجحانی
بیابانوں کے علاج کرنے لگے۔
ایں نجوم و طب کسب معلوم کی
ابتدا وحی کے ذریعہ ہوئی ہے
حدیث شریف ہے ان نبیائے
میں الانبیاء کان فیہا حقائق
فمن و ان فی حقائق
صدق و من کفر تو انی
کذب یعنی ایک نبی تکبر
کھینچتے تھے (جس سے آئندہ
کے واقعات معلوم ہو جاتے
تھے) پس جس اہل اور بقا
اور نجوم کی کھیران کی کھیر کے
مطابق ہوتی ہے وہ درست
ہے اور جس کی مخالف ہوتی ہے
وہ غلط ہے۔
کہ عقل جزوی۔ عام انسانی
عقل استخراج یعنی علم کا ایجاد
کرنا قابلِ تعلیم یعنی عام عقل
انسانی میں سیکھنے کی صلاحیت
ہے اور صاحبِ وحی اُس کو
سکھا دیتا ہے لیک عقل حکماء
اور فلاسفہ نے اُن علوم پر
اُڑانے کئے ہیں۔

ہیچ حرفت ابید کی عقل ما

دیکھ ! ہماری یہ عقل کوئی پیشہ

گرچہ اندر مکر موی اشکاف بد

اگرچہ اوہ عقل اندر میں بال کو چیرنے والی تھی

والش پیشہ ازین عقل اربکے

پیشہ کا بلم اگر عقل سے ہوتا

لے ہیچ حرفت۔ کوئی پیشہ
بغیر استاد کے نہیں ہو سکتی۔
گرچہ عقل اگرچہ موشگافیاں
کرتی ہے لیکن بغیر استاد کے
کوئی پیشہ نہیں ہو سکتی۔
پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر عقل
عقل کی وجہ سے ہوا کرتا تو
وہ بغیر استاد کے حاصل ہو
جایا کرتا۔

لے آموختن۔ قابل نے
قبر کھودنے کا پیشہ کوئے سے
سیکھا۔ کوئی بھی قبر کھودنا۔
ز فکر خود قابل کے خود فکر
سے اسکو حاصل نہیں کا۔ قابل۔
حضرت آدم کا اولاد جس نے
اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا
تھا۔ کے بھائی سے قتل کے
بدام کی نفس ستر پرے
پھر اہتمام میں کشتہ یعنی
ہابیل۔

لے دید۔ اس قابل نے دیکھا
کہ کوئی ایک مردہ کوئے کو لایا
اور اس نے زمین کھود کر اس
کو دفن کیا تو اس کوئے سے
قابل کو قبر کھودنے کا ستر آیا۔
کوئی۔ قبر کھودنے والا۔
چنگال۔ بنو۔ مہلتاک۔ بلم
والا عالم کشتہ۔ ثقف۔

تا ند او آموختن بے اوستا

کیا وہ بغیر استاد کے سیکھ سکتی ہے ؟

ہیچ پیشہ رام بے اُتاشد

کوئی پیشہ استاد کے بغیر قائم نہیں نہ آیا

پیشہ بے اوستا حاصل شدے

(تو) پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن پیشہ گور کنی قابل از زاغ پیش ازانکہ در عالم

قابل کا قبر کھودنے کا پیشہ کوئے سے سیکھا، اس سے پہلے کہ دنیا میں

علم گور کنی بود

قبر کھودنے کا بلم ہوا

کندن گورے کہ کتر پیش بود

کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا

کے نہادے بر سر او ہابیل را

(تو) وہ ہابیل (کی نفس کو) ستر پر رکھ رکھا

اس نخون و خاک در آغشته را

اس خون اور مٹی میں بھرتے ہوئے کو

بر گرفتہ تیزی آمد پراں

لے تیزی سے اُٹا اور لے رہے

در پے تسلیم اور گور کن

قبر کھودنے والا اس کو سکھانے کیلئے

زود ز زاغ مردہ را در گور کرد

جلدی سے مڑے ہوئے کوئے کو قبر میں رکھا

زاغ از الہام حق بد علناک

کوئی اشد (تائے) کے الہام سے عالم تھا

کہ بود زاغے زمین افزون بطن

کہ کوئی زمین میں بھرتے سے بڑھا ہوا ہو

نہادے اس فہم مر قابل را

اگر یہ بھمتہ سناہیں میں ہوتی

کہ کجا غائب کنم اس کشتہ را

کہیں اس مقتول کو کہاں بچھاؤں ؟

دید ز زاغے زاغ مردہ در ہاں

اس نے دیکھا کہ ایک کوئی مردہ کوئے کو نہیں

از ہوا زیر آمد و شد او بطن

وہ ہوا سے نیچے اُٹا اور ہنرمندی سے بنا

پس بچنگال از زمین نیکیخت گرد

پھر اس نے زمین سے ہتکے نزدیک ہی سر کھودی

دفن کردش پس پوشیدش بجا

اس کو دفن کر دیا پھر اس کو بیتی سے چھایا دیا

گفت قابل آہ شہر بر عقل من

قابل نے کہا آہ، میری عقل پر افسوس ہے

عقل کل را گفت بازغ لبصر

عقل کل کہنے (اٹھٹاٹھنے) افریاسنگہ بکھل نہیں

عقل بازغ ست نور خاصہ گما

بازغ ذاتی عقل خاصان، خدا کا نور ہے

جاں کر او دنیالہ زاغاں پرد

وہ جان جو کون کے پیچھے اڑے

ہیں مرواندر پئے نفس چوزاغ

خبردار! کوئے جیسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر روی رو دپئے عنقای دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عنقا کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودای تو

تیرے خیال کی نئی گما س ہر وقت

تو سلیمان وار دادا و بدہ

تو حضرت، سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حال ایں زمین باثبات

کیونکہ اس پائدار زمین کی جیٹی کا حال

در زمین گرنے شکر و زخو نیست

زمین میں خواہ گستا ہو خواہ رشک

پس زمین دل کہ نہتش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا برہما خیال تھا

گر سخن کش بنیم اندرا بخمن

اگر میں مجلس میں سخن نبسر دیکھوں

و سخن کش یا کم آں دم زن بزد

اگر میں اس وقت بزد کو بات نہ کہنے والا پاؤں

عقل جزوی می کند ہر سو نظر

جزوی عقل ہر جانب نظر دیتی ہے

عقل زاغ استاد گور مردگان

کوئے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاغ اورا سوی گورتاں برد

کوڑا اس کو قبرستان کی جانب لے جائیگا

کو بگورتاں بردنے سوی باغ

جو قبرستان کی طرف بھاتا ہے نہ کہاں کیجا

سوی قاف و مسجد اقصای مل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کوہ قاف کی جانب (جا)

می دمد در مسجد اقصای تو

تیری مسجد اقصیٰ میں آگئی ہے

لے برازوے پای زبر و منہ

اس سے چہ لگا لگا کا پاؤں اس پر نہ رکھو

باز گوید باتو انواع نبات

بوٹیوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہیں گی

ترجمان ہر زمین ثبت نیست

ہر زمین کی پیداوار اس کی ترجمان ہے

فکر با اسرار دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیے

صد ہزاراں گل برویم در سخن

چمن میں لاکھوں پھولوں کا روں

میکر یزد نکتھا از دل چہ زور

(تو) چور کی طرح نکلتے دل سے جاتے ہیں

لے عقل کل را گفت بازغ لبصر

کال حق قرآن میں آپ کے بارے

میں فرمایا گیا ہے ما زاغ لبصر

و ما ظنی میں آنکھوں کی

آنکھوں نہ کج ہوئی نہ اس نے کبھی

کی عقل جزوی عام انسانی

عقل عقل لہذاغ۔ جو عقل صحیح

کام کرتی ہے وہ خاصان خدا

کا نور ہے جو ان کو عطا کر دیا گیا

ہے عقل لہذاغ کوئے کی عقل

قرآنی ہی ہے کہ وہ قابل کو

گور گئی سکھاسکی زرقاں شیشی

بنیادی مشیوخ۔

لے ہیں مرو تیرا نفس ہی

چالاک میں کوڑا ہے آنکھ پیچھے

نہ لگ در نہ تجھے گورستان میں

پہنچا دیکھا۔ قمار دل۔ دل

جو کہ اسرار کا مرکز ہے اس کے

پیچھے چل قاف پہاڑ کا نام

ہے جو عنقا کا مقام مانا گیا ہے

نو گیا ہے تیرا دل مسجد اقصیٰ

ہے اس کے خیالات وہ

بویاں ہیں جو مسجد اقصیٰ میں

آگئی تھیں تو سلیمان وارجس

طرح حضرت سلیمانؑ ان

بوٹیوں سے علم حاصل کرتے

تھے تو میں اپنے خیالات سے

دل کا علم حاصل کرتا رہا۔ تراکھ۔

جس طرح کے خیالات پیدا

ہو گئے اس سے قلب کی حالت

کا اندازہ لگائے۔

لے در زمین۔ زمین کی اچھائی

اور برائی معلوم ہو جائیگی

ہے جو زمین گستاخا نے وہ بہتر

ہے اور جو زمین نرک لگائے

وہ خراب ہے۔ زمین دل۔

خیالات دل کی زمین کی

پیداوار میں ان سے دل

کی اچھائی برائی معلوم ہو جائیگی اگر سخن کش۔ اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔

در سخن کش۔ اگر سامعین نا فہم ہوں تو گنتے ذرا انتہا کر لیتے ہیں۔

لے مستمع جب سنے والوں

میں اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر
ہے اسرار و مکارا اہلوں کو بھٹانے
چاہئیں مجتنب سننے والے کا
جذبہ مضامین کی کشش کا سبب ہے
اور جذبہ بھی صادق مضاف دہی ہے
میں رومی جی طرح کا ہر کشش
جو اس طرح ایک پوشیدہ کشش
ہو جو کبھی سیدھا چلائی ہو کسی مٹلے
اور انسان بندھا ہوا ہو لیکن
نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ
کھینچنے والا مشترک انسان کی
مثال مانند ہے اونٹ کی سی ہے
جس کی مہار دوسرے کے قبضہ
میں ہوتی ہے انسان کو کھینچنے
والے کی طرف دھیان نہ پاجائے
۱۴ گرتے گرتے اگر انسان کا
غیر محسوس ہمار کھینچنے والا ظاہر
ہو جائے تو دنیا و دعوے کا گھر
نہ رہے بھڑاب کھینچنے والا
دار و دار و دار و دعوے کا
گھر گھر کا نوکر گرامی کی طرف
کھینچنے والا دوسرا و تاشیطان
ہے۔ درپے درپے پھر وہ کا دیکھی ہیں
کا اقبال نہ کرتا جیترا نامور۔ مگر

یعنی کافر

۱۵ گائے اگر قصائی کی

حقیقت واقف ہو جائے تو کبھی

بھی اپنے پیچھے اس کی دکان تک نہ

جائے ذائقے ہاتھ سے چارہ کھا

نہ اسکو دودھ پلائے۔ تو درودھ

اگر مجبوری میں قصائی کے ہاتھ

کی گھاس کھاتی تو کبھی بہتر نہ ہوتی

علف چارہ چیت۔ دنیا کا بقا

اور دکاندار کی غفلت سے

پل رہا ہے درد دنیا کی دولت

کا خاتمہ بھاگ دوڑ اور مار پیٹ

کے سوا کچھ نہیں ہو۔ وہ دو بھاگ

دور آستانہ تیرہ مین دنیا دار

مستمع چوں نیست خاموشی بہتر

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے

مجتنب ہر کس بسوی جاذب

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گمرہ و گہ در رشد

تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اشترے کوری مہار تو رہیں

تو اندھا اونٹ ہے کتیری مہار گروی ہے

گر شدے محسوس جذاب مہا

اگر مہار کھینچنے والا نظر نہ ہو جاتا

گہر دیدے کو پے سنگ می رود

کافر دیکھ لیتا کہ وہ گتے کے پیچھے جا رہا ہے

درپے او کے شدے ہمچوں اسیر

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا

درپے او کے شدے مانند چیز

ہمچیز کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا

گاؤ اگر واقف قضا باں بے

اگر گائے قضاویوں سے واقف ہوتی

یا بخورے از کف ایشاں بوس

یا کب اپنے ہاتھ سے بموسی کھاتی

ور بخورے کے علف مضمش شدے

اور اگر کھاتی تو چارہ اس کو کب مضمش ہوتا

پس ستون اینچماں خود غفلت

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دود و باخرت بخور

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

نکتہ از نا اہل گر پوشی بہتر

اگر نکتہ کو کو نا اہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذب صادق نے جو جذب کا ذب

سچی کشش جھوٹی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدائے واکت می کشد

نہ دور نفاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو کشش می ہیں مہارک میں

تو کشش کو دیکھ، اپنی مہار کو نہ دیکھ

پس نہ مانند اس جہاں دار الغرا

تو یہ دنیا دعوے کا گھر نہ رہتی

منخرہ دیو سیہ روی شود

سیاہ روی شیطان کا فرمانبردار بن جاو

پائے خود را واکشیدے طفل پر

بڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خود را واکشیدے گہر نیر

کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پے ایشاں بدل کاں شدے

(تو) کب اپنے پیچھے اس دکان تک جاتی

یا بدائے شیر شاں از چالپوس

یا پیار سے کب ان کو دودھ دیتی

گر ز مقصودے علف واقف بکے

اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی

چیت دولت کایں واد و بال آ

دولت کیا ہے یہ بھاگ دوڑ ہے مار پیٹ

جزدیں ویرانہ نبود مرگ خر

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

تو بخت کارے کہ بگرفت بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
زاں ہی تانی بدادن تن بکار
اسی وجہ سے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
ہمچنین ہر سر کہ گرمی دراں
اسی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
بر تو گر پیدا شدے زاں عیب شن
اگر اس کا عیب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
حائل کا خرز و پشیاں می شوکی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے
پس پیوشید اول آں بر جان ما
(اللہ نے) شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا
چوں قضا آورد حکم خود پدید
جب تمنا نے اپنا حکم عیاں کر دیا
ایں پشیمانی قضای دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری تمنا ہے
ورکنی عادت پشیاں خود شوی
اگر تو عادت نکال لے گا شرمندگی خود نکالے گا
نیم عمرت در پریشانی شود
تیری کو ہی عمر پریشانی میں (مرت) ہو جائے گی
ترک ایں فکر و پشیمانی بگو
اس نکر اور شرمندگی کو چھوڑ
ورنہ داری کا زین کو تر بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عیبش اس دم بر تو پوشید شدست
اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
کہ پیوشید از تو عیبش کردگار
کیونکہ اگر اقلانے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ کیا
عیب آں فکرت شدت از تو نہاں
تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
زور میدے جانت بعد المشرقین
تیری جان اس سے شرق و مغرب کی دوری پر بھائی
گر شود ایں حالت اول کے نوی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جائی تو رکب دوڑتا
تا نکیم آں کار بر وفق قضا
تا کہ ہم تمنا کے مطابق وہ کام کریں
چشم و اگشت و پشیمانی رسید
آنکہ نکل اور شرمندگی ہوئی
ایں پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
زیں پشیمانی پشیاں تر شوی
اس شرمندگی سے (اور) زیادہ شرمندہ ہوگا
نیم دیگر در پشیمانی رود
باقی آدمی شرمندگی میں جلی جائے گی
حال دیار و کاریں کو تر بگو
اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
پس پشیمانیست بر فوقت چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کمر بننے پر ہے

انسان کو اپنے من اپنی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔ ورنہ دلی۔ اگر یہ ہے کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود ہے جس سے اس نے قریبے کام کی شرمندگی میں وقت گزاریا ہے تو پھر یہ جا کہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹے پر ہو رہا ہے۔

لے تو بخت۔ آدمی جس کام میں محنت اور کوشش سے لگتا ہے غلام اس کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے تب ہی وہ لگا رہتا ہے۔ ہمچنین۔ یہ کام صرف کام میں ہی نہیں ہے۔ نکر و خیال میں بھی ہے۔ اگر اس خیال کا عیب عیاں ہو جائے تو آدمی اس سے کوئی بھاگے۔ بقدا لشرتیں۔ وہ حامل جو شرق اور مغرب میں ہے۔ لے حال جس حالت اور کیفیت سے انسان آخر میں شرمندہ ہوگا اگر ابتدا میں اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو اس میں بھی رنگے جھٹکا۔ خدائے برحق کا نام یہ ہے کہ کام اور خیال کی برائی انسان پر ظاہر نہ ہو ورنہ تمنا کے مطابق کام کر کے گمراہ پشیمانی۔ ایک تو وہ کام مقدس تھا پھر یہ پریشانی ایک دوسری تمنا۔ عداوتی ہے۔ اگر پشیمانی۔ عداوت پر شرمندہ ہونا یا اور عیب نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ تو رکب۔ اگر انسان گناہوں پر شرمندگی میں پھنس کر نہ گیا تو انجام کار اس شرمندگی سے اس کو اور شرمندگی ہوگی۔ لے نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں پر شرمندگی ہی اپنا شیعہ بنالے گا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی غفلت کاموں کی پریشانی میں گھڑی اور آدمی شرمندگی میں گھڑی کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ آیا ترک۔ پشیمانی کی عادت کو چھوڑ کر

اے گونہ دانی۔ اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہے تو اس پر چلاؤ اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تونے یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر تھا بندہ دانی جو شخص بڑی کو نہیں سمجھتا ہے وہ نیک کو نہیں سمجھ سیکے اس لئے کہ ایک چیز کو اس کی منہ سے جانا ناممکن ہے چوں کہ تو کہ ہماری نصیحت ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع کر اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے سے میں عاجز ہوں تو ایسا عجز تو گناہ چھوڑنے پر ہی تھا لہذا شرمندگی ختم کر لی اور اضطراری فعل پر شرمندگی لغبات ہے عاجزی تیری عاجزی قضاے خداوندی سے اختیار کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہے۔ عاجزی۔ انسان کا عجز قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔

اے ہمچیں۔ مولا نا پھر پہلے مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر تشا اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے پوشیدہ ہے۔ قلت۔ عیب۔ کس نہ دے۔ اگر اس آرزو کا عیب واضح ہو جائے تو پھر انسان کہنے سے بھی آدھرنہ جائے وہ دگر جس کام سے انسان کو نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اے خدا مولا نا نے یہاں سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے اللہ بڑے کاموں کے عیب کو ہم سے مخفی نہ رکھ اور

گر ہمیں دانی رہ نیکو پرست اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر بندہ دانی چوں کہ دانی نیک را بہتک تو نیک کو نہیں سمجھتا گاہ بڑی کر نہ سمجھتا چوں کہ ترک فکر اس عاجز شری جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہو چوں کہ بدی عاجز پشیمانی زحمت جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے عاجزی بے قادری اندر جاں عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں ہمچیں ہر آرزو کہ می بری (سی طرح جو آرزو تو کرتا ہے) ورنہ خودے علت آں آرزو اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمود کر دیتا گر نمودے عیب آں کار او ترا اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا وہ دگر کارے کز اس ہستی نفور وہ دوسرا کام جس سے تو تنفر ہے اے خدائے رازدان خوش سخن لے رازدان، شیریں کلام خدا! عیب کار نیک را منما بما ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا ہم براں عادت سلیمان شی بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

ورندانی چوں بدانی کایں بدت اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ بڑا ہو! خدا را از ضد تو اں دیدے فتی لے لوجان! خدا کو خدا سے پہچانا جاسکتا ہے از گنہ آنگاہ ہم عاجز بدی اس وقت گناہ (چھوڑنے) سے عاجز تھا عاجزی را باز جو کہ جذب کیت عاجزی کی جستجو کر کہ اس کی کشش سے ہے کس ندیدست نہ باشد ایں بدی یہ سمجھنے کسی نے نہیں سیکھی اور نہ ہوگی تو ز عیب آں حجابے اندری تو اس کے عیب سے پردہ میں رہے خود رمیدے جان تو از جستجو تو تیری جان جستجو سے خود ہم گنتی کس نہ دے کش کشاں آں سو ترا کوئی کھینچ تان سے تجھے آدھرنہ لے جاسکتا زان بود کہ عیش آمد در ظہور اس وجہ سے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہو عیب کار بند ز ما نہاں مکن بڑے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ تا نگر دیم از روش سرد و ہبا تاکہ ہم نہاں میں ٹھنڈے اور ناجیزہ نہیں رفت در سب میان روشنی (صبح کی) روشنی میں مسجد میں گئے

نیک کام میں کوئی عیب رونما نہ کر جہاں ذرہ، یعنی ناچیز ہم براں حضرت سلیمان اپنی عادت کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد اقصیٰ جاتے تھے اور نہی بوٹی تلاش کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے خاتمہ اور شفقت معلوم کر سکیں۔

قاعدہ ہر روز رومی جست شاہ

روزانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے

دل بہ بیند ستر ہداں چشم صفی

صفتی آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز

کہ بہ بیند مسجداں در نو گیا

تا کہ مسجد میں اکوئی، نئی ہوئی دیکھیں

آں خشایش کہ شد از عامہ خفی

اُن بوٹیوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

قصہ صوفی کہ در میان گلستاں سبز زانو نہاد مراقب بود یارانش

اُس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا، اُس کے دوستوں

گفتند ستر پر آں و لفرج کن گلستان ریا حین و مرغان را کہ

نے کہا کہ ستر اٹھا باغ اور پھولوں اور پرندوں کی پرستش کیونکہ (نیک ہے) اللہ کی

فَانْظُرُوا اِلَى الْاَثَارِ رَحْمَةُ اللهِ وَجَوَابُ كَفْتِنْ صُوفِي يَارَاں رَا

رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفی در باغ از بہر کشاد

ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے

پس فرورفت او بخود اندر نقول

وہ گہرائی میں اتر گیا

کہ چہ خشی آخراں در زرنگر

کہ کیوں سوتا ہے انگوروں کو دیکھ

امر حق بشنو کہ گفت ست انظر او

اللہ (حق) کا حکم سن اُسے فراہم ہے اس کو دیکھ

گفت آشارش دلست بواہوس

اُس نے کہا ہے تو واہوس اُسکے آثار دل ہے

باغبا و سبز ہا در عین جاں

باغات اور سبزے جان میں ہیں

آں خیال باغ باشد اندر آب

پانی میں باغ کا مکس ہوتا ہے

باغبا و میو ہا اندر دلست

باغات اور پھل دل کے اندر ہیں

صوفی نہ روی بر زانو نہاد

صوفیوں کے طرح پر ہنڈ زانو پر رکھ دیا

شد لعل از صورت خویش فضول

ایک انسان اُسکی بیندگی (صورت) پریشان ہو گیا

ایں درختاں بین و آثار خضر

ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ

سوی ایں آثار رحمت آر رو

رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر

آں بروں آثار آشارست بس

وہ باہر نقطہ آثار کے آثار ہیں

بر بروں عکس چو در آب وں

باہر اُس کا مکس ہے جیسا کہ رواں پانی میں

کہ کند از لطف آب اضطراب

جو پانی کی لطافت کی وجہ سے ہوتا رہتا ہے

عکس لطف و بریں بے گلست

اُسکی لطافت کا مکس اس پانی اور گلست پر ہے

لہ دل بہ بند جس میں محبت

سلیان بوٹیوں سے اُنکے مالت

معلوم کر لیتے تھے یہ طریق صرف

اپنے دل کی صفتی آنکھوں سے

معارف کا راز دیکھ لیتا ہے۔

خشایش جیش کی جمع ہے

گھاس، لفرج، لفرج، پاجن۔

ریحان کی جمع ہے، ہر خوشبودار

پودا، کشادہ کشادگی، تفسیح

جمع نقول۔ گہرائی۔

لہ چہ شیں اس شخص نے

مراقبہ کو سونے سے تعبیر کیا۔

انگور، خضر، سبزہ۔ آخر حق نقول

باکریں ہیں۔ فَاَنْظُرُوا اِلَى

اَلْاَثَارِ رَحْمَةُ اللهِ وَجَوَابُ

اَلْاَثَارِ بَقْدَ مَوْتِہَا۔ پس

دیکھو اللہ کی رحمت (راہیں)

کے آثار (نہایت) کو وہ کس

طرح زمین کو زندہ کر دیتا ہے

اُسکے مژدہ ہو جائیکے بعد گفت

اُن صوفی نے کہا کہ دراصل

رحمت کے آثار دل کے آثار

ہیں جن کا مراقبہ میں مشاہدہ

ہوتا ہے اور یہ دنیا کے باغ و

بہار دل کی نشانیوں کے

نشانات ہیں اور ہر طرح ہیں

باغ و بہار کا مکس اس نہر میں

نظر آتا ہے جو باغ میں رواں

ہے اسی طرح یہ باغ و بہار دل

کے آثار کا مکس ہیں۔

وہ کہ خیر ہے نہایت اُس کا مکس ہے جیسا کہ اُس کا مکس پانی میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ کائنات اُس سے درجہ

لے دارالغور۔ دھوکے کا گھر۔

اس غور۔ اس دنیا کو دھوکا
گھر اسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ
یہ کائنات دل کے آثار کا عکس
ہے مغز و ران۔ جو لوگ دھوکے
میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسی
کائنات کو اصل اور جنت کہہ
کے بستے ہیں۔ جی کر بزدل۔
جوان باغوں کی اصل ہے یہی
دل کی باغ و بہار اس کو بھانپتے
ہیں اور اس عکس کے حصول پر
شغف و غمناک ہیں۔ چونکہ جب
اس خواب غفلت سے بیدار
ہونگے۔ اصل حقیقت نظر آئے گی
لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ
ہوگا۔ بگورستان اس وقت یہ
لوگ قبرستان میں ہونگے۔ اور
دارالصل سے جا چکے ہونگے تو صرف
آہیں بھرنے اور راحستر کہنے
کے کچھ حاصل ہوگا۔

لے نے خاک میں شخص نے
موت پہلے فنا میں کر لی اور
اصل باطن کا راز پایا وہ قابل
سباک کا ہے۔ فقہ یہاں سے
پھر حضرت سلیمان کا بڑیوں کو
ہکام ہونا بیان کیا ہے۔ غریب
برادر کو نوازا۔ ایک گھاس کا نام
ہے جس کا آگن مکان کی برادری
کی نشانی ہے۔ مسجد یعنی مسجد
اقصیٰ خوش یعنی اُنکے اور خوش
کی طرح بچہ دانے تھے۔

لے دید حضرت سلیمان نے
یہ نئی ہوئی دیکھی جو بہت ہی
سرسبز و شاداب تھی۔ کڑو یعنی
بوٹی نے حضرت سلیمان کو سلام
کیا۔ بے شک یعنی اس بوٹی
کی خوشنوائی سے حضرت سلیمان
کی طبیعت شگفت ہوئی۔

گر بنوئے عکس اک سرورِ سرور

اگر یہ، اس سرور کے سرور کا عکس نہ ہوتا

اس غورِ آنست یعنی آن خیال

یہ دھوکہ دہی ہے یعنی وہ عکس

جملہ مغز و ران بریں عکس آئدہ

سب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں عکس پر عکس ہیں

می کر بزدل از اصول باغہا

وہ باغوں کی اصولوں سے بھانپتے ہیں

چونکہ خواب غفلت آید شاں سہر

جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہوگی

پس بگورستان غر لو اقامد اوہ

قبرستان میں بہت شور اور آہ ہے

اے خنک عکس کہ پیش مرگ مرد

وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے، جو میرے پہلے مر گیا

پس بخوانے ایزدش دارالغور

تو اس کو اللہ تعالیٰ، دھوکے کا گھر نہ فرما

ہست از عکس دل جانِ جمال

انسانوں کے دل اور جاں کا عکس ہے

برگمانے کا پس بود جنت کدہ

اس گمان سے کہ یہ جنت کدہ ہوگا

برخیالے می گنند اس لاغہا

یہ بکواس عکس پر کر رہے ہیں

راست بینند چہ نمودست آن نظر

ٹھیک دیکھ لیں گے لیکن وہ دیکھنا کیا مفید ہے

تا قیامت زیں غلط و احسرتاہ

بقیامت تک ایسی غلطی سے، افسوس

یعنی آواز اہل اس رز بویے مرد

یعنی اس کو اس انگورستان کی اہل کا پتہ چل گیا

قصہ رستنِ خروب در گوشہ مسجدِ قضیٰ و غمگین شدنِ سلیمان

مسجدِ قضیٰ کے کنارے پر خروب اُگنے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام

علیہ السلام ازاں چوں سخن آمد و نام و خاصیت خود گفت

کا رنجیدہ ہونا جبکہ اُس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

شد بعات مسجد اندر لے فتی

لے نوجوان! عادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے

رستہ برفے دانہ پیمچوں خوشہ

خوشہ کی طرح اُس پر دانے اُگے ہوئے تھے

می رلوداں سبزیش نور از لب

اس کی بڑی آنکھ کی روشنی کو لبک پر ہی تھی

او جواش گفت و شگفت خوشیش

انہوں نے جواب دیا اور اسکی خوشنوائی سے کھل گئے

ہمچنین روزے سلیمان از قضا

تقدیر سے ایک روز حضرت سلیمان

نو گیا ہے دید اندر گوشہ

ایک گوشہ میں ایک نئی بوٹی دیکھی

دید پس نادر گیا ہے سبز و تر

انہوں نے ایک بہت کیا سبز اور تر بوٹی دیکھی

پس سلامش کرد و در لالٰں خشیش

اس بوٹی نے فوراً اس کو سلام کیا

گفت نامت چیت برگویدہاں
 انھوں نے فرمایا اس بستا تیرا کیا نام ہے؟
 گفت اندر تو چہ خاصیت بود
 فرمایا تیسرے اندر کیا خاصیت ہے
 من کہ خرو و کم خراب من زلم
 میں چونکہ خرو و کم خراب کی خرابی ہوں
 پس سلیمان اے ماں دانست
 تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
 گفت تا من متم ایں مسجد تقیہ
 انھوں نے (دل میں) کہا جنگ میں (زندہ) ہوں یہ بھولنا
 تا کہ من باشم وجود من بود
 جب تک میں ہوں اور مسجد وجود ہے
 پس خرابی مسجد مابے گماں
 تو یقیناً ہماری مسجد کی تباہی
 مسجد است اے دل کہ چشم سجد
 وہ دل مسجد ہے جس کا جسم نساوی ہے
 یار بدر چوں رست در تو ہر او
 میرے اندر جب رستے (رست کی جہت) آگے
 بر کن از بخشش کہ گر سر بر زند
 انکو چڑے اکھاڑے اس نے کہ اگر ابھرے گی
 عاشقا خرو و تو آمد کشی
 اے عاشق! کبھی تیسری خرو و ہے
 خوش رانا دان و مجرم کو ترس
 اپنے آپ کو نادان اور مجرم کہہ کر
 چوں بگوئی جاہلم تعلیم دہ
 جب ترکے میں جاہلی ہوں، سکھارے

گفت خرو و بے شاہ جہاں
 اس نے کہا اے شاہ جہاں! (میر نام) خرو و ہے
 گفت من ز تم مکان یراں شود
 اس نے کہا میں اگر تو مکان ویراں ہو جائے
 ہادم بنیاد ایں آب و گم
 میں اس پانی اور مٹی کو ڈھالے مٹی ہوں
 کہ اجل آمد سفر خواہ نمود
 کہ موت (قریب) آگئی، وہ سفر آخرت کرے
 در خلل ناید ز آفات زیں
 زمین کی آفتوں سے غل میں نہ آئے گی
 مسجد اقصیٰ مختل کے شود
 مسجد اقصیٰ کب تباہ ہو سکتی ہے؟
 نبود الا بعد مرگ مابداں
 ہمارے مرنے کے بعد ہی ہوگی، سمجھو
 یار بد خرو و ہر جا مسجد است
 جس جگہ مسجد ہے، بڑا درست خرو و ہے
 ہیں از و بکریز و کم کن گفتگو
 خبردار! اس سے بھاگ، بات نہ کر
 مر ترا و مسجد را بر کنند
 تجھے اور تیسری مسجد کو اکھاڑ دے گی
 پیمو طفلان شوی کشیوں می غنہ
 تو بھی کی طرف گمشدہ کے بن پیمو کی طرح کیوں رہا؟
 تانہ دزد و از تو آں ستاد درس
 تاکہ درس کا استاد تجھ سے (انکو) نہ جڑے
 انچنین انصاف از ناموس بہ
 ایسا انصاف ا بڑائی سے بہتر ہے

اے من ز تم، اس بڑائی
 کہا جہاں میں لگتی ہوں بیکر
 ویراں ہو جاتی ہے خرو و
 چونکہ میرا نام ہی خرو و کہند
 لہذا میں مکان کی بربادی کی
 علامت ہوں۔ آب و گم یعنی
 مکان پس سلیمانی مسجد کی
 تباہی سے حضرت سلیمانی کجھ
 گئے کہ ان کی طاعت کا وقت
 آگیا ہے کوئی مٹی کی زندگی
 میں اس مسجد کی بربادی نہ
 ہو سکتی تھی محض غل یا نہ
 پس خوابی مسجد کی بربادی تو
 میرے مرنے کے بعد ہو سکے
 گی۔

مٹے مسجدت یہاں سے
 مولانا نے ایک لڑکائی مثنوی
 شروع فرمایا ہے کہ جس دل کا
 جسم لڑکی ہو وہ دل مسجد ہے
 اور بڑی صحبت اس کیلئے
 خرو و بڑی ہے۔ یار تو جب
 برے دوست کی صحبت دل
 میں آگے گی تو مسجد دل رباہ
 ہو جائیگی اور تیرا ہوجاؤگا
 عاشقا مالک کے دل کی
 خرو و اس کے دل کی کبھی
 ہے جو اسکو مرشد سے دور کر دیتی
 ہے۔ غوی غویہ کن گمشدہ کے
 بن جانا۔

مٹے خرو و را شیخ کے سامنے اپنے
 آپ کو نامان اور مجرم سمجھا کر
 تعلیم دینے میں دریغ نہ کرے چو
 بگوئی جب قرآن مجید اور
 غلاما اقرار کر کا تو شیخ تجھے تعلیم
 دیکھا انصاف۔ یہ جہالت کے
 اقرار کی نکتہ جو اتنی ہے چٹا
 کے فخر سے بہت بہتر ہے۔

۱۱۔ اچھڑ حضرت آدم نے
نورِ احسن کر دیا تھا شیطان
کی طرح مزار اور بہانے بنائے
تھے۔ چار۔ جھوٹا۔ باز شیطان
نے اپنی خطا کے سلسلہ میں خدا
سے بحث شروع کر دی اور
طرح طرح کے مذہب تراشے۔
کروم۔ کر دی۔ ام۔ رنگ۔ یہ
بدعتی کا رنگ تیرا چھایا ہوا
ہے۔ رت۔ ہما۔ اغوی۔ تینی۔
اے خدا تو نے کس وجہ سے
مجھے گرا دیا، یہ شیطان نے
کہا تھا جبری۔ یعنی شیطان نے
اپنے آپ کو مجبور محسوس بنا کر
پیش کیا تھا۔

۱۲۔ برزخ۔ گناہ۔ پر
اپنے جبر کو بہانہ بنا کر چار
اپنے اختیار سے قطع نظر کرنا
ہے۔ مجبور شیطان نے بہانے
مذہب کے اللہ قائل سے بحث
و مباحثہ شروع کر دیا۔ چوں۔ چونکہ
انسان گناہ غرضی خوش کرتا
ہے تو اس خوشی کے ہونے چوں
جبر کا منہ خط ہے۔ انچناں۔
گناہوں کی طرف تھک کر تے
ہوئے جانے کے ساتھ جبر اور
اکراہ کہاں جمع ہو سکتا ہے۔
بیت۔ مردہ۔ نصیحت۔ کرتوں
کے ساتھ تو ہیں انسانوں کی
سی ڈرائی ڈرا ہے تو گناہوں
میں تو مجبور کیسے ہے؟
۱۳۔ کہ جواب۔ تو نصیحت کرنے
والوں سے کہتا ہے کہ جبر اور
میں نے اختیار کیا ہی صحیح ہے
اور مجھے کوئی جبری طعنہ نہیں
سکتا ہو تو مجبور و ایسی باتیں کہ
کہتا ہے اور اس ڈرائی کہ ڈرا
ہے۔ ہر نفست۔ ہر نفس۔

از پدرا آموزائے روشن جبین

اے روشن جبین! باپ سے سیکھو

نے بہانہ کر دینے تزیور خست

نہ بہانہ کیا، نہ مکر کیا

باز آں ابلیس بحث آغاز کرد

پھر ابلیس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا غم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے، تو ہی مجھے رنگنے والا ہو

ہیں نحواں رب ہما اغوی تینی

خبردار! رت ہما اغوی تینی کو بڑھو

برزخ جبر تا کے بر جہی

جبر کے برزخ پر کب تک کو دتا پھرے گا

ہمچو آں ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں بود اگر اہ با چندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟

انچناں خوش کش دود در مری

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون ڈرتا ہے؟

بیت مڑہ جنگ می کردی در آ

تو نے اس معاملہ میں ہیں انسانوں کی طرح جنگ

کہ صواب نیست راہ اینست سب

کہ صحیح یہی ہے اور بس راست یہی ہے

کے خنیں گوید کسے کو مکرہ ست

جو مجھ سے وہ کب اس طرح کہتا ہے

ہرچ نفست خواست داری اختیار

جس چیز کو تیرا ہی پاپ ہے تو میں اختیار نہ کرتا

رَبَّنَا کُفْتُ وَطَلَمُنَا بِشِ اِزِی

اُس نے اس سے پہلے رتنا اور طلما کہہ لیا

نے لوار مکر و حیلت بر فراخت

نہ مکر اور حیلت کا جھوٹا اکلند کیا

کہ بدم من سرخو کر و کریم زرد

کہ میں سرخ و تمنا تو نے مجھے مشر مندہ کیا

اصل جرم و آفت و دائم توئی

میں نے جرم اور آفت اور دائم کی جڑ تو ہے

تا نگر دی جب سری و کشر تم تینی

تا کہ تو جس سری بنے اور ٹیڑھا نہ چلے

اختیار خویش رایک سو نہی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ (قائل) کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عیساں ہی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھینستا ہے

کسچناں رقصاں زود در مری

کون ہے جو اس طرح گرا ہی میں ناپت ہوا جائے؟

کت ہی داند پند آں دیگراں

وہ دوسرے جیکے تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جز یہی کس

مجھے نالائق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

چوں خنیں جنگد کسے کو بے رست

ایسی لڑائی کب ہو سکتا ہے وہ جو کہ لڑا ہے رستا

ہرچ عقلت خواست ایسی ضطار

جو جبری قاض پائے ہو اس پر مجبوری کو مٹا کر لے

نورِ احسن کر دیا تھا شیطان کی طرح مزار اور بہانے بنائے تھے۔ چار۔ جھوٹا۔ باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ میں خدا سے بحث شروع کر دی اور طرح طرح کے مذہب تراشے۔ کروم۔ کر دی۔ ام۔ رنگ۔ یہ بدعتی کا رنگ تیرا چھایا ہوا ہے۔ رت۔ ہما۔ اغوی۔ تینی۔ اے خدا تو نے کس وجہ سے مجھے گرا دیا، یہ شیطان نے کہا تھا جبری۔ یعنی شیطان نے اپنے آپ کو مجبور محسوس بنا کر پیش کیا تھا۔

داندائ کو نیکبخت و محرم است
جو نیک نعت اور دانائے مادیہ وہ جانتا ہے
زیر کی آمد سباحت در بحار
چالاک سمت مدد میں تیسرنا ہے
ہل سباحت رار ہا کن کبر و کیں
تیسرنا چھوڑ چھوڑ اور کینہ ترک کرے
وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
اور پھر گہرا اور بے پناہ سمندر
عشق چوں کشتی بود ہر خواص
خاصانِ خدا کیلئے عشق بمنزل کشتی کے ہے
زیر کی بفروش و حیرانی بخر
چالاک فروخت کر دے اور حیرانی خرید لے
عقل قرباں کن بیش مصطفیٰ
عقل کو حضرت مصطفیٰ پر قربان کر دے
ہمچو کنعاں سز کشتی و امکش
کنعان کی طرح کشتی سے سزائی نہ کر
کہ برآیم بر سر کوہ مشید
کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
چوں ہی از منتش لے بے رشد
لے گراؤ! تو اس کے احسان سے کیسے ہی سکتا ہے؟
چوں نباشد منتش بر جان ما
اے احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
تو چہ دانی اے غرارہ پر خند
اے ماسد مغرور! تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زابلیس و عشق از آدم است
چالاک شیطان کا اور عشق حضرت آدم کا کام جو
کم زہد غرق است اویایان کا
وہ نجات نہیں پاتا آخر کار ڈوبتا ہے
نیست جیوں نیست جودیتا میں
جیوں نہیں ہے ہنر نہیں ہے، یہ سمندر ہے
در زباید ہفت دریا را پچو کاہ
جو ساتوں سمندروں کو تنکے کی طرح بہا بجائے
کم بود آفت بود اغلب خلاص
(میں) آفت کم ہوتا ہے مگر نجات ہوتا ہے
زیر کی طن است و حیرانی نظر
چالاک، گمان ہے اور حیرانی غلطی ہے
خشی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
خشی اللہ کہ وہ ہے کہ اللہ بے گمان ہے
کہ غور شش داد نفس زیر کش
کیونکہ چالاک نفس نے اس کو دھوکا دیا
منت تو ہم چرا باید کشید
میں (حضرت) تو ہم کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
کہ خدا ہم منت آدمی کشد
جبکہ خدا بھی اُس کی ناز برداری کرتا ہے
چونکہ شکر و منتش گوید خدا
جبکہ اللہ (معاذ اللہ) اُن کا شکر یا اور احسان مانگا ہو
منت اور خدا ہم می کشد
اُس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

لے فائدہ نیک بخت خوب
سمجھتا ہے کہ عبادت کر کے
چالاک سے اُس کے خدیش
کرنا شیطان کا کام ہے اور عشق
و محبت جس کا تقاضا الٰہی است
ہے یہ حضرت آدم کا کام ہے۔
زیر کی اس طرح کی پناہ کی کینہ
کو ترک کر پار کرتا ہے جس کا انجام
جاکت ہے۔

لے بن جماعت۔ اللہ کے
مسائل میں چالاک سے کامیابی
ناممکن ہے۔ بہرہ کیں اس معاملہ
میں شیطان نے گمراہ کیا اختیار
کیا بیخون۔ شیخ کے قریب
ایک دریا کا نام ہے عشق
اس ناپیدا کنارہ کو مہر کر کے
کیلئے عشق بمنزل کشتی ہے۔

زیر کی انسان کو چالاک چھوڑ
کہ عشق کی حیرانی اختیار کر کے
چاہئے تب شاہد ماسد ہوگا
عقل قرباں کن۔ آنحضرت کی
قیامت پر عقل کو قربان کر دے
اور ان کے بنائے ہوئے راستہ

پر خدا کے بھروسہ پر عمل پیرا
لے تجر حضرت نوح کے
ناظران لڑکے کنعان نے طوفان
کے وقت حضرت نوح کے ساتھ
کشتی میں سوار ہونے سے انکار
کر دیا تو عشق کی کشتی سے بھار
کنعانی کام ہے کہ برآیم قرآن
پاک میں کنعان کا تصور منقرض
ہے۔ سناؤنی الیٰ حبیبی
تقصص نبی میں مغرب
پہاڑ پر ٹھکانا بنا لوں گا جو
مجھے بچا دے گا۔ اُس نے یہ

بھی کہا کہ میں حضرت نوح کا
احسان نہ لوں گا۔ چلن رہی۔

کنعان کو خطاب ہے کہ خدا میں نجات کی مدد دینا کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے کیوں گریز کرتا ہے۔
بقول جبکہ وہ خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری جانوں کو برداشت کرنا چاہئے۔ غرارہ۔ بھر کیں جہا۔

لے کاشکے کاشش اس بہت
کشفان کو تیرا نا تا تو رہ جگر
نوع کے ذریعہ نجات کا طالب
ہیں ہمارے کاشش بچے کو چکر
جیلے اور تدریس نہیں
وہ ہر صیبت کے وقت اس
کی پناہ پکڑا ہے۔ یا اہل علم۔ وہ
کشفان رسمی علوم سے محروم ہوتا
تو عقلی تدبیریں چھوڑ کر کسی با
خدا سے وہابی علوم کیکھ لیتا۔
باجنس۔ وہی علوم کے مقابلہ
میں رسمی علوم پیچ ہیں۔

لے چون تیرم۔ وہی علوم اور
رسمی علوم میں وہی نسبت جو
جو تیرم اور وضو میں، وضو پر
اگر قدرت ہے تو تیرم بیکار
ہے۔ غرضیکہ شیخ اور اہل
کے سامنے اپنے آپ کو ناکام
بنائے تب رسمی علوم کی نجات
سے نجات ملے گی۔ گفت۔
حدیث خریف ہے۔ اہل
النجۃ بلکہ مبتدی بولے
بھلے ہیں۔ اہل بیتہ شر۔ اہل بیتہ
مراد وہ شخص ہے جو عشق
خداوندی میں غافل اور دنیا
سے بے خبر ہو۔

لے اہل بیتہ۔ نادان سے وہ
نادان مراد نہیں ہے جس میں
مسخرہ پن ہو نہ وہ مراد ہے جو
اپنی نادانی سے دنیا کی دولت
جمع کرنے کا شوقین ہو۔ اہل بیتہ کو
وہ نادان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت
میں ہوا اور خدا کے عشق کا
اس کے گھر میں طوق ہو۔
اہل بیتہ۔ اہل بیتہ سے وہ مراد
ہے جو عشق خداوندی میں
اس طرح موش و موم طرح

کاشکے او آشنا ناموختے

کاشش کہ وہ تیرا نہ سیکمت
کاش چوں طفل از حیل جاہل بہر
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جاہل ہوتا
یا بعلم نقل کم بودے ملی
یادہ رسمی علم سے بچتا نہ ہوتا

باچنیں نوے چویش آری کتاب
ایسے نور کے ہوتے ہوئے جب تو کتاب سے بے گنا
چوں تمیم باوجود آب داں
بانی ہوتے ہوئے تیرم کی طرح کچھ

خوش ابلہ کن جمع میر و پیش
اپنے اچکھ نادان بنائے تابع بنکر اس کے پیچ میں
اکثر اہل النجۃ ابلہ لے پذر
لے باوا۔ جتنی اکثر بولے ہونگے
زیر کی چوں کبر بادانیز تست
چالاکی بکیر کی طرح تجھ میں ہوا بھر نیا ہے

اہل بیتہ نے کو، مسخرگی و توست
ایسا نادان نہیں جو مسخرہ پن سے والہ ہو
اہل بیتہ کو والہ و حیران ہوست
ایسا نادان جو اس کا عاشق اور حیران ہے
اہل بیتہ اند آں زنان دست بر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نادان ہیں
عقل را قرباں کن اندر عشق دست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے

تا طمع در نوع و کشتی دوختے

تا کہ نوع اور کشتی سے قوت وابستہ کرتا
تا چو طفلان چنگ در مار و زد
تا کہ بچوں کی طرح مار کا سہارا پکڑتا
علم وحی دل ربودے از ولی
کسی ولی سے دل کی وحی کا علم حاصل کرتا

جان وحی آسای تو آرد عتاب
تیری وحی سے مانوس جان تا دماغ ہوگی
علم نقلی بادم قطب زماں
قطب زماں کے قول کے سامنے رسمی علم کو

رشتگی زیں ابلہ یابی و بس
اس حماقت سے بس نجات پائے گا
بہر ایں گفت ست سلطان شہر
سردور مالم نے اسی نے فرمایا ہے

اہل بیتہ شوتا بماند دیں درست
نادان میں، تاکہ ایمان سلامت رہے
اہل بیتہ نے کہ شقاوت مال جوت
ایسا نادان نہیں جو بدبختی سے مال کی جستجو کرے

باشد اندر گردن او طوق دست
اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے
از کف ابلہ وز رخ یوسف نذر
جو ہاتھ سے بے خبر اور جگر ابروسف کے رخ کی خبر دے

عقلہا بارے ازاں شویست
بہر حال عقلیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں گاہ ہے

کہ عمری عمر میں حضرت یوسف کے عشق میں عمر ہو گئی تھیں اور انھوں نے اس محبت میں اپنے ہاتھ
کاٹ لئے تھے اور ان کو صرف فریاد یوسف کا ہوش تھا۔ نذر۔ نذر کی جگہ ہے، خبر دہندہ۔ ازاں شو۔
عقلیں آشد کا عطیہ ہیں قرآن کی راہ میں ہی صرف ہوتی پائیں۔

عقلہا آنسو فرستادہ عقل
بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں
زین سراز حیرت گراں عقلیت
اگر تیری عقل اس جانب چرت کیو جسے باقی رہا
نیست اس سورج فکر کے دماغ
اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے مگر
سوی دشت از دشت نکند بشنو
تو جنگ کی جانب آئے، کو جنگ سے نکلتے تھے
اندیش رہ ترک کن طاق و طرب
اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے
ہر کہ او بے سر بجنب دُم بُود
جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے
کثر و ست کور و زشت زہرناک
بیز چاہئے دلا ہے اور اندھا اور بُرا اور نہر ملا ہے
سَر بکوب آنرا کہ سرش اس بُود
جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر کھینچ دے
خود صلاح اوست اس سر کو تن
یہ سر کھینچنا اس کی بے سلامتی ہے
وَأَسْتَاں از دست دیوانہ صلاح
دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
چون سلاش ہست و عقلش نے کب بند
جبکہ اس کے پاس ہتھیار ہے اور عقل نہیں پہنچا تھ

ماندہ اس سو آنکہ گوست فضول
اس جانب اس نے باقی رکھیں جو حق اور بڑے ہیں
ہر سر مویت سر و عقلے شود
تیسرا ہر بال سر اور عقل بن جائے
کز دماغ و عقل روید دشت و باغ
کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگ اور باغ آگئے ہیں
سوی باغ آئی شود خلعت وی
باغ کی جانب آئے تو تیرا عمل سیراب ہو جائے
تا قلا و وزت بجنبند تو بجنب
جب تک تیرا رہنا حرکت نہ کرے حرکت نہ کر
بجنبش چون بجنبش کز دم بُود
اس کی حرکت بجنبش کی سی حرکت ہوتی ہے
پیشہ او خستن اجسام پاک
اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے
خلق و خوی مستمیش اس بُود
جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوتی
تار ہد جاں ریزہ اش زین شوم
تا کہ اس کی حقیر جان ہنوس جسم سے چٹکا پالے
تاز تو را فی شود عدل و صلاح
تا کہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو
دست او را ورنہ آرد صد گزند
اس کا ہاتھ ورنہ نہ تنہ نقصان پہنچائے گا

بیان آنکہ حصول علم مال و جاہ مرید گہرا فضیحت اوست و

اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا بداصل کو حاصل ہو جانا اس کی رسوائی ہے

چوں شمشیرت قتادہ بدست راہزنان

اور اس تلوار کی طرح ہے جوڑاکوئی کے ہاتھ آگیا ہو

عقلہا جو عقلمند ہیں وہ
عقلوں کو اللہ کی ذات و صفات
کے سمجھنے میں مصروف کرتے ہیں جو
بیوقوف ہیں وہ دنیا کے کاموں
میں عقل کا استعمال کرتے ہیں۔
زین سر اگر محبت کی بنا پر عقل
ذریعہ تو پھر انسان کا ہر ہر
رنگ عقل اور سر نہجاً ہے۔
نیت۔ دنیاوی امور میں عقل
سوزی ہے آخرت کے معاملہ
میں غور کر نیے عقل باغ و بہار
بنتی ہے جوئے دشت جب
عقل کی پیداوار کے باغ و جنگل
کی طرف رخ کر دے تو حق جل
سے دین کے نکتے سنو گے اور
تمہاری عقل تیرا تازہ ہوگی۔

اندیش۔ اس راہ عشق
میں اپنی شان و شوکت کو ترک
کر کے شیخ کے تابع بن جاؤ۔ حذر
یہی شیخ کو ختم۔ چھوڑ دو کہ
دُم میں ہوتا ہے۔ کز دم و جوش
کا اجتماع ذکر کا اٹھیں میب
ہی میب ہوں گے اور وہ پاک
روحوں کو زخمی کرے گا۔ حذر بکوب۔
ایسے شخص کی زندگی سے موت
بہتر ہے۔ اگر روح کا شمس پاک
جسم سے نہات لے۔

وَأَسْتَاں۔ دیوانہ سے
ہتھیار چھین لینا عدل اور نیکی
ہے۔ چوں۔ اگر دیوانہ کے ہاتھ
میں تلوار رہی تو بہت نقصان
پہنچا دے گا۔ بیان۔ انہوں کے
ہاتھ میں علم اور مال اور مرتبہ
ہی تھا۔ لیکن ہے جس طرح تلوار
کے ہاتھ میں تلوار۔

سلاہ بظہر بد باطن نرنگی۔
جشی عونا کم عقل ہوتے ہیں
پھر جب وہ نشہ میں ہوتی
عقل کی بات ذکر کیا۔ علم میں
بد اصل انسان ہر جہر کا لطف
استعمال کرے گا۔ قرآن۔ قرآن
الستدین، خوش نصیبی پس
جہاد کی مشروعت، اسی نے
ہونے ہے کہانی دنیا کے دیوار
کی طاقت ختم کر دی جائے
تا کہ یہ لوگوں کو تباہ و گمراہ نہ
کر سکیں۔ ستان، بھالا، جان
جان اور جن کو جہاد کرنا گریبان
کے ہاتھ سے تلوار چین لینا
ہے بقیہ عہدہ اور سلا

شیر
سلاہ یث اور بیتک اس کے
پاس ذرا نکلے تھے اس کے عیب
پچھے ہونے تھے وہاں ہاتھ
آہٹا تا کر یا کہ سانپ کا سوراخ
سے نکل پڑا ہے جملہ مصرا
جب جاہل اور نادان شاہ بن
جائے تو اس کے کاروبار سانپ
اور پتھر کی طرح لوگوں کو کاٹنے
ہیں۔ مال و منصب خود ہی
تباہ ہوتا ہے اور دوسروں کو
بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔

سلاہ یا کند جاہل باخدا یا پیش
کر گیا اور کسی کو کچھ نہ دیا اگر
دیکھا تو نا اہلوں اور غیر مستحقوں
کو دیکھا شاہ را۔ ذیلوں کو
باعزت بنایا گیا اور عزت اولیا
کو ذلیل کر گیا۔ جاہ۔ وہ اس کو
رتبہ اور منصب بھر دے گا کہ
وہ اس کیلئے کنواں ہے۔ اگر اس
مصراع میں ہی پنداشت کے
بجائے پندارہ پڑھا جائے تو ترجمہ
یہ ہوگا کہ ہم سمجھ کر مرتے کنویں میں گر گیا

وہ پندارہ کہ وہ پنداشت نہیں اور سرور کی کہ پنداشت

بد گہرا علم و فن آموختن
بدسل کو علم و فن سکھانا
تینغ دادن در کف زنگی مت
نست جشی کے ہاتھ میں تلوار ویدینا
علم و مال و منصب جاہ و قرآن
علم اور مال اور عہدہ اور (اُسے) داریگی
پس غزایں فرض شد بر مومنا
مومنوں پر جہاد اسی نے
جان او محنوش شمشیر او
اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اسکی تلوار ہے
آینچہ منصب می کند یا جاہلاں
جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے
عجب و مخفی ست چو لالت پیا
اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اسے نہ دیکھا جائے
جملہ صحرا مار و کژدم پُر شود
تمام جنگ سانپ اور پتھر سے بھر جاتا ہے
مال و منصب ناکسے کار و بدست
نااہل جرمال اور عہدہ حاصل کرتا ہے
یا کند بخل و عطا با کم دہد
یادہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا
شاہ را در خایہ بیزق نہد
شاہ کو پیدل کے خانہ میں رکھ دے گا
حکم چوں در دست گیر ہے قتاد
جب حکومت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی
رہ نمیداند قلا و وزی کند
راستہ نہیں جانتا، رہنمائی کرتا ہے

دادن تینغ بدست راہن
ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے
بہ کہ آید علم ناکس را بدست
اس سے بہتر ہے کہ علم ناپاگل کے ہاتھ آئے
فتنہ آمد در کف بدگوہراں
بداصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے
تا تا نند از کف مجنوں رساں
تا کہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھالا چین لیں
واستاش شمشیر رازیں زشت خو
اُس بدعات سے تلوار چین لے
از فضیحت کے کند صدر سلاں
رستوائی میں تلوار شیر نہیں کرتے ہیں
مارش از سوراخ بر صحر اشتافت
اس کا سانپ سوراخ سے جنگ میں دھڑکا
چونکہ جاہل شاہ حکم مَر شود
جب جاہل، کڑوے حکم کا شاہ بن جاتا ہے
طالب سوائی خویش او شد رست
وہ اپنی رستوائی کا طالب بنتا ہے
یا سخا آرد بنا موضع نہد
با سخاوت کر گیا تو بے موقع کرے گا
ایچنین باشد عطا کا تمق و بد
اسی طرح عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے
جاہ می پنداشت در جاہ قتاد
اس نے اس کو رتبہ سبھا اور نہ کوئی سبھا گرا
جان زشت او جہاں سوزی کند
اس کی بڑی جان دنیہ کو بھونکتی ہے

لے خیر: آپ اچھے ہر طرف
شیطان دور دورہ ہے خیر
وقت یعنی اس وقت علوم
درتے کا فیضان پہنچا دیوالے
صرف آپ ہیں۔ روح اطہر۔
حضرت یعنی قوم سے مدد پر
ہو کر آسمانوں پر پہنچ گئے۔
پیش آہیں جسے غلوئی خدا کے
لئے آپ آقا ہدایت ہیں
آپ کے لئے غلوئی اور دیگر
سے ہدائی مناسب نہیں ہے
آپ ہدایت کے کوہ قاف کے
عقارب ہیں۔ بدر۔ ہاندا آسمان
پر اپنی سیر جاری رکھتا ہے اور
گلوئی کے بھونکنے سے اپنی دکان
نہیں چھوڑتا ہے۔
لے قاف: آپ قاف کے مخالف
گئے ہیں ان کے بھونکنے سے
آپ اپنا طرز میں نہ رہیں۔
انیشرا: آخر خاموش رہو جب
قرآن پڑھا جاتا ہے تو خاموشی
سے سننے کا حکم ہے لیکن یہ
گئے اس حکم سے بے بہرہ ہیں
اور برابر بھونک رہے ہیں۔
بگنار: عالم یہاں ہے آپ اس
کی شفا ہیں مخلوق اندھ ہے
آپ اس کے راہنما ہیں مخالف
کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑیے۔
لے تو گفتم: مرث شریف
ہے۔ منی نادر مکتوبہ از تصنیف
خطوط غفر لہ نما لکھتے
منی ذنبہ و عاتاق جو جس
نے اندھ کی چالیں قدم تک
راہنما کی اس کے اگے پہلے
منہ بخشنے گئے۔ پس۔ آپ
اس اندھ مخلوق کی قیادت

لے خیر و منکر کاروانِ رہ زوہ
آٹھ! اور گئے ہوئے قاف کو دیکھ
خضر وقتی غوث ہر کشتی توئی
تو خضر زمانہ ہے، ہر کشتی کی تو مدد ہے
پیش ایں جمعے جو مجمع آسمان
اس مجمع کے آگے تو آسانی شمع کی طرح ہے
وقت غلوئی نیست اندر جمع آئی
غلوئی کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ
بدر بر صدر فلک شد شبِ ہماں
چو دریں کا پانچ آسمان کے بند پر ملت کر پھٹا
طاغناں پچوں سگاں بر بدر تو
تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے گلوئی کیلچ ہیں
ایں سگاں کر نذر امر انصوا
یہ گئے خاموش رہو کے حکم سے رہے ہیں
ہیں بگنار اے شفا رخور را
خبر دار! اے شفا! بیسار کو نہ چھوڑ
لے تو گفتم تا بداعی براہ
کیا تو نے خود نہیں کہا ہے اندھ کو راستہ پر لہجہ نیا لا
ہر کر اوچل گام کوئے را کشد
جرا اندھ کو چالیں قدم لے جائے
پس کچھ تو زیں جہان بے قرار
پس تو اس زوال پذیر دنیا سے بے جا
کار ہادی ایں بود تو ہادی
ہدایت دینے والے کا بھی کام ہے تو ہدایت دینے والا

ہر طرف غول ست کشتیاں شد
ہر طرف شیطان قلعہ بنا ہوا ہے
پچو روح اللہ ممکن تنہا روی
(حضرت) میلانی طرح تنہا روی اختیار کر
انقطاع و خلوت آری را ہماں
انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر
لے ہدی چوں کوہ قاف تو ہمای
لے وہ ذات! کہ ہدایت کو قاف ہے اور تو ہما ہے
سیر را نگذار داز بانگ سگاں
گلوئی کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا ہے
بانگ می دارند سویی صدر تو
جو تیرے رُتبہ پر بھونکنے ہیں
از سف و عووع کناں بر بدر تو
تیرے بدر پر یہ تو فانی سے بھول بھول کر رہے ہیں
تو زخیم کر عصای کور را
بہرے پر غصہ سے اندھ کی لاشیں نہ بھول
صد ثواب جبریا بداز الہ
اللہ کی جانب سے ثواب اور اجر پاتا ہے
گشت آمرزیدہ و یا بدر شد
وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے
جوق کوراں را قطار اندر قطار
اندھوں کے مجمع کو قطار در قطار
ما تم آخر زماں را شادی
تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوش ہے

بھونکنے ان کو قطار در قطار کیجی کرے جائے۔ آخر۔ آپ بنی خواتین میں ان کے سوگ کو خوشی میں
تبدیل کر دیجئے۔

ہیں واں کُن اے امامِ متقیں
ان لے متقیوں کے امام! پہنچا دے
ہر کہ در نگر تو دارِ دل گرو
جو تیرے کمر میں دل لگائے ہوئے ہے
بر سرِ کوریش کو رہا بہانہ ہم
میں آئے اندھے پن پر ہیست سا اندھاپن رکھ دو
عقلہا از نورِ من افروختند
(انھوں نے) عقلیں میرے نور سے روشن کی ہیں
چیت خودِ آلاچی آں ترکماں
ان معراشیں کی بھڑپڑی خود کیا ہے؟
آں چراغِ او بہ پیشِ صرصر
میری آمد میں کے سامنے اُس کا چراغ
خیز در دم تو بصورِ سہمناک
آٹھ! خونناک صورت میں پھونک مارے
چوں تو اسرائیلِ قتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرائیل ہے، آٹھ کھڑا ہو
ہر کہ گوید کو قیامت اے صنم
جو کہ کہے کہ قیامت کہاں ہے، اے محبوب!
در نگر اے سائلِ محنت زدہ
اے مصیبت آٹھانے والے سائل! دیکھ لے
ورنہاں اہلِ ایں ذکر و ثنوت
اور اگر وہ اس ذکر اور قبولیت کا اہل نہ ہو
ز آسمانِ حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں خیال اندیشگاں را باقیں
ان مشک کرنے والوں کو باقیں۔ مشک
گردش را من زخم تو شاد رو
میں اُس کی گردن مار دوں گا، تو خوشی سے پہل
اوشکر پندارِ دوزِ سرشِ دم
وہ مشک کر کے گا، میں اُس کو زہر دوں گا
مکر با از مکرِ من آموختند
انھوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیشِ پائے ترہِ سیلانِ جہاں
دُنیا کے ترہاٹیوں کے پاؤں کے آگے
خود چہ باشد اے نہیں پیغمبر
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کہہ! ہے؟
تا ہزاراں مُردہ بر رویِ زخاک
تاکہ ہزاروں مُردے ہفتی سے پہل بڑیں
رستخیزی سازِ پیش از رستخیز
قیامت سے پہلے، قیامت پر پا کر دے
خویش بنما کہ قیامتِ نکِ منم
اپنے آپ کو دکھا دے، کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قیام شدہ
اس قیامت سے سینکڑوں جہاں پر پا ہو گئے
پس جوابِ الحق اے سلطانِ ممت
تو لے سلطان! الحق کا جواب خاموشی ہے
چوں بُودِ جاناں دُعا نامتجا
لے جان! جب دعا نام منظور ہوتی ہے

نہیں ہے تو پھر ان کے بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جوابِ الحق جوابِ باطل باطلہ خوشی، ز آسمان، اگر کوئی نادانی سے دُعا کرتا ہے اور اُس کی دعا ناقابلِ قبول ہوتی ہے تو سکوت اختیار کر لیا جاتا ہے۔

لے ایں خیال بینی جہاں
شکر و شہادت میں شہادت
ہیں ان کو اس سے نکال کر
یقین کی منزل میں پہنچا دیجئے۔
ہر کہ جو لوگ تہا سے خلاف
مکر اور تدبیر کر رہے ہیں انکو
میں ہلاک کر دوں گا، کوئی نہ
جواہر ہے ہیں ان کو اور انھیں
بنادوں گا اور ایں تدبیر
کروں گا کہ وہ زہر کو شکر سمجھ کر
کھا جائیں۔
لے عقلہا۔ ایں مخالفوں کی
عقلیں اور تدبیریں میری عقل
اور تدبیر سے بڑھتی ہوئی نہیں
ہیں۔ آلاچی کبھی کا نہیں۔
ترکمانِ صحرائی بڑے قوم تھی
پتلیں۔ یعنی اُن کا وجود میرے
مقابل میں ایسا ہی ہے جیسے
ہاتھوں کے مقابل میں کابل کا
جھوٹا آتش۔ آٹھ ہی ہتھیں
بزرگ۔ مقدمہ قیامت میں
جب اسرائیلِ منور ہو جائے گی
مُردے آٹھ کھڑے ہونگے تو پہلا
پناؤ خود چھو نکو اور اعلانِ
نبوت کرو و مَرُوہ دلِ بیات
ابدی مائل کر میں گئے۔
لے رستخیزی قیامت۔ بہتم۔
آنھوں نے فرمایا کہ میں اور
قیامت بے جملے جیسے گئے ہیں
یعنی جس طرح قیامت حق و
باطل کی تفریق کرتی ہے میں
بھی حق و باطل کی تفریق کرتا
ہوں۔ ایں قیامت جس
طرح قیامت میں مُردے زندہ
ہونگے اسی طرح آنھوں کی
پوشت سے مُردہ دونوں طرف
مائل ہوئی۔ ورنہ شاید اگر
ان معارف کے سنے کی اہلیت

لے لے درینا مقام کا تھا
تھا کہ آپ کے کاناموں کی
تفصیل بیان کی جائے کہ
کلی سے اٹھ کر آپ نے کیا کیا
لیکن وقت میں گننا نہیں
ہے آپ کے آن کا ناموں
کی تفصیل کرنے کیلئے تو عمر
جادواں بھی ناکافی ہے نیز
بازی بہترین نیزہ باز سے
بھی اگر کہا جائے کہ وہ گڑھے
میں جس کر نیزہ بازی کیے تو
وہ بھی ذلیل ہو جائیگا اور صحیح
بازی نہ کر سکے گا کیونکہ اس کام
کے لئے وسیع میدان دیکھا ہے
تو مصارف کا بیان تنگ وقت
میں اور وہ بھی حوام کے سامنے
اس کی بھی یہی صورت ہے۔

لے جوں جواب پہلے کہا تھا
کہ حقوں کا جواب خاموشی ہو
تو اعتراض ہوا کہ یہ ان معارف
کے بیان میں اس قدر طویل
تقریریں کیوں ہو رہی ہیں تو
اس کا جواب یہ ہے کہ میں اذ
کی رحمت سے مجبور ہوں کیونکہ
اُس کی رحمت عالم اُس کی ترجیح
کرم اچھی زمین اور ضرور زمین
سب کو پہنچتی ہے۔

لے بادشاہ ہے بادشاہ کا یہ
غلام بہر وقت اور شہرت پرست
تھا بخود ہائے آقا کی معمولی
معمولی خدمت بھی انجام نہ دیتا
تھا اور آقا کا بدخواہ تھا اور اسی
کو اچھا سمجھتا تھا جبرائیلؑ
نقطہ یعنی ملازمین کا جبرائیلؑ
سرکش عقل یعنی اگر عقل نہ رہتا
تو پنا جانور لینا اور عقل کی
سانی پاہتا تو خدا سادہ برحق۔

اے درینا وقت خرمن گاہ شد
ہے آنسو سب کھلیاں کا وقت آگیا
وقت تنگت و فضا میں کلام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی اورنگ کیلئے
نیزہ بازی اندریں گویا تنگ
ان تنگ محضوں میں نیزہ بازی
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام
وقت تنگ ہے اور عوام کا مزاج اور سمجھ
چوٹ جواب احمق آمد خامشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے
از کمال رحمت و موج گرم
رحمت کے کمال اور گرم کی موج سے

لیک روز از بخت مایہ گاہ شد
لیکن ہماری قسمت سے دن بے وقت ہو گیا
تنگ می آید برو عمر دوام
ابدی زندگی کم ہے
نیزہ بازی را ہی آرد بہ تنگ
نیزہ بازوں کو شہ مندہ کرتی ہے
تنگ صدرہ زوقیت اے غلام
اے لڑکے! وقت سے تنگ تنگ ہے
ایں درازی در سخن چوں میکشی
بات میں تو یہ طویل کیوں دے رہا ہے؟
میدید ہر شورہ را باران دلم
ہر شور زمین کو بارش اور نمی پہنچاتا ہے

در بیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر اس سخن کہ جواب الّا حق
اس کا بیان کہ جواب نہ دینا جواب ہے، اس بات کی تائید کرتا ہے کہ حق کا
سکوت شرح اس ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جواب خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

مردہ عقلے بود و شہوت زندہ
جس کی عقل مردہ اور شہوت زندہ تھی
بد سگالیدے نگو پنداشتے
بد خواہی کرتا (اُس کو) اچھا سمجھتا
ورسنگد ناش از خطا برز نید
اگر لڑے تو اُس کا نام نبرد سے کاٹ دو
چوں جزا کم دید شد تند و خرس
جب تنخواہ کم دیکھی بد مزاج اور سرکش ہو گیا
تا بدیدے جرم خود گشتے معاف
تاکہ اپنا قصور دیکھ لیتا (اور) وہ معاف ہو جاتا

چوٹ خرے پابستہ تند و از خری
ایک پاؤں بندھا ہوا اگر عجب شرارت کرتا ہے
پس بگوید خر کہ یک بندم بست
پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بند ہی کافی ہو
گر بندیدے ستر بند آں چشم کور
اگر وہ اندھا بست کا راز دیکھ لیتا
اگر وہ ز جرم بند پا اگر بدے
اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
ورنہ بندیدے ز بند آں بوفضول
اگر وہ بیہودہ بند کیونچے سے شرارت نہ دکھاتا

ہر دو پایش بستہ گرد و بر سری
ترچہ اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیے جاتے ہیں
خود بدل کال و فعل آن خست
تو سمجھ لے کر وہ ڈالیندا ہی کینے کے کام کیونچے ہیں
بند بر دستش نہ بستندے بزرور
تو جب اس کے ہاتھ نہ باندھتے
خود ز بند دست پا ایمن شدے
تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا
اوند خربوے شدے شیر فحول
(قر) وہ گدھا نہ ہوتا ، تر شیر ہوتا

در تفسیر اس حدیث نبوی کہ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ
اس حدیث نبوی کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ
اور اُن میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور اُن میں شہوت رکھی اور
بَنَى آدَمَ وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ
بنی آدم کو پیدا فرمایا اور اُن میں عقل اور شہوت (دونوں) رکھی تو جس کی عقل
عَلَى شَهْوَتِهِ فَهُوَ أَعْلَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَهْوَتُهُ عَلَى
شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
عَقْلُهُ فَهُوَ أَدْنَى مِنَ الْبَهَائِمِ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے۔

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
یک گزہ را جملہ علم و عقل و جود
ایک گزہ میں علم اور عقل اور سخاوت بکھلے
نیت اندر منحصر جرح و ہوا
اس کی مابیت میں جرح و ہوا نہیں ہے

خلق عالم راستہ گو نہ آفرید
خالق کی مخلوق اتین قسم کی پیدا فرمائی ہے
آں فرشتہ ست و نداند جز سجود
وہ فرشتہ ہے اور سوائے سجدہ کے کچھ نہیں جانتا
نور مطلق زندہ از عشق خدا
وہ نور مطلق ہے ، خدا کے عشق سے زندہ ہے

اے چوں اس غلام کی مثال
اُس گمے کی سی ہے جو ایک
پاؤں بندھنے پر شرارت کرے
تو دوسرا پاؤں بھی باندھ دیا
جاتا ہے برحسب مزید راز۔
پس۔ دونوں پاؤں بندھنے
پر کہتا ہے کہ میرے لئے ایک
بند کافی تھا۔ نہیں سمجھتا کہ
دونوں پاؤں بندھا خود ہی
کے کینے میں کی وجہ سے ہوا۔
۵۷ پھر بندہ یعنی اگر سمجھتا
کہ ایک پاؤں میری شرارت
کی وجہ سے بندھا ہے اور
شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ
پاؤں بھی کٹل جاتا۔
۵۸ حدیث۔ اللہ نے
فرشتوں میں صرف عقل
رکھی جس کا مقتضایا رعایت
اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا
ہے حیوانات میں صرف
شہوت رکھی ہے جیسی ہوا
کھانے پینے کی انسان میں
عقل اور شہوت دونوں رکھی
ہیں۔ لہذا۔ ملائکہ کی غلام صرف
عشق خداوندی ہے۔

لے غلف۔ چارہ۔ اور چوڑا

کو صرف خواب و خوراک و فکر و
وہ شقاوت اور سادت سے
غافل ہیں۔ نیچے ویش۔ انسان
روح انسانی اور جسم سے مرکب
ہے روح میں ملکیت ہے
اور جسم میں جبرائیت۔ عقل
جسم کا تعلق عالم غفل است
ہے۔ مگر ذی۔ روح کی پرواز
عالم بالا کی طرف ہے۔ مگر یہ
انسان کی ان دونوں قوتوں
میں تعادل رہتا ہے غفلت۔
انسان روح کے تقاضوں کو
پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے
بڑھ جاتا ہے جو نکاح لے
جس کی خواہش کو منظور کیا
لے شہوت۔ مگر انسان
شہوت سے منسوب ہو جاتا
ہے خواہشات سے بدتر ہوتا
ہے کیونکہ حیوانات میں تو عقل
ذاتی۔ دو قسم فرشتوں اور
حیوانات میں ان متضاد طاقتوں
کی کشمکش نہیں ہے انسانوں
کی کشمکش سے غلاب میں ہے۔
وہ جس غلاب انسانوں میں ہیں
یعنی جن میں ہیں ایک قسم تو وہ
جس نے خالص ملکیت اختیار
کی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہیں کہ
فرشتوں ہی میں جاشاں تھے۔
ختم ہوا۔ یہ سب چیزیں
بتقاضے جسم ہوتی ہیں۔
لے ادراخت۔ مہادیوں
کی ریاضت اخلاقی ذمہ کو ختم
کرنے کیلئے ہے جب وہ نہ ہے
تو مہادیوں کی ضرورت نہیں ہے
قسم دیگر انسانوں کی ایک قسم
وہ ہے جو اسکی حیوانات اور
گدھوں کی طرح ہیں ان میں ملکیت

دفتر چہار

مثنوی مولانا روم

یک گروہے دیگر از دانش تہی
ایک دوسرا گروہ جو عقل سے غالی ہے
اوند بیند جز کہ صطل و غلف
وہ سوائے طوطیا اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
اں قوم ہست آدمی زادہ و بشر
تیسرا آدم کی اولاد اور انسان ہے
نیم خر خود مائل سفلی بود
گدھے والا آٹھا (عالم) سفلی کی طرف مائل ہوتا ہے
تا کہ ایں غالب آید در بند
دیکھو مگر کہ میں کونسا غالب ہوتا ہے
عقل گر غالب شود پس شد فز
اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا
شہوت اگر غالب شود پس کثرت
اگر شہوت غالب ہو گئی تو کم تر ہے
اں دو قوم آسودہ از جنگ و حرب
وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت پاتی ہیں
وہ بشر ہم ز امتحان قیمت شد
اوپر انسان بھی آزمانے سے تقسیم ہو گئے
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ
ایک گروہ پورا مودب چکا
نقش آدم یک معنی جبریل
صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبریل کا ہے
از ریاضت رستہ وز زہد و جہاد
وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے جھوٹ گیا
قسم دیگر باخراں مطلق شدہ
دوسرا ہی قسم غدھوں سے جسابی

پہچو حیواں از غلف در فرہی
پہچو حیوان، چارے سے مٹا پے میں ہے
از شقاوت غافل رستہ از شر
وہ بد بختی اور شہادت سے غافل ہے
از فرشتہ نیچے ویش ز خر
اس کا آٹھا فرشتہ سے اور گدھا گدھے سے ہے
نیم دیگر مائل علوی بود
دوسرا آٹھا (عالم) ملکی کی طرف مائل ہوتا ہے
زیں دو گانہ تا کہ ایں برورد
ان دونوں میں سے کون سا بڑی جیتتا ہے
از ملائک ایں بشر در آزمون
امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے
از بہائم ایں بشر زان کاہرت
یہ انسان جڑ پاؤں سے کیونکہ بڑی مالت میں ہے
وہ بشر باد و مخالف در عذاب
اوپر یہ انسان باد و مخالفوں کی وجہ عذاب میں ہے
آدمی شکل اندوسہ ائت شدند
آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے
پہچو عیسیٰ بالک مطلق شدہ
(حضرت) عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جا ملا
رستہ از چشم و ہوا و قال قیل
وہ غفلت اور خواہش اور قال قیل سے نجات پائی
گویا از آدمی او خود نژاد
گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا
نختم محض و شہوت مطلق شدہ
خالص غفلت اور بہتم شہوت ہی گئے

جو کہ ان کے لئے ان سے ملکیت باطنی ہو گئی ہے۔

وَصِفْ جَبْرَتِی دَرِ اِشْااں بُودِ نِزَتِ

جبریلؑ والی صفت اُن میں تھی، چسپ گئی

مَرْدِ گِردِ شَخْصِ کُوبِ جِاں شُودِ

جو شخص بے جان ہو جاتا ہے مَرْدِ ہو جاتا ہے

زِاَعِ گِردِ چوْں پئے زَاغاں رُودِ

انسان کوڑا بن گیا ہے جب کون کا اُتار کرتا ہے

زِاَلِکِہ جاتے کاں نِدارِ دِہِشْتِ

جو کہ وہاں جوہر دلت نہیں رکھتی بہت ہے

اَوْ حِوا نِہا فِزُوں تَرِ جِاں کُندِ

وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے

مَکْرُ وِ تَکْلِیْہِ کِہ اَوْ تانِ دِ تَنبِیدِ

جو مکر اور ترس وہ کر سکتا ہے

جَا مِہائے زَرِ شِی رَا بَا فِتَنِ

وہ دروہی کے کپڑے بننا

خُردِ کَا رِہائے عِلْمِ ہِنْدِ سَہِ

علم ہندسہ کی باریک گفتیں

کِر تَعْلُقِ باہِ مِیں دِیْلِیْ تَشِ

جو کہ ان کا تعلق اسی دنیا سے ہے

اِیْنِ ہِمِ عِلْمِ نِبائی اَخِرْتِ

یہ سب اصطبل کی تعمیر کا علم ہے

بِہرِ اسْتِبقائِ حِواں چَندِ رُوزِ

چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے

عِلْمِ رَاہِ حَقِّ وِ عِلْمِ مَنزِلِشِ

راہِ حق کا علم اور اُس کی منازل کا علم

تِنِکِ بُودِ اِخْناہِ وَاں وِصْفِ نِزَتِ

وہ نمرنگ تھا اور نہ صفت مائی تھی

خُردِ چوْں جِاں اُو بے آں شُودِ

جب کہ جان اُس پر نزل صفت کے بغیر ہو جاتی ہو جاتا ہے

جِسمِ گِردِ جِاں چوْں اُو بے جِاں شُودِ

جان جسم ہی جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے

اِیْنِ خُنِ حَقِّ سِیْ صُوفِی کُفْتِ

یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے

دِرِ جِہاں باریک کَا رِہا کُندِ

دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے

آں زِ حِیولِہِ دِکِرِ نایِدِ پَدِیدِ

وہ دوسرے حیوان سے روٹنا نہیں ہوتے ہیں

دُرِ با از قَعْرِ دِریا یافْتَنِ

موتیوں کو دریا کی گہرائی سے پانا

یا نِجْمِ وِ عِلْمِ طِبِّ وِ فِلَسَفِ

یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ

رُوزِ ہِفْتَمِ آسماں بَرِیْ تَشِ

ان کا رُخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے

کِر عِبادِ بُودِ گَاوِ وِ اَشْتَرِ سَتِ

جو گھائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے

نَامِ آں کِر دِنْدِ اِیْنِ کِجِاں رُوزِ

ان احمقوں نے اُن کا نام روز رکھ دیا

صاحبِ دِلِ داندِ اَزِ اِیادِشِ

اُس کو صاحبِ دل یا اُس کا دل جانتا ہے

حیوانات کی آخری منزل ہے۔ جہر۔ یہ علوم چند دن زندگی کے لئے ہیں اُن کو یہ احمق غلامِ روز سے تعبیر کرتے ہیں۔ گجہاں۔ احمق لوگ علمِ تہ حق۔ طریقت اور اُس کے منازل دل اور صاحبِ دل جانتا ہے دراصل وہ روز بھلانے کے مستحق ہیں۔

لے مَرْدِ گِردِ جِسمِ طِیْسِ

مَرْدِ نکل جانے سے جسم مَرْدِ

ہو جاتا ہے اِیْ طِیْسِ جان

کی جان نکل جانے سے جان

مَرْدِ ہو جاتی ہے مِیْنِ جِیْبِ

مَرْدِ کے اوصاف باقی

نِزِوِں تَوْرُوحِ مَرْدِ ہو جاتی

ہے۔ زِاَعِ گِردِ مَرْدِ بَرِکِ

انھوں نے زِاَعِ صفت

انسان کی پیرِ دِی شُرعِ

کردی تَوْرِی کُوتے کی طرح کر

حِرمِ مَرْدِ دارِ خُورِی کے عاری

ہو گئے۔ جِسمِ گِردِ جِیْبِ دِی

اپنے خواص کو کھینچے تو دِی جسم

ہے۔ تَوْرِکِ جِیْسِ رُوحِ مِیْنِ دِی

کے خواص نہ رہیں وہ بہت

پست اور ذلیل ہے صُوفِی

بھی اِیْ کے قائل ہیں۔ تَوْرِ

زِجِوا نِہا۔ عالمِ ناسوت میں

اُس کی مشغولیت حیوانوں

سے بھی بڑھ جاتی ہے اور

عالمِ ناسوت کے مشاغل میں

حیوانوں سے زیادہ مشغلت

آٹھتا ہے۔

لے کِر۔ اب یہ وہ مقام

کرتا ہے حیوانات سے تعقل

نہیں ہیں۔ جاتاہے۔ عالمِ

ناسوت کے مشاغل کی حیوانات

تعلیف نہیں آٹھتے ہیں۔

کِر تَعْلُقِ۔ ان تمام وحشکاریوں

کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے

اور یہ صرف دنیا داری ہے

اُس کا رُخ غارِ باطن کی طرف

بالکل نہیں ہوتا ہے۔

لے اِیْنِ ہِمِ۔ یہ جس قدر علم

ہیں صرف عالمِ ناسوت کی

تعمیر اور ترقی کے لئے ہیں جو

لہ ترکیب یعنی عقل و
شہرت کا اجتماع۔ حیوان
لطیف یعنی انسان۔ تمام
جب انسان روح حیوانی
کھو بیٹھے تو وہ حیوان ہے
اسی لئے قرآن پاک میں ایسے
لوگوں کے بارے میں فرمایا
گیا۔ **وَذَلِكُمْ كَانُفَاوُوهٍ يَرِثُوهُ**
کی طرح ہیں۔ یقظہ۔ روح
انسانی بیدار ہے اور ان
کی روح سوئی ہوئی ہے۔ نتیجہ
حیوانی۔ یہ روح عقل اور
مقتضیات سے اس طرح
غافل ہے جیسے کوئی سویا
ہوا ہو اور اپنے حواس کو عقل
کے مقتضیات کے برعکس کام
میں لائے۔ یقظہ جب نہیں
بیدار آئے گی تو ان کو حواس
کے اثر ہو جائے گا احساس
ہوگا۔

لہ پچھو جس۔ نیند سے بیدار
ہو کر انسان سمجھتا ہے کہ نیند
کی حالت میں اس کے حواس
میں کام نہیں کر رہے تھے۔
استغفر۔ قرآن پاک میں ہے۔
كَذَٰلِكَ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي
أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ
أَسْفَلَ سَافِلِينَ ہم نے
انسان کو بہترین ساخت پر
پیدا کیا پھر ہم اس کو کم تر سے
کم تر مخلوق میں لوٹا لائے۔
ترک اور ایسے لوگوں کی صحبت
سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت
ابراہیمؑ نے جاندر سدا کی
الوہیت سے جدائی
اختیار کر لی تھی کہ میں غریب
ہو جائوں اور کوہند نہیں کرتا
ہوں۔ تاکہ ایسا انسان بدرجہ

دست چہارم

مثنوی مولانا رومؒ

پس دریں ترکیب حیوان لطیف
پس اس (جسم اور جسمانی) ترکیب سے پاکیزہ حیوان
نام کا لانعام کرواں قوم را
اس ارفع سے محروم، قوم کا نام مہالوں جیسے ہوگا
روح حیوانی ندارد غیر نوم
حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں کہتی ہے
یقظہ آمد نوم حیوانی نمائد
بیداری آئی، تو حیوانی نیند دہی
پچھو جس آنکہ خواب آں را ز بود
اسکی جس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کرنا
لاجرم اسفل بود از سافلین
لامحالہ وہ نچلوں میں پچھلا ہوگا
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت
باز حیوان را جو استعداد نیست
پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے
تو جو استعداد شد کاں رہبرست
جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہوگئی جو رہنما ہے
گر بلا در خور داوایوں شود
اگر بھلاہوں کھائے گا وہ انیون بجائے گا
ماندیک قسم دگر اندر چہاد
ایک دوسری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

آفریدو کرد باداش ایف
پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا
زانکہ نسبت کو یقظہ نوم را
کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے؟
حتہائے منعکس دارند قوم
(یہ) دل اٹلے حواس رکھتے ہیں
انعکاس جس خود از لوح خواند
حواس نے عقل سے اپنے جس کا آئنا ہونا پڑا
چوں شد او بیدار عکسش رونمود
جب بیدار ہوا اسکو اسکا آئینہ واضح ہو گیا
ترک او کن لا احدث الا فلیین
اسکو چھوڑ دو تم غریب ہو جاؤ گے کہ نیند نہیں کی تاہیں
بودش ازیتی و از افوت کرد
پستی سے اس کو تھی اور اس نے اسکو ختم کر دیا
عذر او اندر بھی رگوشیت
حیوانیت میں (رہنے کا) اس کا مندرطرح ہے
ہر غذائے کو خور و مغز خرست
جو غذا وہ کھائے گا گدے کا مغز ہے
سکتہ و بے عقلیش افزوں شود
اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی
نیم حیوان نیم حتی بارشاد
جو آدمی حیوان، آدمی باہایت زندہ ہے

مخلوق ہے اس لئے کہ ہمیں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اسکو تباہ کیا و اگرچہ حالت میں استعداد ہی نہیں ہے لہذا
وہ آپہیت میں مندر ہیں۔ لہذا تو جب انسان نے استعداد کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کر لیا مزہ خوش
کا سبب بنے گی مگر تباہی و بھلاؤں صحت اور ہیوشی کے انزال میں مفید ہے لیکن وہ اس کا اثر رکھا۔ تاکہ وہ قسم یہاں
موسیقی کی قسم ہے جن کو نفس نفس تو اس ہے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و دن کی کشش میں رہتی ہے پہلا
گر وہ جس بیان یک گروہ شغری مطلق خسرو میں تھا انھیں نفس مطلقہ کو دوسرا گروہ جس کا بیان نیم دگر با نواں نفس خسرو
میں تھا انھیں نفس ناقص کہ اس سے گروہ کشش کو محمول اور اسکی ادنیٰ کے تحت سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ و اندر کشمش کردہ چاش اوشن با آخرش
 وہ دن رات جنگ اور کشمکش میں ہے اسکا ایک اُس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

چالش عقل بالنفس ہمچوں تنازع مجنون با ناکہ میل مجنون
 عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنون کا ادنیٰ کے ساتھ جھگڑا اور مجنون کا
 سوئی حرہ میل ناکہ سوئی کرہ چنانچہ مجنون گفتہ ہوئی
 میلان شریف رازی کی طرف اور ادنیٰ کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنون نے کہا میری
 ناکہ قتی خلتی و قد ایمی الهوی وانی وایاها مختلفان
 ادنیٰ کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے میں اور وہ دونوں مختلف ہیں

گر شتر چر سید و گ مجنون حر
 بھی ادنیٰ غالب آگئی اور بھی آنرا مجنون
 می کشد آں پیش و پس پس بکس
 وہ آگے کو کھینچتا ہے اور پیچھے سے پیچھے کر
 میل ناکہ پس پے کرہ آتش رواں
 ادنیٰ کی خواہش پیچھے کو بچہ کے لئے دہرائی ہے
 ناکہ گردیدے و واپس آمدے
 ادنیٰ لوٹ جاتی اور واپس آجاتی
 می نمودش چارہ از بخود شدن
 اس کے لئے بے ہوش ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ تھا
 عقل را سوداے لیلی در ر بود
 عقل کو لیلی کا عشق لے اٹا تھا
 چوں بدیدے او مہار خوش مست
 جب وہ اپنی مہار کو دیکھتا دیکھتی
 رویش کردے بکرہ بے درنگ
 بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف تھک کر رہتی
 کو پیش رفتہ است پس فرنگہا
 وہ سیلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

ہمچو مجنون در تنازع با شتر
 جیسا کہ مجنون ادنیٰ کے ساتھ مقابلہ میں تھا
 ہمچو مجنون اند چون آتش نفس
 وہ لوگ یقیناً مجنون اور اس کی ادنیٰ کی طرح ہیں
 میل مجنون شیر آں لیلی رواں
 مجنون کی خواہش لیلی کی جانب روانہ ہے
 یک دم آرمجئون خود غافل مہے
 اگر مجنون تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہوا
 عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
 چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے بڑھا
 آنکہ او باشد مراقب عقل بود
 جو نگراں ہوتا وہ عقل تھی
 لیکن ناکہ پس مراقب بود و حست
 لیکن ادنیٰ بہت نگراں اور پخت تھی
 فہم کردے زو کہ غافل گشت دنگ
 وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
 چون بخود باز آمدے دیدے زجا
 جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

لہ حرہ شریف عورت یعنی
 لیلی۔ کرہ گھوڑے کا بچہ۔
 میلان لے یہاں اذت کا بچہ
 مرادیا ہے۔ چچو مجنون بشہود
 ہے کہ مجنون کو معلوم ہوا کہ لیلی
 آ رہی ہے تو وہ اسکا استقبال
 کے لئے چلا جس ادنیٰ پر سوار
 ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ
 گیا راست میں اس کی اور ادنیٰ
 کی کشمکش شروع ہوئی۔ حرج۔
 آزار۔

لہ تیل۔ مجنون چاہتا تھا کہ
 ادنیٰ آگے بڑھے تاکہ لیلی کا
 دھماکا حاصل ہو۔ میل ناکہ۔
 ادنیٰ گھر کی طرف کوڑنا چاہتی
 تھی تاکہ بچہ کے پاس پہنچے۔
 بہت دم۔ مجنون کی ذرا سی
 غفلت ہوتی تو وہ ادنیٰ
 پیچھے کو لوٹ جاتی عشق بچہ
 مجنون کا جسم مشغول ہے بے تھا
 اس لئے وہ ادنیٰ کی احساس
 حرکت سے بیہوش ہو جاتا
 تھا مراقب۔ انسان کی عقل
 اس کے کام کی نگہبانی کرتی ہے
 مجنون عشق میں بے عقل ہو
 چکا تھا۔

لہ لک۔ ناکہ کو ہوش تھا
 جب دیکھتا کہ لیلی کی ہلچل
 ہے تو سمجھ جاتی کہ مجنون غافل
 ہے اور پیچھے کی طرف چل پڑتی۔
 چون تھوڑے۔ جب مجنون کو ہوش
 آتا تو دیکھتا کہ ادنیٰ سیلوں پیچھے
 واپس ہو گئی ہے۔

لے ساتھ۔ مجنوں میں تین
روزہ مسافت میں اس حالت
میں کئی سال رہا۔ گفتِ پھر
اُس نے سوچا کہ دو متغی و متول
کے عاشقوں کا بھی سفر لے
دھوکے کا۔ اچھے دھوکہ راہ۔
اُدنی مجنوں کا راستہ کھڑا کر دی
ہے اور مجنوں اُدنی کا راستہ
خراب کر رہا ہے بالآخر مجنوں
نے اُدنی کو چھوڑا اور چل پڑا۔
گمراہ مولانا فرماتے ہیں جو شخص
جسم کا ساتھ نہ چھوڑے وہ بھی
گمراہ ہوتا ہے۔

لے جاں۔ جان ادر جسم کی
بھی خواہشات جدا کرتی ہیں
ان دونوں کا ساتھ نہیں بند
سکتا۔ غارِ جن۔ کائنات کا جھار
جان۔ جان کی سوا از عالم بالا
کی جانب ہے جسم کی خواہش
رہیں پر رہنے کی ہے۔ تا تو۔
جب تک انسان کی روح جسم
کے ساتھ رہی مقصد حاصل نہ
ہوگا۔ مگر وہ وطن۔ عاشقِ وطن۔
لے روزگارم مجنوں نے کہا
اس کشمکش میں میرا وقت ضائع
ہوا تو۔ وہ میدان جس میں
چالیس سال تک بنی اسرائیل
چکر کھاتے رہے تھے اور شام
کو اُسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں
سے موحی کہتے تھے حضرت محمدؐ۔
قدمِ شہادت بکر جیلِ جہنم
مجنوں نے پھر اپنے آپ کو اُدنی
پر سے سرکہ بن کر اُدنی سے نکال
پتھر کی زمین۔

دوسرے روزہ رہ بدیں احوالہا
تین روزہ کے راست پر ان احوال میں
گفت اُنے قبچوقہ پر دو عاشق
بولے اسے اُدنی! جب کہ ہم دونوں عاشق ہیں
نیتِ بر وفقِ من مہر و مہار
تیری محبت اور مہار میرے موافق نہیں ہے
ایں دو ہمراہ یکدگر را رہزن
یہ دو راستے کے ساتھی ایک دوسرے کے دہزن ہیں
جاں ز تاجر عرش اندر فاقہ
جان، عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے
جاں کشایدِ سوی بالا بالہا
جان، ادب کی جانب بازو کھولتی ہے
تا تو باشی با من لے مردہ وطن
لے وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ دگی
روزگارم رفت زیں گوں عالہا
اس قسم کے احوال میں سیر کی عمر گزر گئی
خطوتینے بُورایں رَہ تا وصال
وصال تک یہ راستہ دو قدم کا تھا
راہِ نزدیک بماندم سخت دیر
راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہو گئی
سزنگوں خود را ز اشتر و ز فلکند
اُس نے اپنے آپ کو اُدنی سے گرا دیا
تنگ شد بر سے بیابان فراخ
اُس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا
آہنچناں آفلکند خود را سوی پست
نیچے کی جانب اُس نے اپنے آپ کو ایسا گرایا

ماند مجنوں در تر دو سالہا
مجنوں ساون آنے جانے میں
ما دو ضد بس ہمراہ نالایم
ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں
کرد باید از تو دوری اختیار
تجھ سے دوری اختیار کرنی چاہیے
گرہ آں جاں کو فرو ناید زن
وہ جان گمراہ ہے جو جسم سے باہر نہ آئے
تن ز عشق خار بن چوں ناؤ
جسم بھاؤ کے عشق میں اُدنی کی طرح ہے
در زوہ تن در زمین چنگا لہا
جسم نے زمین میں چنے کا ٹھکانہ دینے میں
پس ز لبلی دور ماند جان من
تو میری جان بیل سے دور رہیگی
پچھوتیہ و قوم موسیٰ سالہا
جیسا کہ برسوں تک تیار اور دھنیت اُدنی کی قدم کھاتا
ماند ام در رہ و شہنت سال
میں تاتھ سال تک تیرے کرک وچ سے راستہ ہی پڑا
سیر شتم زیں سواری سیر سیر
اس سواری سے میں بھر پایا، بھر پایا
گفت سوزیدم ز غم تا چند خند
کہا میں غم سے کتنے کتنا جل رہا ہوں
خوشتن آفلکند اندر سنگلاخ
اُس نے اپنے آپ کو پتھر کی زمین میں گرا دیا
از قضا آں لحظہ پایش ہم شکت
تقدیر سے اُس وقت اُس کا پاؤں بھی ٹوٹ گیا

پای را بر بست و گفتا گو شوم
 اس نے پاؤں کو باندھا اور بولا گیند بن جاؤں گا
 زیں کند نفس حکیم خوش دین
 زین کلام حکیم اسی نے لغت بیعت ہے
 عشق مولیٰ کے کم از یلی بود
 اللہ کا عشق یسلی کے عشق سے کب کہہ رہا ہے؟
 گو می شومی گرد بر پہلوی صد
 گیند بن جا، سچائی کے پہلو پر گولہ
 کائیں سفر زیں پس بود جذب خدا
 کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہوگا
 اینچنین سیریت مستثنیٰ از جنس
 اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جدا رہے
 اینچنین جذبے سے بر جذب عام
 عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
 قصہ کوتاہ کن برائے آں غلام
 اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کرے

در خم چو کاش غلطاں میر دم
 اس کے بچنے کے موڑ میں لڑھکتا ہوا جاؤں گا
 بر سوارے کو فرو ناید ز تن
 اس سوار پر جو جسم سے بچے نہ آئے
 گو ی گشتن بہر او اولی بود
 اس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے
 غلط غلطاں در خم چو کان عشق
 لڑھکتا لڑھکتا عشق کے بچنے کے موڑ میں
 واں سفر بر ناقہ باشد میر ما
 اور اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہوگی
 کاں فرو دازا جتہا در جنس
 کیونکہ وہ جن دامن کی کشش سے بڑھا ہوا ہے
 کہ نہادش فضل احمد والسلام
 جس کو احمد کے فضل نے قائم کیا ہے والسلام
 کہ سوی شہ بر نشہ است اویم
 جس نے بادشاہ کو پیغام دیا

تبشلتن آں غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سوی بادشاہ
 تنخواہ لگنے پر بادشاہ اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

رقعہ پر جنگ ویر ہستی و کیں
 ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کین سے بھر لیا
 کالبد نامہ است اندرونے نگر
 جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
 گوشہ زو نامہ را بکشا، بخواں
 گوشہ میں جا خط کو کھول، پڑھ
 گر نباشد در خور آں را پارہ کن
 اگر مناسب نہ ہو اس کو پارہ کرے

می فرستد پیش شاہ نازیں
 نازک مژگن شاہ کی پیشانی میں روا کرے
 ہست لایق شاہ را آنکہ بزر
 کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر یہاں
 ہیں کہ حرفش ہست خود شہاں
 دیکھ لے کہ اس کی عبارت خوابوں کے منہ
 نامہ دیگر نویس و چارہ کن
 دوسرا خط لکھ اور تہہ بہ تہہ کر

لے کر گیند حکیم سنان
 رستاخیز عشق مولیٰ اللہ
 کا عشق یسلی کے عشق سے کم
 نہیں ہے جب مجنوں یسلی
 کے عشق میں اونٹنی کو خیر باد
 کہہ سکتا ہے تو خدا کے عشق میں
 جسم کی سواری کو یقیناً خیر باد
 کہہ دینا چاہیے مگر تھی غور۔ اللہ
 کے راستہ میں گیند بن جا اور
 لڑھکتا ہوا اس کے دروازہ تک
 پہنچ جا۔

لے کائیں سفر۔ اس سفر میں
 ابتدا تو کشش کر لگا پھر
 اللہ کی جانب سے کشش
 شروع ہو جائے گی۔ اینچنین۔
 جذب خداوندی سے جڑ رہا
 ہوگی وہ محض غلام خداوندی
 ہے۔ اینچنین۔ یہ خدا کی جذب
 عام جذب نہیں ہے جو ہر
 راستہ میں حاصل ہو جائے۔
 یہ وہ جذب ہے جس کو انصاف
 کی مہرانی نے قائم کیا ہے
 اور ان کے جانشینوں کو مل

سے نبشتن۔ غلام کی انتہائی
 محنت تھی کہ اس نے قصہ سے
 بھر ہوا خط لکھا اور وہ بھی
 نازک مژگن بادشاہ کو پہنچتی۔
 جس میں اپنی بڑائی بھلائی۔
 کا اظہار مولانا نے یہاں سے
 ارشاد ہی مضمون شروع کر دیا
 کہ تیرا ہم ہنر اس غلام کے
 خط کے ہے اس میں دیکھ لے
 کہ شاہ کے لائق اوصاف
 ہیں یا نہیں۔

لے آتے تھے جسم کے اس خط
کو کھونا اور پڑھنا آسان نہیں
ہے۔ زب آسان کا جو راز
اپنے جسم کے خط کو مخصوص
رنگ ہی پڑھ سکتے ہیں علم
کو اپنے دلوں کے رازوں کا
احساس نہیں ہوتا ہے۔
جتنی دیر میں ہم نیک کاموں کی
فہرست پر لکھنا کر بیٹھے ہیں
میں صرف غفوات ہوتے ہیں
یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کرتے
ہیں۔ بالآخر یہ عنوان غلام کو
پھنسانے کا ہال ہے وہ خط
کے مضمون کو بھی عنوان جیسا
سمجھ بیٹھتے ہیں یعنی باطن کو
ظاہر جیسا ہاں دیتے ہیں۔

سے باز آن خط کے مضمون
کو پڑھنا چاہیے بہت ایسا
کا زبانی اقرار عنوان ہے اس
ایمان دل میں ہے کہ توفیق
اگر صرف زبانی اقرار ہے اور
قلبی تصدیق نہیں ہے تو
توفیق ہے۔ چوں۔ جب تو
بادشاہ کے سامنے تھوڑے
کوئی بود بھر ہوا ہے جا رہا ہو
تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس
میں کیا چیز ہے۔

سے قدر۔ اگر بادشاہ کے
مناسب نہیں ہے تو برا خالی
کر لے اور اس میں وہ بھر لے
جو بادشاہ کے مناسب ہو۔
زشت۔ یہ بری بات ہوگی
کہ تو معمولی دیت کا بود بھر کر
لے جائے۔ چوں نمی تانی۔ اگر
انسان اپنے جسم کو اخلاق حسہ
سے نہیں بھر سکتا تو کم از کم اتنا ہو
کہ اخلاق زہد سے وہ خالی ہو۔

لیک فتح نامہ تن زب مداں
لیکن جسم کے خط کو کھولنا آسان نہ سمجھ
نامہ یکشاد ن چہ دشوار است و ب
خط کو کھولنا بہت دشوار اور سخت ہے
جملہ بر فہرست قانع گشتہ اکیم
ہم سب فہرست پر قانع ہو گئے ہیں
باشد آں فہرست دلمے عامہ را
وہ فہرست عامہ کے لئے جال ہے
باز گن سر نامہ را گردن متاب
خط کے عنوان کو کھول دیکھو کہ نہ موڑ
ہست آں عنوان جو اقرار باں
وہ عنوان مستلزم زبانی اقرار ہے
کہ موافق ہست با اقرار تو
کہ وہ تیسرے اقرار کے مطابق ہے
چوں جو الے بس گرانے می بری
جب کہ تو بہت بھاری بولالے جا رہا ہے
کہ چہ داری در جو الے ز تلخ و خوش
کہ تو اپنے بورے میں کیا چیز کر دی اور کیا نہیں کھتا؟
ورنہ خالی کن جو الے از سنگ
درد بچھڑے اپنے بورے کو خالی کر لے
در جو الے آں کن کہ می باید کشید
بورے میں وہ بھر لے جو لے جانا چاہیے
زشت نبود کایں جو الے پر ریگ
کیا یہ بُرا نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا ہو
چوں نمی تانی کہ میر فعلش کنی
اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

ورنہ ہر کس ہر دل دیبے عیاں
ورنہ ہر آدمی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا
کار مردان ست کے طفلان لعب
بہادروں کا کام ہے، نہ کہ کھلنے دے بچوں کا
زانکہ در حرص دہوا غشتہ اکیم
کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں
تا چنناں دانش متین نامہ را
حق کے خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں
زیں سخن و اند علم بالصواب
اس بات سے اور علم صواب کو زیادہ مانتا ہے
متین نامہ سینہ را کن متحان
سینہ کے خط کے مضمون کو آزمائے
تا ممتفق وار نبود کار تو
تاکہ تیسرا کام متناہفتان نہ ہو
زاں نیاید کم کہ دروے بنگری
کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے
گر بھی آرزو کشیدن را بکش
اگرے جانے کے قابل ہے، لے جا
باز خر خود را ازیں پیکار و تنگ
اس جھگڑے اور زلت سے اپنے آپ کو بچالے
سوی سلطاناں شاہان رشید
بھلے ملوک اور شاہوں کی جانب
می کشی باشد آں ہم مردہ ریگ
تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو
ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی
خالی ہونا بہتر ہے نسبت اس کے کہ تیرے جسم کی ہم

حکایت آں فقیہ بادشاہِ بزرگ و آنکہ دستارشن بود بانگِ نعرہ

اِس فقیہ کی حکایت سنو جو بڑی بگڑی والا تھا اور اُس کی جو بگڑی آپک لے گیا اور

فقیہ کہ بازش کن و بین کہ چہ می بری آنگاہ بسر

فقیہ کا پکارنا اور ملکارنا کہ اِس کو کھول اور دیکھ کر کیا لے جا رہا ہے تب لے جا

در عمامہ خویش در سچیدہ بود

(اور) اپنی بگڑی میں لپیٹ لئے تھے

چوں در آید سُوی محفلِ درِ عظیم

جب وہ عظیم میں مجلس میں آئے

ظاہر دستارِ ازاں آراستہ

ان سے بظاہر بگڑی کو سبب ہوا تھا

چوں متناق اندرِ سوا و زشت

باطن متناق کی طرح رموا اور بدستار

در درونِ آں عمامہ بدر زینس

اِس بگڑی کے اندر دین تھے

تا بدیں ناموس یا بد او فتوح

تاکہ اِس شافِ شریعت کی وجہ سے نذرانے مل سکے

منتظرِ استادہ بد از بہر فن

فن دکھانے کے لئے منتظر کھڑا تھا

پس دواں شد تا بسازد کار را

پھر بھروسہ بھروسہ تاکہ اپنا کام بنالے

باز کن دستار را آنکہ بسر

بگڑی کو کھول پھر لے جا

باز کن آں ہدیہ را کہ می بری

اِس تحفہ کو کھول جو تو لے جا رہا ہے

آنکہاں خواہی بسرِ کرمِ حلال

پھر چاہے لے جانا میں نے معاف کر دیا

یک فقیہ بزرگوارِ چہیدہ بود

ایک فقیہ نے پیٹھ پر لئے تھے

تا شود زلفت و نماید آں عظیم

تاکہ وہ موٹی ہو جائے اور بڑی نظر آئے

ژند باز جامہ سا پیراستہ

مختلف کپڑوں کے پیٹھے لئے تھے

ظاہر دستار چوں محلہ بہشت

بگڑی کا ظاہر بہشت کے جوتے کی طرح تھا

پارہ پارہ دلق و مینبہ و پوستیس

مٹھوئے مٹھوئے گدڑی اور دلی اور پستین

رُوی سُوی مدرسہ کردہ صبح

اِس نے صبح صبح مدرسہ کا سنگ کیا

در رہ تاریک مَر دے جامہ کن

اندھیرے رات میں ایک کپڑے آٹا بیولا شخص

در ز بود او از سرش دستار را

وہ اِس کے سر سے بگڑی لے اُڑا

پس فقیہش بانگِ زدکے لپس

فقیہ نے اِس کو آواز دی لئے بیٹا!

بچپنیں کہ چار پڑہ می پری

تو جو اِس طرح چار پڑوں سے اُڑ رہا ہے

باز کن آں را بدستِ خود کمال

اِس کو کھول اپنے ہاتھ سے مثول

لے حکایت۔ اِس حکایت کا
غلام یہ ہے کہ اِس فقیہ کا دوتا
کو لٹلے چیزوں سے بھرا کس
قدیر ہوا تھا۔ آتش کُن مین
اِس بگڑی کو کھول کر دیکھ
اِس میں کیا ہے۔

لے ژند باز۔ بگڑی کے پیٹھے
حکیم غلام کہ کادہ حد جس
پر عمارت نہیں ہے۔ محکمہ کپڑوں
کا جڑا۔

لے دلق و مینبہ و پوستیس۔ دلق
دھون مینبہ و پوستیس۔

نذرانہ۔ جامہ کن۔ کپڑے چھیننے
والا۔ جہر فن۔ یعنی لڑنا ہنسنا
کے لئے نکالنا۔ یعنی جہر فن
پوری کر کے چار پڑہ۔ چار
پڑوں سے اُڑنا یعنی بہت تیز
بھاگنا۔ آں۔ یعنی دستار
کرم حلال یعنی میں نے تجھے
وہ دستار بخش دی۔

لے نابایت یعنی بیکار۔
آنہ یعنی اندر کے چیتھے
بکھر گئے اور ایک گز بٹاتا
کڑا ہاتھیں رہ گیا ہڑیں۔
اس چور نے اس کپڑے کو زمین
پر پھینک دیا اور فقیر بن گیا
ہوا۔ زکار یعنی اگر میں اس
پگڑی کی ٹکڑی نہ پڑتا تو وہ
کوئی فقیر چوری کر دیتا تو کسید
شکار کا چھندا۔ بھگت کہ بھگت
مر۔

۱۵ آنحضرت یعنی خلیفہ ابراہیم
دھکا دیا لیکن آخر میں تو میں
نے تجھے سب سمجھا دیا نصیحت۔
دیا میں ابتدا کر کرتی ہے
لیکن آخر میں اپنے میوے ہر
کڑی میں ہے۔ اندر میں دیا
عالم کون و سادہ ہے میں اس
کے کاموں میں بناؤں میں ہے
اور بگاڑ میں بناؤں فریب دیتا
ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب ظاہر
کر دیتا ہے۔

۱۶ کون۔ دنیا کا بناؤ اپنی
طرف کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا
کی بے ثباتی ظاہر کرتا ہے۔
لاشعیر۔ میں کچھ نہیں ہوں۔
تپ گراں۔ انسان سرگرم بہار
کی کھینچیدوں پر قہر کرتا ہے
اس کی خواہش کو بھی ٹھوکر کھاتا
چاہے۔ توڑ۔ دن میں سوچ
کا چہرہ حسین ہوتا ہے غروب
کے وقت اس کے چہرے
پر مڑوٹی چھا جاتی ہے۔

چونکہ بازش کرداں کوئی گریخت
جو صباگ را انتخاب اس نے اس کو کھولا
زاں عمامہ زفت نابایست او
اس کی اس موٹی نابکار پگڑی سے
برز میں زرخور را کلمے بے عیار
چیتھے کو زمین پر پٹھا کر اسے نالا کھ
اس چنکرست چتر زورست شید
یہ کیا کر ہے اور کیا فریب ہے اور وفا ہے
شرم ناہید مژ ترا میں مژند ہا
ان چیتھڑوں سے تجھے شرم زانی
گفت بنمودم دغل لیکن ترا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے

صد ہزاراں زندہ اندر رہ بریخت
لاکھوں چیتھے راستہ میں بھر گئے
ماندیک گز کہنت در دست او
ایک گز پڑانا (کپڑا) اس کے ہاتھ میں لگا
زیں دغل مارا براوردی زکار
اس فریب سے تو نے ہمیں کام سے روک دیا
کہ فلک دی ممر اور قید صید
کہ تو نے مجھے شکار کے پھندے میں پھنسا دیا
از دغل بفلکندیم لے پڑ دغا
فریب سے تو نے مجھے پھنسا لیا لے دغا
از نصیحت باز گفتم مآجرا
غلوں سے میں نے نصیحت بتا دیا

نصیحت دنیا مراہل دنیا را بزبان حال و بیوفانی خود را
زبان حال سے دنیا داروں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جسٹہ کرنے
و انمودن بوفاجویندگان
داروں کو اپنی بے وفائی دکھانا

ہمچنین دنیا اگرچہ خوش شگفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفتہ ہے
اندریں کون فساد اے اوتاد
اے اوتاد! اس بناؤ اور بگاڑ میں
کون می گوید بیا من خوش پیچ
بناؤ کہتا ہے آجا میں مبارک قدم ہوں
اے زخوبی بہاراں لب گزراں
لے بہاروں کی رونق سے ہونٹ کاٹنے والے!
روز دیدی طلعت خورشید خوب
تو نے دن میں سورج کا حسین چہرہ دیکھ دیا

عیب خیر را بانگ زہا جملہ گفت
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
آں دغل کون نصیحت اں فسا
بناؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
واں فسادش گفت و من لایم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
مرگ اور ایاد کن وقت غروب
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

بددرا دیدی بریں خوش چا طاق
تو نے حسین جیسے چہرہ میں کے چاند کو دیکھ لیا
کو دے از حسن شد مولائے خلق
ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا
گرتن سہیں بستاں کردت شکار
اگر چاندی جیسے تیرے تیرا شکار کیا
لے لے بدیدہ کو تہا لے چرب خیز
اے دلفریب غداؤں کے دیکھنے والے! اُمّہ
مَرَجَبَتْ را گو کر آں خوبیت کو
نجات سے دریافت کر کہ وہ تیری خوبی کہاں ہے؟
برطبق کو عشوہ و نرمی و خوت
طشت پر تیرا ناز و انداز دوزخی اور عادت کہاں ہے؟
گویداؤ آں دانہ بدن دام آں
وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا بال ہوں
بس انامل رشک استادان شدہ
بہت سی آنکھیاں استادوں کیلئے باعثِ رشک
نرگسِ حشیم خمارِ ہیچو جاں
جان جیسی مست آنکھ کی نرگس
جید لے کا نہ صرف شیراں رود
وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں مارتا ہے
طبع تیز و درہن محترف
پیشہ ور کی دور بین تیسرے طبیعت کو
زلفِ جعد مشکبارِ عقل بر
مشکبار زلف اور ہریش رہا گونگروالے بال
خوش بےیں کونش زاول با کشاد
اس کے بناؤ کو شروع میں پر غلط حسین کو لے

حشرش را ہم بےیں اندر محاق
گھٹاؤں میں اس کی حسرت کو بھی دیکھ لے
بعد پیری شد حرفِ رسولائے خلق
بڑھاپے کے بعد بڑھاپے قتل و گور میں نہیں ہوگا
بعد پیری میں بین تھے چوں نڈیہ زار
بڑھاپے کے بعد ہم کو دیکھ لے جو رونی کا کیت ہے
فضلہ آں را بےیں در آبریز
پانچا میں اُن کا فضلہ دیکھ لے
آں فریبِ حسن و مرغوبیت کو
وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہاں ہے؟
برسند کو جلوہ و لغزی و لوت
چنگیری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہاں ہے؟
چوں شدی تو صید شد اندہ نہا
جب تو شکار بن گیا، دانہ چھوٹ گیا
در صناعت عاقبت لڑاں شدہ
دستکاری میں لیکن، انجام کار وہ کانپتی ہیں
آخر آغوشِ بین و آب وے چکاں
بالآخر خندہ می دیکھ لے اور اُن میں سے پانی پیتا ہوا
آخر او مغلوبِ موشے می شود
آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے
چوں خری پرش بےیں آخر خرف
بوڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے
آخر او دم زشت پیرِ خر
انجام میں بوڑھے گدھے کی بعدی دم میں
وآخر آں رسوایش بےیں فساد
اور اُس کے آخر میں اُس کی رسوائی اور فساد کو

لے چارطان چو گز خیمہ،
راوی یہاں آسمان مراد ہے
تھا ق۔ چاند کا گناؤ کو تو کے
دہی لڑکا جو اپنے حسن کی وجہ
سے لوگوں کا آقا بنتا ہے،
بڑھاپے میں بڑھاپے قتل
ہو کر رسوا ہوتا ہے۔ نڈیہ زار
رونی کا کیت یعنی بڑھاپے
میں تمام بدن پر سفید بال
آجاتے ہیں۔

کھلتے بدیدہ۔ وہی روشنی
غداؤں جو اتہائی مرغوب ہوتی
ہیں جب فضلہ منکریتِ افلا
پہنچتی ہیں، تو ناقابلِ دید ہوتی
ہیں جب جنت یعنی فضلہ بخت
کو کمری آفرینا دور کو تیر۔ وہ
فضلہ زانہ سال سے کہتا ہے
وہ تیری پہلی حالت جال کا
واضحی جب تو پسند گیا تو
اب دانہ غائب ہو گیا ہے جس
آمال۔ دستکار کی وہی
آنکھیاں جو کبھی اس کے استادوں
کے لئے باعثِ رشک تھیں
بڑھاپے میں کانپنے لگتی ہیں۔
سے نرگس۔ جوانی کی مست
نرگس آنکھیں بڑھاپے میں خردی
ہو جاتی ہیں جس سے ہر وقت
پانی بہتا ہے۔ خندہ بڑھے سے
بڑا ہوا در بڑھاپے میں بالکل
ناکارہ ہو جاتا ہے۔ خرقہ پختہ
خرقہ۔ بڑھاپے قتل جعد۔
گونگروالے بال۔ خوش غولہ
دینا کے بناؤ کے بعد بچاؤ سے
انسان کو اسے پیش نظر رکھنا چاہیے

لے۔ دنیا کا کچھ دکھا کر دیتا ہے
کہ نہ دنیاؤ انسان کیلئے جال ہے۔
..... خاتم یعنی ناخبر کا کہیں
گو۔ انسان کا یہ مژدہ بیکار ہے
کہ دنیا نے فریب دیا۔ حق
وہی چیزیں جو خلق کا باعث
ہیں ان کا انجام تباہی ہے۔
بہشتیں تمام اجواب عالم کا
بہی حال ہے ان کی ابتداء
بناؤ ہے اور انجام ناکار ہے۔
ہرگز۔ دنیا کی چیزوں کے انجام
پر جو نظر رکھے گا وہ نیک نیت
ہے۔ اگر چہ جس میں جائیداد
گھاس دان کھلایا جاتا ہے
مکروہ مردود۔ مذکور۔ ابتدا
پر موقوف ہوتی ہے۔
لے۔ تائب تائب یعنی ہر چیز کے
آئندہ انجام کو دیکھ لے شیطان
کی طرح۔ نہ کہ کہہ دیکھے کہ
نہ دیکھے شیطان نے حضرت
آدم کا ایک مجز و کھا درجہ
مجز و نظر کی جسم کو دیکھا
روح کو نہ دیکھا۔
لے۔ عقل مردان۔ مردوں
کو عورتوں پر فضیلت مردوں
کی عاقبت۔ یعنی کی وجہ سے ہے۔
وہ عاقبت کی بنیاد پر فضیلت
ہو تو پھر انسان سے شیر اور
انہی افضل ہونا چاہیے۔ مگر
میرے چاہ۔ حال پرست یعنی
موجودہ حال کو دیکھنے والا آں
پر نظر کرنے والا۔ غم۔ غم۔
آز جہاں۔ دنیا کے عروج اور
زوال سے عبرت حاصل کرنے
کی نصیحت شروع کی ہے۔
بقدر یعنی دونوں متعادل
آوازیں ہیں۔

زانکد او بنمود پید ا دلم را
کیونکہ اس نے جال کو ظاہر کر کے دکھا دیا
پس مگو دنیا بتز ویرم فریفت
پس تو کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے گھمایا
طوق ز زین و حائل بین ہلہ
خبردار سونے کے گردن بند اور تلوں کو دیکھ
ہچنین ہر جزو عالم می شمر
اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
ہر کہ آخر میں تراؤ مسعود تر
جہانجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے دنیا نیک نیت ہے
روی ہر یک چوں مہ فائز بین
نور مجھے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
تا تاباشی، مچھو ابلیس احوے
تاکہ تو شیطان کی طرح کاٹا نہ ہے
دید طین آدم و دیش ندید
اس نے آدم کی مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
فضل مرداں بر ماں اکو شجاع
لے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
وہ نہ شیر اور انہی کو آدمی پر
فضل مرداں بر زناں عالی پست
اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
مرد کا ندر عاقبت بینی خم ست
جو مرد انجام پر نظر رکھنے میں ٹیڑھا ہے
از جہاں دوبانگ می آید بھند
دنیا سے دو مختلف آوازیں آتی ہیں

پیش تو بر کند سبلت خام را
تیرے سامنے کچن کی منجھ۔ فوج دی
ورنہ عقل من ز دانش می شکفت
وہ نہ میری عقل اس کے جال سے آرام پاتی
غل وزنجیرے شد رست سلسلہ
طوق اور زنجیر اور سبڈی بن گیا
اول و آخر در آرش در نظر
اس کے اول اور آخر کو نظر میں لے آ
ہر کہ آخر میں تراؤ مطر و دتر
جو جزو کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
چونکہ اول دیدہ شد آخر بین
جیکہ آغاز دیکھ لیا ہے، انجام بھی دیکھ لے
نیم بیند نیم نے چوں اترے
وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں، ناقص کی طرح
لیخماں دید آنخماں بنیش ندید
اس جہاں کو دیکھا انکراش جہاں کا دیکھنے والا نہ دیکھا
نیست بہر قوت و کسب فیلع
طاقت اور کمائی اور جائیداد کی وجہ سے نہیں ہے
فضل بوءے بہر قوت لے نمی
فضیلت ہوتی ہے میرے چاہ عاقبت کی وجہ سے
زاں بوء کہ مرد یا یاں ہیں تر است
اسلئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
اوز ایل عاقبت چوں ن کم ست
وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کیلئے کم
تا گدا میں را تو باشی مستعد
دیکھا ہے کہ تو کونسی کے لئے مستعد ہوتا ہے!

اے یکے بگش نشورِ اقیہ

اس کی ایک آواز مستقیم کو چلائے والی ہے

بانگِ خار و بانگِ اشکوفہ مشنو

کانٹے کی آواز اور پنچہ کی آواز سن

من شکوفہ خارم اے فخرِ کبد

مے بڑوں کے گھر میں غنیمت کا لاشٹ ہوں

بانگِ اشکوفش کہ اینک کلفروش

اس کے کھنڈ کی آواز ہے، کہ یہ کلفروش ہے

اے پذیرِ فتنی بماندی زانِ دگر

تو نے جس کو قبول کر لیا دوسری سے رو گیا

اے یکے بانگِ اینک اینک حاضرم

ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرانی الحال ہے

حاضری ام ہست چوں مگوں

میری موجودہ حالت کو اور کیسے جیسا ہے

چوں یکے زیں و جوال اندر شدی

جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا

اے خشک آں کوزاؤل آں شید

مبارک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی

خانہ خالی یافت جاراؤ گرفت

اس نے خالی گھر پایا جگہ پر قبضہ کر لیا

کوزہ نو کو بہ خود بولے کشید

وہ کو را پیا کہ جس نے پیشاب جذب کر لیا

در جہاں ہر چیز چیزے می کشد

دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو کھینچتی ہے

واں دگر بگش فریبِ اثنیا

اس کی دوسری آواز بد بختوں کے لئے فریب ہے

بعد از ان شو بانگِ غارش را گرو

اس کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا

گل بریزد من بمانم شاخِ خار

پھول جھڑنا آج میں کانٹوں کی شاخ بجاتی ہوں

بانگِ خار او کہ سوی مالکوش

اس کے کانٹے کی آواز ہے مگر ہماری بجا آؤنگی کو شش نگر

کہ محبت از ضدِ محبوب ست کتر

کیونکہ ماضی مشرق کے خلاف سے بہرہ ہے

بانگِ دیگر بست گراندرِ آخرم

دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ

نقشِ آخر ز آئینہ اولِ بہیں

آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے

اے دگر راضد و ناز و خورشیدی

دوسری کا مخالف اور ذات میں بن گیا

کشِ عقول و سمع مرواں شید

جس کو مزدوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں

غیر آتش کش نہ مایہ دیا ش گفت

اس کے علاوہ اس کو نیز من نظر آئیگی یا عجیب

اے جنتِ را آب نتواند برید

اس نجاست کو پانی مستم نہیں کر سکتا

کفر کا فر اور مرشد را رشد

کفر کا فر کو ہدایت، ہدایت یافتہ کو

بہر فریفتہ ہو جاتا ہے تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوہِ ابرق اگر چٹانِ جنب

کے قعر پرانی اس کو پاک نہیں کر سکتا۔ در جہاں نظامِ عالم جذب اور تضاد پر قائم ہے ہر چیز کسی

دوسری چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور کفر کا فر اپنی طرف کھینچتا ہے لیکن ایک کو اپنی طرف کھینچتی ہے تو دوسری کو کشش ہے۔

اے آن یکے۔ دنیا کی پائیداری

کی آواز ہے مثنوی خوب نفلت

سے بیدار ہونے میں۔ ولس

دگر۔ دنیا کے پاؤں و اقبال کی

آواز پر بد بخت فریفتہ ہوتے

ہیں۔ بانگِ خار۔ دنیا کے

نوال اور روح کی آواز سن

اور پھر نوال کی آواز پر عمل کر

من شکوفہ۔ نوال کی آواز

کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم

ہونے والی ہے۔

اے بانگِ اشکوفہ۔ دنیا کی

رونق اپنی طرف بجاتی ہے

دنیا کا نوال کھتا ہے کہ میرے

قریب نہ آجی۔ اگر انسان

دنیا کی ایک آواز قبول

کر لیتا ہے تو پھر دوسری

آواز سے وہ بے تعلقی ہو

جاتا ہے۔ حاضرم۔ یعنی دنیا

کہتی ہے میں اپنی رونق کے

ساتھ موجود ہوں۔ آخر ہم

دوسری آواز کہتی ہے کہ دنیا

کے انجام کو دیکھ لے

اے حاضری میری موجودہ

صورت مگر اور غریب ہے

آغاز کے آئینہ میں انجام دیکھ

لے۔ جوال اندر شدن کسی

کام کو اخست بیا کر لیتا۔

ناور خور۔ تالاف، باتیں

اتے خشک۔ وہ شخص تسلیں

بیا کر رہے جو آغاز میں غلام

کو دیکھ لے۔ خانہ خالی۔ مگر

انسان نے صرف آفاذ کی

پکڑ لی تو وہ اس کے دل

میں گھر کرے گی پھر وہ انجام

کی آواز سننا پسند نہ کرے گا۔

کوزہ۔ انسان جب آغاز

۱۵ کہتر با ہم ہست و مقناطیس ہست
دیکھو کہتر با ہم کو کھینچتی ہے
اور مقناطیس کہتر کو کھینچتا
ہے۔ جہرہ میں جیسی صلابت
ہوگی اُس طرف تمہاری کشش
ہوگی۔ اُن کے اگر نیوکوں کی
طرف کشش نہیں ہے تو ترس
کی طرف کشش ہوگی۔ غار بینی
برائی۔

۱۶ ہست موسیٰ قبلی یعنی
فرعون کی قوم کے شخص کو مقتر
موسیٰ کی طرف کشش نہیں جو
وہ اُس کو تہے معلوم ہوتے
ہیں سبلی یعنی (اسرائیلی) مقتر
یعقوب کی لس کی کشش ہاں
یعنی فرعون کے ذریعہ کی طرف
نہیں ہے وہ اسکو برا معلوم
ہوتا ہے۔ مددہ خرگدے کے
مددہ میں گھاس کی کشش ہے۔
گرو۔ اچھوں کی صحبت اختیار
کرنے کیلئے اُن کی کشش کو
دیکھو کہ کس طرف ہے اگر
اُن کی کشش کا نہیں پتہ نہ
چلے تو اُن کے شیخ کی کشش
کو دیکھ کر اچھا بُرائی کا
فیصلہ کرو۔

۱۷ نازن۔

کہتر جنس با ہم جنس پر ملا
کہتر با کہتر باز با باز
آدمی انسان چو کہ اشرف
الطوائف ہے اُس کی نظائر
کے اشرف حق سے متصل
ہوتے ہیں کہتر کے کہتر حق
سے غذا ملتی ہے۔ مانت۔
چو کہ عارف با شرع الطوائف
میں فرد ملتی ہے اُنکو غذا اللہ
کیلئے ملتی ہے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اور صدیقین کو اللہ سے

غذا ملتی برائی ہے۔

کہتر با ہم ہست و مقناطیس ہست

کہتر با ہم ہے اور مقناطیس بھی

برو مقناطیس آر تو آہنی

اگر تو روا ہے تو مقناطیس لے گیا

اُن یکے چوں نیست با اختیار

جو شخص نیوکوں کا دوست نہیں ہے

اُن یکے راضحت خارا اختیار

ایک کو کانٹے کی صحبت پسند ہے

ہست موسیٰ پیش قبلی بسن ممیم

حضرت، موسیٰ قبلی کے نزدیک برے ہیں

جان ہاں جاذب قطبی شدہ

ہاں کی جان قبلی کو کھینچنے والی بنی

مددہ خرگدے کش در اجذاب

گدے کا مددہ ہضم کرنے میں گھاس کو کھینچتا ہے

گر تو شناسی کسے را از ظلام

اگر اندھے کی وجہ سے تو کسی کو نہ پہچانے

زاں کہ ہر گزہ پئے مادر رود

کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے

آدمی را شیر از سینہ رسد

آدمی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے

تا تو آہن یا کہی آئی بشت

تا کہ تو روا ہو یا گھاس جاں میں آجائے

ور کہی بر کہتر با برمی تنی

اگر تو گھاس ہے تو کہتر با پر چکر کاٹتا ہے

لاجرم شد پہلوی فجار جبار

لا محال بدکاروں کے پہلو کا پڑوسی بننا

لاجرم شد پہلوی ہر خا خوار

وہ لا محال ہر کانٹے کے پہلو میں ذلیل ہوا

ہست ہاں پیش سبلی بسن جمیم

ہاں سبلی کے نزدیک سخت لدن ہے

جان موسیٰ جاذب سبلی شدہ

حضرت، موسیٰ کی جان سبلی کو کھینچنے والی بنی

مددہ آدم جاذب گندم آب

آدم کا مددہ گیہوں، پانی کو کھینچنے والا ہے

بنگر اور اکوش سازید ستام

اُس کو دیکھو جس کو اُس نے پیشا بنایا ہے

تا بداں حلیت شس پیدا شود

حتیٰ کہ اُس سے اُس کی جنسیت ظاہر ہو جاتی جو

شیر خراز نیم زیرینہ رسد

گدے کا دودھ چلے آگے حق سے پہنچتا ہے

بیان آنکہ عارف را غذا نیست از نور حق کہ آیت عند ربی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ (عزیز ہے) میں اپنے

یُطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِي قَوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَجُوعُ طَعَامُ اللّٰهِ يُجْنِبُنِي

خدا کے پاس مات گزارا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور آغوشِ رحمت اللہ علیہ وسلم کا قول ہے

اَبْدَانُ الصّٰدِقِیْنِ اِیْ فِی الْجُوعِ یَصِلُ طَعَامُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعَزَّ جَلَّ

جو کہ نہانی خدا ہے اُس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بدن یعنی اللہ کا کھانا جو کہ میں پہنچتا ہے

عَدَلِ قَیَمِ سَتِ قِسْمَتِ کَرْدِیت
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور ان کی تقسیم
جَبَرِ بُدے کے پشیمانی بُدے
جس پر تو شر مندگی کب ہوتی؟
روزِ آخر شد سبقِ فردا بُود
شام ہو گئی، سبھی تھی ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و در یاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے ادا کرنے میں

ایں عَجَبِ کَرِ خیر نے ظلم نیست
یہ عجیب بات ہے کہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بُودے کے نگہبانی بُدے
ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ مارا روز کے گنجِ بُود
ہمارے راز کی دنیا میں گنجائش کہاں ہے؟
دَر نگرِ وَا شَد اَکْثَمُ بِالصَّوَابِ
غور کر کے اور اللہ ناپاک بہتر جانتا ہے

خطباتِ بامغرورانِ دنیا و گرفتارانِ نفس

دنیا سے دھوکہ کھانے والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکرہ اعتمادِ وثاق
اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے
قُبَّہِ بَرِ سَاقِستِ از حَبَابِ
قرنہ جیسے کا قتبہ بنایا ہے
زُرَقِ چوں بَرَقِ سَیِّدِ نَوَازِ
نکمر، برقی کی طرح ہے اس کی روشنی میں
ایں جہانِ و اہلِ اَوْبِجَا صِلِ اَنَدِ
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں
زَاوَدِ دُنیا چو دُنیا بے و فَاستِ
دنیا کی پیداوار دنیا کی طرح بے وفا ہے
اِہْلِ اَیْنِ اَیْنِ چو اَیْنِ اَیْنِ
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی وجہ سے
خود دُو پیغمبرِ بہیم کے ضد شدند
دو پیغمبر انہیں میں کب مخالف ہوتے ہیں؟
کے شود پَر مُردہ میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

بَرْدَمِ و بَرِ چَا پِلُوسِ فَاستِ
ایک فاسق کے قریب اور چا پیلوس پر
آخِرِ اَنِیْمِ اَسْتِ لِسِ اَبِی طَلَبِ
یقیناً وہ خیمہ کزور رستیوں والا ہے
رَاہِ نَتَوَانِندِ دِیدِ نِ رِہْراںِ
راستہ چلنے والے رات نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دُو اَنَدِ رِہْ و فَا نِیْکِ دِلِ اَنَدِ
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گِرِچِ رُو اَر دِ تَوَاں رُو فَاستِ
اگرچہ تیری طرف رخ کرے وہ جبر و گدزی ہے
تَا اَبَدِ دِرِ عہْدِ وِ سَیْمَاںِ مُسْتَمِرِ
ہمیشہ کے لئے عہد اور بیان پر قائم ہیں
مُعْجَزَاتِ اَزِ ہِمْدِ گِرِ کِ بَسْتَنَدِ
آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب جھینٹے ہیں؟
شَا دِیْ عَقْبِیْ نِگَر دُو اَنَدِ
آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

لے عدل۔ شمر۔
قسمت کیا ہر چیز کو قیامِ ازل میں
جو شخص کہ جس چیز کے قابِ اختیار
آپ عجب۔ اس تقسیم میں کسی پر
جبر بھی نہ ہوا اور کسی پر ظلم
ہوا۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت
کے اعتبار سے جب انسان
بُرا کام کرتا ہے تو اسکو شر مندگی
ہوتی ہے، اگر جبر ہو تو پھر
کام پر شر مندگی نہ ہوتی چلیجے۔
نگہبانی۔ ظالم، مظلوم کا نگہبان
نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا نگہبان ہے برفق
و تہا سے صحت دیتا ہے۔ تقدیر
اب اس مضمون کو ختم کر دینا
چاہیے بہت وقت گزر گیا
اور مضمون نامکمل رہا۔ حال
خلاصہ یہ ہے کہ جب دوبار
خداوندی میں آنا چاہا تو جہاں
حالت کو نظر رکھو۔
کے خطاب۔ جن لوگوں کو
میں جانب اللہ فلا حاصل ہوئی
ہے ان کے بالمقابل گروہ کا
تذکرہ شروع کیا ہے۔ اعتماد
و افق۔ مضبوط بھروسہ، فاسق
یعنی بناوٹی شیخ۔ حباب۔ پانی
کا قبیلہ۔ کتاب۔ خیمہ کا رستہ
نزدیکی۔ ستاری۔ زمین ستارے کی
عکاسی کی کہ کوئی کس کس کے فوہو
راستے نہیں کیا جا سکتا۔
بے حاصل بے نتیجہ، بیکار۔
کے زَاوَدِ دُنیا یعنی دنیا دار۔
مرد۔ ستارے کی گدھی کی طرح
ہو۔ بڑھیک۔ مستحضر۔ دائم۔
پیغمبر۔ اہلِ اللہ میں سے ہونے
مخالفت نہیں ہوتی مردہ ایک
دوسرے کا مال یعنی معجزے نہیں
دیکھتے ہیں۔ کے شود۔ مایہ آئین

کی جس قدر باتیں لائی ہیں وہ اس کی طرف سے قبول نہیں ہوتی ہیں

لے نفس۔ دنیا دار نفس

تاریخ میں اور وہ بے وفا ہے
لہذا دنیا دار بھی بے وفا ہیں۔
قبلہ کہ نفس کا قبلہ گاہِ فسق
و جہر ہے۔ کئی کینہ گورد
کفن۔ دنیا کا وہ ملکہ جس میں
ذکر و فکر ہو قرعہ نفس۔
دنیا دار خواہ کتنا ہی زمین ہو
جب وہ آخرت سے غافل
ہے مرنے سے کہتہ ہی خواہا
کو جب کبھی ہدایت میسر آتی ہو
تو سمجھو کہ مرنے زندہ ہو گیا ہو۔
تہ تا نیاید نفس انسان کو
دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے اور
یقین دلاتا رہتا ہے کہ مرنے والا
ہے کتنی دیر کیلے کا موقع ہو
فی الحال دنیا کے مزے اٹھاؤ۔
گلدرد۔ فائدہ۔ بانگ۔ وہ
اکرا تلاش کر جو بھی گناہ
ہو اور وہ دراصل کرب کے
لے غروب ہوا انہیں ہے
اور وہ اہل حق کے پاس ہے۔
آن میرا ہے۔ دنیا کے چمکھن
اور کثرت و مباحثہ بمنزہ نعمتی
قوم کے ہیں اور ان کیلئے موت
بمزلہ دیا ہے بل کے ہے توفیق۔
اس دنیا کی رونق اور شان و
شوکت اگرچہ انسان کو اپنی
طرف کھینچتی ہے لیکن موت ان
کے لئے حضرت موسیٰ کی لاش
سمجھو جس نے جادو گروں کی
جادوگری کو بھل لیا تھا۔

تہ جادو یہاں اسی طرح موت
ان تمام ہنرمندوں کو بھل جائیگی
یکتہ جہاں حضرت موسیٰ کے
اس تجربے سے دنیا کی تاریکی
چمٹ گئی تھی اور نور خداوندی
اس تاریکی کو بھل گیا تھا۔ قدرت

نفس بے عہد ستراں و کشنی

نفس بے وفا ہے، اس نے گروں کو دھوکہ دیا ہے

نفس ہار الائق ستاں ایں اہمن

نفسوں کے لئے یہ اہمن مناسب ہے

نفس اگرچہ زیرکست و خردہ داں

نفس اگرچہ زمین اور نکستہ داں ہے

آپ وحی حق بدیں مرنے رسید

اللہ کے الہام کا پانی اس مرنے کو پہنچا

تا نیاید وحی زو غرہ مبکش

جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ لے اس کو دھوکہ نہ دے گا

بانگ و صیبتہ جو کہ آں غافل نشد

وہ آزاد اور شہرہ پاہ جو کبھی گناہ نہ ہو

آں ہنر ہائے دقیق و قال قیل

نازک ہنر اور قیل و قال

رونق و طاق و طرب و سحر شاں

ان کی رونق اور شان و شوکت اور جادو

سحر ہائے ساحراں داں جملہ را

سب کو جادو گروں کے جساد سمجھ

جادو یہاں ہمہ یک لقمہ کرد

دائے ان، سب جادوؤں کو ایک لقمہ بنایا

نور از اں خورن نشد افزون بیش

اس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا

در اثر افزوں شدہ در ذات نے

اثر میں اضافہ ہوا ذات میں نہیں

اودنی و قبلہ گاہ اودنی ست

وہ کینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کینہ ہے

مرده را در خور بود گور و کفن

گور و کفن مرنے کے لئے مناسب ہوتا ہے

قبلہ اش دنیا ست اور مرنے داں

اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مرنے سمجھ

شد ز خاک مرنے زندہ پدید

مرنے خاک سے زندہ پیدا ہو گیا

تو بدیاں گلو و طال بقاش

اس کی عمر دراز ہو کے غازی سے

تاب خورشید کے آں آفل نشد

اس سورج کی چمک جاوا جو کبھی غروب نہیں ہوتا

قوم فرعون اندا جمل چو آب نیل

فرعون کی قوم ہیں موت دینے میں کیلئے

گرچہ خالق را کش گردن کشاں

اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں

مرگ چوبے اں کہ آں شد از د

موت کو وہ عصا سمجھ جو اڑ دھا ہوا

یکتہ جہاں پر شب بدیاں اصبح خود

ایک دنیا رات سے دوسری صبح ہو گئی تھی

بل ہماں ست کو بودہ پیش

بلکہ اسی طرح سے ہے مہیا کہ پہلے تھا

ذات را افزونی و آفات نے

ذات کے لئے بڑھنا اور گھٹنا نہیں ہے

حق زایجاد جہاں افزوں نشد

دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ (تعالیٰ) میں اضافہ نہیں ہوا

لیک افزوں شد اثر زایجاد خلق

دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا

شد افزونی اثر اظہار او

نشان کی زیادتی اس (ذات) کا اظہار ہوئی

ہست افزونی ہر ذاتے دلیل

ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے

نکتہ شد باریک بینی اے رفیق

اے دوست! اس مقام پر نکتہ باریک ہو گیا

انچہ اول آں نبود اکنوں نشد

جہاں پہلے نہ تھا اب (بھی) نہ ہوا

در میان ایں دو افزونیت ق

ان دونوں اضافوں میں فرق ہے

تا پدید آید صفات و کار او

تا کہ اس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو

گو بود حادث بعلمتہا علیل

کہ وہ حادث ہے (اور) علتوں کی وجہ سے ناتواں

لیک شنو تو مقالات دقیق

تیک تو باریک باتیں سنستا رہ

تفسیر آیہ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ

پس موسیٰ اپنے دل میں ڈر سے، ہم نے کہا تو نہ ڈر

إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى

یقیناً تو اعلیٰ ہے۔ آیت کی تفسیر

گفت موسیٰ سحر ہم جہاں گئے

حضرت موسیٰ نے کہا جادو میں جہاں گئے

گفت حق تمیز را پس دانم

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا میں تمیز پیدا کروں گا

چونکہ معجزات را خطا ہر کنم

جب تمہارے معجزوں کو خطا ہر کروں گا

تہ بخش عقل بے تمیز را

بے تمیز عقل کو بیٹائی بخش دوں گا

گرچہ چوں دریا بر آو دند کف

اگرچہ وہ دریا کی طرح جھاگ نکال رہے ہیں

بود اندر عہد خود سحر افتخار

جادو اپنے زمانہ میں باعث فخر تھا

چہ کنم کایں خلق را تمیز نیت

میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے؟

عقل بے تمیز را پس دانم

بے تمیز عقل کو بصارت سے روں گا

عقل را در دیدش فاخر کنم

عقل کو ان کے دیکھنے میں قابل فخر بنا دوں گا

کو ر سازم جاہل ناچیز را

ناچیز، جاہل کو اندھا بنا دوں گا

موسیٰ تو غالب آئی لا تخف

اے موسیٰ! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو

چوں عصا شد مار آنہا گشت عار

جب لاشی سانپ بنی وہ ذلت بن گیا

۱۔ ایک کائنات کو اللہ

تعالیٰ نے اسلئے پیدا فرمایا

ہے تاکہ اس کے پہچانے کی

نشانیوں میں اضافہ ہو جائے۔

كَذَلِكَ كُنْتُمْ تُخْفَتُنَا فَخَبَّرْنَا بِمَا كُنْتُمْ

أَنْ أَعْمَرْتُمْ فَتَخَلَّفْتُمْ عَنْخَلْقِنَا

میں ایک چھپا خزانہ تھا میں

نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں

میں نے مخلوق پیدا کی اور تم نے

ذات اور نشانیوں کے اضافہ

میں فرق ہے بہت۔ کسی

ذات میں اضافہ اس کی نہیں

ہے کہ پہلے وہ ناقص تھی ذات

قدیم حدیث اور نقصان سے

بالا ہے نکتہ۔ اگرچہ مضمون

دقیق ہے لیکن تو سنسا رہ اللہ

کھنے کی توفیق دیدیگا۔

۲۔ تفسیر اس سے یہ سمجھایا

ہے کہ مدارف اور مضائق کے

ہٹانے اللہ کی توفیق سے ہی ہو

میں آئے ہیں۔ گفت موسیٰ۔

حضرت موسیٰ کے ڈرنے کی وجہ

جادو گروں یا سانپوں کا خوف

نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ لوگ مجھ سے

اور جادو میں فرق نہ کر سکیں گے۔

گفت حق اللہ تعالیٰ نے یہ

مشکل حل فرمادی اسی طرح

اللہ تعالیٰ مدارف کھنے کی اختلافاً

کو حل فرما رہا ہے۔ معجزات۔

عصا اور بیڑا کے معجزے اور

جادو میں فرق سمجھا دوں گا۔

۳۔ قیودہ بخشہ مومنوں کے

جہاں میں اضافہ کروں گا خفیاً

ایمان سے محروم رہینگے۔ گرجہ۔

ان ساحلوں کا جوش و خروش

سب کا فخر ہو جائیگا اور غلبہ

ہوگا۔ توجہ مولانا فرماتے ہیں اس

زور میں جادو گری بہت زیادہ

ذاتی توفیق کی کمی سے کائنات کے امور میں کوتاہی ہوگی۔

لے کر کے۔ ہر زمانہ میں ایک
بہتر باعث غور ہے لیکن مجھے
کے سامنے وہ انداز چاہیے۔
حضرت مسیح کے دہریس طب
جوانے دم کرنے کے مجھے سے
سے اندر پڑی حضور کے درمیں
نصاحت و بافت جو قرآن
سے اندر پڑی تکرر۔ وجہ۔
طشت طشت از باہر تباہی
مشہور ہو جانا۔ بانگ۔ جادو
گری کی شہرت بصورت عزت
اور مجاہد کی شہرت بصورت
رفعت و بلندی باقی ہے۔
محاکات کسوتی ثلث کھوٹا
لے ہر دست۔ کھوٹے کی
روقی اسی وقت تک رہتی
ہے جب تک کسوتی نہ ہو،
کسوتی کے بددہ بے رونق
ہو جاتا ہے۔ یہی حال مجھوں
کے مقابل میں ان نیر مذہب
کا ہوا ثلث جب کسوتی نہ
ہو تو کھوٹا کھرے کی برابری کا
دعویٰ کرتا ہے خواجہ ماش۔
ایک آقا کے ذکر مقام باہمی
خواجہ ماش کہلاتے ہیں۔
لے مرگ تن۔ انبیاء اور
اولیاء کی موت ان کے
لئے اللہ کے قرب کا سبب
ہے عطا۔ گناہی، شہناری
سونا کرنے کی تہنہ تہنہ۔
بدکار آخرت میں ندامت
آمنائے گا اگر وہ عاقبت
میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں
پر ندامت کا اظہار کرتا۔
چوہا شہدے۔ اگر گناہگار
اپنے گناہوں پر زندگی میں

ہر کے را دعویٰ حسن و نمک
ہر شخص کو حسن اور ملاحات کا دعویٰ ہے
سحر رفت و معجز موسیٰ گذشت
جادو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ بھی گذر گیا
بانگ طشت سحر جز لغت ماند
جادو کے طشت کی آواز لغت کے سوانہ رہی
چوں محک پہاں شد از مرد و زن
جب مرد و زن سے کسوتی چھپ گئی ہے
وقت لافست محاکات غائب است
تیرے لئے مخفی گھما رہے کا وقت ہے جبکہ کسوتی غائب
لے ہر دست عزتے و نانے در فرود
ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا
قلب می گوید ز نخوت ہر دم
کھوٹا ہنکرت سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے
ز رہی گوید بے لے خواجہ ماش
سونا کہتا ہے ہاں، اے دست
مرگ تن ہدایت بر اصحاب راز
جسم کی موت راز دانوں کا تحفہ ہے
قلب اگر در خویش آخریں بے
کھوٹا۔ اگر اپنا انجام میں ہوتا
چوں شدے اول یہ اندر لقا
اگر شروع میں سیاہ رز ہو جانا، ملاقات کے وقت
کیمیائے فضل را طالب بے
بزرگی کی کیمیا کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد مکہا را محک
موت کا بقیہ ملاحتوں کی کسوتی ہے
ہر دور از بام بود افتاد طشت
دونوں وجود میں مشہور ہو گئے
بانگ طشت دیں بجز رفعت ماند
دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوانہ رہی
در صفائے قلب کنوں لافن
لے کھوٹے! میدان میں آجا اب شہنہ بھمار
می برزند از عزیزی دست
تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ جاتے ہیں
چوں محک آمد چرا گشتی کبود
جب کسوتی آگئی تو کالا کیوں ہو گیا؟
لے ز رخالص من از تو کے کم
لے خالص سونے میں تجھ سے گشتا کب میں؟
لیک می آید محک آمادہ باش
لیکن کسوتی آرہی ہے تیار ہو جا
ز رخالص را چہ نقصان سگاز
خالص سونے کو گناہی سے کیا نقصان؟
آں سیہ کا خرد او اول شدے
جوسا (یعنی) آخر میں ہوئی خرد میں ہو جاتی
دور بودے از نفاق و از شقا
نفاق اور بدبختی سے دور ہو جاتا
عقل او بر زرق او غالب بے
اُس کی عقل اُس کے مکر پر غالب ہوتی

نام ہو جاتا تو آخرت میں نفاق اور بدبختی سے نجات پا جاتا، عقل یعنی توبہ کر کے اللہ کی
رحمت کا امیدوار بن جاتا۔

چوں شکستہ دل شکستہ از حال خوش

جب ... اپنی حالت پر رنجیدہ ہوتا

عاقبت را دید او اشکستہ شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ (دل) ہوا

فضل مسہار اسوی اکسیر راند

ادب کے بفضل نے سونے کو کیسا بھابھا کر دیا

اے زراندودہ ممکن دعویٰ نہیں

اے متعشہ! دعویٰ نہ کر، دیکھ

نور محشر چشم شاں بینا کند

جماعت کا نور ان کی آنکھوں کو بینا کر دیا

بنگر آنہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو نظر رکھا

منگر آنہارا کہ حالی دیدہ اند

آنکھوں کو دیکھ جنہوں نے مجھ کو دیکھا ہے

پیش آنہاں کہ درجہل مستو

موجود کو دیکھنے والے کیلئے جہنما کی اور شک میں ہے

صبح کاذب صدہزاراں کارواں

صبح کاذب نے لاکھوں سالوں کو

صبح صادق را طلب کن آغزینہ

اے پیارے! صبح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کوئی گمراہ نہیں جس کیلئے غلط میں جگا کر لیا دیکھ

باز روضوی غلام و مبتتش

غلام اور اس کے (رقد) کہنے کی طرف واپس چل

جا برا شکستہ گاہ دیے پیش

(دل) کو ٹٹے ہوں کہ جو غم والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند در دم بستہ شد

ٹٹے کو جوڑنے والے کی طرف فوراً جوڑ گیا

آں زراندود از کرم محروم ماند

وہ متعشہ، کرم سے محروم ہو گیا

کہ نامد شتریت اعلیٰ بچنین

کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی ترا رسوا کند

تیسری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا و رشک دیدہ اند

وہ جانوں کیلئے راعیہ حسرت اور آنکھوں کیلئے رشک

بستر فاسد ز صل بستر بیدہ اند

فاسد راز، اصل راز سے کتر لیا ہے

صبح صادق صبح کاذب ہر دو یک

صبح صادق اور صبح کاذب دونوں ایک ہیں

داد برباد و ہلاکت اے جواں

اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تا ز صدق او شوی صاحب تمیر

تا کہ تو اس کی سچائی کے ذریعہ تیز رو بن جائے

وائے آن جاں کش محک و گازیست

اے جان پرست! جسے محک اور گازی نہیں ہے

کو سوی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقد شاہ کو لکھتا ہے

زجر کردن عی را از دعویٰ و امر کردن

جھوٹے تہمتوں کو باز رکھنا اور انبیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۰ چوں شکستہ

السان اپنے گناہوں پر نادم

ہوتا ہے تو رخصت خداوندی

اس کی دل شکستگی کو رنج کر

دیتی ہے۔ عاقبت جس نے

آخرت کو پیش نظر کر لیا رحمت

خداوندی اس کی دھڑکی کو

ہے ہر سہا۔ وہ لوگ جو گنہگار

ہیں۔ بکیر یعنی مغفرت۔ شد

اندوہ و شاق بنادنی شخ

۱۰ اے زراندودہ۔ بنادنی

شیخ کو خطاب ہے کہ تیرے شیخ

ہمیشہ ایسے ہی اندھے نہ رہے

کہ تیری حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔

چشم بندی نظر بندی۔ بنگر

توان لوگوں کے تیرے جنوں

نے آخرت کا حیاں رکھا

عوام کی جان اور آنکھ کے

باعث رشک ہیں بنگر ان

بنادنی پیروں کی طرف نہ دیکھ

انہوں نے اصل معارف میں

سے کچھ چیزیں کتر لی ہیں جن

سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

۱۰ پیش حالی ہیں۔ دینا دار

کو جوئے شمع اور سجے شمع میں

فرق نظر نہیں آتا ہے صبح کاؤ۔

قالہ اگر صبح کاذب کہ صبح صادق

سمجھ کر مل پڑتا ہے تو کھانا

ہے اسی طرح جوئے شمع کی

پیروی سے انسان تباہ ہوتا

ہے صبح صادق۔ پتہ شیخ کے

انتباہ سے صبح نظر حاصل ہوتی

ہے نیست۔ دنیا میں ہر گھڑی

چیز کی صورت میں ایک کھوئی

چیز ہوتی ہے جس میں انتباہ کی

مصلاحت نہ ہو اس کی تباہی ہے۔

تو جر کردن جوئے شمع کیلئے

جنہ کہ انبیاء اور اولیاء کی پیروی

کرتی۔

لے بوسلم یعنی میلہ کذاب
جس نے بیمار میں نبوت کا
جھٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ
اُس کے پیروں گئے جو جھٹ
ابو بکرؓ کی خلافت میں حضرت
جنتی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔
اول یعنی ابتدائی زمانہ میں
چند آدمیوں کا گردیدہ ہو جانا
آخر وقت کے ساتھ مل گیا۔
ایسے ظالمداری۔ نبوت اور نہائی
کا دعویٰ جو ہر کس بجلی کی
پیروی کر اور اُس قسم کو مشرور
بنائے۔ جس میں یعنی دنیا
کا مال جیت کرنے کا لالچ۔
سے شمع۔ وہ سچا آدمی نہائی
کرے گا اور تجھے بتا دے گا کہ اس
وطن تباہی ہے اور اُس خطر
نجات ہے۔ گرجا ہی بھولوں
کی صحبت لا کمال سفید ہے
اور بھلے بڑے میں اختیار پیدا
کر رہی ہے۔ گرجا بھولے
شیعوں نے سچے شیعوں کی آپس
نہی ہیں لیکن حقیقت سے
محروم ہیں اگر کوئی ہونہر کی بولی
سیکھ بھی لے تو اس کے پاس وہ
راہ سلیمانی کہاں ہے اور وہ
پیغام کہاں ہے جو کہنے نہیں
کو نہیں مگر دیا تھا۔ قفا ایک
خوش آواز بندہ جو قفا قفا بولا
کہتا ہے اور آواز نہ لاتا تھا۔
جاؤ کر گھر گھانا ہے اسلئے اسکو
سنگ خواہ کہتے ہیں۔

سے بانگ حقیقی ہر دلی سے
آؤ نیلے اور زمینی پر گائیلا
میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی کعبے
اور ٹوبہ کے تلخ میں فرق نہ کرنا
ہے تہ جیاواں۔ ان جھوٹے
شیعوں نے زرگوں کی کچھ باتیں

بوسلم گفت من خود احمد

مسیح کذاب بولا میں خود پیغمبر ہوں
بوسلم را بگو کم کن بطر
مسیح کذاب سے کہہ دے کہ اگر نہیں!

ایں قلا ووزی مکن از حرص جمع

اور ملت جمع کرنے کے لالچ سے رہنائی اختیار نہ کر
شمع مقصد را نماید پچو ماہ

شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے
گرجا خواہی یا نحواہی با چراغ

خواہ تو چاہے ہو یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے جوئے
گرچہ ایں زغال و غل آفر و خند

اگرچہ اُن کوئلے نے کراہا چراغ روشن کیا ہو
بانگ ہد ہد گریب آموزد قطا

کوئی اگر ہد ہد کی بولی سیکھ لے
بانگ پر رستہ زیر بستہ ہداں

کھلے چمکے ہر دلی کی آواز کو بندھے ہوئے ہوں کی آواز
حرف درویشان و مکتہ عارفان

فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے مکتے
ہر ہلاک اُمت پیشیں کہ بود

پہلے اُمتوں کی جو تباہی ہوئی
بودشاں تمیز کاں منظر کند

اُن میں وقت، چیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
کوری کوراں زر حمت و دریت

اندھوں کا اندھا بین رحمت (خداوندی سے دور
نہیں ہے

سیکھ میں جگے ذریعہ حرام کو بھٹکتے ہیں۔ ہر طاقت پہلی استوں پر طاقت
رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ خود۔ اسلئے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو
اندھا ہو کر رہنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو راستہ کی رحمت الکی دیکھ کر ہی کرتی ہوا اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

آن میں وقت، چیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
کوری کوراں زر حمت و دریت

اندھوں کا اندھا بین رحمت (خداوندی سے دور
نہیں ہے

سیکھ میں جگے ذریعہ حرام کو بھٹکتے ہیں۔ ہر طاقت پہلی استوں پر طاقت
رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ خود۔ اسلئے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو
اندھا ہو کر رہنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو راستہ کی رحمت الکی دیکھ کر ہی کرتی ہوا اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

آن میں وقت، چیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
کوری کوراں زر حمت و دریت

اندھوں کا اندھا بین رحمت (خداوندی سے دور
نہیں ہے

دین احمد را بفن برہم ز دم

میں نے احمد کے دین کدھر کے ذریعہ تباہ کر دیا
غزہ اول مشواخ

ابتداء سے (جو کہ دکھا) انجام کو دیکھ
پس روی کن تا روی و پیش شمع

ابتداء کر۔ تا کہ شمع کے آگے پہلے
کایں طرف را نہ است یا خود را مگا

کہ اس جانب نہ ہے یا جہاں کی جگہ
دیدہ گرد نقش بازو نقش زاغ

بازو کی صورت اور زاغ کی صورت نظر آتا ہے
بانگ بازان سفید آموختند

سفید بانوں کی بولی سیکھ لی ہے
راز ہد ہد کو و پیغام سبا

ہد ہد کا راز اور سبا کا پیغام کہاں ہے!
تاج شاہاں را ز تاج ہد ہداں

شاہوں کے تاج کو ہد ہد کے تاج سے (متاثر کرے)
بستہ اندا ایں بے جیا یاں بریاں

ان بے جیاؤں نے زبان پر بانہ لے ہیں
زانکہ جندل را گماں بردند غود

اسلئے ہوئی کہ جندل بچہ، کو انھوں نے اگر سبھا
لیک حرص و آز کو رو کر کند

لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے
کوری حرص ست کاں معذرت

لائی ۱۷ اندھا بین ہے جو باعث عذر نہیں ہے

سیکھ میں جگے ذریعہ حرام کو بھٹکتے ہیں۔ ہر طاقت پہلی استوں پر طاقت
رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ خود۔ اسلئے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو
اندھا ہو کر رہنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو راستہ کی رحمت الکی دیکھ کر ہی کرتی ہوا اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

آن میں وقت، چیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
کوری کوراں زر حمت و دریت

اندھوں کا اندھا بین رحمت (خداوندی سے دور
نہیں ہے

سیکھ میں جگے ذریعہ حرام کو بھٹکتے ہیں۔ ہر طاقت پہلی استوں پر طاقت
رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ خود۔ اسلئے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو
اندھا ہو کر رہنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو راستہ کی رحمت الکی دیکھ کر ہی کرتی ہوا اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

آن میں وقت، چیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے
کوری کوراں زر حمت و دریت

اندھوں کا اندھا بین رحمت (خداوندی سے دور
نہیں ہے

سیکھ میں جگے ذریعہ حرام کو بھٹکتے ہیں۔ ہر طاقت پہلی استوں پر طاقت
رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ خود۔ اسلئے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو
اندھا ہو کر رہنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو راستہ کی رحمت الکی دیکھ کر ہی کرتی ہوا اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

چار بیخ شہ ز رحمت دور نے
بادشاہ کی سزا شفقت سے دور نہیں ہے
ماہیا آخر نیکو بنگر بہشت
اے پسل! کانٹے کو اچھی طرح دیکھ لے
باد و دیدہ اول و آخر بنیں
دونوں آنکھوں سے اول اور آخر کو دیکھ لے
اعور آں باشد کہ حالی دید و پس
کانا وہ ہے جو مرث موجد کو دیکھے
چوٹ دو چشم گاؤں در جرم تلف
بیل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سناں
نصف قیمت ارزداں دو چشم او
اُس کی وہ دونوں آنکھیں آدمی قیمت کے لائق ہیں
ورگنی یک چشم آدم زادہ
اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکال دے
زانکہ چشم آدمی تنہا بخوڑ
کیونکہ انسان کی آنکھ اکسیر خود
چشم خرچوں اولش بے آخرت
گدے کی آنکھ کا آثار جو کہ بغیر انجام رکھے دیکھئے گئے
ایں سخن پایاں نادر آں خفیف
ایس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ بے عقل

چار بیخ حاسدی مغفور نے
حد کی سزا معافی کے قسام نہیں ہے
بدگلوئی چشم آخرینیت بست
عقل کی بُرائی نے تیری انجام کو دیکھنے والی آنکھ بند کر رکھی
ہیں مباحش عور جو ابلیس لعین
خبردار! ملعون شیطان کی طرح کانائین
چوں بہائم پیچہ از پیش و پس
جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو
پنجو یک چشم ست کش نبود شرف
[انسان کی] ایک آنکھ کی طرح ہیں کیونکہ انہیں شرف نہیں
کہ دو چشم راست مسند چشم تو
کیونکہ اُنکی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے
نصف قیمت لازم ست جاہ
مذہب کی رت سے آدمی قیمت لازم ہے
بے دو چشم یار کا اے می کند
یار کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے
گر دو چشم ہست ہمیشہ عورت
اگرچہ اُنکی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانٹے کے ٹکڑے جیسے
می نوید رقعہ در طمع زغیف
روٹی کے ٹکڑے میں رقعہ کھڑے رہا ہے

بقیہ قصہ آل نوشتن غلام رقعہ را بطلب اجرے
روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصد کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیش مطبعی
کلے بخیل از مطبع شاہ سخی
رو رقعہ لکھنے سے پہلے دارلحد مطبع کے پاس گیا
کلے سخی بادشاہ کے مطبع سے بھل کر بیوا لے

رفت پیش از نامہ پیش مطبعی
کلے بخیل از مطبع شاہ سخی
رو رقعہ لکھنے سے پہلے دارلحد مطبع کے پاس گیا
کلے سخی بادشاہ کے مطبع سے بھل کر بیوا لے

پروافع حاصل کرتا ہے اور اُس کی ایک آنکھ پھوڑا گیا آنکھ کا نصف نفع ضائع کرنا ہے لہذا اسکو نصف رتہ
دینی ہوگی۔ جاہ یعنی راہ شریعت چشم خرچہ گدہا جو کہ انجام میں نہیں ہے لہذا اُنکی دونوں آنکھیں بتر لیا گئے
کے ہیں اور وہ گویا کانٹا ہے بخیف یعنی خفیض العقل۔ بخت۔ روٹی۔ بقیہ۔ دارلحد مطبع۔

لے چار بیخ جس کو سزا دی
جاتی تھی اُس کے چاروں ہاتھ
پاؤں کیوں سے جکڑ دیئے
جالتے تھے۔ حاسدی۔ انسان
خود اپنے حد کی وجہ سے مراد
تحریف میں مبتلا ہو تو اُس کی
معافی نہیں ہوتی ہے۔ بدگلوئی۔
یعنی عقل کی بُری مادیوں
باد و دیدہ۔ اللہ نے رُوء آنکھیں
اس نے دی ہیں کہ انسان
آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے
جو صرف دنیا پر نظر رکھے وہ
گویا ایک آنکھ والا ہے چوں
بہائم۔ جانور اپنے انجام سے
بے خبر ہے تو گویا ایک آنکھ
والا ہے۔

ٹکے چوں دو چشم۔ ان اشخاص
میں یہ بتانا مقصود ہے کہ
انسان کی آنکھ کو کمزورات کی
آنکھ پر نفیست ہے اور اُس
کی وجہ انسان کی انجام میں جو
آنکھوں کو چاک کرنے کی صورت
میں حیوان کی دونوں آنکھوں
کا تاوان وہ ہے جو انسان کی
ایک آنکھ کا تاوان ہے نصف
قیمت۔ اگر جانور کی دونوں
آنکھیں پھوڑ دیں تو اُس جانور
کی نصف قیمت کا تاوان دینا
ہوگا کیونکہ حیوان کی دو آنکھیں
پر نام کام کرنے میں، انسان کی آنکھ
کی قضا میں لہذا آنکھ کا پورا
نفع اُنکو چاہئے آنکھوں سے پہنچتا
ہے یعنی خود اُنکی دو آنکھوں اور
انسان کی دو آنکھوں سے تو اُنکی
دو آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں
کی نصف کا نصف حصہ ضائع
کیا ہے۔

سے ورنہ۔ انسان وہ آنکھوں

لے کا حق تھو۔ یہ کہیں نہیں

روزی کی طرف اسکو دیکھان ہو
اور وہ اس کے پاس میں کی کرنے
کا حکم ہے۔ دیکھتی ہیں۔ ہا
باہر کے لوگوں کی جانب سے ہے
تو کہیں پڑا ہوتا ہے۔ ہا
ہو جاتا ہے۔ وہ گزرتی ہا
میں نے ہر چند سمجھا یا کہ تیری
روزی شاہی حکم سے کم کی گئی
ہے لیکن اس نے ایک دلیل
ذاتی بقیہ بنت ماست۔
لے قاصد یعنی یہ تو نے اپنے
ارادہ سے کیا ہے۔ کفر یعنی
بادشاہ کا ملکہ۔ آہ یعنی
بادشاہ۔ تیرا کمان
خود کام نہیں کرتے ہیں چلنے
والے کا بازو کام کرتا ہے۔
بارتیت۔ جنگ بد میں ہوتا
نے ایک ٹھنڈی ٹھنڈی جیسے
مخالف سر اسید ہو گئے قرآن
پاک نے اس کے سینے کی
نہت آپ کی طرف کی اور
پھر اس کی ٹہنی بھی گروی اسلئے
کہ اس وقت آنحضرت کو انتہائی
قریب حاصل تھا۔ ابتلاست۔
جو کہ قریب فرانس سے آتھ
ہیں وہ حقیقت و مجاز کی بحث
شروع کر دیتے ہیں۔ تیر یعنی
چشمہ۔
لے قاصد۔ مطلع کے داروغہ سے
جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں
گیا اور بادشاہ کو پیر قاب خط
لکھا۔ بقدر میں مکان۔ لاتے
کوائے۔ در قضاے حاجت۔
یعنی لوگوں کی ضروریات پوری
کرنے کیلئے انکی ضروریات کی جستجو
کرتا ہے۔ تراکہ۔ ابراہیم نامی
رقا ہوا میں پہناتا ہے۔

دور از دور ہمت ادا کیش قدر

ایک اور اسکی شان سے دوسرے کو اس قدر

گفت بہر مصلحت فرمودہ است

اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہو

گفت بلیریت انداں سخن

اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے

مطیعنی وہ گونہ حجت بر فراشت

مطیع کے داروغہ نے کوش و بلیں آٹھائیں

چونجی کم آمدش در وقت چٹا

ہا شد کے وقت جب اس کو کم خوراک ملی

گفت قاصد می کنید اینہا شما

اس نے کہا یہ سب کچھ تم قصدا کرتے ہو

ایں گیر از فرع این زاصل گیر

یہ شاخ کہاں سے نہ کچھ بڑکی جانب سے سمجھو

ہا رمیت اذ رمیت ابتلاست

تجھ کو تو نے بھیجا تو نے نہیں بھیجا آٹھائیں ہے

آب از سر تیرہ است خیر چشم

لے اندر! پانی اصل سے گلا ہے

شیر چشم و غم درون بقعہ

غصہ و غم سے وہ گھر میں گیا

اندر اں رقعہ ثنائی شاہ گفت

اس نے اس رقعہ میں بادشاہ کی تعریف کی

کلے ز بحر و ابر افروز گفت تو

لے وہ کہ تیری تمہیں سمندر اور آبر سے بڑی ہوئی ہے

زانکہ ابرا نچہ دہد گریاں دہد

اس لئے کہ ابرا جو کچھ دیتا ہے روتے ہوئے دیتا ہو

از جبری ام آیدش اندر نظر

میسری روزی پراسس کو دیکھان ہو

نے برائے نخل و لے تنگی دست

دکھن اور عکدستی کی وجہ سے

پیش شہ خاک ست ہم ز تر کہن

بادشاہ کے سامنے تو پڑا ہوتا ہی ہوتا ہے

اوجہ زد کرد از حرصے کہ داشت

اس نے اس حرص کی وجہ سے جو ہمیں ہی سب دکھایا

زد بے تشنوع و او سوئے شد

اس نے بہت سمن میں کی، کوئی نادرہ نہ ہوا

گفت نے کہ بندہ فرامیم ما

اس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں

برکماں کم زن کہ از باز دست تیر

کمان پر طنز زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے

بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست

نبی پر الزام نہ دھرو خدا کی جانب سے ہے

پیشتر بنگر کے بکشی چشم

آگے کو دیکھ، ذرا آنکھ کھول

سوی شہ نبوشت خشیں رقعہ

غصہ سے بھرا خط بادشاہ کو لکھا

گوہر جود و سخاے شاہ سفت

بادشاہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پرکھ

در قضاے حاجت حاجات جو

ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کرنا آتا

گفت تو خداں پیاپے خواں نہد

تیری بھیلی مسکراتی ہوئی ہے روپے غلام دیتی ہو

ظاہر مرقعہ اگرچہ مدح بُود
اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا
زاں ہمہ کار تو بے نورست نشست
ہم نے تیرے تمام کام بے رونق اور بھتے ہیں
رونق کار خساں کا بس دشود
کینوں کے کام کی رونق کھوٹی ہوتی ہے
رونق دنیا برآرد زو کساد
دنیا کی رونق جلد کھوٹ ظاہر کر دیتی ہے
خوش نگر دو از مدیحی سینہا
سینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں
اے دل زین و کراہت پاکش
اے دل! یکینہ اور نفرت سے پاک ہو جا
برزباں اُحمد و اکراہ دروں
زبان پر تعریف اور اندر نفرت
وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم
تو ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں

بُوی خشم از مدح اثر ہامی نمود
غصہ کی بُو تعریف میں سے آثار ظاہر کر رہی تھی
کہ تو دوری دور از نورست نشست
کیونکہ تو فطری نور سے بہت دور ہے
بچو میوہ تازہ زو فاسد شود
جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے
زانکہ ہست از عالم کون فساد
کیونکہ وہ بننے اور بگڑنے والے جہان کی ہے
چونکہ در مداح باشد کینہا
جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہیں
وانگہاں اُحمد خواں چالاک شو
پھر تعریف کر اور تیسرے ہو جا
از زباں تبلیس باشد یا فصول
زبان کا شریب ہو گا، یا مسکر
من بظاہر من بیاطن ناظرم
ظاہر کو، میں اطن کر دیکھنے والا ہوں

حکایت آن مداح کہ از جہت ناموس شکر مدوح می کردو
اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو ابرو کی خاطر مدوح کا شکر ادا کرتا تھا اور اس
بُوئے اندوہ و غم اندرون او از خلافت دلق او ظاہری
کے باطنی رنج و غم کی جو اس کی گدڑی کے پڑنے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی
نمود کہ آن شکہ ہا ہمہ لافست و دروغ
کہ وہ تمام شکر کیے شیخی اور جھوٹ ہیں

آں یکے با ذلق آمد از عراق
ایک شخص عراق سے گدڑی پہنے ہوئے آیا
گفت آئے بد سراق الاسفر
میں نے کہا ہاں جس دانی تو تھی، لیکن سفر

باز پرسی بند یاراں از فراق
دوستوں نے جدائی دیکھ کر کامال صیانت کیا
بود بر من بس مبارک مژدہ ور
میرے لئے بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا

لفظ بُوی خشم یعنی اس خطا
میں الفاظ تو تعریف کے تھے
لیکن اُن میں سے غصہ کی بُو
آتی تھی۔ زبآن۔ انسان کے
اعمال اگر حسنیت سے خالی
ہوں تو بے رونق ہیں جیسے کہ
ہم غلام کی تعریف تھی بخت
خلقت، طینت، میوہ تازہ۔
تازہ پھل کو رطوبتیں جلد زاپ
کر دیتی ہیں۔ دور۔ زدو کا محقق
ہے۔

لفظ خوش۔ مگر دل میں مداح
ہوا و زبان پر تعریف ہوتی ہے
تعریف سے مدوح خوش نہیں
ہوتا ہے۔ اے دل۔ انسانِ دل
کی صفائی کے ساتھ اُحمد پڑھے
اور تعریف کرے تیزی سے
عانی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔
تبلیس۔ جہل، غریب، دھوکا
دینا ہے۔

برزباں تبلیس دروں کا دُور
ہیں جنہیں تبلیس کے دار و آخر
گفتہ خدا۔ مدح شریف ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى صُوَرِكُمْ
وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلَى
قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ اَشْرَعُ اَعْيُنَ
تہا رہی صورتوں اور مالوں کو
نہیں دیکھتا ہے تمہارے دلوں
اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

لفظ حکایت۔ اس حکایت
کا خلاصہ یہی ہے کہ اس
تعریف کرنے والے کی زبان پر
تو بے نکات تھے دل شکر گدڑی
سے خالی تھا۔ خلافت۔ بگڑتی
عراق۔ اس زمانہ میں دارالخلافہ
تھا۔ ذلق۔ یعنی وطن سے جدائی
مژدہ ور۔ خوشخبر۔

لے کر قریش خلیفہ کہنے
دعا ہے شکر تا اس نے خلیفہ
کا بے حد شکر اور تعریف کی۔
گفتندش لوگوں نے اس سے
کہا تیری خراب حالت اس
بات کی گواہ ہے کہ تو جو
ہل رہا ہے تن بہ تن تیرا
بدن لگا ہی ہے رہا ہے کہ باؤں
نے مجھے کوئی خلعت نہیں دی
ہے تنوختہ یعنی دھوپ سے۔
تیرے میں خلیفہ بے قرقر رہے
توت۔

لے کر زبانت یعنی اگرچہ تیری
زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی
ہے لیکن تیرے ساتوں اعضا
اس خلیفہ کی شکایت کر رہے
ہیں۔ ہر جزا تو تجھے ہار لیا
ننگے بدن ہے اس عطا جس جز
اور شلوار تھی بآبشار۔ اپنی
مزدت پر دوسرے کی ضرورت
کو ترجیح دینا بآفتقاد۔ دھوئی۔
مرد دراز فقر امر کی درازی
کی دعا دیتے ہیں۔

لے جس لوگوں نے اس سے
کہا کہ مبارک ہو کہ دنیا کا مال
دے کر عمر دراز حاصل کر لیگیں
تیرے دل میں دھواں کیوں
اٹھ رہا ہے اور شورش کیوں
ہے۔ جہد کراہت جبکہ دل
میں ناگواریوں کی غلش ہو اور
غم تو کسی خوشی کی نشانی کہاں
ہوتی ہے۔ کو نشان عشق اگر
تو لے اللہ کی رضا نہی اور
عشق میں تمام ماں خیرات کیا
ہے تو اس کی کوئی ملامت
جو میں اور ظاہر ہوئی چاہیے۔

کہ خلیفہ دادہ دہ خلعت مرا
کیونکہ خلیفہ نے دل میں ہی جوئے مجھے عطا کئے
مشکراؤ حمد ہا برمی شمر د
شکر ہے اور تعریفیں شمار کرتا تھا
پس بگفتندش کہ احوال تیرے
تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال
تن بہ تن نہ سر بہ تن نہ سوختہ
بدن ننگا، سر ننگا، بجا بخت
گو نشان شکر و حمد میر تو
تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟
گر زبانت مدح اک شہمی تند
اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے
در سخای اک شہ و سلطان جو
اس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں
گفت من ایشار کردم آنچه داد
اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے غیرات کر لیا
بستم جملہ عطا ہا از میر
میں نے بادشاہ سے سب عطیات لے لئے
مال دادم بستم عمر دراز
میں نے مال دے کر دراز عمر خرید لی
پس بگفتندش مبارک مال رفت
تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا
صد کراہت در درون تو چو خار
تیرے اندر سیکڑوں ناگواریاں کاٹنے کی طرح ہیں
کو نشان عشق و ایشار و رضا
عشق اور ایشار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟

کہ قریش باد صد مدح و ثنا
خدا کرے سیکڑوں مدح و ثنا اعلیٰ ساتھی جن میں
تا کہ شکر از حد و اندازہ برود
حتیٰ کہ شکر مد اور اندازے سے بڑھا دیا
بر دروغ تو گواہی می دہند
تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں
مشکراؤ دزدیدہ یا آموختہ
تو نے شکر کو چڑا یا ہے، یا سیکھا ہے
بر سر و بر پای بے توقیر تو
تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر
ہفت اندامت شکایت میکند
تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں
مر ترا کشتے و شلوارے نبود
تیرے نے جوتا اور شلوار نہ تھی
میر تقصیرے نکر دراز افتقاد
بادشاہ نے دھوئی میں کوئی کمی نہیں کی
بخش کردم بریتیم و بر فقیر
میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیے
در جزا زیراکر بوم پاکباز
بدلے میں، کیونکہ میں پاکباز ہوں
چیت اندر باطنت اس دور و
یہ دھواں اور شورش تیرے اندر کیسی ہے؟
کہ بود اندہ نشان ابتشار
غم و بشارت مائل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟
گر درست آنچه گفتی ماضی
اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنا یا ہے

خود گرفتہ مال گم شد میل کو

میں نے ۱۲۱ مال ہلا گیا (خیرات کرنا) میلان کہاں ہو؟

چشم تو گر بد سیاہ و جاں فزا

اگر تیری آنکھ کالی اور جانفسزا تھی

کونشان پاکبازی اے ترش

اے ترش و پاکبازی کانشان کہاں ہے؟

صد نشان باشد دروں ایشانرا

باطن میں ایشان کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں

مال در ایشان اگر گرد و تلف

ایشان کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے

در زمین حق زراعت کردنی

اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کیتی کرنا

گر نگر و دزرع جاں یک دانہ صد

اگر جان کی کیتی میں ایک دانہ نشہ نہ بین

اصل ارض اللہ قلب عارف

اللہ (تعالیٰ) کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے

گر نہ زوید خوشہ از روضات ہو

اگر اللہ (تعالیٰ) کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو

چونکہ ایں ارض فنا ہے ریع نیست

جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیداوار کے نہیں ہے

ریع آں رانے حدو نے عبد بود

اٹھس کی پیداوار کی حد و شمار نہیں ہے

حمد گفتی کونشان حامدوں

تو نے تعریف کی تعریف کرنے والوں کی مثلاً کہاں؟

حمد عارف مر خدا را راست است

عارف کی حمد اللہ (تعالیٰ) کیلئے درست ہے

سب اگر بگذشت جای سب کو

سیلاب اگر گزر گیا ہے، سیلاب کی جگہ کہاں ہے؟

گر نماند او جانفس از رزق چرا

اگر وہ جانفس نہیں رہی تو سب کیوں ہے؟

بوی لاف کثر بھی آید خموش

بہودہ شہین کی بوق آ رہی ہے، چپ رہ

صد علامت ہست نیکو کار را

نیکو کار کی سیکڑوں علامتیں ہیں

در دروں صد زندگی آید خلف

(پہلے) بطن میں سیکڑوں زندگیاں تھائی ہیں

خمہائے پاک وانگہ دخل نی

نیک پاک (اور) پھر پیداوار نہ ہو!

صحن ارض اللہ واسع کے بود

(تو) اللہ (تعالیٰ) کی زمین کی فضا وسیع کہتے؟

لا مکان ست ندارد فوق پست

جو مکان ہے اور بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے

پس چه واسع باشد ارض اللہ بگو

تو بتا اللہ (تعالیٰ) کی زمین کیا وسیع ہوئی؟

چوں بود ارض اللہ استوسع

ترا اللہ (تعالیٰ) کی زمین کا کیا حال ہوگا وہ بہت وسیع

کترس دانہ و ہر مقصد بود

معمولی داد ڈالے تو سات سو ہو جائیں

نہ برونست ہست اثر نے اندر

دیسرے اندر اثر ہے نہ باہر

کہ گواہ حمد اود شد پاودست

کیونکہ اتمہ پاؤں اٹکی تعریف کے گواہ بن گئے ہیں

لہ میل یعنی یکن اندر

کرنا رحمان اور رحیم میل

پانی بہ کرنا ہے تو کوئی

چھوڑنا ہے چشم بکری

کہے کہ میری آنکھیں ترش

اور بہت حسین جس ترش

آنکھوں میں نیلا ہٹ تو نہ

چاہئے۔ کونساں چہرے کی

ترش بتا رہی ہے کہ پاکبازی

کا دعویٰ کپ ہے قنڈاں

اگر صیت میں ایشانرا

ہے اور انسان کا کردار صح

ہوتا ہے تو اس کے سیکڑوں

آئنا نظر ہوتے ہیں خلف

ایشانرا ہوتا ہے تو بطن میں

زندگی پیدا ہوتی ہے۔ دریں

اللہ کے راستہ میں انسان اپنے

کرے اور نیک نیت ہو تو

نتائج اور آثار یقیناً نمایاں

ہونگے۔ دخل آمدنی، پیداوار

اللہ کو نگر و اگر اللہ کی زمین

میں ایک دانہ کے طور پر آگے

تو پھر اللہ کی زمین کو وسیع کس

اقتباس سے کہا جاسکتا ہے قلب

مومن کا دل اللہ کی سر زمین

ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کرنا

کی فانی زمین جب پیداوار دیتی

ہے تو اٹھ کی زمین کیسے پیداوار

نہوے گی اور دل میں کی کیج

ہونے سے اس کے ثمرات کیسے

ظاہر ہونگے۔

اللہ ریع پیداوار و رکن پاک

ہیں۔ مثنیٰ الذین یلقون

آمنوا اللہ فی سبیل اللہ لعل

حجۃ الیہم من متاع

فی کل سنۃ و ما تہ

جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال

خرچ کرتے ہیں انکی خیرات کی

اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تعریف کرنا

طہ آجہ۔ اس ماری کولہ
کی تعریف اعلیٰ درجہ پر پہنچا
وہی ہے۔ اٹلس۔ اس کے
اعتبار پر انوار و برکات رونا
ہو جاتے ہیں۔ وارتیدہ۔ یہ
اس ماری کو دنیا سے نہایت
دے کر حق بنادیتی ہے یہی
جاریہ جنت میں جاری ہے

طہ جس پر قرآن پاک میں
ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ
وَالْخُلُقَاءِ فِي مَقْعَدٍ وَّجَدَتْ
ہُنَا مِلَّةَ الْمُؤْمِنِينَ اُولَئِكَ
ہیں گار میں وہ جنت کے
باغوں اور نہروں میں پتی اوجھ
کی آجہ بادشاہ قادر کے مقرب
ہوں گے جو گشت۔ باغ کی
حد اس کی بہار ہے اور اس بہار
کے گراہ اس کی پیداوار اور
چشمہ وغیرہ ہیں۔

طہ آجہ۔ پہلا شاہد یعنی گواہ
اور دوسرا شاہد یعنی ماضی ہے۔
نوی سیر۔ ان لوگوں نے عراق
سے واپس آنے والے سے کہا۔
عازق۔ اہل مقامات۔ میدان
جنگ۔ جگہ۔ بہادری۔ آئے
وہو۔ شہر و قل۔ ترقی و ترقی
منہ سے پیاز کی مو آ رہی ہو تو
منہ کھانے کی شہنشاہی
چاہیے مکشوف کھلا ہو مکشوف
گلقدیر تیر ہیں۔

از چہ تا یک جمش بر کشید

اٹلس تقویٰ و نور مؤتلف

تقرے کا اٹلس اور انورس نور

وارہیدہ از جہان عاریہ

چند روزہ دنیا سے وہ نجات پا گیا

بر سر ریستہ عالی ہمتش

اس کی ہمت بلند راز کے تخت پر ہے

مقعد صدقہ صدیقان درو

وہ تہائی کی ایسی نشست گاہ ہے کہ صدیق ہیں

حمد شاں چوں حمد گلشن از بہار

روشنی کی وجہ سے آگے حمد گلشن کی حمد میں ہے

بر بہار شش چشمہ و نخل و گیہا

اس کی روشنی پر چشمہ اور کھجور اور گلاس

شاہد شاہد ہزاراں ہر طرف

ہر جانب ہزاروں گواہ موجود ہیں

بوی سیر بدبسیاید از دمت

تیرے سانس میں سے بس کی بدبو آتی ہے

بوشناسانند حاذق و دصاف

میدان جنگ میں اہل اہل جو سمجھنے والے ہیں

تو ملاف از مشک کلاں بوی پیاز

ترشک کی گپ زار کیونکہ پیاز کی بدبو

گلشکر خوردم ہی کوئی و بوی

تو کہتا ہے میں نے گلقدیر کھایا ہے اور بو

ہست دل مانند خانہ کلاں

دل، بڑے گھر کے مشابہ ہے

وزنگ زندان دنیا اش خرید

اور دنیا کے قید خانہ کی کھڑائی سے اس کے نہات دیدی

آیت حد است اورا برکتف

اس کے کلمہ پر تعریف کرنے کی نشانی ہے

ساکن گلزار و عین جاریہ

وہ باغیچہ اور جاری چشمہ کا ساکن ہے

مجلس وجاہ و مقام ورتبتش

وہ اس کی مجلس اور درجہ اور مقام اور مرتبہ

جملہ سبز مند و شاد و تازہ رو

سب خوش حال اور خوش اور تازہ رو ہیں

صد نشانے دارد و صد گیر و دار

سیکڑوں نشان اور سیکڑوں نشان شوکت کھنچ

واں گلستان نگارستان خواہ

اور وہ باغ اور نگارستان گواہ ہے

در گواہی بچو گوہر در صدف

گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی

وز سرور و تابد لے لانی غمت

لے لانی غمت سے تیرا ہم چمک چمک ہے

تو بجلدی ہائے و ہو کم گن گزاف

تو بہادری کے نعروں سے شہنشاہی زار

از دم تو می کنت مکشوف راز

تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے

می زنداز سیر کہ یا وہ ملکوی

اس کی پیمپی ہے، بکواس نہ کر

خانہ دل رانہاں ہمایاں

دل کے گھر کے گھر کے پڑوسی ہیں

کہ شقی در جنگ از زخم سناں
جس طرح بدخت جنگ میں غزے کے زخم سے
از فلک شاں سترنگوں می افکند
اُن کو آسمان سے اوندھا پھینک دیتے ہیں
ایں گماں بر رُو حہای مدبر
تو بزرگ رُو حہای مدبر ایسا گمان نہ کر
کہ بے جاسوس ہست سُوئی تن
کیونکہ جسم کے اُدھر بہت سے جاسوس ہیں

سترنگوں از چرخ زیر افتد چناں
آسمان سے ایسا اوندھا ہو کر نیچے گرنا ہے
آں ز رشکے حہای دل پسند
محبوب رُو حہ کے رشک کی وجہ سے
تو اگر شقی و نسکی کور و کر
اگر تو تنہا اور تنگدا اور اندھا ادب بہر ہے
شرم دار و لاف کم زن جان مکن
شرم اگر اور شہین نہ مارا، ہلاک نہ ہو

در یافتن طبیبان الہی امراض دل و دین در سیکے مرید بیگانہ
خدائی طبیبوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو شہید اور اجنبی کے چہرے سے
از لحن گفتار او و رنگ چشم او بے اینہم نیز از راہ دل کہ انہم
اُن کی بات کے بیچے اور آنکھوں کی رنگت سے اور انکے بغیر بھی دل کے راستے کیونکہ وہ دل
جو اسینس القلوب فجاء السوہم بالصدق
کے جاسوس ہیں اُن کی ہم نشینی بچائی سے کہ

بر سقام تو ز تو واقف تر اند
تیری بیماری پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
کہ ندانی تو از اں رُو اعتلال
کہ تو اُن طریقہ سے بیماری کو نہیں سمجھ سکتا
بُو ز ند از تو بہر گو نہ سقم
تیری ہر قسم کی بیماری کا بہتر دیکھ دیتے ہیں
چوں ندانند از تو بے گفت ہاں
تجھ کی گفتگو کے بغیر تیری بیماری کو کیسے زبان
صد سقم بیند در تو بید رنگ
بلاتوقف سیکڑوں بیماریاں دیکھ لیتے ہیں
کہ بدیں آیات شاں جت بود
کیونکہ اُن کو اُن علامات کی ضرورت ہوتی ہو

ایں طبیبان بدن و انشور اند
یہ بدن کے طبیب دانش مند ہیں
تا ز قارورہ ہی بیند حال
حتیٰ کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں
ہم ز نبض و ہم ز رنگ ہم ز دم
نبض سے بھی اور رنگت سے بھی اور دھڑکن سے بھی
پس طبیبان الہی در جہاں
تو دنیا میں خدائی طبیب
ہم ز نبض ہم ز چشم ہم ز رنگ
اور تیری نبض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگ سے بھی
ایں طبیبان نو آموزند خود
یہ طبیب خود نو آموز ہیں

لے تو اگر۔ اگر انسان خرواں
کلمات سے محروم ہے تو اولیاً
کو محروم نہ بھے۔ دریا فتن جبکہ
بدنی اعتبار ملاحتوں کے ذریعہ
امراض کو پہچان جاتے ہیں تو
روحانی اعتبار علامات کے ذریعہ
روحانی امراض کو کیرن جان
سکیں گے بلکہ اُن کو تو ظاہری
علامات کی بہن ضرورت نہیں

لے یہ سقام بیماری عاتقہ۔
اعتبار طبیب کو دیکھ کر امراض
کو پہچان لیتے ہیں۔ اعتلال۔
بیماری جو ناجائز نبض، اعتبار
نبض، رنگت اور دھڑکن کے
ذریعہ مرض کی تشخیص کرتے
ہیں۔ پس طبیبان۔ ہندوستانی
طبیب بھی بغیر تائے امراض
کو پہچان جاتے ہیں۔
لے ہم ز نبض۔ یہ بدنی
اعتبار تو آموز ہیں اس لئے کہ
اُن علامات کی ضرورت ہمیشہ
آتی ہے روحانی اعتبار دور
سے ہی نام سنکر تمام ہندوئی
حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

کا ملاں از دوز نامت بشنوند
کلاں لوگ دُور سے تیرا نام سنتے ہیں
بلکہ پیش از زادن تو سالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے
حال تو دانند یک یک مومو
وہ خیر حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں

تا بقعر تار و پودت در روند
تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اُتر جاتے ہیں
دیدہ باشندت ترا با حالہا
تجھے مہلت میں دیکھتے رہے ہیں
زانکہ نر و نرند از اسرار مہو
کیونکہ ذات حق کے رازوں سے پڑ ہیں

مرثوہ دادن بایزید قدس سرہ از زادن ابوالحسن خرقانیؒ
(حضرت) بایزید قدس سرہؒ کا حضرت) ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہؒ کی پیدائش کے بارے
پیش از سالہا و نشان دادن صوت و سیرت یک یک
میں سالوں قبل پر مشجوری دے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا بڑی طرح نشان دیدینا
و نوشتن تا نسخ نویساں آں را جہت صدق او
اور ان کی تصدیق کے لئے تا نسخ نویسوں کا اس کو لکھ کر دینا

آں شنیدی داستان بایزیدؒ
تو نے (حضرت) بایزیدؒ کا وہ قصہ سن لیا ہے
رونے آں سلطان تقویٰ می گزد
ایک دن وہ ثناء و تقدی جا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مرا و رانا کہاں
اپنا کہ ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مشتاق کرد
اسی جگہ انھوں نے مشتاقانہ اور کیا
بُوی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو ماضیوں کی طرح سونگھتے تھے
کوزہ کو از تیغ آبہ پر بُود
وہ پیالہ جبرجرف کے پانی سے بھر رہا ہو
آں ز سر دی باد آئے گشتہ است
تو جہاں ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے

کوزہاں ابوالحسن پیشیں چید
کرا انھوں نے (حضرت) ابوالحسن کا حال پہلے ہی کیا کہ
بامریاں جانب صحرا و دشت
جنگ اور میان کی طرف مزیدوں کے ساتھ
در سوادے ز سویی خارقاں
رے کے اطراف میں غارتخانہ کی جانب سے
بُوی را از باد استنشاق کرد
ہوا سے خوشبو کو سونگھتا
جان او از باد بادہ می چشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود
جب جو ہمیں اس کے باہر نکلتا ہی
از درون کوزہ نم بیرون بخت
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

لہ جگر پر دھانی طیب تر
انسان کی پیدائش سے قبل ہی
اس کی اندرونی کیفیت معلوم
کر لیتے ہیں جو ذات حق -
مخبرہ۔ اس فقرہ سے یہ سمجھایا
ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے حضرت
ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش
سے قبل ہی ان کے اعمال
معلوم کر لئے تھے اور لوگوں کو
بتا دیے تھے۔

لہ آئینہ نام طیب ہے
اسی لئے اس کے سلسلہ کے لوگ
طبیعتی کہلاتے ہیں حضرت
جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزیدؒ
کو ہم میں دس نسبت ہے جو
حضرت جبریلؑ کو فرشتوں میں
بہتر سال کی عمر میں بطعام میں
سیرت میں وفات پائی ابو الحسن
خرقانیؒ سلطان محمود غزنوی
کے دور کے بزرگ ہیں روایت
اور اُصولیت کے طور پر انکو
بایزیدؒ سے نسبت ہے آپ نے
چالیس سال تک عشاء کے
دور سے صبح کی نماز پڑھی ہے
ستر گیس خرقان میں وفات
پائی۔

لہ ستارہ اطراف شہر ہے
ایک علاقہ کا نام ہے مقام
رازی اسی رے کی طرف منسوب
ہے۔ غارتخانہ خرقان، رے
کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے
استنشاق سونگھنا۔ کوزہ پہلے
خمر میں کہا تھا کہ مراد سے خمر
بلکہ اب مراد بھلائی ہے کہ
ہوا سے پانی بننا ہے لہذا ان
کا ہمارے شراب پینا وہی ہے
آں بزرگ پانی سے جو ہے
پیالہ پر جو ہمیں باہر جاتی ہے

سازگارانی ہیں کہ کراہوں سے پانی میں نہیں اتر جاتی ہے۔

لے آؤ۔ حضرت بایزیدؒ کے لئے وہ ہوا جو شہر لائی تھی پانی بن گئی اور پانی میں وہ کیفیت پیدا ہو گئی جو شراب میں ہوتی ہے۔ پتلی۔ اس پر نے حضرت بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ آپ کی سونگھ یہ ہے یا بظاہر کوئی بھول بھی نہیں ہو اور آپ پر یہ عیب و غریب کیفیات کیوں طاری ہو رہی ہیں۔ پتلی۔ جاس خیر۔ سونگھ۔ پتلی۔ تو یہ خوشخبری کن ذات حق کا نام مقصود۔

نورِ کام۔ ضرور تندر۔ لے ہر تے۔ حضرت یعقوبؒ نے دوسرے ہی حضرت یوسفؒ کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ تقوہ جو احوال آپ پر طاری ہونا ہے۔ باہر سے ہیں۔ کچھ بنا دیئے۔ خود آپ نے ہیں اس کا مادی نہیں بنا لیا ہے کہ آپ تنہا مستفید ہوں اور ہم محروم رہیں۔

لے ہر مجلس۔ صدر مجلس ہی دوسروں کو شراب پلا کر ہے۔ حریفان ہیں مجلس کے شریک کے کماں حضرت بایزیدؒ سے اُن کے مزید نے کہا شراب چھا کر نہیں پی جا سکتی تھی کا یقیناً نکھار ہو جاتا ہے انسان اگر گنہ کی برہن چھپائے تو گنہ کی مستی کیسے چھپائے گا۔

بادبوی آور مر اور آب گشت

خوشبو لانے والی ہوا اُن کے لئے پانی بن گئی

چوں درو آتا رستی شد پدید

جب اُن میں رستی کے آثار ظاہر ہوئے

پس پر سیدش کراں احوال غمش

قرآن نے دریافت کیا کہ یہ بہترین احوال

گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید

کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید

می کشی بوی و بظاہر نیست گل

آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے

لے تو کام جان ہر خود کامہ

لے وہ کام ہر ما جنت کی جان کا مقصود ہیں

ہر دمے یعقوب و ارازیوسفی

حضرت یعقوبؒ کی طرح ہر وقت ایک یوسفؒ

قطرہ بریز برمازاں سبو

اُس ٹھیلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے

خونداریم اے جمال مہتری

لے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے

اے فلک ہماری چست چست خیز

لے آسمان کرنا پئے دئے چالاک درمیک پرواز

میر مجلس نیست در دورانِ گر

زمانہ میں کوئی دوسرا صدرِ مجلس نہیں ہے

کے تو ان نوشید ایں مے زیرت

یہ شراب چھپا کر کب پی جا سکتی ہے؟

بوی را پوشیدہ و مکنوں کند

اپنی بو کو پوشیدہ اور مکنوں کر لیتا ہے

آب ہم اور شراب ناب گشت

پانی اُن کے لئے خاص شراب بن گیا

یک مرید اور ازاں دم بر سید

اُن کا ایک مرید اُسی وقت پہنچا

کہ پروست از حساب پنج و شش

چوبانچ (علاس) اور چوبہ (جہات) کے حساب باہر ہیں

می شود زویت چہ حالت نوید

آپ کا چہرہ ہوا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟

بیشک از غیبت و از گلزارِ گل

بیشک وہ غیبت اور (ذات) گل کے گلزار سے ہے

ہر دم از غیبت پیام نامہ

آپ کے لئے ہر وقت غیبت کا نام اور پیام ہے

می رسد اندر مشامِ توشفے

آپ کے داغ میں راحت پہنچتی ہے

شمر زان گلستاں بامابو

اس گلستان کا شمار اسما مال ہم سے کہہ دیجئے

کہ لب ما خشکے تو تنہا خوری

کہا ہے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پئیں

زاں چہ خوری جرعه برما بریز

جو اپنے پیالے (میں کا) ایک گونہ میں ریختے

جز تو لے شرہ در حریفان درنہ

لے شراب! آپ کے پیوا، دوستوں میں نظر فرمائیے

مے یقیں ممر درار سوا گرس

شراب یقیناً انسان کو رُخا کرنے والا ہے

چشم مست خوشیتن را چوں کند

اپنی مست آنکھ کا کب کرے؟

لہ وہ یعنی خرقان گاؤں۔

بعد چندیں یعنی اتنے سال کے بعد یہاں ایک بزرگ پیدا ہوگا جس کا مرتبہ بہت بلند ہوگا اور من حضرت بایزید نے بطور انکساری کے فرمایا کہ اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا۔ گفت۔ بایزید نے پیدا ہونے والے بزرگ کا نام اور اورا علیہ بنا دیا۔ تقدیر خسار بعض ششوں میں لفظ قدس پر علیہا ہے یعنی روح کی صفات اور اس کا مسلک سب بتا دیا۔ علیہ تن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان تین چیزوں سے مرکب ہے جسم، روح حیوانی، روح انسانی، پہلی دونوں چیزیں فانی ہیں اور ان کا علیہ بھی فانی ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے، روح انسانی جس کا تعلق طائر اعلیٰ سے ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے۔

علیہ جسم او۔ بایزید نے فرمایا اس بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر ہوگا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہوگا۔ آتش خسار۔ اس بات کو کہ اس شاہ کا جسم زمین پر ہوگا اور نور آسمان تک ہوگا مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں ہے یعنی گھر پھول ناک کے نیچے ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر ہوتی ہے۔

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ

شاہ بایزید قدس سرہ کا جواب آنحضرت کے قول کے ہم معنی کہ میں

علیہ وسلم کہ اِنِّیْ لَا اَجِدُ نَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمٰنِ

میں کی جانب سے خدا کی سانس محسوس کرتا ہوں

کاندیں وہ شہر یارے می رسد

کیونکہ اس گاؤں میں ایک شاہ آئے گا

می زند بر آسمانہا خرگے

جو آسمانوں پر خیمہ زن ہوگا

از من اواند مقام افزون شود

وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا

علیہ اش واگفت ز ابر و تاذن

ان کا علیہ ابرو سے ٹھوڑی تک صاف بتایا

یک بیک واگفت از گیسو رو

ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بائیں بتایا

از صفات و از طریق و جا و بود

صفوں اور راستہ اور مکہ اور ہائش کے اعتبار سے

دل بران کم نہ کہ اس یک ساعت

اُس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ ٹھوڑی دیر کا ہے

علیہ آں جاں طلب کاں بر ستم

اُس جان کا علیہ طلب کر جو آسمان پر ہے

نور او بالائے سقف ہفتیں

اُس کی روشنی ساتویں پخت سے اوپر ہے

قرص اواند رجاں چار طاق

اُس کی نگاہ آسمان کے جہان میں ہے

بوی گل بر سقف ایوان دماغ

پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور جنت پر ہے

گفت زیں سوی بوی یارے می رسد

فرمایا اس طرح سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے

بعد چندیں سال می زاید شے

کچھ سال کے بعد ایک شاہ پیدا ہوگا

رویش از گلزار حق گلگون بود

اُس کا چہرہ لہلہ کے چمن کے پھول کی طرح ہوگا

چیت ناش گفت ناش بوکسن

اُس کا نام کیا ہے! فرمایا اُس کا نام ابو اکسن ہے

قد او و رنگ او و شکل او

اُن کا رخسار اور رنگ اور شکل

علیہ ہائے روح او را ہم نمود

انھوں نے روح کے حالات بھی بتا دیئے۔

علیہ تن ہمچون عاریت است

جسم کا علیہ جسم کی طرح عاریت ہے

علیہ روح طبعی ہم فناست

طبعی روح کا علیہ بھی فنا ہے

جسم او همچون چراغے بر زمین

اُس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے

آں شعاع آفتاب اند و شاق

سورج کی شعاع گہر میں ہے

نقش گل در زیر بینی بہر لاغ

پھول کا جسم قفر ج کے لئے ناک کے نیچے ہے

مردِ خفتہ در عدن دیدہ فرق
اگر میں سو ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے
پیر ہن در مصر رہن یک حریص
باس مصر میں ایک لابی کے قبضہ میں ہے
برنشتندر آں زماں تاریخ را
اس وقت انھوں نے تاریخ لکھی
چوں سید آں وقت آن تاریخ را
جب شہک وہ وقت اور تاریخ آئی

عکس آں بر جسم اُفتادہ عرق
اس خوف کے برقعے جسم کو پسینہ آتا ہے
پُر شدہ کنعاں زبوی آں قیص
اس قیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے
از کباب آراستند آں سیخ را
اس سیخ کو کباب سے آراستہ کر دیا
زان میں آں شاہ پیدا گشت و قبا
اس زمین سے وہ شاہ پیدا ہوئے اور اُٹھے

زادین شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفات شیخ
حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزیدؒ کی وفات کے بعد اسی تاریخ کو
بایزید روح اللہ روح و جہاں تاریخ
پیدا ہوا اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو راحت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نرد ملک خست
وہ شاہ پیدا ہوئے اور سلطنت کی بازی کھیلی
از پس آں سالہا آمد دیدید
اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے
جملہ خوابی اوزار مساک و جود
اُن کی تمام باتیں نہ دینے اور دینے میں
لوح محفوظ است اور پیشوا
لوح محفوظ اُن کی پیشوا ہے
نہ نجوم ست نہ زل ست خواب
نہ نجوم ہے نہ زل ہے اور نہ خواب ہے
از پے رُکوش عامہ دریاں
عوام سے روپوشی کے لئے بیابان میں
وحی دلگیرش کہ منظر گاہ اوست
اس کو دل کی وحی تسلیم کر لے کیونکہ وہ اس خدا
کی نظر گاہ ہے

از عدم پیدا شد و مرکب خست
عدم سے پیدا ہوئے اور سواری دوشادہ
بواحسن بعد از وفات بایزید
ابوالحسنؒ بایزیدؒ کی وفات کے بعد
آپنھاں آمد کہ آں شہ گفتہ بود
اسی طرح ثابت ہوئیں جیسا کہ اُن شاہ نے فرمایا تھا
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے
وحی حق دَاللہ اَعْلَمُ بِالْظُہُورِ
اللہ کا اظہار ہے اور ظاہر زیادہ بہتر جانتا ہے
وحی دل گویند آں را صوفیاں
اس کو صوفی دل کی وحی کہتے ہیں
چوں خطا باشد کہ دل گاہ اوست
غلطی کیسے ہوگی کیونکہ دل اس سے باخبر ہے

لے تر خفتہ ایک مصر ہے
مصر میں سو ہوا ہوا ہے اور
اس کی روح عدن میں کسی
خوناک نہر کو دیکھتی ہے اس کا
جسم پر پسینہ آتا ہے چہرہ
حضرت یوسفؑ کی قیص مصر
میں تھی اور اس کی خوشبو کنعان
میں پہنچ رہی تھی۔ ترنختہ
لوگوں نے حضرت بایزیدؒ کے
کہنے کے مطابق حضرت ابوالحسنؒ
کی پیدائش کی تاریخ لکھی۔
از کباب یعنی کام کو کھن کر دیا
آں تاریخ چنانچہ لکھی ہوئی
تاریخ کے مطابق اُن کی
پیدائش ہوئی۔

لے نرد ملک یعنی مٹا ہی
شروع کر دی۔ مرکب سواری
از پس حضرت بایزیدؒ کی وفات
کے بعد چار سو سال بعد حضرت
ابوالحسنؒ پیدا ہوئے جو کہ لکھے
حضرت ابوالحسنؒ میں وہ صفات
و اوصاف تھے جو حضرت بایزیدؒ
نے بتائے تھے۔

لے لوح محفوظ حضرت
بایزیدؒ کے بتائے ہوئے تھا
صحیح کیوں نہ ہوتے انھوں نے
لوح محفوظ سے پتہ کر بتائے
تھے اور اس لوح کو لوح محفوظ
اس لئے کہا جا رہا ہے کہ اس میں
لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔

لے نجوم نجوم اور دل فیروزی
باتیں غلط ہوتی ہیں۔ وحی حق
حضرت بایزیدؒ کو اُن احوال کی
خبر وحی الہی کے ذریعہ ہوتی تھی
صوفیاء اس کو وحی دل کہتے ہیں۔
وحی دیگر جہاں اس کو وحی دل بھی کہتے
ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

صوفیاء اس کو وحی دل کہتے ہیں۔
وحی دیگر جہاں اس کو وحی دل بھی کہتے
ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

لے موزنا۔ مومن کو جب وہ
مرحہ حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ
کے نور کے ذریعہ دیکھنے لگے تو
اس کی صوابیہ غلطی سے محفوظ
ہوتی ہے مثنوی جب صرف
فقر کے دم میں جکڑ ہوتا ہے تو
غور رزق اس کو حاصل ہونے
لگتا ہے۔ تاہم جنت انہی
چیزوں سے حاصل ہوتی ہے
جو نفس کو ناگوار گذرتی ہیں
خدا کی رحمت مابعد و ہر شکست
دل پہنائی ہوتی ہے۔ مکارا۔
مکارا یعنی نفس کی ناگوار
چیزیں تاکہ جکڑ اور مظلوم
پر خدا اور مطلق خدا کو نہیں کوئی

لے خدا جس صوفی پر رزق
آنکھیں ہوں قابل بنا لیا ہے۔
آنکھیں وہ صوفی اگر تو خدا
قرب وہ موتی اور سندھ بن
جانیگا جس میں سے موتی نکلیں گے۔
ناتجربہ فقر کے بعد جودائی
رزق حاصل ہوتا ہے جب صوفی
انکی حقیقت سمجھ جاتا ہے تو
اسکو قرب خداوندی حاصل ہو
جاتا ہے نقصان خورد۔ اب
جسمانی رزق کی فراخی سے وہ
خدا کی رزق گشتا ہے تو وہ غور و
ہو کر رزق لے لگتا ہے۔

لے پس برائے وہ سمجھتا ہے کہ
اس رزق خداوندی کی کمی کسی
خطا اور قصور کی بنا پر ہوئی
ہے جس زار و گشتاں پہنچاں۔
وہ اس غلام کی طرح پریشان ہوتا
ہے جس نے جسمانی رزق گھٹے
پر رقعہ لکھا۔ رقعہ آتش میں غم
نے شام کو رقعہ لکھا۔ شام نے اسکا
کوئی جواب دیا اور اسکا اس پر رقعہ

مومن! نظر بنو! اللہ شہدی
لے مومن! تو وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

از خطا و سہو امین آمدی
تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع بحکایت کی اجرائے آں غلام و در بیان اجرائے
اس غلام کی روزی کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صرفی
دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالیٰ
کے دل و جان کی روزی خدائی کھانے سے ہوتی ہے

عین فقرش دایہ و مطعم بود
اس کیلئے خود فقر دایہ اور کھانا کھانا لایا بنانا ہوا
رحم قسم عاجز و شکستہ است
رحم عاجز اور شکستہ (دل) کا حصہ ہے
رحم حق و خلق ناید سویی او
اللہ اور مخلوق کا رحم اس کی جانب نہیں آتا ہوا
از کم اجرائی ناں شد ناتوان
روزی کے کم ہو جانے سے کمزور ہو گیا ہے
آں شبہ در گرد و اویم شود
وہ پرتوہ موتی بن جائے اور وہ دریا ہو جائے
اوسزای قرب و اجرے گاہ شد
وہ قرب کا متعلق اور روزی کا مقام بن گیا
جانشر از نقصان اولر زان شود
اس کی کمی سے اس کی جان لرزنے لگے
کہ سمن زار رضا شگفتہ است
جس کی وجہ سے رضا کا باغیچہ نہیں کھلا ہے
رقعہ سویی صاحب خرمن شبت
کھلیان کے مالک کو رقعہ لکھا
خواند او رقعہ جوابے و انداد
اس نے رقعہ پڑھا کوئی جواب نہ دیا

صوفیہ از فقر حوین در غم شود
کوئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہو جاتا ہے
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است
کیونکہ بہشت تکالیف سے بنی ہے
آنکہ سرابشکند او از علو
وہ شخص جو تکبر سے سرور کو چھوٹتا ہے
اس سخن پایاں ندارد و آں حوال
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اور وہ جوان
شاد آں صوفی کہ رزقش کم شود
وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہو جائے
زاں جرای خاص ہر کہ آگاہ شد
جو شخص اس خاص روزی سے واقف ہو گیا
زاں جرای روح چون نقصان شد
جب روح کی روزی میں کمی آئے
پس بداند کہ خطائے رفتہ است
وہ جانتا ہے کہ کوئی گناہ رہا ہے
ہمچنان کاں شخص از نقصان گشت
جیسے کہ اس شخص نے کمیت کی کمی کی وجہ سے
رقعہ آتش بردند پیش میر باد
وہا ماکم کے پاس رقعہ لے گئے

گفت اُورانیست اَلَا درِ قوت

کہا اُس کو مفسِ روزی کا رخ ہے

نیمش درِ فراق و وصل یہیچ

اِس کو فراق اور وصل کا درد بالکل نہیں ہے

اَحْمَقِ ست و مُردہٴ مَواوِمنی

بیوقوف ہے اور خودی اور اَنانیت کا مردہ ہے

آسمانہا و زمین یک سببِ داں

آسمانوں اور زمین کو ایک سبب سمجھو

تو جو کرمے درمیانِ سببِ ر

تو کفر ہے کی طرح سبب کے اندر ہے

اَلِیکے کرمے و گِر درِ سببِ تم

دوسرا کفر بھی سبب ہی میں ہے

جُبْشِ اَو و اَشْکافِ سببِ ا

اِس کی حرکت سبب کو پھاڑتی ہے

بروردیدہٴ جُبْشِ اَو پر دبا

اُس کی حرکت نے ہر دھڑ کو پھاڑ دیا

آتشِ کاوَلِ زَاہِنِ مِی جہد

وہ چنگا ہی جو شروع میں لوہے سے ملتی ہے

دایا اَش پندہٴ ستِ اَو لیکِ خیر

اِس کی دایہ شروع میں روئی ہے لیکن آخر میں

مَر و اَو ل بَستہٴ خواب و خورست

انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پابند ہے

درِ پناہِ پندہٴ و کبریتہا

روٹی اور گندم کی پناہ میں

عالمِ تاریکِ روشن می کند

تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے

پس جوابِ احمقِ اولیٰ تر سکوت

تو خاموشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے

بندِ فرعِ ست و نحویدِ صل یہیچ

وہ شاخ کا پابند ہے جوڑ کی تلاش بالکل نہیں کرتا

کز غمِ فرغِ غشِ فراغِ صل نے

اُس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جوڑ کی فرصت نہیں ہے

کز درختِ قدرتِ حقِ شریعہ

جوانہ (قادی) کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے

وز درخت و باغمانے بے خبر

درخت اور باغمان سے لاعلم ہے

لیکِ جاشِ زبر و صلِ علم

لیکن اُس کی جانِ باہر کی علم بردار ہے

بر تبادِ سببِ اَلِ آسبِ را

سبب اُس صدر کو برداشت نہیں کر سکتا

صورشِ کرمِ ست و معنیِ اثر دبا

اُس کی صورت کپڑے کی ہے اور باطن اُردا ہے

اَو قدمِ بسِ مستِ بَرِ مِی

وہ باہر کو بہت مست قدم رکھتی ہے

مِی رساند شعلہا را تا اَشیر

وہ اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے

اَحْرا اَلْامرازِ ملائکِ بر ترست

آخر میں وہ ملائکہ سے برتر ہے

شعلہ و نورشِ بر آید تا سہا

اُس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے

کندہٴ آہنِ بسوزنِ مِی کند

لوہے کے گاڑ کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے

لہٰذا فرعِ مِی روزی کے باکوس

کھلا اور روزی دینے والے سے کوئی

علاقہ نہیں ہے۔ مَواوِمنی یہ

خودی اور اَنانیت میں بہت جوڑ کا

کی طرح لگا ہے روزی دینے والے

سے غافل ہے۔ آسمانہا پہلے

شعرا مضمون تھا اُس غلام کو

فرغ کی فکر تھی اُس سے غافل تھا

اِس شایستگی اب فرط میں

کہ عالم کو ایک سبب سمجھو اور اُن

کو اُن کے اندر کا کفر اور کیرڑوں کی

دو قسمیں ہیں ایک کیرڑا خود ہے

جو فرع اور سبب میں مشغول ہے

اور اصل درخت اور باغمان

سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو

اگرچہ سبب کے اندر ہے لیکن وہ

درخت اور باغمان سے اچھی

طرح واقف ہے۔

لہٰذا جُبْشِ اَو۔ اِس کیرڑے میں

استدراک طاقت ہوتی ہے کہ وہ سبب

کو پھاڑ کر باہر نکالے اور

جہالت اُس کی نظر میں آتی ہوتی

ہیں یہ بظاہر کیرڑا ہے لیکن حقیقتاً

اُردا ہے یہ دوسری قسم اُردا

لوگوں کی ہے جو دنیا سے گذر کر

آخرت تک پہنچتے ہیں۔

لہٰذا آتشِ بولانا بھلتے ہیں

کہ اِس انسان میں ابتداء یہ

طاقت نہیں ہوتی بلکہ شاخ

کی مدد اور محبت سے یہ طاقت

پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگا کی

جولوہ سے ملتی ہے ابتداء

کمزور ہوتی ہے لیکن جب کوئی

اور گندم کی مدد سے سکھتا ہے

ہو جاتی ہے تو اُس کے شعلے آسمان

تک پہنچ جاتے ہیں۔ مَر و اَو

بھی ابتداء دنیاوی شایع میں

لگتا ہے لیکن ادنیٰ کی مدد سے

خود کیرڑے سے اکھاڑ دیتا ہے۔
لہٰذا آتشِ بولانا بھلتے ہیں کہ اِس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ شاخ کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگا کی جولوہ سے ملتی ہے ابتداء کمزور ہوتی ہے لیکن جب کوئی اور گندم کی مدد سے سکھتا ہے ہو جاتی ہے تو اُس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مَر و اَو بھی ابتداء دنیاوی شایع میں لگتا ہے لیکن ادنیٰ کی مدد سے

لہ گرچہ۔ یہ آگ جس کے
نخلے آسمان تک پہنچے نہ
روح ہے نہ روحانی پھر بھی
اس کی پہنچ آسمان تک ہو
گئی تو پھر روح اور روحانی
کی طاقت کا اندازہ لگاؤ۔
جسم جسم پر روح کی شرافت
کو اس سے سمجھو کہ جسم کی
پردہ کش روح کرتی ہے بغیر
روح کے جسم کس قدر ذلیل
شئی ہے کہ اس کو نہ جانتی
دفع کر دیا جائے۔

لہ خد جہمت جسم کی ہمت
دو گز سے زیادہ نہیں ہو سکتی
روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے
تم اپنی جگہ پر ہو روح کے لئے
بغداد اور قندھار تک پہنچ جانے
کیلئے نصف قدم کی ضرورت
ہے۔ دو درم آٹھ کی چربی
کو دیکھو کہ خود توروہ سات ماہ
سے زیادہ نہیں لیکن اس کا
نور آسمان تک جاتا ہے۔ نور
بے اس چشم نور چشم کا محتاج
نہیں ہے آٹھ نور کی محتاج
ہے۔ جان۔ روح کو جسمانی
خوش کی ضرورت نہیں جسم
روح کا محتاج ہے۔

لہ بازی۔ یہ شان شوکت
تو ہم نے روح حیوانی کی
دکھائی، روح انسانی جو
اس سے زیادہ قوی ہے اس
کو اس پر قیاس کر لو۔ بلکہ
اس روح حیوانی اور بحث
و مباحثہ سے گذر کر روح
کے طالب بنو اور اس روح
مکمل پہنچو جو جبریل کی جان
جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائیگا

گرچہ آتش نیز ہم جسمانی ست
اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے
جسم را بنود ازاں عجز بہرہ
جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حق نہیں ہے
جسم از جاں روز افزوں می شود
جسم، جان سے روزانہ بڑھوتری پاتا ہے
خد جہمت یک دو گز خود بیش نیست
خدا جسم کی مدد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے
تا بہ بغداد و سمرقند لے ہمام
اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگست پیہ چشم تاں
تہاری آنکھ کی چربی ساٹھ اشے وزن کی ہے
نور بے اس چشم می بیند خواب
نور، اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے
جاں ز ریش و سبکت تن فارغ
جان، جسم کی داغی اور سبکت سے بے نیاز ہے
باز نامہ روح حیوانی ستاں
یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے
بگذر از اناس و ہم از قال قیل
انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھو
بعد از انت جان احمد لب گزد
اس کے بعد احمد کی روح جمع بر نقب کریگی
گویدار آیم بقدر یک کماں
(جبریل) کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بعد از

نے ز روح ست نہ از روحانی ست
وہ نہ روح ہے اور نہ روحانی ہے
جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ
جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے
چوں و در جاں جسم میں چوں می شود
جب جان نکل جاتی ہے دیکھو جسم کیسیا ہوتا ہے
جان تو تا آسمان جولاں کینست
تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے
روح را اندر تصور نیم گام
روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور روحش تا عنان آسمان
اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے
چشم بے اس نور چو بود جز خراب
آنکھ، اس نور کے بغیر سوائے خواب کے کچھ نہیں ہے
لیک تن بے جاں بود مژدارو
لیکن جسم جان کے بغیر مژدارو اور ذلیل ہوتا ہے
پیشتر ز روح انسانی ببیں
آگے بڑھو، روح انسانی کو دیکھو
تالاب دریائے جان جبریل
جبریل کی جان کے دریا کے کنارے تک
جبریل از نیم تو واپس خزو
جبریل تیری ہیبت سے پیچھے نہیں گئے
من بسوی تو بسوزم در زماں
تیسری جانب تو فوراً جہل جاؤں

تو انحصار اپنے اتنی کی ترقی پر خوشی سے تعجب کریں گے اور جبریل تمہارے مقام سے فرورہیں گے۔

گوید حضرت جبریل! یہ کہیں گے۔

اگر ایک سرسبز بزم برترم

نور باجلی بسوزد بزم

ایں بیاباں خود ندارد پادشہ
اس جنگ نامہ اور پادشہ نہیں ہے
بے جواب نامہ مست است آں پیر
وہ لڑکا بغیر جواب کے رہنہ ہے

آشفقت آں غلام از نارسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
بادشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اس غلام کا پریشان ہونا

چوں جواب نامہ نامخیرہ گشت
چونکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
وز غم او آب صافی تیر گشت
غم سے اس کا صاف پانی گولا ہو گیا
روز و شب بد در تفکر سرنگوں
دن، رات فکر میں اوندھا تھا

یا خیانت کرد رقعہ بر زتاب
یا غفلت کی وجہ سے رقعہ پہلنے والے خیانت کی ہے
کو منافق بود و آبے زیر کاه
کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی

دیگرے جویم رسول ذوقنوں
دوسرا ہنرمند قاصد تلاش کرتا ہوں
بر اسیرو مطہنی و نامہ بر
بادشاہ پر اور داروغہ مطہنی پر اور رقعہ پہلنے والے پر
یہیچ گرد و خود نمی گردد کہ من
اپنی کچھ خبر نہیں لیست کریں نے

گرو زیدن باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او
حضرت سلیمانؑ کے تخت پر آن کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیڑھا چلنا

باد بر تخت سلیمان زفت کثر
حضرت سلیمانؑ کے تخت پر ہوا ٹیڑھی چلی
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو
ہوا نے بھی کہا اے سلیمان آپ ٹیڑھا نہ چلیں

اے ترازو بہر ایں بنہا دخی
اللہ تعالیٰ نے یہ ترازو اسی نے پیدا کی ہے
تا کہ ہمارا انصاف مارا در سبق
تا کہ ہمارا انصاف جاری رہے

لہٰذا ایں بیاباں معرفت
اور اسرار معرفت کا بیابان
غیر محدود ہے۔ قبل کا نام
خیر و جہان تیر و میرا مکند۔
رقعہ بر۔ نامہ بر۔ تات غفلت۔
لہٰذا رقعہ یعنی اس نامہ پر
نے وہ رقعہ بادشاہ کو نہیں
دیا وہ منافق تھا۔ آبی زیر کاه۔
جس پانی پر گھاس ہوا اس
سے دھوکہ لگتا ہے۔ تو غفلت
بہر۔ جہاں گرد و خود یعنی اپنی
خبر نہیں لیست ہے دوسروں
پر لازم دھر رہا ہے۔ غفلت۔
بخت کا بھاری دین میں کجرو

لہٰذا گرو زیدن حضرت سلیمانؑ
کے اس رقعہ سے یہ سمجھنا
مقصود ہے کہ اگر وہ غلام
اپنی غلطی صوبوں کے اس
کی تلافی کر لیتا تو سب کچھ
ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ حضرت
سلیمانؑ نے کیا۔ زلت۔ اُن
کے دل میں کوئی نامناسب
خیال آیا تھا۔ جنت۔ وہی
تخت جسکو ہوا دوش پر لے
پھرتی تھی۔ غفلت۔ غلویدن۔ غلویدن
کے ہل چلنا۔ ایں ترازو مولانا
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
ترازو برابری کے لئے پیدا
فرمائی ہے۔

لہ از ترازد تخرآن پاک میں
ہے۔ جزا و سزا جو سب سے پہلے
برائی کا بدلہ اس میں برائی
ہے۔ "ترازد پیدا فرما کر اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے بھینچ
یعنی جس طرح ہوانے بھردی
انتہا کی تھی تاج بھی ٹیڑھا
ہو گیا جس پر حضرت سلیمان
رنجید ہوئے۔ فرقہ سُر کی
مانگ آفتاب یعنی لے مانگ
توستانی کا آفتاب ہے۔

لہ گفت تاج نے حضرت
سلیمان سے کہا لے اماندار
جب آپ کے دل میں مناسب
خیال نہیں ہے تو میری رشت
روی کی امید نہ کیجئے۔ اندیشہ
یعنی دل میں جو خیال تھا اس
کی اصلاح کرنی۔ شہوت یعنی
جو نامناسب خیال اُن کے
دل میں آیا تھا۔

لہ بعد از انش یعنی اپنے
دل کی اصلاح کرنے کے بعد
تاج کو قصہ ڈیڑھا رکھتے تھے
وہ خود بخود سیدھا ہو جاتا تھا۔
زاتحان یعنی میں آزمائش
کیلئے تھے قصہ ڈیڑھا رکھتا تھا۔
چوں فشاندی یعنی جب آپ
نے اپنے دل کو اس نامناسب
خیال سے صاف کر لیا ہے۔
نیست مولانا فرماتے ہیں کسی
عمل اور چہار کے راز کو زیادہ
واضح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

از ترازد کم کنی من کم کنم
تو ترازد سے کم کرے گا میں بھی، کم کر دے گا
بہچنیں تاج سلیمان میل کرد
اس طرح حضرت سلیمان کا تاج ٹیڑھا ہو گیا
گفت تاجا کثر مشورہ فرق من
انہوں نے کہا لے تاج! میرے سہ پر ٹیڑھا ہو
راست می کرد او بدست تاج را
وہ ہاتھ سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے
ہشت بارش راست کرد و گشت
انہوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ ٹیڑھا ہو گیا
گفت اگر صدرہ کنی تو راست من
اس نے کہا آپ مجھے سوا سیدھا کریں گے
پس سلیمان اندرونہ راست کرد
تو حضرت سلیمان نے باطن کو ٹھیک کر دیا
بعد از انش تاجش ہماں دم راست شد
اس کے بعد اُن کا تاج خود سیدھا ہو گیا
بعد از انش کثر ہی کرد او بقصد
اس کے بعد انہوں نے اسکو قصہ ڈیڑھا کیا
ہشت کثرت کثر نہاد آں ہتہش
اُن سردار نے اس کو آٹھ مرتبہ ٹیڑھا کیا
شاہ گفت آماج چونست ایناں
شاہ نے فرمایا لے تاج! اس وقت کیا بات ہے؟
تاج ناطق گشت آتش ناز کن
تاج نے کہا اے شاہ! ناز کیجئے
نیست دستوری کزیں من بگذرم
اجازت نہیں ہے میں اس سے آگے نہ چوں

تا تو با من روشنی من روشنم
جب تک تو میرے ساتھ روشن ہو میں بھی روشن
روز روشن را بود چوں میل کرد
اُس نے روشن دن کو اُن پر رات بنا دیا
آفتابا کم مشوا ز مشرق من
لے آفتاب! میرے مشرق سے کم نہ ہو
باز کج می شد بر و تاج لے فتی
لے نوجوان! تاج اُن پر پھر ٹیڑھا ہو جاتا تھا
گفت تاجا چیت آخر کثر مغرہ
انہوں نے کہا لے تاج! آخر کیا ہو رہا ہے بھردی دگر
کثر شوم چوں کثر روی اے مومن
میں ٹیڑھا ہو جاؤں گا لے اماندار! جب تک بھردی دگر
دل براں شہوت کہ بودش گشت
دل میں جو خواہش تھی دل اس سے شست ہو گیا
آپنجاں کہ تاج را می خواست شد
وہ جس طرح تاج چاہتے تھے دیا ہو گیا
تاج او می گشت تازک جو بقصد
اُن کا تاج قصہ ڈیڑھا کر لینے والا بن گیا
راست می شد تاج بر فرق سرش
اُن کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا
کثر کنم تو راست گردی امتحاں
میں دانش اکیلے تجھے میڑھا کرنا ہوں تو سیدھا ہو جاؤ
چوں فشاندی پیر زگل پرواز کن
جبکہ اپنے پروں کو مٹی سے صاف کر لیا ہی پرواز کیجئے
پردہ ہائے غیب اس بر ہم درم
اس کے غیب کے پردوں کو چاک کر دوں

برو ہانم نہ تو دست خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیکھئے، بند کر دیجئے
پس ترا ہر غم کہ پیش آید ز درد
لہذا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن مبر بردیکرے اے دوست کام
اے دوستوں کے ہمنا، دوسرے پر بدگمانی نہ کر
گاہ جنگش با رسول و مطہنی
کبھی اس کی قاصد اور واروہ مطہنی سے لڑائی نہ ہوئی
پہچو فرعون نے کہ موسیٰ ہر شتہ بُود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آل عدو در خانہ آں کور دل
دشمن، اس دل کے اندر کے گھر میں ہے
تو ہم از بیرون بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دوسروں کے ساتھ بد نہ بنا ہوا ہے
خود عداوت اوست قیامتش می دی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شک نہ کھارہا ہے
پہچو فرعون نے تو کور و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے
چند فرعوناشی بے جرم را
اے فرعون بے قصوروں کو کینہ قتل کر لگا
عقل او بر عقل شاہاں می فرو
اسکی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑھی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

مرد ہانم راز گفت ناپسند
میرے منہ کو ناپسندیدہ بات سے
بر کے تہمت منہ بر خوش کرد
کسی پر تہمت نہ رکھ، اپنی پڑتاں کر
آں کن کہ می سگالید آں غلام
وہ بدگمانی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ خشمش باشہنشاہ سخنی
کبھی مثنیٰ بادشاہ پر اس کا غصہ اچھوتا
طفلکان خلق را سمری ز بُود
اور لوگوں کے بچوں کے سر کاٹتا تھا
اوشدہ اطفال را گردن گسل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بہت
واندروں خوش گشتہ نفس گراں
اور اندر مکر وہ نفس سے خوش ہے
وز بروں تہمت بہر کس می نہی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
باعد خوش بیگناہاں را نذل
دشمن سے خوش بے قصوروں کو ذلیل کر دیتا ہے
می نوازی مرتن پر غم را
تا دلوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا
حکیم حق بے عقل و کوش کردہ بُود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش گند
خواہ افلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے

تیسری پہچنی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کٹائی ہے عقل او مولانا فرماتے ہیں فرعون عقل میں دوسرے
شہنشاہوں سے بڑھا ہوا تھا لیکن قضا خداوندی نے اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی مہر
بڑے سے بڑے عقلمند کو بے عقل جانور بنا دیتی ہے۔

۱۵ برو ہانم مولانا دعا کرتے
ہیں کہ اے خدا اگر میرے منہ
سے تیری مرضی کے خلاف
باتیں نکلیں اور غیب کے
راز ظاہر کرنے لگوں تو میرا
منہ بند کر دے پس ترا
انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہو
دراصل وہ اس کے کسی عمل
کی سزا ہوتی ہے لہذا دوسروں
پر الزام نہ رکھنا چاہیے اور
اس غلام کی طرح نہ کرنا چاہئے
بلکہ اپنے آپ کو ہی قصور وار
سمجھنا چاہیے۔ گاہ جنگش
اس غلام کی بیوقوفی تھی خود
اس کی خطا پر روزی کم ہوئی
اور وہ دوسروں سے لڑا۔

۱۶ پہچو فرعون نے فرعون نے
بھی یہی غلطی کی اس کی سلطنت
کی بربادی کا اصل سبب حضرت
موسیٰ تھے جو اس کے گھر میں
پرورش پائے تھے اور وہ
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا
نفس گراں غلطی سے نفس
کی ہوتی ہے تو اس سے خوش
رہتا ہے دوسروں پر ناخوشی
کا اظہار کرتا ہے تو بھی فرعون
کی طرح ہے جو دشمن سے خوش
تھا اور دوسروں کو ذلیل و
خوار کر رہا تھا۔

۱۷ چند فرعونانہ انسان کی یہ
فرعونیت ہے کہ اصل دشمن
یعنی اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا
ہے اور دوسروں سے دشمنی
کرتا ہے غم۔ تاوان تو ان
پاک میں ہے مَا أَصَابَكَ
مِنْ مَّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ
أَيْدِيكَ يَعْنِي جَوَ مَصِيبَتِ

لے حکم حق۔ اللہ کا فیصلہ

لا محال ظاہر ہو کر رہتا ہے جیسا کہ بایزید کا یہی حکم ظاہر ہو کر رہا۔ شیعہ حضرت ابوالحسن خرقانی نے بدائش کے بعد حضرت بایزید کی پیش گوئی سنی کی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے یہ بھی سنا کہ بایزید نے فرمایا کہ ابوالحسن میری قبر سے فیض حاصل کریگا اور میرا مرتبہ میرے طبقہ میں اعلیٰ ہوگا۔ ہر صبح میرے قبر سے فیض حاصل کرے گا اور باخدا شیخ بنے گا۔

لے گفت جب یہ باتیں حضرت ابوالحسن خرقانی نے سنیں تو فرمایا کہ شیخ بایزید کی نور نے مجھ سے بھی غلاب میں یہ باتیں فرمائی ہیں۔ ہر صبح جب بایزید شیخ ابوالحسن خرقانی روز صبح کو حضرت بایزید کی قبر پر جاتے تھے حضور زمین حضور قلب اور بارگاہ اشکال کبھی حقیقہ بایزید صمدیت شالی میں سنا اگر ان کے اشکالات حاصل کر لے اور کبھی صورت شالی کے واسطے کے بے فیض میں ہوتا تھا۔

لے تاہم روزے۔ ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانی نے قبر پر پہنچ کر فرمایا کہ میں ہر صبح ہر صبح کے لیے جی متڑھ نظر کرتے تو بہت رنجیدہ ہوتے۔ بالکل شیخ بایزید جو روحانی حیات سے زندہ تھے انکی آواز آنی کہ میری گھبراہٹ میری طرف

تو بارگاہ اشکال کی طرف اشارہ ہے۔

حکم حق بر لوح می آید پدید
اللہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہوتا ہے

آپناں کہ حکم غیب از بایزید
جس طرح کہ غیب کا حکم بایزید پر ظاہر ہوا

شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را از
حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزید کے ان کے پیدا ہونے کی اور احوال
بودن او و احوال او پیش از دادن او
کا پیدا ہونے سے پہلے خبر دینے کو سننا

ہمچنان آمد کہ او سرمودہ بود
ایسا ہی ہوا جیسا کہ انھوں نے فرمایا تھا
کہ حسن باشد مرید و اتم
کہ ابوالحسن مرید و اتم تھا ہوگا
ہر صبح آید و خواند سبق
وہ ہر صبح کو آئے گا اور سبق حاصل کریگا
گفت من ہم نیز خواب دیدہ ام
انھوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے
ہر صبح تیز رفتی بے فتور
بلاناغہ ہر صبح کو تیزی سے چلتے
ہر صبح رو نہاے سوی گور
ہر صبح قبر کی جانب روانہ ہوتے
تا مثال شیخ پیشش آمدے
حتیٰ کہ شیخ کی مثال صورت انکے سامنے آجاتی
تا کہ روزے بیامد باسعود
یہاں تک کہ ایک روز وہ مسعد مندی سے آئے
توئے بر تو بر فہا ہمچوں علم
تو بہت پہاڑ جیسے برف کے
بانگش آمد از حظیرہ شیخ محی
ان کو زندہ شیخ کے حلیے سے آواز آئی

بو الحسن از مردماں آں راشنود
ابوالحسن نے لوگوں سے پرشنا
درس گیر دہر صبح از تربتم
ہر صبح کو میری قبر سے تعلیم حاصل کریگا
بر سر خاکم شود پیرے حق
میری قبر پر پیرا ہوا شیخ بن جائے گا
وز روان شیخ ایں بشنیدہ ام
اور شیخ کی روئے سے یہ سننا ہے
بر سر گوش نشسته با حضور
دل جمعی کے ساتھ ان کی قبر کے سر پر بیٹھے
ایستادے تا ضعی اندر حضور
حاضری میں پاؤں تک کھڑے رہتے
یا کہ بے گفتے نکالش حل شدے
یا بغیر بات کے ان کا اشکال حل ہو جاتا
گور بار برف تو پوشیدہ بود
قبروں کو برف نے چھپا رکھا تھا
قبر قبری دید و شد جانش بر عم
تو دیکھ اور غم سے انکی جان نکلی ہو گئی
ہا انا ادعوك کی تسعی الی
ہاں میں تجھے پکار رہا ہوں تاکہ وڈ کر میرے پاس آئے

ہیں بنیا ایں سو براؤ از مِ تَناب
ہاں، میری آواز پر جلد ادھر آ جا
حالِ اوزاں روزِ تَن خوب بُدبید
اُس رونے اُن کی حالت خوب ہو گئی اور اُنہوں
مازِ باید گشتِ سُوئی اُن غلام
اُس غلام کی طرف کوٹنا چاہیے

عالمِ اربِ فست وِی از مِ تَناب
دنیا اگرچہ برون ہے مجھ سے مٹھ نہ موڑ
اُن عجاِب را کہ اوّل می شنید
وہ عجائب، جو پہلے سُننے تھے
کرد باید اُن حکایتِ را تمام
اُس حکایت کو پورا کرنا چاہیے

رُقعہ دیگرِ نوشِ تَن اُن غلام پیشِ شاہ چوں
جبکہ پہلے رُقعہ کا جواب نہ آیا اُس غلام کا بادشاہ کو پیش کرنے
جوابِ رُقعہ اوّل نیامد
کے لئے دوسرا رُقعہ لکھا

نامہ دیگرِ نوشِ تَن اُن بدگماں
اُس بدگماں نے دوسرا رُقعہ لکھا
کہیکے رُقعہ نوشتم پیشِ شاہ
کہ میں نے بادشاہ کے حضور میں ایک رُقعہ لکھا
اُن دگر را خواندم اُن خوب خد
اُس حسین چہرے والے نے دوسرا بھی پڑھا
خُشک می آورد اُو را شہر یار
اُس کے ساتھ شاہ نے خشک بُرتی
گفت حاجبِ آخرا و بندہ شہا
حاجب نے کہا آخر وہ آپ کا غلام ہے
از شہتی توجہ کم گردد اگر
آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائیگی اگر
گفت ایں سہل است اُٹا حتمی است
اُس نے کہا یہ آسان ہے، لیکن وہ احمق ہے
گرچہ آمرزم گناہ و زلتش
اگر میں اُس کی خطا اور لغزش معاف کر دوں

پُر زینع و نفیر و پُرفعاں
علامت اور فریاد اور شور سے بھرا ہوا
اے عجب آنجا رسید یافت اہ
تعب ہے کہ وہاں پہنچا اور باریاب ہوا
ہم نداد اُو را جواب و تن بزد
اُس کا بھی جواب نہ دیا اور چُپ رہا
اُو مکرر کرد رُقعہ تیج بار
اُس نے پانچ مرتبہ رُقعے مکرر کئے
گر جوابش بر نویسی ہم رَو است
اگر اُس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے
بر غلام و بندہ اندازی نظر
غلام اور بندہ پر آپ نظرِ کرم کریں
مردِ احمق زشتِ مردودِ حق است
احمق انسان بُرا اور خسلا کا مردود ہے
ہم گند درمن سرائیتِ غلتش
مجھ میں بھی ایسی بیماری نہایت کرمائیگی

۱۵ مال۔ اب حضرت
ابو الحسن خرقانی کی کہیں ہو
بچی تھی اور اُن پر شاہدہ کی
کینیت طاری ہو گئی تھی۔
اُڑا بید۔ اب مولانا پیر غلام کا
قصہ شروع کرتے ہیں۔
۱۶ بدگماں یعنی وہی غلام۔
تفتیش بڑا بھلا کہنا۔ اسے
عجب یعنی اُس پر تعجب ہے
کہ وہ رُقعہ بادشاہ تک پہنچ
گیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ
دیا۔ خوب خد حسین و رخ یعنی
شاہ۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔
خُشک یعنی شاہ نے اُس سے
خشک بُرتی۔
۱۷ گفت حاجب۔ پیشکار
نے کہا کہ وہ غلام بہر حال آپ
کا ہے اگر اُس کو جواب لکھ دیں
تو مناسب ہوگا۔ حاجب و گناہ
پیشکار۔ اندازیِ نظر یعنی نظر
کرم کر کے جواب لکھا دیں۔
ایں جواب لکھانا۔ احمق بیوقوف
انسان مردود یا راجہ خداوندی
ہے۔ آمرزم یعنی معاف کر کے
پھر قریب کر دوں گا۔ غلتش یعنی
اُس کی حماقت کی بیماری۔

لے کر گئیں۔ ہمیں فاعل کی علامت ہے۔ اگر کاف فارسی کے فتح ساتھ غارش کی پہاڑی۔ حجرے عقل کی غارش خدا کرے کافر کو بھی نہ لگے شوق۔ بد عقل کی بد بختی سے اس میں بے ہاراں ہو جاتا ہے۔ تو مٹی اور مشورے کے جہاں آثار بیٹھنے لگے وہ مقام ویران ہو جاتا ہے۔ اگر قوم نوح کی حالت سے طوفان آیا اور دنیا برباد ہو گئی تھی گفت پیغمبر بعض امارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بیوقوف ہمارا دشمن ہے اور عقلمند ہمارا دوست ہے۔

لے عقل دشنام۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مولانا کا مقولہ چراغ ویرانا اپنے باسے میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برائی کرتا ہے تو اس میں کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ احمق بیوقوف کی بھلائی میں ہی برائی ہے۔

لے نیست۔ بیوقوف سے محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے کی مقعد کو بوس دے۔ بے بخت۔ اس بوس سے نصیب نقصان پہنچے گا اور بیکار کپڑے کا لے ہوں گے۔

مائدہ عقل۔ اصل دسترخوان عقل ہے جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے۔ نان و کباب اگر احمق پیش بھی کرے تو دسترخوان نہیں ہے بلکہ مہتر رساں ہے اس کا ان دنوں بے عقل بنائے گا۔

صد کس از گریں ہمہ گریں شود غار شتی سے شو شخص سب غارشی ہو جاتے ہیں

گر کم عقلی مبادا گبرا بے عقل کی غارش خدا کرے کافر کو بھی نہ ہو

نم نبارد ابرا ز شومی او اس کی بد بختی سے ابرا ز شوم نہیں برتا ہے

از گراں آحقاں طوفان نوح ان احمقوں کی غارش کی وجہ سے (حضرت نوح کے طوفان)

خاصا میں گز خبیث عقل بند خصوصاً بے عقل خبیث کی غارش

شویش بے آب دارد ابرا اس کی خشونت ابرا کو بے پانی کا نادیقی ہے

شہر شد ویران از بومی او اس کے آؤپن سے شہر ویران ہو جائے

کرد ویراں عالمے را در فضوح رسولانی میں ایک جہاں کو ویران کر دیا

ستودن پیغمبر علیہ السلام عاقل را و نکو مہین احمق را پیغمبر علیہ السلام کا عقلمند کی تعریف کرنا اور احمق کی مذمت کرنا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ است پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے

ہر کہ او عاقل بود او جان مات جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے

عقل دشنام دہد من را صمیم عقل مجھے گال دے میں خوش ہوں

نبود آں دشنام او بے فائدہ اس کی وہ گالی بے فائدہ نہ ہوگی

احمق آر حلوانہد اندر لکم احمق اگر میسر ہو توں پر حسلہ رکھے

ایں یقیں داں گر لطیف روشنی اگر تو پاکیزہ اور روشن ہے تو یقین کر

بے بخت گنہ گند بے فائدہ بے فائدہ تیری مونچھوں کو گندہ کر دیگا

مائدہ عقلست نے نان کباب دسترخوان عقل ہے نان و کباب

او عدو ما و غول زمین ست وہ ہمارا دشمن اور بھٹکا نیوالا چملا داسے

روح او ورتج اور کجاں ماست اس کی روح اور اس کی ہوا ہماری خوشبو

زانکہ فیضے دار و از فیت شبیم کیونکہ میری قیاضی سے فیض پابگی ہے

نبود آں مہمایش بے ماندہ اس کی وہ مہمانی بغیر دسترخوان کے نہ ہوگی

من ازاں طلوائی او اندر تم میں اس کے طلوع سے ہمارے میں ہوں

نیست بوس کون خرا چاشنی گدھے کی مقعد کو بوس دینے میں کوئی لطف نہیں ہے

جامہ از دگیش سیہ بے ماندہ بغیر دسترخوان کے اگلی دگیش تیرے کپڑے سیاہ ہوتا ہے

نور عقل ست پس جاں را شتر آ لے بٹیا! جان کی شتر ب عقل کا نور ہے

نیست غیر نور آدم را خورش
انسان کی خوراک نور کے سوا نہیں ہے
زین خورشہا اندک اندک باز بر
ان کماؤں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تا غذای اہل را قابل شوی
ہا کہ تو اصل غذا کے قابل ہو جائے
عکس آنی رست کاینان شدہ است
اسی نور کا پرتو ہے، کہ یہ روٹی روٹی غی ہو
چوٹ خوری یکبار از ماکول نو
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھائے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی شربت
تو کبھی عقل ماضی ہو گئی ہے، تو کیا یکس کرتا ہے؟
عقل دو عقل است اول کبسی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کبسی
از کتاب و اوستا و فکر و ذکر
کتاب اور استاد اور غور اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیسری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور اور گشت میں تو حفاظت کرنیوالی تختی ہوگا
عقل دیگر بخشش یزداں بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں زینہ آب دانش جوش کرد
جب سینہ سے عقل کا پانی جوش اڑتا ہے
وررہ تیغش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے ابلنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا نگر ہے؟

از جزاں جاں نیا بد پرورش
اہل کے سوا سے جان پرورش نہیں پاتی ہے
کایں غذای خربودنے آن حر
کیونکہ یہ گدھے کی خوراک ہیں نہ کہ خریف کی ملکیت
لقمہای نور را آکل شوی
نور کے کچھ کھانے والا بن جائے
فیض آن جانست کاین جاں بودہ است
اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان جی ہے
خاک ریزی بر سر نان تنور
تنور کی روٹی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات
راستہ پیدا ہو گیا تو کمزور پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در مکتب صبی
جو کہ مکتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی و ز علوم خوب و بکر
معانی سے اور علم اور تازہ علوم سے
لیکے تو باشی ز حفظ آن گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بڑھ کر ہوتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں در گد
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گذر گیا
چشمہ آن در میان جاں بود
اُس کا سرچشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
نہ شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے، نہ پرانا نہ زرد
کوہی جوشد ز خانہ دہدم
کیونکہ وہ گہرا دل میں سے ہر وقت جوش اڑا رہا ہے

لے نیست۔ اگر حق کے ستر پہن
پر پنے کی چیزیں ملیں تو وہ انسان
کی شراب نہیں ہو شراب تو عقل
ہے روح کی پرورش اسی سے
ہوتی ہو خورشہا جیستی ندامتیں۔
خورش یعنی خریف انسان۔ تا قدامت
شمر۔ اندوں از علم نالی دار
تا دریاں نور معرفت جینی
عکس جسمانی غذاؤں میں اسی
نورانی غذا کا پرتو کھائیں لہذا کئی
جز جیانی جان اسی نورانی جان
سے جان بنی ہو۔

لے جس خوری نور کی روحانی
غذا کا ایک قطرہ کھا لے تو یہ نور
جسمانی پیچ ہو جائیگی عقل شیدا
شد۔ جب تم وہ غذا کھا لے تو
جسمانی غذا کو کھو گے کہ جو پر ماضی
ہو گئی ہے اب تو کبھی چیز کی یاد
کیوں کرتی ہے بے راستہ لگ گیا
ہے بے تجربے کمزور پاؤں کی
ضرورت نہیں ہے عقل عقل
کی دو قسمیں ہیں ایک کبسی عقل ہے
جو درگاہوں سے ماضی ہوتی
ہے عقل اگر حاصل ہو جائے
تو دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی
جو یہ کتاب اور استاد اور علم جو
ماں ہوتی ہے اس عقل کو حاصل
ہونے پر انسان حفاظت کرنے
والی تختی بن جاتا ہے لیکن لوح
محفوظ جسکی حق قاتے ہر قسم کی
غلطی سے حفاظت کرتا ہے وہ
اُسکے ۱۵ چیز ہے۔

لے عقل دیگر عقل کی دوسری
قسم وہ ہے جو خدا کی عطا ہے
اور اسکا سرچشمہ درگاہ اور استاد
نہیں ہے بلکہ خود روح کے اندر
اسکا چشمہ ہے اس چشمہ سے جو
آتا ہے وہ رنگندہ ہوتا ہے نہ اسکا

نکات و مباحثہ: نورانی جان اسی نورانی جان سے جان بنی ہو۔
نورانی غذا کا پرتو کھائیں لہذا کئی جسمانی پیچ ہو جائیگی عقل شیدا شد۔ جب تم وہ غذا کھا لے تو جسمانی غذا کو کھو گے کہ جو پر ماضی ہو گئی ہے اب تو کبھی چیز کی یاد کیوں کرتی ہے بے راستہ لگ گیا ہے بے تجربے کمزور پاؤں کی ضرورت نہیں ہے عقل عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کبسی عقل ہے جو درگاہوں سے ماضی ہوتی ہے عقل اگر حاصل ہو جائے تو دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی جو یہ کتاب اور استاد اور علم جو ماں ہوتی ہے اس عقل کو حاصل ہونے پر انسان حفاظت کرنے والی تختی بن جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جسکی حق قاتے ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا ہے وہ اُسکے ۱۵ چیز ہے۔

اے عقل تحصیلِ یزنی کی عقل
جو دوسروں سے ماں کیماں
ہے جو کیا۔ گڑھے۔ تہ آتش۔
اگر کسی عقل کے حصول کے
ذریعہ مفقود ہو جاتے ہیں تو
انسان بے سوساں رہ جاتا
ہے لیکن اندرونی چشمہ اس
آفت سے محفوظ ہے اور وہ
عقل کے روحانی چشمہ کی جستجو
کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کا
احسان نہ اٹھا پاڑے فقط۔
اس فقرہ سے عقل کی فضیلت
بیان کیا مقصود ہے۔

اے کوثرِ قد۔ انسان ترقی
میں کسی طرف پیش قدمی نہیں
کرتا ہے۔ گفت۔ اس شخص
نے کہا کسی اور سے مشورہ
کرے۔ من۔ مدوم۔ میں تیرا
دشمن ہوں غصہ کے مشورے
سے کوئی کامیابی نہیں ہوتی جو۔
تلاش کر کے۔ تجھے کوئی دوست
تلاش کر کے اس سے مشورہ
کرنا چاہیے۔ دوست دوست
کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ جتنی جلدی
ماتحتی بھڑکنا۔ بھڑکنا رکھنا
نہیں بن سکتا۔ جستن۔ بے
محل تلاش اور جستجو سے کچھ
حاصل نہیں ہوتا۔ ہرگز۔
دوستوں کی صحبت میں کوئی
بھی باغ بن جاتی ہے اور
دشمنوں کی صحبت باغ کو بھی
بھٹی بنا دیتی ہے۔

عقل تحصیلِ مثالِ جوہیا

تحصیلِ عقل نہروں کی طرح ہے
راہِ آبِ بشتِ بشتِ شدِ بدینوا
اگر اچھے پانی کا راستہ بند ہو جائے تو وہ ٹھنڈی بن جائے
از درونِ خوشتینِ موجِ چشمہ را
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر

کاں رود در خانہ از گوہیا

جو گھر (دل) میں تالابوں میں سے پہنچتی ہے
از درونِ چشمہ کے بند دورا
چشمہ کے اندر سے اس کو کون بند کر سکتا ہے؟
تاری از منتِ ہر ناسزا
تاکہ تو ہر ملاحق کے احسان سے نجات پالے

قصہ شخصیکہ با شخصے مشورت می کرد او گفت مشورت

اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرنا تھا اس نے کہا کہ کسی دوسرے سے
بادگیرے کن کہ من عدو تو ام
مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکے

ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرنا تھا
گفت اے خوش نام غیر من بگو

اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر

من عدوم مر ترا با من پہیچ

میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ آجھ

روکے جو کہ ترا او ہست دست

جاکس ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو

من عدوم چارہ نبود کز منی

میں دشمن ہوں لامحالہ میں خودی کی وجہ سے

حاری از گرگ جستن شرط نیست

بھڑکے سے رکھوالی چاہنا مناسب نہیں ہے

من تر بے ہیچ شکے دشمنم

میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں

کز تر دد وار ہد وز مجھے

تاکہ ترقی اور بندش سے چھٹ جائے

ماجرائے مشورت با او بگو

مشورے کا معاملہ اس سے کہہ

نبود از رای عدو پیر و زیچ

دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوتا ہے

دوست بہر دوست لاشک خیر چو

بے مشبہ دوست اور دوست کا خیر خواہ ہے

کز روم با تو نیک ایم دشمنی

نیز چاہوں گا، تجھ سے دشمنی کروں گا

جستن از غیر محلِ ناجستنی ست

بے موقع تلاش کرنا، تلاش نہ کرنا ہے

من ترا کے رہ نہ ایم زہنم

میں کب تیری راہنمائی کروں گا، میں نہیں ہوں

ہست در گن میانِ گستاں

بھٹی میں (بھی) باغ میں ہے

ہر کہ بادِ دشمن نشیند در زمن
جزمانہ میں دشمن کا ہم نشین ہو
دوست را مازار از ما و منت
دوست کو تو قوی میں سے نہ ستا
خیر کن با خلق از ہر ایزد
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر
تا ہمہ را دوست بینی در نظر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے
چونکہ کردی دشمنی پر ہیز کن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط بڑت
گفت من دائم تر اے بوکھس
اُس نے کہا اے ابو اکسن میں تجھے بھانسا ہوں
لیک مردِ عاتلی و معنوی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور ایمانی ہے
طبع خواہد تا کش از جسم کیں
طبیعت کا تقاضا ہے کہ دشمن سے بدلے
آید و منش گند و ادا در دش
وہ عقل آتی ہے اور اُس کو منع کرتی ہے کہ کوی
عقل ایمانی چو شمع عادل ست
ایمانی عقل منصف کو قاتل کی طرح ہے
پہچو گریہ باشد او بیدار ہوش
وہ بانی کی فطرت ہوش پار رہتی ہے
در ہر آنجا کہ بر آرد دوش دست
جس جگہ چاہے پنجہ سے نکالے
گر بہ چہ شیر و شیر فکن بود
بلی کیسی شیر اور شیر کو بچھاٹنے والی ہوتی ہے

ہست او در بوستانِ رگوخن
وہ باغ میں ابھی بھٹی ہیں ہے
تا نگر دو دوست خصم و دشمنت
تاکہ دوست تیرا مخالف اور دشمن نہ بنے
یا برائے راحت جان خودت
یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے
در دلت ناید ز کینا خوش صور
تاکہ تیرے دل میں کینے کے بُرے خیالات آئیں
مشورت با یارِ مہر آنگیز کن
مشورہ، محبت، پھرے دوست سے کر
کہ توئی دیرینہ دشمن دارِ من
کہ تو میرا پرانا دشمن ہے
عقل تو نگذار دت کہ کجروی
جیری عقل پر تجھے اجازت نہ دیگی کہ تو بیزحاطے
عقل بر نفس ست بندہ انیس
لیکن عقل، نفس پر لو ہے کی زنجیر بھی
عقل چوں شمع است نیک و بد
عقل اُس کیلئے اچھے اور بُرے میں کو قوال کی طرح ہے
پاسان و حاکم شہر دل ست
دل کے شہر کی محافظ اور حاکم ہے
دزد در سوراخ ماند ہمچو موش
چر سوراخ میں چر ہے کی طرح کھسار رہتا ہے
نیست گریہ در بود او مردہ است
(وہ) بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مردہ ہے
عقل ایمانی کہ اندر تن بود
وہ ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

لے دوست۔ خود غرضی کے
دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے
خیر کن لوگوں کے ساتھ
کی رضا کی خاطر بھلائی کرو اگر
مقصد بھی نہ ہو تو اپنی راحت
کی خاطر دوسروں کے ساتھ
بھلائی کرو تا ہم۔ جب لوگوں
کے ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ
توہارے دوست بن جائیں گے
اور توہارے دل میں تکلیف
وہ خیالات نہ آسکیں گے جو کہ
اگر تو سب کو دوست نہیں بنا
سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی نما
دوست سے کر۔ گفت مشورہ
یعنی والے نے کہا میں جانتا
ہوں تو میرا دشمن ہے لیکن تو
انسان ہے اور عقلمند ہے اور
میں نہیں ہے مجھے یقین ہے
کہ تیری عقل تجھے میرے ساتھ
کجروی نہ کرے گی۔
طبع خواہد تا کش از جسم
تقاضا اگرچہ دشمن سے بدلہ
یہی کا ہوتا ہے لیکن اُس کی
عقل اُس کی طبیعت اور ہوش
پر غالب آجاتی ہے عقل عقل
عقل کی ہر اچھے بُرے موقع
پر مخالفت کرتی ہے۔
عقل عقل منصف
کو قاتل ہے اور دل کے خیالات
پر حاکم ہے۔ پہچو گریہ عقل کی
مثال بلی کی سی ہے اور نفس
ایک چرہا ہے۔ در ہر آنجا اگر
نفس کا غلبہ ہو تو سمجھ کر
وہاں عقل نہیں ہے اور اگر
ہے تو مردہ ہے۔ گر بہ ہم نے
عقل کو قوی قرار دیا یا غلبہ عقل
عقل تو شیر اور شیر مگن ہے۔

لے درندگان۔ یعنی انسان

کی تربیتِ فطریہ۔ چترنگان۔

یعنی انسان کی تربیتِ شہریت۔

شہر پر دُرُزِ دُست۔ انسان

میں لامحالہ نفسانی قوتیں

ہوتی ہیں عقل کے برعکس

ان سے عقلیتِ تہذیبی چاہیے

بس اس قدر ہے کہ اگر عقل

ہوتی ہے تو وہ قوتیں مخصوص

ہوتی ہیں لیکن باطنِ مٹا نہیں

ہوتی ہیں۔

لے عقلِ عقلِ ہولِ انسان

کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل

کی عقل اور جان کی جان

ہے اور تمام کائنات پر تیری

سلطنت ہے۔ عقلِ کل۔

جبریلِ مہربان میں حضور

کے عروج پر حیران تھے۔ حیر

گردانیدن۔ اس قصہ کو نقل

کرنے سے یہ مقصود ہے کہ

بزرگی عقلیتِ ذہال۔

سرتیہ جہاد کا وہ لشکر جس

میں حضورِ خود شریک ہوں۔

لے ایک جہاد۔ حضور نے

اس لشکر کا ایک بڑی نوجوان

کو سردار بنا دیا۔ اہلِ عرب کا

ایک شہر قبیلہ ہے قبیلہ کُوفہ

اسل۔ نوح کا سردار بنو نسر

کے ہے بغیر سردار کی فوج بغیر

سردار کا دھڑ ہے۔ اہلِ عرب مولانا

نے لشکر کے سردار سے گریز

فرما کر شیخ کی ضرورت کا اصرار

شروع فرما دیا ہے یعنی انسان

کی اہمالِ خیر میں پشیمردگی اس

نے ہوتی ہے کہ اسے کسی شیخ

کو اپنا سردار نہیں بنایا۔ اہلِ عرب

کسی کو شیخ اور سر رہانے میں

انسان کی عقل کی سستی اور غفلت

میں عقل اور غفلت کی غفلت ہے۔ چترنگان۔ یعنی انسان کی تربیتِ فطریہ۔ چترنگان۔ یعنی انسان کی تربیتِ شہریت۔ شہر پر دُرُزِ دُست۔ انسان میں لامحالہ نفسانی قوتیں ہوتی ہیں عقل کے برعکس ان سے عقلیتِ تہذیبی چاہیے بس اس قدر ہے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ قوتیں مخصوص ہوتی ہیں لیکن باطنِ مٹا نہیں ہوتی ہیں۔ لے عقلِ عقلِ ہولِ انسان کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر تیری سلطنت ہے۔ عقلِ کل۔ جبریلِ مہربان میں حضور کے عروج پر حیران تھے۔ حیر گردانیدن۔ اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ بزرگی عقلیتِ ذہال۔ سرتیہ جہاد کا وہ لشکر جس میں حضورِ خود شریک ہوں۔ لے ایک جہاد۔ حضور نے اس لشکر کا ایک بڑی نوجوان کو سردار بنا دیا۔ اہلِ عرب کا ایک شہر قبیلہ ہے قبیلہ کُوفہ اسل۔ نوح کا سردار بنو نسر کے ہے بغیر سردار کی فوج بغیر سردار کا دھڑ ہے۔ اہلِ عرب مولانا نے لشکر کے سردار سے گریز فرما کر شیخ کی ضرورت کا اصرار شروع فرما دیا ہے یعنی انسان کی اہمالِ خیر میں پشیمردگی اس نے ہوتی ہے کہ اسے کسی شیخ کو اپنا سردار نہیں بنایا۔ اہلِ عرب کسی کو شیخ اور سر رہانے میں انسان کی عقل کی سستی اور غفلت

نعرۂ اُومانع چترنگان

اُس کا نعرہ چرندوں کے لئے مانع ہے

خواہ شہنشاہِ ہاشم گو و خواہ نے

کہہ دو خواہ کو تو اں ہو یا نہ ہو

کہ زبمش نفس در زنداں بُود

جس کے دُور سے نفس قید غلامی میں ہوتا ہے

عقل و جان خلق را سلطانِ مئی

تو ہی مخلوق کی عقل اور جان کا بادشاہ ہے

کل موجودات در فرمانِ تست

تمام موجودات تیرے حکم میں ہیں

عقل کل سرگشتہ و حیرانِ تست

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذلی را بر سرتیہ

آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اُس لشکر کا سردار بنانا

کہ در اں پیراں و جنگ آموز دگان بُودند

جس میں بزرگھے اور جنگ آزمودہ تھے

بہر جنگ کا فردِ دفعِ فضول

کا فردِ دفعِ فضول (لوگوں) کو جنگ (دفعِ فضول) کو دفع کرنے

میر لشکر کردش و سالارِ خیل

اُس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنا دیا

قوم بے سرتین بے سربُود

بغیر سردار کی قوم بے سر کا جسم ہوتی ہے

زاں بُود کہ ترکِ سرورِ کردہ

اُس نے ہے کہ تو نے سردار کو چھوڑ دیا ہے

می کشی سرخویش را سرِ میثی

تو سر کشی کرتا ہے اپنے آپ کو سردار بناتا ہے

اوسر خود گیر داند کو ہزار

اور پہاڑ کا راستہ لے لے

غزۂ اُوحاکم درندگان

اُس کی غزابت درندوں کی حاکم ہے

شہر پر دُرُزِ دُست و پرچار گئے

شہر چوروں اور کپڑے اتارنے والوں کا بھڑ ہے

عقل در تن حاکم ایماں بُود

عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والی ہے

عقل عقل و جان جانِ جانِ مئی

لے جان : عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے

عقل کل سرگشتہ و حیرانِ تست

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان

صاحبش در پے دواں کا خبرہ
 افس کا مالک پیچھے دوڑے کسے سرکش!
 گرز چشمم ایں زماں غائب شوی
 اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہوگا
 استخوانت را بخاید چوں شکر
 شکر کی طرح تیری ہڈیاں چبائے گا
 آن مکن آخر بمانی از علف
 وہ نہ کہہ باختر تو گھاس سے محروم رہ جائیگا
 ہیں بکریز از تصرف کردم
 خسرو دار! میرے کام میں لگانے شے بھال
 تو ستوری ہم کہ نفی غایت
 تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے
 خر خواندت اسچنانست و الجلال
 اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے، گدھا نہیں کہا
 میر آخر بود حق را مصطفیٰ
 آنحضرت! اللہ تعالیٰ کے میرا مصلح ہیں
 قل تعالوا گفت از جذب کرم
 کرم کے جذبہ سے (اللہ تعالیٰ نے) آفرینا کہہ دے گا
 نفسہارا تا مروض کردہ ام
 میں نے جب سے نفس کو تراض بنایا ہے
 ہر گجا باشد ریاضت بارہ
 جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے
 لاجرم اغلب بلا برانیاست
 لامحالہ کوئی آزمائش نہیں کی ہے
 سسکانید از دم یزغار وید
 تم سست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم ہے تیز چل
 تم سست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم ہے تیز چل

ہر طرف گر گے ست اندر قصد
 ہر طرف گدھے کی تلاش میں بیٹھے ہیں
 پیشت آید ہر طرف گرگ قوی
 ہر جانب قوی بغیر یا تیرے سامنے آئیگا
 کہ نہ بینی زندگانی را در
 حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
 آتش از بے میز می گرد و تلف
 بغیر ایندھن کے آگ تباہ ہو جاتی ہے
 وز گراں باری کہ جان تو منم
 اور بوجہ لادنے سے، کیونکہ میں تیری جان ہوں
 حکم غالب را بودے خود پرست
 اے نفل پرست! حکم غالب پر گت ہے
 اسب تازی را عرب کے بد تعال
 عربی گھوڑے کو عرب تعال کہتے ہیں
 بہر استوران نفس پر جفا
 ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
 تا ریاضت تان ہم من را ضم
 تاکر میں تم سے ریاضت کراؤں میں ریاضت کو نہ لایا ہوا
 زیں ستوراں بس لگد بخورہ ام
 ان گھوڑوں کی بہت سی دوئیاں کھائی ہیں
 از لگد ہیش نباشد چارہ
 اُس کے لئے دوئیوں سے منفرد نہیں ہے
 کہ ریاضت اداں خاں بکلا
 کیونکہ اناریوں کو ریاضت کرنا ہی نصیب ہے
 تا یواکش مرکب سلطان شوید
 تاکر نرم رفتار، اور شاہ کی سواری بن جاؤ

۱۔ صاحبش۔ اُس گدھے کا
 مالک کہہ رہا ہے کہ ہاڑ میں
 سینکڑوں بھڑپے ہیں جو تجھے
 ہلاک کر دیں گے اور تیری
 ہڈیاں شکر کی طرح چبا دیاں گے
 اُن مکن شیخ بھی جھانگے والوں
 کو سمجھاتا ہے کہ جھانگے میں
 ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی
 نہ ہو تو کم از کم نعمتوں سے محروم
 ہے۔ نقصان کردہ شیخ کی
 تعلیمات سے دگھرا جانا چاہئے بلکہ
 کالیبت بنی بوالشمال سے ملنے
 والے کے ہاتھ میں مردہ بچھانا
 چاہئے۔

۲۔ تو ستوری۔ انسان کا نفس
 گدھا ہے جب وہ انسان پر
 غالب ہو تو جو کہ حکم غالب پر
 لگتا ہے، لہذا انسان کو گدھا
 کہا جائیگا۔ خر خواندت۔ جن کو
 پر نفس کا غلبہ ہے ان کو اطمینان
 نے ازراہ کرم گدھا نہیں کہا
 ہے بلکہ گھوڑا قرار دیا ہے۔
 جب وہی نسل کے گھوڑے
 کو پہچانتے ہیں تو فرما "تعال"
 آجا، برتے ہیں اس طرح قرآن
 نے آنحضرت کو کہا ہے کہ اُن
 لوگوں کو شکاف نہ کہو۔

۳۔ میر آخر۔ دامن مصلح۔
 پر جہاں ظالم کا نفس گھڑے
 کو سدھانے والا مروض بندھا
 ہوا گھوڑا۔ لگد۔ دوئیاں
 ریاضت بارہ۔ ریاضت کرانے
 والا۔ لاجرم۔ نتیجہ جو کہ قریب کی
 تربیت کرتا ہے لہذا افس کو
 زیادہ مصائب پر ریاضت کرنے
 پڑتے ہیں۔ سسکانید۔ سسکان
 سست رفتار گھوڑا۔ جم۔ کلام۔
 یزغار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ یواکش۔ شکر

لے جتن گھوڑوں کی تالوار
یعنی اسے بنی لوگوں سے کہہ کر
کہ آجاؤ۔ حق اللہ تعالیٰ۔ مگر
نیابند۔ قرآن پاک میں ہے۔
وَمَنْ يَخْضِرْ لَكَ يَخْضِرْ لَكَ يَخْضِرْ لَكَ
اور وہ غصے کو کرے تو اس کا
کون کرنا تجھے غصے نہ کرے۔
گوشت ہر گھوڑا اپنے صطبل
کی طرف جاتا ہے تو جلیل شکار
ہیں ان کا صطبل وہ نہیں ہے
جس کی طرف نہی و حوت جاتا
ہے۔

لے منہزم ہر ایک طور پر
صطبل نقص نقص نقص
جس طرح انسانوں میں مقدار
کا اختلاف ہے اسی طرح لوگ
بھی ہیں اسی لئے ان کو
مختلف صفوں میں رکھا گیا۔
کوٹھان ملائکہ اور انسانوں
کی صلاحیت کے اختلاف کو
اس مثال سے سمجھو کہ سب
بچے ایک ہی کتب میں پڑھتے
ہیں لیکن صلاحیت اور استعداد
لے اعتبار سے بعض کو بعض
پر فوقیت ہوتی ہے۔

لے مشرق و مغرب کی یہ مثال
کا اختلاف حواس میں ہیں ہے
کان میں سننے کی صلاحیت ہو
جو آنکھ میں نہیں ہے آنکھ میں
دیکھنے کی صلاحیت ہے جو
کان میں نہیں ہے۔ مثلاً اگر
اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل
جائیں تو ایک کان کی برابر
نہیں ہو سکتیں۔

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كُفْتُ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے آجاؤ کہ بے آجاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كُفْتُ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے آجاؤ کہ بے آجاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا كُفْتُ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے آجاؤ کہ بے آجاؤ

گر نیابند لے بنی عمکیں مشو

لے بنی اگر وہ نہ آئیں تو غم زدہ نہ ہو

گوشت بعضے زیں تعالوا اگرست

بعض لوگ ان آجاؤ (کی آوازوں) سے کہیں

منہزم گردند بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے ہٹ گئے

منقبض گردند بعضے زیں قصص

بعض لوگ ان قصوں سے متکدل ہوئے

خود ملائک نیز ناہمتا بدند

ملائک بھی ناہمتا کیسا نہیں تھے

کو دوکان گرچہ بیک مکتب در اند

بچے اگرچہ ایک ہی کتب میں ہیں

مشرق و مغرب را حستہا

مشرق اور مغرب والوں کی مختلف ہیں ہیں

صد ہزاراں گوشہا اگر صف زند

اگر لاکھوں کان صف باندھیں

باز صف گوشہا را منصہ

پھر کانوں کی صف کا ایک مقام ہو

صد ہزاراں چشم را آن اہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ (ماصل) نہیں ہے

لے ستوران نلوان اندر سبق

لے گھوڑوں میں عاجز گھوڑو!

لے ستوران رمیدہ از ادب

اے ادب سے بھاگے ہوئے گھوڑو!

لے ستوران فسرہ رگ و پے

اے سست رگ اور پتھوں والے گھوڑو!

زاں دو بے تمکیں تو براز کیں مشو

اُن دو چار بے وقت کیجئے غصہ میں بھر

ہر ستورے را صطبلے دیگرست

ہر گھوڑے کا دوسرا صطبل ہے

ہست ہر آپے طویلہ او جدا

ہر گھوڑے کا اقصیٰ پیڑا ہے

زانکہ ہر مرغے جدا دارد نقص

کیونکہ ہر پرند کا بجزہ طینہ ہے

زیں بند آسماں صفت شدند

اسی وجہ سے آسمان پر صف صف ہو گئے

در سبق ہر یکے یک بالائے تر اند

مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑے ہوئے ہیں

منصب دیدار حش چشم راست

دیکھنے کی جس کا مقام آنکھ کا ہے

جملہ محتاجان چشم روشن اند

سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

در سماع جاں و اجناسے

قرآن کی روح اور قصوں کے سننے کیلئے

یہی چشمے از سماع آگاہیت

کرنی آنکھ، سننے سے واقف نہیں ہے

ہچنین ہر جس یک یک می شمر
اس طرح ایک ایک جس کو گن سے
پنج جس خطا ہر پنج اندرون
پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی
ہر کے کو از صفیٰ پس سرشت
جو شخص دین کی صف سے سرکش کرتا ہے
تو ز گفتار تعالوا کم مکن
آپ آجاؤ کہنے میں کمی نہ کریں
گر مے گردوز گفتارت نفیر
اگر کوئی تائب آپ کے قول سے متغیر ہو
اس زماں گرسٹ نفسا جرش
اس وقت اُس کا جاوہر نفس بہر ہے
قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا لَعَلَّ غلام
آپ آجاؤ، آجاؤ کہنے، اسے روکے!
خواجہ باز آ از منی و از سری
اے صاحب! خودی اور سرداری سے باز آجا

ہر یکے معزول ازاں کارِ دگر
ہر ایک دوسرے کے کام سے جدا ہے
در صف اند اندر مقام الصافون
صف باندھنے والوں (افشون) کے قیام میں صف باندھنا
میر و دوستی صفے کا نا خوشست
دو بری صف کی جانب چلا جاتا ہے
کیمیائی بس شگرفتِ اس سخن
یہ کلمہ بہت عجیب کیمیا ہے
کیمیا را ہیچ ازوے و امگیر
کیمیا کو اُس سے نہ ہٹائیے
گفت تو مودش کند در آخرش
انکے آخر میں آپ کی گفتگو اُس کو فائدہ دے گی
ہیں کہ ان الله یدعو الی السلام
آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلا تاجر
سروے جو کم طلب کن سری
کوئی سردار تلاش کرے، سرداری کا طالب بن
اعراض کردن معترضی بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر میر
ایک معترض کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن ہڈی کو لشکر کا سردار

گردانیدن آل ہدیٰ را بر سر یہ

بٹانے پر اعتراض کرنا

چوں پیمبر سروے کرد از ہڈیل
جسہ پیمبر نے ہڈی میں کا سردار بنایا
بوالفضولے از حسد طاقت نداشت
ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکا
خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند
لوگوں کو دیکھو، کس قدر اندھیرے میں ہیں

از برائے لشکر منصور خیل
نعمتد گروہ کے لشکر کے لئے
اعراض و لاسلم بر فراشت
اعتراض اور ہم نہیں آنے کا اعلان کیا
در متاع فانیے چوں فانی اند
فانی اسباب پر کس قدر سرمٹے دے دے ہیں

لے ہچنین تمام حواس کا ہیں
حال ہے جو جس چیز کی مشابہت
رکتا ہے وہ دوسرے میں نہیں
ہے۔ پنج جس حواس ظاہری
اور حواس باطنی سب اپنی اپنی
صلاحیت کے اعتبار سے
اپنے اپنے کام میں لگے ہیں جیسا
کہ ہر ایک کی مختلف صفیں اپنے
اپنے کام میں لگی ہیں آقاؤں
یعنی صف باندھنا ہر ایک کے
اگر کسی میں دین کے قبول کرنے
کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ
بر دینوں کی صف میں شامل
ہوگا۔

لے تو ز گفتار نبی کا کام
دعوت دینا ہے وہ نکرین
سے تنگ دل ہو کر دعوت کو
نہیں چھوڑتا ہے۔ گرتے اگر
کوئی لشکر ایک وقت میں ہٹ
کرے تو ہوسکتا ہے کہ وہ بھی
صلاحیت کے اعتبار سے آخر
میں دعوت کو قبول کرے۔

آن مہد قرآن پاک میں ہے
واللہ یدعو الی دار السلام
و یطہر فی من یشاء لے
صراطا مستقیما مانتہ علی
سلامتی کے گھر کی دعوت دینا
ہے اور جس کو چاہتا ہے صحیح
راستہ کی رہنمائی کر دیتا ہے۔

لے خواجہ مولانا پیر نصیرت
کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے ہاں
سے وابستہ ہو جا نا چاہیے عقود
سرواں خیل جماعت، گروہ
آلہ سلم معترض اعتراض میں ہے
کہا کرتا ہے کہ بے آپ دعویٰ
تسلیم نہیں ہے ظلمانی۔
تاہم باطن چونکہ ضلالتی کا
غلبہ تھا اسلئے اعتراض کی نوبت آئی

لہ آئینہ۔ باہمی اختلاف کا
سبب بیکر اور غور ہوتا ہے۔
تو حق جلانے والی یعنی دنیا
طلبی۔ اتنی عجب۔ دنیا سے
نجات کی کتنی خدا اس کے ہاتھ
میں ہے، مجاہدہ کر کے نکل سکتا
ہے لیکن تعجب ہے کہ اس
کو قید خانہ میں پڑا رہنا تصور
ہے۔ پاتی تاسر۔ انسان
معصیتوں میں آلودہ جو مارا ننگ
روحانیت کی نہر میں کے دہن
سے نکل رہی ہے اس سے
آلودگی کو دور کر سکتا ہے۔
دائماً روحانیت کی آلام گاہ
اس کے پہلو میں ہے اس کے
بہتے ہوئے بیکراری سے
پہلو بدل رہا ہے لیکن اس
آلام گاہ میں داخل نہیں ہوتا
لہ نور خدا کا نور مٹتی ہے اور
عابد کی جستجو اس کے وجود
کی گواہ ہے۔ (شعر)
دل گواہ است کہ در پردہ دل را بخت
ہستی تلوہ دل است کہ کیا ہست
مناسخ بچاؤ کی جگہ نے جو ہے
دنیا سے دل کی دشت اور عالم
آخرت کی جستجو راہ نجات کا پتہ
دی ہے۔ دشت۔ دنیا سے
دشت انسان کو راہ ہدایت
کی جستجو کے لئے بھجور کرتی ہے۔
موت کی سپاہی پہنچا۔ راستہ۔
ہست پہنچا۔ (شعر)

مگر رخصت عالم را پدید
نور یوسف داری باید دید
لہ تفرق یعنی کمرست میں
وحدت کا شادہ کرو۔ دھو
مستکفہ آیت نما گشتہ دہنت

از تکبر مجملہ اندر تفرقت
تکبر کی وجہ سے سب تفرقت میں ہیں
ایں عجب کہ جاں بزرنداں اندر
یہ تعجب ہے کہ جان قیہ دغا میں ہے
پای تاسر غرق سرگیں آنجاں
دو جوان سرے پاؤں تک گور میں غرق ہے
دائماً پہلو بہ پہلو بے قرار
ہمیشہ ہر کرکٹ پر بیقرار ہے
نور پنہان ست جُست و جُگواہ
نور پرستیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے
گر بنو دے جس دنیا را مناص
اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ پتا
دشت ہمچوں موکل می کشد
دشت تجھے سپاہی کی طرح کھینچتی ہے
ہست منہاج و نہاں ملکین ست
راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے
تفرق جو یای جمع اندر میں
بہت سخت کھنٹی طور پر اتحاد کی جویاں ہے
مردگان باغ بر جستہ زبن
باغ کے مردہ (تنگ) جڑے اگ پڑتے ہیں
چشم ایں زندانیاں ہر دم بدر
ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت دروازے پر

مردہ از جاں زندہ اندر محرت
روح کے اعتبار سے مردہ ہیں باطنی رنج کے بہکے ہوئے ہیں
وانگہ منقح زندانش بد
جبکہ قید خانہ کی کتنی اس کے ہاتھ میں ہے
می زند بردانش جوی رواں
(حالات) جاری نہر اس کے دامن سے نکل رہی ہے
پہلوی آرام گاہ و پشت دار
(حالات) آرام کی جگہ اور سہارے کے پہلو میں ہے
کز گزافہ دل نمی جوید پناہ
کیونکہ دل خواہ عزا پناہ کا جویاں نہیں ہے
نہ بدے دشت دل مجھے خلا
نہ (دنیا سے) دشت ہوتی نہ دل نجات پہنچاتا
کہ بجو اے ضال منہاج رشد
کراے گراہ! ہدایت کا راستہ تلاش کر لے
یا نقش رہن گزافہ جستن ست
اس کے حصول اسے بجز تلاش پر موقوف ہے
تو دریں طالب رخ مطلوبین
تو اس طالب میں مطالب کا بھرہ دیکھ لے
کاں دہندہ زندگی را فہم کن
کہ اس زندگی بخشے (دے) کو سمجھ لے
کے بکے گرنیتے کس مژدہ ور
کیوں ہوتی، اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟

تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ مقرر کان۔ فانظر الی آثار رحمتہ اللہ کیف یخفی الی الارض
بقدر متوقفا۔ زمین کی مژدہ کے بعد اس کی فردا رنگی و جود باری کی دلیل ہے۔ چشم آیں۔ رہائی کی
توقع رہائی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی نہ ہوتا اور رہائی کی خوشخبری
دینے والے کی آمد کی امید نہ ہوتی تو رہائی کے لئے دروازہ پر نگاہ کیوں کی رہتی تو ہدایت کی توقع
اس کے وجود کی دلیل ہے۔

مید ہزار آلودگان آب جو
لاہوں آلودہ ، پانی تلاش کرنے والے
برز میں پہلوت را آرام نیت
نرم پر تیسرے پہلو کو آرام نہیں ہے
بیمقر گا ہے نباشد بے قرار
سکون کی جگہ کے بغیر کوئی بے قرار نہیں ہوگا
گفت نے نے یا رسول اللہ کن
اس نے کہا نہیں نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنا
یا رسول اللہ جواں ارشیر زاد
اے رسول اللہ جوان خواہ مشیر کا بچہ ہو
ہم تو گفتستی و گفت تو گوا
آپ ہی نے یہ کہا ہے اور آپ کا زونا گوا ہے
یا رسول اللہ دریں لشکر نگر
اے رسول اللہ! اس لشکر کو دیکھئے
زین درخت آل برگ در شاہیں
اس درخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے
برگہای زرد او خود کے تہیست
اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں؟
برگ زردیش و آن موی سپید
ڈاڑھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال
برگہائے نور سیدہ بنز فام
نئے آگے ہوئے سبز پتے
برگ بے برگ نشان عاریت
بے سر سامانی کا سامان نشانمانی کی نشانی ہو

کے بدندے گرنوئے آب جو
کب ہوئے ، اگر نہر کا پانی نہ ہوتا
زانکہ درخانہ لحاف و بستریت
کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے
بے خمار شکن نباشد اس خمار
یہ خمار بغیر خمار مارنے والی چیزوں کے نہیں ہوگا
سرور شکر مگر شیخ کہن
لشکر کا سردار سوائے پرانے بوڑھے کے
غیر مرد و پیر سر شکر مباد
بوڑھے شخص کے ہوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہئے
پیر باید پیر باید پیشوا
(اگر) پیشوا ، بوڑھا چاہئے ، بوڑھا
ہست چندیں پیر و از مے پیشتر
بہت بوڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر (ہیں)
سیدہائے نختہ اور اچکیں
اس کے بچے سب بچے
ایں نشان نختگی و کا ملیست
یہ نختگی اور کمال کی علامت ہیں
بہر عقل نختہ می آرد نوید
عقل کے نختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں
شد نشان آنکہ آں میواست فام
اس کی نشانی ہیں کہ پھل پکا ہے
زردی زر سرخرونی صیرنیست
سونے کی زردی مٹاوت کی سرخرونی ہے

برگ۔ نوجوانی کے ساز و سامان سے بے سامانی اُن کی جانکاری کی دلیل ہے۔ زردی سونے کی
زردی صراف کی سرخرونی کا سبب بنتی ہے۔

لے صد ہزار۔ لاکھوں
گنہگار آبِ رحمت کی جستجو
میں ہیں جو آبِ رحمت کے
دھوکہ دہیں ہے برتر میں
راحت کی توقع پر بے راضی
میں بے چینی ہوتی ہے اگر
توقع نہ ہو تو قرار جائے رنج
کی بے چینی آخرت کے آرام کی
توقع کی وجہ سے ہے جمعہ کا
بے قراری جب ہی ہوتی ہے
جب کوئی تشریف آرام گاہ ہو
خارج ہی ہوتا ہے جب نما
شکن چیز کی توقع ہو، شراب
کا وجود ہی نہ ہو تو اس کی طلب
میں اعضا شکنی نہیں ہو سکتی
گفت۔ اس ارشادِ مضمون
کے بعد پھر کس شعر میں کاغذ
شروع کیا ہے۔

ہم تو گفتستی مزمزم نے
کہا آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے
کہ پیشوا بوڑھا ہونا چاہئے۔
النخستہ فی اہلبہ کا شجر
فی اہلبہ بوڑھا اپنے اہل میں
ایسا ہے مہار خبی اپنی امت
میں میرا حضور کا فرمان ہے۔
یا رسول اللہ ماس امتہ را من
کرنے والے نے حضورؐ سے
کہا دیکھئے لشکر میں بہت سے
بوڑھے ہیں جو اس نوجوان سے
بڑھے ہوئے ہیں۔ یہی درخت
ان بوڑھوں کے بڑھاپے کو
نہ دیکھئے اُن کی عقل کی پختگی
کو دیکھئے۔
سے برگہای۔ بڑھاپے کے
آثار عقل کی پختگی کی دلیل
ہیں۔ برگہا۔ جوانی کے آثار
عقل کی خامی کی دلیل ہیں

لے آئے۔ جو جوان ہو اس کے رخسارِ گل کی طرح ہیں اور ہر خط و صورت ہے عین بات کی دلیل ہے کہ وہ عظمیٰ میں لڑا کون ہے اور اس کے حروفِ قاعدہ کے مطابق نہ ہونگے۔ ایسا جوان بدن کا کچھو چست ہوتا ہے لیکن عقل کا اپنا ہی ہوتا ہے پانی پر ہونگے کے ہاتھ پاؤں اگر چست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل کو پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔

۱۱۱ عرقل۔ اگر ہاتھ پاؤں بیکار ہو جانے پر پڑ حاصل ہو جانے کی کوئی مثال چاہئے تو وہ حضرت جعفر طیار ہیں غزوہ ٔ موتہ میں جب ان کے ہاتھ کٹ گئے تھے تو اٹھنے ان کو جنت میں پر عنایت فرما دیئے ہیں۔ زنجیر جعفر برکت کے دور کا سونا خاص ہونے میں مشہور ہے اگر ذرا زیادتی سونے کی بات سے اسرار پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے ہیرا دل پاک کی طرح بے قرار ہو گیا۔ دست ہونٹوں پر ہاتھ رکھنا خاموش رہنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

۱۱۲ عاش۔ اس ان خاموشی میں خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو شروع کرتا ہے تو خاموشی سمندر ہے جس سے گفتگو کی نہر جاری ہوتی ہے جب سمندر خود انسان کا غالب ہو تو اس کو نہر کی دانش نہ کرنی چاہئے ان اشارات تھا خاموشی اشارے

آنکہ اوکل عارضِ ستِ نوخط

وہ شخص جو بھول کے سے رخسارِ بالا اور ہر زاویہ

حرفِ ہایِ خطِ او کثر مشر بود

اس کی تحریر کے حروفِ تیرے میڑے ہونگے

پایِ پیر از سرعتِ ارچہ باز آمد

تیرے کے پاؤں اگر چہ تیز روی سے باہر ہیں

گر مثلِ خواہی بجعفر در نگر

اگر تو مثال چاہتا ہے، جعفر کو دیکھ لے

گر ز اسرارِ سخن بویے بری

اگر تو کلام کے راز سمجھ سکے

بگذر از زرقائیں سخن شد محتجب

سنے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات چھپ گئی

ز اندرونِ صدِ خموشی خوش نفس

پیرے اندر سے سونا ویشیاں، خوشبودار

خاموشی بکثرت گفتن، چھو جو

خاموشی سمندر ہے اور گفتگو نہر کی طرح ہے

از اشارتِ تہایِ دریا سرمتاب

دریا کے اشاروں سے منہ نہ موڑ

ہمچنین سپورتنہ کرداں بے ادب

اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا

دستِ می دادش سخنِ او بے خبر

باتیں اس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا

ایں خبر با از نظرِ بانائب است

یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بمکتب گاہِ مخبِ نوخط است

وہ درگاہ میں نو آموز ہونے کی خبر لینے والا ہے

مزمینِ عقلِ ست اگر تنِ می دود

عقل کا اپنا ہی ہے، اگر چہ جسم دود رہا ہے

یافتِ عقلِ او دیرِ بروجِ راند

انکو عقل کے دیر حاصل ہونگے ہیں بلند ہر آواز سے

داد حق بر جای دستِ پاش پیر

اشارتِ امانی دے آگاہ ہاتھ پاؤں کی بجائے پڑیگیں

من سخن گویم جو ز جعفری

اتنی میں جعفری سونے کی سی بات کروں

چھو سیماں ایں دلم شد مضطرب

میرا یہ دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا

دستِ بر لبِ می زند یعنی کہ بس

ہونٹ پر ہاتھ رکھتی ہیں یعنی کہ بس

بحرِ می جوید ترا جو را مجو

تجھے سمندر کش کر رہا ہے، تو نہر کی تلاش نہ کر

ختم کن واللہ اعلم بالصواب

ختم کر دے اور خدا بہت جانتا ہے

پیشِ پیغمبر سخنِ زان سر لب

باتِ پیغمبر کے سامنے ٹھنڈے ہونٹوں سے

کہ خبر ہرزہ بود پیشِ نظر

کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے

بہرِ حاضر نیست بہرِ غائب است

یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں غائب کیلئے ہیں

کہ وہی ہو کتابِ ان اسرار کی گفتگو ختم کر دے چھپیں پھر مولانا نے فقرہ کا ذکر شروع کیا ہے۔ دست۔ جب کسی چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ کر کے نواں کاش چیز کی خبریں دینا بیکار بات ہے۔ اس خبر کا کسی چیز کے بارے میں خبریں دیکھنے کے نام مقام ہیں اور ہر کاش عقل اس شخص سے جو اس چیز سے غائب ہو۔

ہر کہ او اندر نظر موصول شد
جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا
چونکہ بامعشوق گشتی ہم نشین
جب تو معشوق کا ہم نشین بن گیا
ہر کہ از طفلی گذشت و مرد شد
ہر شخص بچپن سے بگیا اور جوان ہو گیا
نامہ خواند از پے تعلیم را
خط نہایت ہے، سکھانے کے لئے
پیش بینایاں خبر گفتن خطاست
دیکھنے والوں کو خبر سنانا غلطی ہے
پیش بینا شد خموشی نفع تو
صاحب بصیرت کے سامنے چپ بنانا ہے
گر بفرماید بگو بزرگوئی خوش
اگر وہ حکم دے کہ بول، تو، اچھی بات کر
وہ بفرماید کہ اندر کش دراز
اگر وہ حکم دے کہ تفصیل کر
ہمچنان کہ من دریں نیافوں
جیسا کہ میں اس حسین کلام کے معاملہ میں
چونکہ کوتہ می کنم من از رشد
جب میں بھلائی کے ساتھ مختصر کرتا ہوں
لے حُسام الدین فیما رُؤ الجلال
اے حُسام الدین آپ اللہ (تعالیٰ) کا نور ہیں
اِس مگر باشد ز حُب شتہی
یہ شاید محبوب کی محبت کی وجہ سے ہے

اِس خبر ہمیش اُو مغزول شد
یہ خبریں اس کے لئے بیکار ہو گئیں
دفع کن دلائکاں را بعد ازیں
اس کے بعد دلائل (دھرتوں) کو دفع کر
نامہ و دلائل بروے سرود شد
خط اور دلائل اس کیلئے بے ضرورت بن گئے
حرف گوید از پے تفہیم را
بات کرتا ہے، سمجھانے کے لئے
کاں دلیل غفلت نقصان متا
کیونکہ وہ ہماری جہالت اور کمزوری کی دلیل ہے
بہر اِس آمد خطاب انصتوا
اسی لئے حکم ہوا ہے، غامض رہو
لیک اندک گودرازا اندر کش
لیکن بات کو طول نہ دے
ہمچنان شیریں بگو یا امر ساز
اسی طرح عمدہ بات کر، حکم مان
با ضیاء الحق حُسام الدین کنوں
اب ضیاء الحق حُسام الدین کے ساتھ ہوں
اُو بصدر نوعم بگفتن می کشد
وہ سینکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں
چونکہ می بینی چہ می جوی مقال
بلکہ آپ مشاہدہ کرتے ہیں بات کی جستجو کیونکہ تم نے نہیں
آسقینی خمرًا و قل لی انہا
مجھے شراب پلا اور مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

چونکہ حُسام الدین کا شوقِ سماعِ شفیق کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اے حُسام الدین! کہو مجھے مشاہدہ حاصل ہو تو محبوب کی
اتیس سنے کا اشتہاد شوق کیوں ہے آہم مگر یہ جواب ہے عشق کا تقاضہ ہے کہ عاشق کے تمام حواس معشوق سے ہر ذرہ پر
اسکے گرد و پیش ہر لڑکانہ باتیں سنے کا اشتہاد ہوتا ہے جو توفیقِ مست چاہتا ہے کہ اس کی شربِ عرفان کی لذت حاصل

ملے ہر کہ جو شخص مشاہدہ

کر لیا ہر اس کو خبریں مستانہ
لذت کام ہے چونکہ مقصود
حاصل ہو جانے کے بعد مسائل
اور ذرائع بیکار ہو جاتے ہیں۔
دلائل۔ وہ صورتیں جو عشق
و معشوق میں ناموسِ پیام کا
ذریعہ شفیق ہیں ہر کہ۔ ماضی
کی جوانی خود معشوق کو معرفت
دیتی ہے پھر ناموسِ پیام کی نعمت
نہیں رہتی ہے یعنی جب تک
کہ سالک کا بچپن ہے اس کو
ذرائع کی ضرورت ہے جب
وہ بلوغ پر پہنچ کر مشاہدہ کرتا
ہے تو مسائل سے بے نیاز
ہو جاتا ہے۔

ملے نامہ خواند۔ کالمیں جو

ابتدائی ذرائع اختیار کرتے

ہیں وہ دوسروں کی تعلیم اور

تفہیم کے لئے ہوتے ہیں۔

چشم بینایاں جن کو مشاہدہ

حاصل ہے ان کو خبریں دینا

ان کے مقام سے اپنی جہالت

کا ثبوت دینا ہے۔ انصتوا۔

قرآن پاک میں ہے: اِذَا فَرَغْتَ

الْقَوْلَیْنِ فَاسْمِعُوا لَكَ وَاسْمِعُوا

جِبْرًا لِّعِبَادِیْ ذَٰلِکَ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ

غافل رہو۔ گر بفرماید۔ اگر صاحب

مشاہدہ تم سے اس چیز کے بارے

میں دریافت کرے تو اچھے

پیرایہ میں مختصرات کہہ دو یا

اگر وہ تفصیل کا مطالبہ کرے

تو عمدہ طریقہ پر تفصیل کر دو۔

ملے ہمچنان۔ میرا اور ضیاء الحق

کا بھی یہی معاملہ ہے میں اس

صاحب مشاہدہ کے سامنے جو

مختصر کہتا ہوں لیکن اِنگلی جانب

سے تفصیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔

لہ بزمِ انِ شمع سے اگر ہم
لگا ہے تو کان اپنا حقہ
مانگتا ہے قہقہہ تو کان کو
جواب دیا ہے کہ تیرا حقہ وہ
حرارتِ عشق ہے جو تجھ میں
دیکھنے سے سرایت کر رہی ہو
وہ کہتا ہے نہیں میں اس کو
زیادہ لذت چاہتا ہوں اور
وہ مجھ کو کلامِ سننے سے
حاصل ہوئی۔ در حضورِ ان
مقرر نے بذیلِ نوران کے
سردار بنائے جانے پر جب
بہت زیادہ اعتراض کیا تو
آنحضورؐ نے اس کو غلامِ شمش
رہنے کا اشارہ کیا۔ واقعہ یہ
سورہ میں آپ کے برحق ہونے
کا ذکر ہے سورہ بنس میں آپ
کی جاگرافی کا ذکر ہے۔ یہ
دونوں باتیں صورتِ حال
کے مناسب تھیں اپنے ان
کا ذکر کیا گیا ہے تاہم یہاں
آنحضورؐ کی ذاتِ گرامی۔

لکھ پٹنہ بنیادِ شمع نے آ
اچھے انداز سے کہی تھی لیکن
اس کا نشانہ خدا اور بدامنی
تھی اپنے مولانا نے اس کی یہ
تفسیلات ذکر کی ہیں بجز
لیکن کوئی گمراہ کر آ کر تا ہے
تاکہ دوسرے خوبصورت و مشک
سمجھ لیں گے۔ حق کالج۔
بھنگا کلاساں۔ چنگت۔
لیکن۔

لکھ ناز ہی تو خوشیوں کے
بر کر دیا چاہتا ہے حق
بڑی کی بڑی باری انکو سادہ چکا
رکھتی ہے لیکن دھوکا دینے کا
کوئی طریقہ دیکھنا چاہیے کہ وہ
کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ دیکھتے

اگر بندہ اکلے وہ جواب تو کیڑا کرنا چاہیے اور کسی شمع نہ ڈالتا چاہیے۔

بر بردہاں تست ایس دم جام او
ہیں وقت آپ کے شمع سے اس کا جام لگا ہے
قسم تو گرمی ست تک گرمیت
تیرا حقہ گرمی ہے یہ تجھ میں گرمی ہے

گوش می گوید کہ قسم گوش کو
کان کہتا ہے کہ کان کا حقہ کہاں ہے؟
گفت حرص من ازیں افزوں تر
اسے کہا میری حرص اس سے بڑھتی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آلِ اعتراض کنندہ را
اس اعتراض کرنے والے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

در حضورِ مصطفیٰ قند خو
شیریں مزاج مصطفیٰ کے دربار میں
آں شبہ و النجم و سلطانِ عیس
والنجم کے شاہ اور عیس کے سلطان نے
دست می زد بہرِ منقش بر بردہاں
اس کو روکنے کے لئے منقش پر ہاتھ رکھا
پیش بنیادِ بردہ سرگین خشک
تو خشک گوہرِ صاحبِ بصیرت کے سامنے لیمبا ہوا

چوں زہد برداں عرب آں گفتگو
جب اس عرب نے وہ گفتگو سے بڑھادی
لب گزید آں سر دم را گفت لب
ہونٹ دبا یا اس سر دم سے کہا کہ لب
چند گوئی پیشِ انامی نہاں
واقعہ اسرار کے سامنے کتنا بولے گا؟
کہ بخیر ایس را بجایِ نافِ مشک
کہ اس کو مشک کے ناز کی جگہ خریدے

بعرالے گندہ مغز گندہ رخ
اے بد دماغ گندہ مغز، لیکن کو
آخِ آنخ برداشتی اے گنج و کاج
اے حق بھنگے! تو آغاغا کرتا ہے
آخِ آنخ برداشتی اے خشک مغز
اے خشک دماغ تو آغاغا کرتا ہے

تا کہ کالای بدت یا بد رواج
تاکہ تیسرا خراب مال چار ہو جائے
تا نہمانی تشک وں مشک لغز
تاکہ تو کمتر می گئی کو عمدہ مشک ظاہر ہو
آں چرندہ گلشنِ افلاک را
آسمانوں کے گلشن کے چرنے والے کو
خویشتن را اند کے باید شناخت
اگر خود را اپنے آپ کو پہچاننا چاہیے

تا فریبی آں شامِ پاک را
تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دے گا؟
حلم او خود را اگر چہ گول ساخت
اس کی بردباری نے اگر چہ اپنے آپ کو گول بنا دیا
دیگ اگر باز ماند امشب دهن
اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا رہ گیا ہے

گر یہ را ہم شرم باید داشتن
ہن کو بھی شرم کرنی چاہیے

خوشی تن گرفتہ کرداں خوبؔ

اگر اس مالیشان نے اپنے آپ کو سیا ہوا بنایا؟

چند گوئی اے لُجوج بے صفا

لے بد باطن جھگڑا تو تک تک پڑے گا؟

صد ہزاراں حلیم دارند ایں گروہ

یہ لوگ لاکھوں بزدلیاں رکھتے ہیں

حلیم شاں بیدار را ابلہ کند

ان کی بزدلاری بیدار مغز، کو بوقوف بنا دیتی ہے

حلیم شاں مجھوں شراب خجے بغز

ان کی بزدلاری عہد اور ہر شراب کی طرح ہے

مست را بین اں شراب پر گرفت

اس عجیب شراب سے مست کو دیکھ

مرد و بزنار اں شراب زود گیر

اس زور اثر شراب سچو جوان انسان

خاصہ ایں بادہ کہ از خم نبیؐ مست

خصوصاً یہ شراب جو کہ نبیؐ کے اشیر کی ہے

آنکہ اصحاب کہف از قفل و قفل

وہ (شراب) کہ اصحاب کہف قفل اور سفر سے

زالؑ زنان مصر جامے خورده اند

اسی (شراب) سے مصری عورتوں نے ایک با پایو

ساحراں ہم شکر موسیٰ داشتند

جادوگر بھی (حضرت) موسیٰؑ کا نشہ رکھتے تھے

جعفرؑ ظیاریاں مے بود مست

(حضرت) جعفرؑ قیاریاں اسی شراب سے مست تھے

اس شراب سے ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا ان کو پیارا لگا۔ جعفرؑ حضرت جعفرؑ غزوہ موذی میں اسی

شراب سے ایسے مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان کو کوئی پروا نہ ہوئی۔

سخت بیدارست دستارش مبرؔ

وہ خوب بیدار ہے اس کی پگڑی نہ اتار

ایں فسون دیو پیش مصطفیٰ

یہ شیطان منتر مصطفیٰؐ کے روبرو

ہر یکے علمے ازا نہا صد چوکوہ

ان میں سے ہر بزدلاری تو بہاؤں میں ہے

زیرک صد چشم را اکہ کند

تو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے

نغر نغرک برود بالای مغز

جو عہدگی عہدگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے

ہمچو فریز مست کثر قن گرفت

فریز کی طرح مست اور نہرے چا چلتا شروع کر دیا

در میان راہ می افتد چوپیر

بڑھے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے

نے متی کہ مستی او یک شبی ست

نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کے لیے

سہ صد و نہ سال کم کرد عقل

تین سو نو سال تک اپنی عقل کھو بیٹھے

دستہارا شرعہ شرعہ کردہ اند

انہوں نے ہاتھوں کو مکھڑے مکھڑے کر دیا ہے

دار را دلدار می پنداشتند

انہوں نے سولی کو پیار سمجھا

زاں گرومی کرد بخود پاو دست

اسی لئے بیخودی سے ہاتھ پاؤں تو ان کرتے تھے

اس شراب سے ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا ان کو پیارا لگا۔ جعفرؑ حضرت جعفرؑ غزوہ موذی میں اسی

شراب سے ایسے مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان کو کوئی پروا نہ ہوئی۔

لے خوشی تن گرفتہ کرداں خوبؔ

سے اپنے آپ کو کھٹا کھٹا بناتے

ہیں لیکن وہ سب کچھ جانتے ہیں۔

نخوج۔ جھگڑا تو بے مٹھا۔

بد باطن دشمن دیو مشہور

ہے کہ منتر پڑھ کر جن کو برتن

میں بند کر دیا جا ہے۔ صد

ہزاراں۔ انبیاء کی بزدلاری

کا معمولی حصہ تو بہاؤں میں ہے

زیادہ قفل ہوتا ہے حلیم شاں۔

ان میں اس قدر بزدلاری ہوتی

ہے کہ بڑے سے بڑا ہوشیار اور

بینا دھوکھا کھاتا ہے قلم

شاں۔ ان کی بزدلاری میں

شراب کی تاثیر ہے جو انسان

کو بد ہوش کر دیتی ہے۔

لے مست۔ شرابی ستا۔

کے رفتار ہو جاتا ہے۔ فریز۔

یہ شطرنج کا ہرو ہے جسکی

چال ٹیر می ہوتی ہے قریباً

جوان آدمی شراب کے نشہ سے

ہو مریوں کی طرح راستہ میں

گر پڑتا ہے۔ خاصہ جب طے

معمولی شراب کے یہ اخراجات

ہیں تو عشق انہی کی شراب کے

کی کچھ اخراجات نہ ہونگے۔ آسمان۔

اصحاب کہف عشق انہی کی

شراب سے ایسے مست ہوئے

کہ انکو چینا یا دربار سفر کرنا

اور ایک فارسی میں مستور

سال سوتے رہے۔

لے زان۔ حضرت یوسفؑ

کو دیکھ کہ مصری عورتیں عشق انہی

کی شراب سے ایسے مست ہوئیں

کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے نہ سکا

جن جادوگروں کو فرعونؑ حضرت

موسیٰؑ کے مقابلہ پر لایا تھا وہ

قصہ سنجانی ناظم شانی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض

حضرت بایزید قدس سرہ کے عروج و افکار شانی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض
مریدان جواب امراشان بطریق گفتن ہاں بلکہ ازراہ عیاں
اور ان کو ان کا جواب زمانہ گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستہ سے

بایزید آمد کہ یک یزداں متمم

بایزید آئے کہ یہ میں عباداں

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا هَا فَأَعْبُدُونُ

کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار ایس میری عبادت کیجئے

تو چنیں گفتی وایں نبوہ صلاح

آپ نے ایسا کہا ہے اودی ٹھیک نہیں ہے

کار دہا در من زنداں دم ہلہ

خبردار! خود میرے چہرے میں گھونب دینا

چوں مچنیں گویم بباید شتم

جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہئے

ہر مریدے کار دے آمادہ کرد

ہر مرید نے ایک چھری تیار کر لی

آں وصیتہاں از خاطر برقت

وہ وصیتیں دل سے نکل گئیں

صُبح آمد شمع اُویجا رہ شد

صبح ہو گئی شمع کی تھپتھپانے لگی

شعخہ بے چارہ در گنہ خزید

بے چارہ کو قتل کرنے میں جاگسا

سایہ را بافتاب اوجتاب

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا جاوے

با مریداں آن فقیر محتشم

وہ معزز درویش مریدوں کے سامنے

گفت متسانہ عیاں آن دفتوں

اُس صاحب کلمات نے مثنوی کی حالت میں گفتگو کی

چوں گذشت آنحال گفتند شصاح

جب وہ حالت گذر گئی، پھر کئی باتوں نے اُن سے کہا

گفت ایں بار اگر کم ایں مشغلہ

فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں

حق منزہ از تن و من با تم

اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں

چوں وصیت کرداں آزاد مرد

جب اُن آزاد مرد نے (یہ) وصیت کی

مست گشت اوبازر استغرائی

وہ پھر بھاری استغرائی سے مست ہو گئے

عشق آمد عقل اودا رہ شد

عشق آیا تو اُن کی عقل بھاگ گئی

عقل چوں شخہ است چوں سلطان سید

عقل کو قتل ہے، جب شاہ آیا

عقل سایہ حق بود حق آفتاب

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

اللہ نقد حضرت بایزید کے

ہر قصہ سے ہی خراب ہوتے

کے نشہ اور مکر کی کیفیت کو

لاہر کر رہے۔ سبحانی ناظم شانی

میں ذات پاک ہوں میری شان

کس قدر بڑی ہے باطن میں۔

مختلف رحمت اور کمال

مثنوی میں بایزید نے اپنے آپ کو

خدا کہہ دیا۔ تو دونوں بایزید

گفتند ش۔ جب شکر ختم ہوا

اور اُن کی صورت کی حالت ہوئی

تو مریدوں نے اُن سے کہا

آپ کے وہ کلمات بہت

غیر مناسب تھے۔ گفت بایزید

نہ مریدوں سے کہا کہ اگر میں

طرح کے کلمات میری زبان

سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا

میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں

مجموعہ ہوں اور خدا جسم سے

پاک ہے۔

اللہ چوں مریدوں نے اُن

کی وصیت پر چھرواں تیار

کر میں مست گشت۔ پھر

ایک بار اُن پر فکر کی کیفیت

طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی

ساری گفتگو بھول گئے۔ مثنوی

بایزید کے کلمات عشق

کی مثنوی کی وجہ سے مولا عشق

کی تاثیر بیان کرتے ہیں عقل

بہتر از شمع کے ہے اور عشق سوز

ہے سورج بخیر شمع بیکار ہو

جاتی ہے وہی طرح عقل عشق

کے سامنے لاچار ہے سلطان

عشق بادشاہ ہے اور عقل کو قتل

اللہ عقل سایہ عقل کا بظاہر

اللہ کے چاہ لور کی وجہ سے

ہے اگر نور کا پردہ ہٹ جائے تو مخلوق اور عقل تاب نہ لائے اور فنا ہو جائے اسی طرح سایہ کا جو سورج کے پردہ پوش ہونے کی وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو سایہ باقی نہ رہے۔

چوں پری غالب شود بر آدمی

جب وہ کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے

ہر چہ گوید آں پری گفتہ بود

وہ جو کہہ کہتا ہے، جن کی گفتگو ہوتی ہے

چوں پری را پس دم قانون بود

جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے

آدمی اور رفتہ پری خود اوشدہ

اس کی اہمیت پہلے مٹتی وہ خود جن میں گیا

چوں خود آید ندانند یک لغت

جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں بتاتا

پس خداوند پری و آدمی

تو جن و اس کا خدا

شیر گیر از شیر کے ترسد لگو

چمکتا، نیم ست شیر سے کب ڈرتا ہے؟

شیر گیر از خون تر شیر خورد

نیم ست اگر شیر کا خون پی جائے

و سخن پردازد از راز کہن

اگر وہ پُرانے راز کی بات کہے

بادہ رامی بود گراں شتر و شور

اگر شراب میں یہ شور و شتر ہوتا ہے

کہ ترا از تو بگل خالی کند

کہ وہ تجھے، تجھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد و وصف مردی

آدمی سے آدمیت کی صفت گم ہو جاتی ہے

نیز سری در زان سری گفتہ بود

اس جانب کی، اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو

کردگار آں پری خود چوں بود

(تو، اس جس کا خدا خود کیسا ہو گا؟)

ترک بے الہام تازی گوشدہ

ترک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا

چوں پری را ہست این ات و

جیکہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی

از پری کے باشد شس آخر کی

آخر وہ جن سے کب کم ہو گا؟

شرح راہ از کور کے پرسد لگو

بتا راستہ کی تفصیل اندھے سے کون ہو چکا ہے؟

تو بگوئی او نکرد آں بادہ کرد

تو کہیگا دیہ کام، اس نے نہیں کیا اشاریے کیا؟

تو بگوئی بادہ گفتہ است اس سخن

تو کہے گا یہ بات شراب لے بھی ہے

نور حق را نیست آں فرنگ و

تو کیا اللہ (حق) کے نور میں یہ ریاضت اور طاقت؟

تو شوی پست او سخن عالی کند

تو مغلوب ہو جائے (اور) وہ بلند بات کہے

اے چوں پری پہلے تو ہوتا

نے باغ بیض کے اس کام پر ہوتا

پیش کئے اب کہتے ہیں کردہ

کہنا واصل آں کا کہنا ہی نہ

تھا بلکہ وہ عذبات حق کا کہنا

تھا جو پہلی جگہ اسل میں تھا

اسان پر اگر میں چڑھ جاتا ہے

تو اس میں سے انسانیت کے

اوصاف ختم ہو جاتے ہیں اور

وہ جو کہہ رہا ہے وہ نہیں بڑا

بلکہ جن ہوتا ہے۔ چوں جب

جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں

غرض قتلہ کی حقیقت کے

وقت ایک انسان اپنی ملک

پر کب وہ سکنا ہے تو اس کا

گنڈہ او گنڈہ اشد ہر

گرچہ از مطلقہ عبادت

لگے آدمی آدمی اسکی ہستی

محنت جن کے غالب آجائے

پر جاہل ترک عربی بولے گئے

ہے حالاکہ اس ترک نے کسی

عربی نہ سیکھی تھی۔ چوں جب

اس ترک پر سے جن اثرات آتا

ہے وہ عربی کا ایک لفظ بھی

نہیں بول سکتا چوں پری یہ

معرب شراب ہے اس کی جزا

اگلا مشرب یعنی جب جن کے

یہ اثرات ہیں تو خدا کی تعلیمات

میں کیا کچھ خلات نہ ہوں گے۔

شیر قمر۔ خراب سے نیم ست

شیر سے جنہیں ڈرتا تو یہ اس کی

فطرت نہیں ہے بلکہ شراب کا

اثر ہے۔ شرح راہ۔ اندھے

کوئی راستہ معلوم نہیں کر کے

تو معلوم ہوا کہ احکام کا تقاب

ذات سے نہیں ہے بلکہ صفت

سے ہے تو جب صفت آگے

لے اگر قرآن کے الفاظ اگر
آغوشِ رحمت کے دہن مبارک سے
آدا ہوتے تھے لیکن جس کو
آغوشِ رحمت کا کام کہنے والا کافر
ہے اور جس کو خدا کا حکم قرار
دیا جاتا ہے اسی طرح وہ لفظ
اگرچہ بایزید کے منہ سے آوا
ہوئے لیکن وہ خدا کا لفظ تھا۔
چوتھائی حضرت بایزیدؒ
جب تجلیات سے پھر بخود
طاری ہوئی تو اس بار انھوں
نے پہلے سے زیادہ سخت جملہ
کہا اور کہنے لگے کہ میرے جنت
میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے
اس کو میرے جہنم میں تلاش
کر لو آسمان اور زمین پر کیوں
تلاش کرتے پھرتے ہو۔

لے آن مریاں۔ اس جملہ پر
تمام مرید دیوانہ وار پڑ پڑ
کے کرٹ پڑے اور ان کے
پاک جسم پر چھریاں چلا دیں۔
ہر کے ہر کے رے کے طاق
کا شہر پہاڑ ہے امام رازی
کے زمانہ میں وہاں کافروں کی
ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو
بے دریغ قتل کرتی تھی۔
بیشین ہنگام ہوتا ہرگز جو
مرید شین کے چھری مارا تھا
اس کا زخم خود اس کے گھٹا تھا۔
بکثرت آئے۔ بایزید کے بدن
پر کسی کی چھری کا زخم نہ لگا کہ
مرید خون میں نہا گئے۔

لے ہرگز جس مرید نے ان
کا گھٹا کاٹنے کے لئے سوا
اُس کا خود گھٹا کاٹ گیا اور مرید
و انکے جس شخص نے بایزید
کے سینہ کو چاک کرنا چاہا

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لبوں سے ہے
چوں ہمای بے خودی پرواز کرد
جب بخود کے ہمای نے پرواز کی
عقل را سیلِ تحیرِ درِ ربود
عقل کو تحیر کا سیلاب بہا لے گیا
نیست اندر جُستہ ام الا خدا
کہا، میرے جہنم میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے
اں مریاں جملہ دیوانہ شدند
وہ سب مرید پاگل بن گئے
ہر یکے چوں ملحدان گردوہ
گردوہ کے بے دینوں کی طرح ہر ایک
ہر کہ اندر شیخ تیغی می خلید
جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا
یک اثر نے برتنِ آں زد و فوٹ
اُس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
ہر کہ اوسوی گلوش زخم برد
جس نے اُن کے گلے پر زخم لگایا
وانکہ اُور زخم اندر سینہ زد
اور جس نے اُن کے سینہ پر زخم لگایا
وانکہ اگر بود زان صاحبِ قفا
اور جو شخص اُس اقبالِ مند سے واقف تھا
نیمِ دانش دست اُور بستہ کرد
تھوڑی سی عقل اُس کے ہاتھ باندھ دیئے

ہر کہ گوید حق گفت او کافر است
(لیکن) جو یہ کہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے نہیں فرمایا وہ کافر
اں سخن را بایزید اعزاز کرد
وہ بات بایزید نے شروع کر دی
زان قوی تر گفت کا قول گفتہ بود
اُس سے زیادہ سخت بات کہی جو پہلے کہی تھی
چند جوئی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کریگا؟
کار و ہا بر جسم پاکش می زدند
اُن کے پاک جسم میں چھریاں گھونپ رہے تھے
کار دمی زد پس خود را بے شتوہ
اپنے پیر کے بے دھڑک چھری گھونپتا تھا
باز گونہ از تن خود می درید
وہ اُن اپنے جسم کو پھاڑتا تھا
واں مریاں خستہ غرقاب خو
اور وہ مرید زخمی اور خون میں غرق تھے
خلق خود بسریدہ دید و زامرد
اُس نے اپنا گھٹا ہوا پایا اور بڑی طرح مڑا
سینہ اش بشکافت شد مرده ابد
اُس کا سینہ چڑا اور ہمیشہ کے لئے مڑا ہو گیا
دلِ نداشت کہ ز زخم گراں
اُس کے دل نے اُسکو اجازت نہ دی کہ کاری زخم لگا
جاں برود الا کہ خود را خستہ کرد
اُس نے جان بچا لی مگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا

کا خود سینہ چاک ہو گیا اور ابدی جہنم ہو گیا۔ و انکے جس شخص نے حضرت بایزیدؒ کی شخصیت کو کھما اور
اُس نے تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو مسموری زخم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اُس کے لگا۔

روز گشت و آل مریداں کاستہ
دن صل آیا اور وہ نیم مردہ مرید
پیش او آمد ہزاراں مردوزن
ہزاروں مردوزن اُن (شیخ) کے پاس آئے
ایں تن تو گرتن مردم بدے
اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
با خودے با بے خودے دو چار زد
خودی والے نے جب غائی کا مقابلہ کیا
لے زدہ بر بے خوداں تو ذوالفقا
اے وہ کہ تو نے غائبوں پر تلوار پھلائی
زانک بے خود فانی سٹ ایست
کیونکہ بے خود غائی ہے اور محفوظ ہے
نقش اوفانی و اوشد آئینہ
اُس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بگیا
گر کئی تف سویی زوی خود کئی
اگر تو تھو کے گا تو اپنے تھو پر تھو کے گا
وَر بہ بینی زوی زشت انہم تویی
اگر تو نے بھنڈا چہرہ دیکھ گا وہ بھی تو ہی ہے
اوشا نیست نہ آل و سادہ آ
وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے وہ صاف ہے
چوں رسید اینجا سخن لب بہ لب
جب بات یہاں پہنچی ہونٹوں نے دروازہ بند کر دیا
لب بند ارچہ فصاحت سٹاد
ہونٹ بند کر لے گا اگر چہ فصاحت مائل ہو

نوحہا از جانِ شاں برخاستہ
اُن کی جان سے فوسے بلند ہوئے
کلے دو عالم دُرج در یک سیر ہن
کر لے (دو شیخ) کہ دونوں جہان ایک لباس میں ہیں
چوں تن مردم ز خنجر گم شدے
انسانوں کے جسم کی طرح خنجر سے فنا ہو جاتا
با خود اندر دیدہ خود خار زد
تو اُس نے خود اپنی آنکھ میں کاشا چھو دیا
بر تن خودی زنی آل ہوشدار
سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
تا ابد در ایمنی اوسا کن ست
وہ ہمیشہ کے لئے امن میں مقیم ہے
غیر نقش زوی غیر آنجای نہ
سوائے غیر کی صورت کے اُس میں کچھ نہیں ہو
وَر زنی بر آئینہ بر خود زنی
اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے اوپر کرے گا
وَر بہ بینی عیسیٰ مریم تویی
اگر تو عیسیٰ ابن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
نقش تو در پیش تو نہ ہادہ است
اُس نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
چوں رسید اینجا قلم درم شکست
جب قلم یہاں پہنچا ، قلم شکست
وَم مزن وَاللہُ عَظُم بِالرَّشَادِ
وَم نہ مار اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

لے روز گشت۔ رات میں یہ
سب کچھ ہوا صبح کو جب نیم
مردہ مردوزن پر حقیقت کھل
گئی تو وہ اور سینکڑوں لوگ
شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور کہنے لگے کہ آپ کے لباس
میں کسی ایک شخص کا جسم نہیں
ہے دونوں جہان ہیں اگر
اس لباس میں انسانی جسم
ہوتا تو وہ خنجروں سے زخمی
ہو جاتا۔

لے با خودے۔ جب کوئی
دنیا دار کسی بزرگ سے پھرنا
ہے تو وہ خود اپنا نقصان کرنا
ہے۔ ذوالفقار یا منصور کی
تلوار کا نام ہے جو منصورؒ
کے بعد حضرت علیؓ کرتے اور وہ
کے پاس رہی تھی اُس کے بعد
ہر اسی تلوار کو ذوالفقار کہنا
جاتا ہے۔ تو انکے مقام فنا ہے
پہنچنے کے بعد اُس کا اپنا کچھ
نہیں رہتا لہذا اُس کے اپنے
نقصان کا کوئی امکان نہیں
ہے۔ نقش اور غائی کی خود اپنی
صورت فنا ہو جاتی ہے اور
وہ دوسروں کی صورتوں کا
آئینہ بن جاتا ہے اب اُس میں
خود اُس کی اپنی صورت نظر
نہیں آتی جو فیروشاں مقابل ہوتا
ہے اُس کی صورت نظر آتی ہو
گو کئی آئینہ پر تھوکتا اپنے تھو
پر تھوکتا ہے۔

لے وَر بہ بینی۔ اُنہیں جو کچھ
اچھائی یا بُرائی تجھے نظر آ رہی ہو
وہ خود تیری اچھائی یا بُرائی ہے۔
چون رسید مولانا فرماتے ہیں
جب بڑیاں اس مقام تک

پہنچیں تو ہونٹوں نے بھٹنے کا راستہ بند کر دیا اور کہنے سے قلم عاجز آ گیا۔ لب بہ لب مولانا اپنے آپ
کو خطاب کرتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی فصاحت حاصل ہو ان دازوں کو شریعت رکھنا چاہیے۔

لے برکنار میں اس قدر لوگ
دعا ہوں کہ فتنی الہی کشت
بالا غازی سڈ پر بیٹھا ہوا
ہے جہاں سے ہر وقت گرنے
کا خطرہ ہے یا تو وہ سڈ پر سے
نیچے آکر بیٹھے یا بالا غازی
ہی آگئے وہ ہر وقت
خطرہ میں ہے برتنائی کش۔
قرب الہی سے جو خوش وقتی
حاصل ہوا اس کے ایسے میں
ہر وقت خوفزدہ رہنا چاہیے
کہ کہیں وہ اتار سے نہ جاتی رہے
اور اس خواہش کے راز
کو لوگوں سے مخفی رکھنا ضروری
ہے۔ والا یعنی خدا کی وقتی
نگر۔ پوشیدہ مقام۔

لے ترس مقام قرب میں
ہونے پر جو خوشی ہے اس کے
بائے میں خوف یہ ہے کہ یہ
مقام زائل نہ ہو جائے۔ مگر
نہی یعنی بسا اوقات سالک
کو اس مقام کا احساس نہیں
ہوتا لیکن اس کی مدد اس
کو محسوس کرتی ہے۔ ہر گز
اقوام سابقہ قوم نوح اور قوم
نوح پر جو مطالب آیا وہ ان
کے تقدیر و عروج پر پہنچنے کے
بعد آج سقوط و نزول و سقوط
عروج کے بعد ہی متصور ہوتا
ہے۔ افسوس۔ انبیاء کے
نقش قدم پر چلو گے قرآن کی
طرح آئندہ بنائے گئے۔

لے بدلی شخص کو جو قرب
الہی کا مقام پر پہنچاں میں تھی
اس میں سے اس کا ہر تہہ چلایا
جس کے بعد وہ خوشی میں
پاک ہو گیا۔ مگر انسان
فردی کے لئے ہے۔

شخص میں مثنوی نے جو اشارہ کیا ہے کہ جس پر اشارہ کیا ہے۔

برکنار بامی اے مست مدام
لے شراب سے مست: تو بالا غازی کے کنارے ہے
ہر زمانیکہ مشدی تو کامراں
جس وقت تو کامیاب ہو
بر زمان خوش ہر ساں باش تو
تو اپنے وقت پر خوفزدہ رہ

تانباید برولا ناگہ بلا
تا کہ دوستی پر اپنا تک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے
ترس جاں در وقت شادی اندول
خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خون

گر نمی بینی کنار بام راز
اگر تو اسرار کے بالا غازی کا کتاہ نہیں دیکھتا
ہر نکالے ناگہاں کال آمدت
جو صواب اپنا تک آیا ہے

جز کنار بام خود نبود مقوط
گناہ بالا غازی کے کنارے سے ہی ہوتا ہے
اعتبارے گیر تابیانی صفا
تا کہ تجھے (اہلن) کی صفائی حاصل ہو میرے پیش کی

پست نبشیں یا فرود آ و السلام
نیچے ہو کر بیٹھ یا نیچے آ و السلام
آن دم خوش را کنار بام داں
اس اچھے وقت کو بالا غازی کا کنارہ سمجھو
پہنجو بخش خفیہ کن نے فاش تو
اس کو خزانہ کی طرح چھپا رکھا ہر ذکر
ترس ترساں زود راں ممکن ہلا
خبردار! اس مخفی مقام پر زود آؤ تا چل
زاں کنار بام غیب مست ایتحال
اس غیب کے بالا غازی کے کنارے سے ہٹ جائے
روح می بیند کہ مستش اہتر از
روح دیکھتی ہے، کیونکہ اسی کو خوشی ہے
برکنار کنگرہ شادی بدست
وہ خوشی کے انگڑے کے کنارے سے آجائے
اعتبار از قوم نوح و قوم لوط
قوم نوح اور قوم لوط سے ہمت ماس کے
از درون انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کے باطن سے

سب فصاحتی بسیار گفتن آل فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

چون ہم ہر وقت شگشت آ غبی
جب ہمارا وہ غیبی میں مست اور خوش و گفتار ہو گیا
مست ادب بگذاشت مدد رجا
مست ادب (کا مان) چھوڑا اور ان کی میں مبتلا ہو گیا
بے ادب را بے ادب می کند
بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

پر تو مستی بحد نبی
نبی کی لامحدود مستی کا تمکس
لاجرم بسیار گوشہ از نشاط
لامحارہ سرور کی وجہ سے بہت بولنے والا ہو گیا
نہ ہمہ جا بے خودی شرمی کند
مستی ہر جگہ شرم (پیدا) نہیں کرتی ہے

گر بُود عاقل نیکو فرمی شود

اگر وہ سمجھدار ہو تو اپنی شانِ شوکت والا بن جائیگا

بر لبیب آید لباب کاس او

اس کا جامِ سمجھدار کے لئے مغزِ جو

بے خود از مے با ادب گرد و تمام

فانیِ شراب سے منگولِ بادب بن جائیگا

لیکٹ اغلب چوں بدند و ناپسند

لیکن اکثر لوگ بڑے اور ناپسند ہیں

حکم غالب است چوں اغلب بند

حکم اکثریت پر لگتا ہے چونکہ اکثر بد ہیں

وَر بُود بدخوی بدتر می شود

اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو اور زیادہ بُرا بن جائیگا

وز غبی کم گردد استیناس او

اگر غبی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے

با خود از مے بے ادب گرد و تمام

خودی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بن جاتا ہے

بر ہمہ مے را محترم کرہ اند

داسلئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے

تیغ را از دست ہزن بستند

انھوں نے تلوارِ نکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

بیان کردن رسول علیہ السلام سبب اختیار کردن او

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نبیؐ کو امیری اور سرداری کے لئے ماہر اور تجربہ کار بڑھوں

ہندی را با میری و سر لشکری برپیران کار دیدہ و کار آزمودہ

پر نصیحت دینے اور چننے کے سبب کا بیان کرنا

گفت پیغمبر کہ اے ظاہر نگز

پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر میں!

اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر

بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بڑے ہیں

عقل او را آموز دم بار ہا

میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے

پیر پر عقل باشد اے پسر

اے پٹیا! بڑھا عقل کا بڑھا ہوتا ہے

از بلیس او پیر تر خود کے بُود

وہ (فرجوان) شیطان سے زیادہ بڑھا کہہ سکتا تھا؟

طفل گیرش چوں بُود صاحب کمال

اس کو بچہ سمجھا جب وہ صاحبِ کمال ہو

تو میں اور جوان و بے ہنر

تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ

وے بسا ریش سفید و دل جو غیر

بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں

کرد پیری آل جوان در کار ہا

کاموں میں اُس جوان نے بڑھا پیر دکھایا جو

نے سفیدی موی اندر ریش و سر

نیک سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی

چونکہ عقلش نیست اولاشی بُود

چونکہ اس میں عقل نہیں ہے وہ لاشی ہے

پیر باشد در ہنر آن خوش خصال

وہ خوشِ خلعت ہنر میں بڑھا ہو گا

لے خود جو جس طرح کے بد

انسان کے دل میں ہوتے ہیں

ستی آن کو بھارتی ہے۔

تربیب۔ شراب کے اثر سے

ذہن کی فہم بڑھ جاتی ہے

اور بے عقل مرتبے بے عقل

کرنے لگتا ہے۔ استیناس ہونے

ہونا۔ بے خود۔ اگر انسان خود

غرض نہیں ہے اور اس میں

مالی جذبات ہیں تو وہ بد

اور افسوس ہے۔ تمام ہوش

کھلیا۔ چونکہ حکم اکثریت

پر لگتا ہے اور اکثر لوگ اچھے

جذبات کے حامل نہیں ہوتے

لہذا شراب سب ہی کے لئے

حرام کر دی گئی۔ تیغ عمام کے

لے شراب کی امانت ایسی

ہوتی جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ

میں تلوار دے دینا۔

لے گفت پیغمبر نبی کے

سر دار بنانے پر جو اعتراض تھا

اُس کا جواب دیا۔ لے کیا میںی

بزرگی بہ عقلست نہ سال۔

قریب ایک کا ادا ہے۔ آد

تیس بعض عمر کے اعتبار سے

اگر عقلندی کا حکم لگتا تو شیطان

سے زیادہ عمر والا کوئی ہو گا۔

وہ عقلمند کہلاتا۔ عقل۔

بچہ اگر صاحبِ کمال ہے تو

وہ عقلمند ہے۔

اے آن سفیدی - بالوں کی
سفیدی بھی عقل کی پختگی کی
دلیل ہے لیکن یہ ظاہر میں ...
لوگوں کے لئے ہے۔ اُن عقلہ
جس کو نور بعیرت میں نہیں
ہے وہ ہمیشہ دلیل کا طالب
ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ
تکوش کرتا ہے۔ پھر اُو عقلہ
کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی
بڑے سے مشورہ کرے ایک
لیکن اس بڑے سے عمر کا
بڑھاوا نہیں ہے بلکہ سادہ
بصیرت مراد ہے۔

اے تنگ - وہ شخص مراد ہے
جو تقلید سے نجات پانچا ہوا
کے نور سے چیزوں کو دیکھتا ہو
اس کی نگاہ کمال سے گذر کر
باطن کو دیکھ لیتی ہے۔ پیش
ظاہر میں اکھڑے حکم سے میں
ایجاز نہیں کر سکتا۔ قوسمرو۔
ٹوکی - اے کیا بہت سے
میٹھ سکے کائے کر دیئے جاتے
ہیں تاکہ جو دوست دماغی نہ
کرے۔

اے سہاگے اندوہ -
بہت سے سکے تانے کے
ہوتے ہیں جن پر سونے کی تخت
کاری ہوتی ہے۔ تاکہ حضورؐ
نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں
ظاہر پر نظر نہیں رکھتے ہیں۔
قاضیانے قاضی ظاہر پر حکم
لگا تا ہے جب کوئی شخص اس
کے سامنے کلام شہادت پڑھے
خواہ اس کے دل میں تصدیق
دہر توں اس کو مومن قرار
دے گا۔

طفل گیرش چوں بود عیسیٰ نفس

انکو بچہ سمجھو جب وہ حضرت عیسیٰؑ والی باتوں والا ہو

اے سفیدی مودیل پختگی ست

بالوں کی سفیدی پختگی کی دلیل

اے منقلد چوں نداند جز دلیل

وہ منقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہر او گفتیم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیک پیپر عقل نے پیرسن

لیکن عقل کا بڑھاوا ذکر عمر کا بڑھاوا

انکہ اواز پر وہ تقلید جست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نور پاکش بے دلیل بے بیاں

اس کا پاک نور بغیر دلیل اند بغیر بیان کے

پیش ظاہر میں چہ قلب چہ سر

ظاہر میں کے سامنے کیا کھڑا اور کیا کھڑا

لے بسا ز ترسیہ کردہ بدوود

بعض اوقات سونا دھریں سے سیاہ کیا ہوا جڑا

اے بے سہاگے اندوہ بزر

بہت سے سونے کا تخت کے ہوئے تانے میں

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تنند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادت گفت یمان شنبو

جب دیکھ شہادت پڑھ لیا اور میں ایمان تھا

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہوگا

پیش چشم بست کش کوتہ گی ست

بند آنکھ کے لئے جو کتنا ہذا رہے

در علامت جوید او دائم بسبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگزیں پیہ را

جب تو اختیار کرے، بڑے کرتب کر

می نداند مطمئن از مطمئن

جو امتحان لینے والے اور امتحان لینے والے میں امتیاز

او بنور حق ببیند ہر چہ ست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوست بشکافد در آید دریاں

کمال بھاڑتا ہے اندر نفس جاتا ہے

اوجہ داند حسیت اندر قوسمرو

وہ کیا جانے ٹوکی میں کیا ہے؟

تار ہداز دست ہر روز و خود

تاکہ ہر عاصد چور کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فروشد ادا بقفل مختصر

تاکہ اُن کو کوتاہی قفل کے ہاتھ فروخت کرے

دل بہ بینیم و بظاہر منکریم

ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

حکم بر آشکال ظاہر می کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکم او مومن کنند ایں قوم زو

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن (ہونا) حکم لگاتے ہیں

بس منافق کا ندیں ظاہر گریخت
بہت سے منافق ہیں جنہوں کو ظاہر میں بظاہر بکری
جہد کن تا پیر عقل و دین شوی
کوشش کر تا کہ عقل اور دین کا بروٹھا بنے
از عدم چون عقل زیبا رو کشاد
جب نہیں عقل، عدم سے زونا ہوئی
کمتریں زان نامہائے خوش نفس
ان بہتہ بین ناموں میں سے کمتر ہیں نام
گر تصورت و انما بد عقل رو
اگر عقل بہتہ ہو کر رونا ہو جائے
و رمشاں احمق پیدا شود
اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے
کو زشب مظلم تر و تاری ترست
کیونکہ وہ رات سے اندازہ تاریک اور کالی ہو
اندک اندک خوی کن بانور روز
دن کے نور کی آہستہ آہستہ عادت نکال
عاشق ہر جا اشکال و مشکلت
وہ ہر ایسی جگہ کی عاشق ہے جہاں اشکال و مشکل
ظلمت اشکال ازاں جویدش
اشکال اندھیرے کے اشکال کی جستجو میں اٹلے ہے
تا ترا مشغول آں مشکل کند
تا کہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خون صد مومن بہ پنهانی برنجت
در پردہ انھوں نے سینکڑوں مسلمانوں کی خونریزی کی
تا چون عقل کل تو باطن میں شوی
تا کہ تو عقل کل کی طرح باطن میں بن جا
خلعتش داد و ہزاراں نام داد
(قدرت نے) اس کو خلعت بخش اور ہزاروں نام دیے
اینکہ نبو دیج او محتاج کس
یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہوگی
تیرہ باشد روز پیش نور او
دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے
ظلمت شب پیش او روشن بود
رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہوگی
لیک خفاش شقی ظلمت خورست
لیکن بدخمت چمکاؤ تاریکی خور ہے
ورنہ خفاشے بمانی بے فروز
ورنہ تو نور سے محروم چمکاؤ بنا رہے گا
دشمن ہر جا چراغ مقبلے ست
اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کس خفاشہ کا چراغ ہے
تا کہ افزوں تر نماید حاصلش
تا کہ اس کی آمدنی زیادہ رونا ہو
وز نہاد زشت خود غافل کند
اور اپنی بُری فطرت سے غافل کر دے

علامت عاقل تمام و نیم عاقل و مرد تمام و نیم مرد و علامت

سنگین عاقل اور آدمی عقلمند اور سنگین انسان اور آدمی انسان کی علامت

شقی مغرور لاشی

اور بے وجود مغرور بد بخت کی علامت

لے کس منافق بہت سے
منافقوں نے اسی طرح اپنا
ایمان ظاہر کر کے سازشیں
کی ہیں اور مسلمانوں کی خونریزی
کی ہے عقل کل عقل کا رونا
جبریلؑ از دم جب عقل پیدا
ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی
بہت عزت افزائی فرمائی۔
کچھ دن اس کو ایک یہ خوبی
عنایت کی کہ وہ کسی کی محتاج
نہیں ہے

لے گر تصورت اگر عقل
بہتہ ہو کر رونا میں رونا ہو تو
سورج کی روشنی اس کے
سامنے اندھ پڑ جائے۔ اور اگر
حماقت بہتہ ہو کر رونا ہو تو
رات کی تاریکی اس سے شبا
جائے۔ ایک۔ احمق کی مثال
"تاریکی خور چمکاؤ کی سی ہے"
لہذا اس کو حماقت ہی پسند
آتی ہے۔

لے آدمک۔ انسان کو نور
ہدایت سے تعلق پیدا کرنا چاہیے
ورنہ بُری حالت میں موت
آجائے گی۔ عاشق۔ کور باطن
تاریکی کو پسند کرتا ہے، اور
ہدایت سے بھاگتا ہے چمکاؤ
صفت انسان دنیاوی ظلمت
کا طالب ہے اور چراغ ہدایت
سے گریزاں ہے اور دنیاوی
ظلمت کا طالب اٹلے ہے کہ
دنیا کی دولتیں کمانے۔ تاؤ۔
ایسے دولتمند انسان کو دیکھ کر
دوسرے بھی گراہ ہوتے ہیں۔
علامت۔ اس بیان سے عموماً
کا یہ عقیدہ ہو کہ کامل عقلمند وہ ہے
جو نور باطن مائل کرے۔ لاشی۔

لے مشعلہ یعنی نور کی مشعل۔
 اور وہ دوسروں کا بھی رہنما
 ہے پیر و۔ وہ خود اپنے نور کا
 تابع اور پیرو ہوتا ہے۔ چون
 خوش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے
 انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ
 اپنے اور پر ایمان لائیں اور اپنی
 نبوت کی تصدیق کریں۔
 لے ترجمے کے نیم عقل وہ ہے
 جو کسی صاحبِ نور کو اپنی آنکھ
 بنائے اور ہر چیز کو اس کی
 آنکھ سے دیکھے۔ دست ہر
 معاملہ میں سپر ایسا اعتماد کرے
 جس طرح اندھا اپنے رہنما پر
 کرتا ہے۔ والے خرے۔ تیسرا
 جو بڑا گدھا ہے وہ ہے جس
 کو نہ خود نور حاصل ہو نہ کسی
 کو رہنما بنائے۔ نذر و شیر
 یعنی رہنما۔ نذر و شیر غفلت
 میں غرق ہے اور دوسرے
 کو رہنما بنانے سے وقت محسوس
 کرتا ہے۔

لے مٹی زود۔ یہ تیسرا شخص
 ادھام اور خیالات کی داریوں
 میں سرگرداں رہتا ہے شمع۔
 اس کو خود تو نور باطن حاصل
 نہیں ہے اور اتنی عقل بھی
 نہیں ہے کہ کسی دوسرے
 سے نور حاصل کر لے بہت
 عقلش۔ اس کو خود نور حاصل
 نہیں ہے اور اتنی بھی عقل
 نہیں ہے کہ اپنے آپ کو کائنات
 فی یک العتال کرے مڑہ۔
 اگر مڑہ بن کر اپنے آپ کو کسی عقلند
 کے سپرد کر دے تو باہم و بیج پر
 پہنچے گا وہ عقل کامل نہ کہ اپنے
 ہند کا عقل نہیں جو روپے آپ کو

عاقِل آں باشد کہ با او مشعل است
 عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے
 پیر و نور خود دست آں پیش رو
 وہ پیشوا اپنے نور کا پیرو ہے
 مومن خوش است ایمان آ ورید
 وہ اپنے اور پر ایمان رکھتا ہے اور ایمان لایا
 دیگرے کے نیم عاقل آمد او
 دوسرا وہ جو آدھا عقلمند ہے

دست دے زو چو کور اندر لیل
 اسے سپر اس میں ہاتھ رکھ دیا ہے مگر اندھا رہا ہے
 والے خرے کے عقل جو شکستہ شد
 وہ گدھا جو ایک جو برابر عقل نہیں رکھتا
 رہ نہ اندے قلیل و نہ کثیر
 وہ راستہ نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت

غرغز اندر غفلت و در قافل
 غفلت اور بحث و مباحثہ میں غرق ہے
 می رود اندر سیا بان دراز
 وہ لمبے جنگل میں چسلا جا رہا ہے
 شمع نے تا پیشوای خود گند
 شمع نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیشوا بنائے

نیست عقلش تا دم زنده زند
 اس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہو نہ کا دم بھر
 مڑہ آں عاقل آید او تمام
 وہ بالکل اُس عقلمند کا مڑہ بن جائے
 عقل کامل نیست خمر امڑہ کن
 پوری عقل نہیں ہے اتنا اپنے آپ کو مڑہ بننا

اودیل و پیشوای قافلہ است
 وہ قافلہ کا راہنما اور پیشوا ہے
 تابع خوش است آں بخوش رو
 وہ بے اختیار چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے
 ہم بدایں نورے کہ جانش آں چرید
 اُس نور پر جس سے اُنکی روح نے غذا حاصل کی
 عاقلے را دیدہ خود داند او
 (اور) کسی عقلمند کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے

تا بد و دنیا شد و حیث جلیل
 حقی کہ اس کے ذریعہ دنیا اور حیثیت اور بڑائی
 خود نبودش عقل و قیل را گذشت
 اُسیں خود عقل نہ تھی اور عقلند کو بھی چھوڑ دیا
 می بخوید ہم ندیر و ہم بشیر
 ندیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے
 ننگش آید آمدن خلف و لیل
 اُس کو راہنما کے پیچے چلنے میں خرم آتی ہے

گاہ لنگاں آںس و گاہے بتاز
 کبھی مایوس لنگاتا ہوا اور کبھی دوڑتا ہوا
 نیم شمعے نے کہ نورے گد گند
 آدھی شمع بھی نہیں ہے کہ نور مانگ لے
 نیم عقلے نے کہ خود مڑہ گند
 آدھی عقل بھی نہیں ہو کہ اپنے آپ کو مڑہ بنائے

تا بر آید از شیب خود بہام
 تاکہ اپنی جہتی سے بالا خانہ پر پہنچ جائے
 در پناہ عاقل زندہ سخن
 زندہ دم عقلمند کی پناہ میں

زندہ نے تاہم دم عیسیٰ بُود
 نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو
 زندہ نے و مُردہ نے لاشی بُود
 نہ زندہ ہے نہ مُردہ، وہ کچھ نہیں ہے
 غورہ کز غورگی در نگزد
 کچھا انگور جو کچھے ہیں سے آگے نہ بڑھے
 جانِ کوش گام ہر سومی نہد
 اس کی اندھی لڑج ہر جانب قدم بڑھاتی ہے
 سودند ہر جسدِ انساں
 اُس وقت اچھلنا کو نہ قائمہ نہیں دیتا ہے

مُردہ نے تا دمکہ عیسیٰ شود
 مُردہ بھی نہیں ہو کہ حضرت عیسیٰ کی پھر تکا ہل ہو
 غورہ باشد نے عنبے سے بُود
 کچھا انگور ہے، نہ انگور ہے نہ شراب
 سنگ بست خام و ترش و زرد بُود
 وہ پتھر گیا ہے اور کچھا اور کٹا اور مُردہ ہوتا ہے
 عاقبت بجہد و لے برمی جہد
 عاقبت کی کوشش نہیں کرتی ہے لیکن تڑپتا رہتی ہو
 زانکہ نازل شد بلا از آسماں
 کیونکہ آسمان سے بنا اتر چکی ہے

قصہ آبگیر مصیادانِ آں ماہی یکے عاقل و یکے نیم عاقل و
 تالاب لور شکاریوں اور تین پھلیوں کا قصہ جو ایک عقلمند اور ایک ناقص العقل اور ایک
 آں دیگر مغرور ابلہ، مغفل، لاشی و عاقبت ایشان
 دوسری مغرور، بے وقوف، فاضل لاشی تھی اور اُن کا انجام

قصہ آں آبگیر ست اے عنود
 اے سرکش! اس تالاب کا قصہ ہے
 در کلیہ خواندہ باشی لیک آں
 تو نے کلیہ میں پڑھا ہوگا لیکن وہ
 چند صیادے سوی آں آبگیر
 اُن تالاب کی جانب چند شکاری
 پس شتابیدند تا دام آورند
 وہ دوڑے تاکہ جال لائیں
 آنکہ عاقل بُود عزمِ راہ کرد
 جو سمجھدار تھی اس نے سفر کی نہانی
 گفت با اینہا ندارم مشورت
 کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی

کہ در و ستہ ماہی اشگرف بُود
 جس میں تین بڑی پھلیاں تھیں
 قشر افسانہ بُود وں مغرور جاں
 قصہ کا چھلکا تھا اور یہ روح کا مغرور ہے
 برگزشتند و بدیدند آں ضمیر
 گزرے اور اچس راز کو سمجھ گئے
 ماہیاں اقف شدند و ہوشمند
 پھلیاں بانجسیر اور آگاہ ہو گئیں
 عزمِ راہ مشکل ناخواہ کرد
 ناپسند مشکل راستہ کا ارادہ کر لیا
 کہ یقین ستم کنند از تقدت
 کیونکہ وہ یقیناً طاعت میں مجھے ستم کریں گی

لے زندہ، اسی انسان زندہ
 ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس
 کے دم میں افر ہو اور نہ مُردہ
 ہے کہ کسی عیسیٰ نفس کے دم کو
 زندہ ہو جائے اور نہ کچھا انگور
 نہ کھانے کے قابل ہے نہ اس
 سے شراب بنتی ہے۔ کز غورگی
 جو انگور یک پائے پھنجر کھنجر
 رہ جاتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا
 ہے۔

سے جان۔ حق انسان
 اول میں پھنسا رہتا ہے۔ تبت
 کی فکر نہیں کرتا ہے پھر ایسے
 وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی ناپسند
 مرتب نہیں ہوتا۔ ستود۔ بے
 وقت نہ راست مفید نہیں ہے۔
 آبگیر تالاب جمیل۔ قصہ اس
 قصہ سے انہی تین قسم کے کہانیوں
 کے انجام کو سمجھا، قصہ سوار
 سے قصہ۔ ایک جمیل میں

تین نادار اور موتی پھلیاں تھیں
 تھیں کلیہ۔ اور دوسرا مشہور
 کتاب ہے خبر پوشیدہ چیز
 یعنی پھلیوں کی اس تالاب
 میں سکونت۔ تاکہ۔ ان میں
 پھلیوں میں سے جو عقلمند
 تھی اس نے شکاریوں کے
 ارادے کو بھانپ کر مسخر
 کر جانے کا ارادہ کر لیا اور
 وہاں سے چل دی۔

مہر زاد و بود شاں بر جاں زند
پیدا نش اور قیام کی محبت اُن کی جان پر اثر کر گی

مشورت بازندہ باید نگو

مشورے کے لئے نیک اور زندہ (دل) چاہیے

اے مسافر یا مسافر رائے زن

اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر

از دم حُب الوطن بگذرایت

وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جائے نہر

گز وطن خواہی گذر آں سوی شط

اگر تو وطن چاہتا ہے (نہر کے) آں کنارے پر جا

کاہلی و جہل شاں بر من نہ

اُن کی سستی اور نادانی مجھ پر اثر کرے گی

کہ ترا زندہ کند آں زندہ کو

کر تجھے زندہ کرے، وہ زندہ کہاں ہے؟

زانکہ یایت لنگ درائے زن

عورت کی رائے تیرا پاؤں لنگڑا کرے گی

کہ وطن آنسوست جاں پس موی نیست

اے جان! وطن ادھر ہے، ادھر نہیں ہے

ایس حدیث است یا کم خواں غلط

ایس صحیح حدیث کو غلط اُن پر طرح

بہر حدیث حُب الوطن من الایمان و کثر خواندن شخصے

اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں

دُعای استنجا را کہ اللہم ارحننی راحۃ الجنۃ بجا

پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھائے

ورداستنجا کہ اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی

استنجے کی دعا کی جگہ جو کہ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور مجھے پاکی حاصل کرنے

من المتطہرین و شنیدن عزیزے و طاقت نیاورن باز نمون

والوں میں سے کر دے ہے۔ اور ایک دوست کا سنا اور صبر نہ کر سکتا اور ہمتا

در وضو ہر عضو را در دے جدا

وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا جدا وظیفہ

چونکہ استنشاکی بینی می کنی

جب تو ناک میں پانی دے

تا اثر آں بوکشد سوی جناں

تا کہ وہ خوشبو تجھے جنتوں کی طرف کہنے

چونکہ استنجا کنی در دو سخن

جب تو استنجا کرے، وظیفہ اور کلام

آمدہ است اندر خبر بہر دعا

حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے

بوی جنت خواہ از رب غنی

بے نیاز از رب سے، جنت کی خوشبو چاہ

بوی گل باشد دلیل گلستاں

بھول کی خوشبو چمن کی رہنا ہوتی ہے

ایں بُود یارب تو ز نیم پاک کن

یہ ہوگا کہ اے خدا توبہ اس سے پاک کر

لے قبر ان دونوں بھلیوں
پر وطن کی محبت غالب
آجائے گی۔ اور وہ میرے
ارادے میں مجھے شست
کر دیں گی۔ اے مسافر مسافر
کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیے
خدا نہیں عورت سفر سے روک
سے گی۔

۵۰ از دم۔ اس حدیث میں
وطن سے آخرت مراد ہے دنیا
کا وطن مرا نہیں ہے، اس
حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر
دھوکا نہ کھانا بہتر مولانا کا
مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا
ایک محل ہے اُس کو غلط مقام
پر استعمال نہ کرنا چاہیے اسی
طرح حُب الوطن کو غلط مقام
پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

۵۱ در وضو۔ بزرگان دین
وضو میں ہر عضو کو دھوتے
وقت ایک خاص دعا پڑھتے
ہیں چونکہ جب ناک میں پانی
ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔
خدا مجھے جنت کی خوشبو
سونگھادے تا اثر آں بھول
کی خوشبو چمن کے لئے رہنا
ہے اسی طرح سے جنت کی
خوشبو جنت کی رہنا ہے چونکہ
استنجا یہ دعا استنجے کے بعد
پانچار سے نکل کر پڑھنی چاہیے۔

دست من اینجا رسید این را
بیراتھ یہاں پہنچا، اس کو دھویا
لے ز تو کس گشتہ جان ناکاں
لے خدا آج سے نالائقوں کی جان لائق بن گئی ہے
حد من این بود کرم من نسیم
مجھ کہنے کی وہی حد تھی جو کرنی
از حد شستم خدایا پوست را
لے خدا میں نے ناپاکی سے کھال کو دھویا
آں کیے در وقت استنجا بگفت
ایک شخص نے استنجہ کے وقت کہا
گفت شخصے خوب و رد آورده
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا
ایں دعا چوں در زبنی بود چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا، کیوں
را کھ جنت زبنی یافت حر
آزاد آدمی جنت کی خوشبو ناک کے زیر پا تھا
کے تواضع بردہ پیش ابلہاں
لے بے وقوف کے سامنے تواضع کرنے والے
آں تکبر بر خساں خوب و حیت
تکبر کیوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
از پے سوراخ بینی رست گل
پھول، ناک کے سوراخ کے لئے مہیا ہے
بوی گل بہر شام ست آدیر
لے دلیر! پھول کی خوشبو داغ کے لئے ہے
کے از اینجا بوی خلد آید ترا
تجہ جنت کی خوشبو اس جگہ سے آئے گی؟

دستم اندر شستن جانست دست
روح کے دھونے میں میرا ہاتھ کتنا ہے
دست فضل تست در جانہاں را
تیرے کرم کا ہاتھ روحوں تک پہنچنے والا ہے
زان سوی حذر القی کن اکرم
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
از حوادث تو بشو اس دوست را
تو اس دوست کو حوادث (زمانہ) سے دھو لے
کہ مرا با بوی جنت دار حفت
مجھے جنت کی خوشبو کا خوشی دار بنا دے
لیک سوراخ دعا کم کردہ
لیکن تو نے دعا کے سوراخ کو کم کر دیا ہے
ور زبنی راتو آوردی بکوں
تو ناک کے وظیفہ کو نقد میں لے آیا؟
را کھ جنت کے آید از دُبر
نقد سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تکبر کردہ تو پیش شہاں
لے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے!
ہیں مژدعوس عکس بند تست
خبردار! آن زچل، اس کا شاہی چری پیری ہو
بُو وظیفہ بینی آمد اے عمل
لے بد خو! سونگھنا ناک کا کام ہے
جای آن بونیت اس سوراخ زیر
یہ پھلا سوراخ اس خوشبو کی جگہ نہیں ہے
بُو موضع جو اگر باید ترا
اگر تجھے (خوشبو) چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

لے دست من۔ اس دعا کا
مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے
والا کہتا ہے کہ نجاست ظاہری
کا ازالہ تو مجھ سے ممکن تھا وہ
میں نے کر دیا باطنی نجاست
سے خواہی پاک کر سکتا ہے۔
آے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی
کر سکتی ہے کہ وہ روح کو پاک
کر دے۔ حد میں۔ انسان کا
مقدور یہی ہے کہ وہ نجاست
ظاہری سے پاکی حاصل کر لے
نجاست ظاہری کی حد سے
آگے کی پاکی خدا کے ہاتھ میں
ہے۔ حفت۔ وہ چیزیں جن
سے وضو یا غسل ٹوٹ جاتا
ہے۔ حوادث یعنی دنیاوی
مسائل۔

لے آں کیے۔ ایک آدمی نے
استنجہ کے وقت دو دعا پڑھی
جوناک میں پانی دینے کے وقت
کی ہے۔ سوراخ یعنی ناک کا
سوراخ اور پاخانہ کے مقام
کا سوراخ۔ کوکن یا خانہ کا
سوراخ جو بزرگ خانہ کا سوراخ
لے آئے تو اسے جس طرح یہ
بے محل دعا ہے اسی طرح یہ
بھی بے محل بات ہے کہ اس
افقوں کے سامنے تواضع کرے
اور شاہوں سے اکڑے۔ ابلہاں
دینا دار شہاں یعنی بزرگان
دن۔ چند انسان کی اُملی
چاہیں اگلی رشت اور بلندی
کیلئے مانع ہیں۔ رست گل۔
پھول سونگھنے کیلئے ہے اور
سونگھنا ناک کا کام ہے۔ عین
بہ مزاج و شام۔ دلخ سوراخ
زیر پاخانہ کا سوراخ۔ کے از اینجا۔

بنی پانچ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو کیوں نہیں آتی۔

ہمچنین حُب الوطن باشد ^{لطف} تو وطن بشناس ^{لے} خواجہ
 اسی طرح سے وطن کی محبت درست ہے ^{لے} خواجہ! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدن آں ماہی عاقل و سفر پیش گرفتن بے
 عقلمند پھل کا واقف ہو جانا اور دانائی سے دوسروں کے مشورے
 مشورت باد دیگران ز حکمت
 بنفسہ روا نہ ہو جانا

دل ز رای و مشورت شاں گزرم

اُن کے مشورے اور رائے پر دل نہ جماؤں

چوں علیؑ تو آہ اندر چاہ کن

(حضرت) علیؑ کی طرح تو کنہیں میں آہ کر

شبِ زمیٰ بینہاں کی کن کس

رات کو چلنا اور پوشیدہ چلنا کو قوال کی طرح (اختیار کر

بحر جو و ترک اس گرداب گیر

سمندر کی تلاش کر اس جھنور کو چھوڑ دے

از مقامِ با خطر تا بحرِ نور

بُڑھاپہ مقام سے، نور کے سمندر کی جانب

می دود تا در تنش یکے گ بُود

وہ دود تا ہے جب تک اس کے بدن میں یکے کی بو

خواجہ در چشمِ ترسندہ کجاست

ڈرینوالے کی آنکھ میں ترسندہ کہاں ہوتی ہے؟

راہِ دور و پہنہ بہت گرفت

دراز اور چڑے سے چڑھا راستہ اختیار کیا

رفتِ آخر سوی اُس عافیت

اُس اور عافیت کی جانب چل گئی

کہ نیا بد خد آں را ہیج طرف

جس کے کنارے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی ہے

گفت آں ماہی زیرِک رہ گنم

اُس عقلمند پھل نے کہا میں سفر کر جاؤں

نیتِ وقتِ مشورت میں آہ کن

غیر دار! مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا

محرم آں راہ کیاب ست بس

اُس راستہ کا محرم بالکل نایاب ہے

سوی دریا عزم کن زیں آبگیر

اِس تالاب سے دریا کی جانب ارادہ کر

سینہ را یا ساخت می فت آن

وہ محتاط سینہ کو پاؤں بنا کر جاری تھی

ہمچو آہو کز پئے اوسگ بُود

اُس ہرن کی طرح کتنا جس کے درپے ہو

خواجہ گوش و سگ اندر پئے خطا

خزگوش کی غینہ اندگتا درپے، لفظ ہے

رفتِ آن ہی رہ دریا گرفت

وہ پھسل چلی گئی، دریا کی راہ لی

رنجہا بسیار دید و عاقبت

وہ بہت سی تکلیفوں سے دوچار ہوئی انکا کا

خوشتین افکند در دریا می شرف

اُس نے اپنے آپ کو گہرے دریا میں ڈال دیا

لے درست یعنی وطن کی

محبت کا جزو ایمان ہونا تو

درست ہے لیکن انکو سمجھ

لے وہ کونسا وطن ہے، ظاہر

ہے مومن کا اصل وطن مقبلی

ہے۔ دکن یعنی میں دوسری

پھیلیوں سے مشورہ نہ کر سکتی

چوں علیؑ ایک غلط روایت

مشہور ہے کہ حضرت علیؑ نے

جذبات سے مجبور ہو کر آہ

کرنا چاہی تو کوئی اُس آہ کا

محرم نہ پایا اور کنہیں میں

لے نہ تحریر۔ پھل نے یہ بھی کہا

اِس راستہ کے محرم نایاب ہیں

لہذا خاموشی سے رات کو نکل

جانا چاہئے سالک کو بھی یہی

سوچنا پڑتا ہے اور سلوک

کی مشکلات کو خود ہی برداشت

کرنا پڑتا ہے مثنوی دریا۔

تالاب کو چھوڑ کر دریا کا رخ

کرنا چاہئے یعنی معذور دنیا کو

چھوڑ کر لامحدود مقبلی اختیار

کرنی چاہئے سینہ سینہ کے

بل وہ محفوظ مقام پر پہنچ

گئی، چھوڑ دے اِس طرح دود

کر بڑھاپہ مقام سے بھاگی جس

طرح وہ ہرن بھاگتا ہے جس

کا پیچھا شکاری کرتا کر رہا ہو

خواجہ۔ نیتا درپے ہوا اور پھر

غفلت کی خینہ سونا بڑی غلطی

ہے۔

لے رفت۔ وہ عقلمند پھل

روانہ ہو گئی اور اُس نے کہا

چوڑا راستہ اختیار کر دیا، رنجہا

راستہ کی تکالیف برداشت کیں

اور اُس کی جگہ پہنچ گئی خوشنیت

اسے اپنے آپ کو دریا کے نایاب

پس چو صیاداں بیاوردند دام
پس جب شکاری جاں لے آئے
گفت آہ من فوت کردم وقت را
بولی ہائے میں نے وقت گنوا دیا
ناگہاں رفت و لیکن چوں برت
وہ اچانک چلی گئی، لیکن چہ کردہ چلی گئی ہو
ایں زماں سوئے ندار حسرت
اب میری حسرت مفید نہیں ہے
برگزشتہ حسرت آوردن خطا
گزشتہ پر حسرت کرنا غلطی ہے

نیم عاقل را از اس شد تلخ کام
اس نے نیم ماقمل کو ناگواری ہوئی
چوں گشتم ہمروہ آں رہنما
میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
می بایستم شدن در پے بہ تفت
مجھے بھی، جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
چوں گنم چوں فوت شد آن فرستم
کیا کروں، جب کہ وہ موقع جاتا رہا
مازنا بد رفتہ یاد آں ہباست
گیا وقت، نہیں وقت ہے الکی یاد کیا ہے

لے پس شکاری جب دام
لے آئے تو نیم ماقمل کو کوئلہ
ہوئی۔ گفت۔ اس نیم ماقمل
پھلنے لے کہا افسوس میں نے
وقت ضائع کیا میں اس
مقلند مقل کے پیچھے پیچھے کیوں
نہ چل دی۔ ناگہاں وہ اچانک
چل دی تھی لیکن اب بھی مجھے
جلد اس کے پیچھے چل دینا
چاہیے۔ ایں زماں۔ گزشتہ
بات پر افسوس کرنے سے کوئی
فائدہ نہیں گذرا وقت دوبارہ
واپس نہیں آسکتا اس پر
افسوس کر نیکی بھلے توڑا کام
شروع کر دینا چاہیے تاکہ پہلی
غلطی کی تلافی ہو سکے۔

لے قفہ۔ اس قفہ سے یہ
بتانا مقصود ہے کہ گزشتہ
بات پر افسوس میں وقت
ضائع کرنا لغو بات ہے۔
آن کیے۔ ایک شکاری نے
ایک پرندہ چاس یا تو اس
پرندے کہا کہ اگر تو مجھے ذبح
کر کے کھا میں نے گا تو کب
فائدہ ہوگا۔

لے قریہ۔ پرندے نے شکاک
سے کہا کہ تو بہت سے بڑے
بڑے جانور کھا چکا ہے اور
ان سے تیرا پیٹ نہ بھرا تو
مجھے کھا کر تیرا پیٹ بھلا ہوگا۔
مقررہ مجھے مہربانی کر کے آزاد
کردے تو میں تجھے نہیں نصیب
کروں۔

قصہ اک مرغ گرفتہ کہ وصیت کرد کہ برگزشتہ پشیمانی مخور
اس بھنے ہوئے پرند کا قصہ جس نے وصیت کی کہ گزشتہ پریشیمانی نہ ہو
دسخن محال باور ممکن و در تدارک وقت اندیش و
اور ناممکن بات کا یقین دکر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں
روزگار مبر در پشیمانی
وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغ گرفت از کردام
ایک شخص نے ایک زندہ کر اور حال سے کہو یا
تو یکے مرغ ضعیفہ پیچو من
تو نے مجھ سے ایک کمزور پرند کو
تو بے گاواں و میشاں خوردہ
تو نے بہت سی گائیں اور بھینس کھائی ہیں
تو نگشتی سیر زانہا در زمین
تو زمانہ میں ان سے پیٹ بھرا نہ بنا
مر مرا آزاد گرداں از کرم
میرے آزاد گرداں سے مجھے آزاد کر دے

مرغ اور گفت کاے خواجہ ہما
اس سے پرند نے کہا کہ اے خواجہ بزرگ
صید کردہ خوردہ گیر لے نیک ظن
شکار کر یا، فرض کر کھا یا، لے نیک گمان
تو بے اشتہر بقرباں کردہ
تو نے بہت سے اونٹ قربان کئے ہیں
ہم نگر دی سیر از اجزای من
میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ نہ بھرے گا
اے جواں مرد کہیم بخشتم
اے شریف! معتز جوان بخشتم

لہ آول۔ میں پہلی نصیحت

تو اس وقت کروں گا جب تو
مجھے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو
گا دوسری جب کروں گا کہ تو
مجھے چھوڑ دے گا اور میں دیوار
پر جا بیٹھوں گا اور تیسری
جب کروں گا کہ میں درخت
پر جا بیٹھوں گا۔ انچہ بردست
تیرے ہاتھ میں بہتے ہوئے
جو نصیحت کرنی ہے وہ یہ کہ
کہ اگر کوئی تجھ سے ناممکن اند
محال بات کہے اس پر یقین
دیکر باز حرکت نہ کر۔ جب پرند
نے نصیحت کر دی تو شکری
لے اس کو چھوڑ دیا اور پرند
دیوار پر جا بیٹھا۔

لہ گفت۔ دیوار پر بیٹھ کر
پرند نے دوسری نصیحت یہ
کی کہ گذشتہ واقعہ پر کبھی حسرت
اور افسوس نہ کرنا اور اس کے
بعد پرند نے کہا کہ میرے پونے
میں ایک نادر موتی ہے جس
کا وزن دس درہم بھر یعنی تین
تولے ہے۔ کچھ تھکا چھپا ہوا۔
تو تیرے۔ ڈرویکٹ۔ دولت۔
اگر تجھے ذرا کرنا تو وہ موتی
تیری دولت بنے۔ بخت یعنی
تیری جان کی قسم بخت کریں۔
چونکہ تیرا مقدر دیکھا ہی ہے
وہ موتی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

لہ آچٹاس۔ پرند کی اس
بات کو سن کر وہ شکری اس
طرح نادر فریاد کرنے لگا جس
طرح حال و عمرت بچہ خستہ فوت
کرتی ہے۔ گفت۔ دیکھنا کہ
پرند کی اس گفتگو پر غلغلہ ہو کر
آہ آہ کرنے لگا اور اس سے ہوا
کرتے پیدا بازی کے مجھے

ہل مرا تا کہ سہ پندت بردہم

مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تین نصیحتیں کر دوں

آن میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھ جائے

بر سر دیوار بدہم شانیش

اُن میں سے دوسری دیوار پر بیٹھ کر کروں گا

واں سوم پندت ہم من بردر

میں تیسری نصیحت تجھے درخت پر چڑھ کر کروں گا

انچہ بردست اینست آں سخن

جو ہاتھ پر بیٹھ ہوئے کرنی ہے (وہ یہ بات ہے)

بر کفش چوں گفت اول پندت

اُنکے ہاتھ پر بیٹھ ہوئے جب پہلی نصیحت کہہ دی تھی

گفت دیگر برگذشتہ غم مخور

دوسری نصیحت کی کہ گذری ہوئی داستان پر غم نہ کر

بعد ازاں گفتش کہ در جسمم قتیم

اُنکے بعد اس نے اس سے کہا کہ میرے جسم میں کچھ بچا ہوا

دولت تو بخت فرزند ان تو

تیری دولت تیری اولاد کا نصیب

فوت کردی در کہ روزیت نمود

تو نے وہ موتی کھو دیا چونکہ تیرے مقدر میں تھا

آپختاں کہ وقت زادان حالہ

جس طرح حالہ اعرت، جھٹنے کے وقت

گشت غنائم ہمگفت آہ آہ

غنائم ہو گئیں اور کہتا تھا، ہائے ہائے

من چرا آزاد کروم مر ترا

میں نے تجھے کیوں آزاد کر دیا؟

تا بدانی زیر کم یا ابلہم

حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں عقلمند ہو یا بھول

بدہمت اے جان دل سہمت

تجھے کروں گا اے وہ کہ دل وہاں تیرے شہزادی میں

تا شومی زان پندشاد و خوب گشت

تاکہ تو اس نصیحت سے خوش اور بھلا اور آزاں ہو

کہ ازیں سہ پند گردی نیک نخت

تاکہ تو ان تینوں نصیحتوں سے نیک حالت بن جائے

کہ محالے راز کس باور ممکن

کہ ناممکن (بات) پر کسی کا یقین نہ کر

گشت آزاد و بر آں دیوار رفت

آزاد ہو گئیں اور دیوار پر جا بیٹھا

چوں ز تو بگذشتہ ان حسرت میر

جب تجھ سے گذر گئی، بس میر حسرت نہ کر

وہ درم سنگ ست یک در تیم

وہ درہم کے وزن کا ایک نادر موتی ہے

بوڈاں گوہر بخت جان تو

عقادہ موتی تیسری جان کی قسم!

کہ نباشد مثل آں در در وجود

کہ جس موتی کی مثال وجود میں نہ ہوگی

نالہ دار و خواجہ شد در غلغلہ

فریاد کرتی ہے (وہ شکاری، خواجہ شہزادے کے لگا

ایں چرا کروم کہ شد کام تباہ

یہ میں نے کیوں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا

زیں جیل از راہ بردی مر مرا

تو نے ان جیلوں سے مجھے گمراہ کر دیا

مرغِ گفتش نے نصیحت کر دت

پرنے اُس سے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت نہیں کی

چوں گزشتہ نیت علم چوں میخوری

جبکہ رفت و گذشت ہو گئی تو کیوں تم کرتا ہے

واں دُوم پندرت گفتم کہ فساد

میں نے دوسری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے

من نیم خود سہ درم سنگے اند

میں خود تین درہم بھر نہیں ہوں، اسے خیر

خواجہ باز آمد خود گفت کہ ہیں

خواجہ ہوش میں آیا، بولا کہ اُن

گفت آئے خوش عمل کردی بد

اُس نے کہا ہاں تو نے ان (دو) پر اچھا عمل کیا

اس بگفت بریر یزداد رفت

اُس نے یہ کہا اور گزرا اور خوش (ہو کر) چل دیا

پند گفتن با جہول خوابناک

نادان، جاہل کو نصیحت کرنا

چاک حق و جہل نہ پذیرد رفت

حقارت اور نادانی کا چاک رُو کے قابل نہیں ہے

زانکہ جاہل جہل را بستہ بود

کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہوتا ہے

کہ مبادا برگزشتہ دی غمت

کہ اُن کی گزشتہ (بات) پر تو غمگین نہ ہو

یا نکر دی فہم پست م یا کری

یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے، یا تو ہرگز

ہیچ تو باور ممکن قول محال

تو کہی ناممکن (بات)، کا یقین نہ کرنا

دہ درم سنگ اندر دُم چوں بود

دس درہم کا دُڑن میرے اندر کیسے ہوگا؟

باز گو پند موم اے نازنین

اے نازنین! تیسری نصیحت کر

تا بلویم پند ثالث انگار

تا کہ میں فضول تیسری نصیحت کروں

سوی صحرا سر خوش آزاد رفت

مست اور آزاد جنگل کی جانب چلا گیا

تخم افگندن بود در شور و خاک

شوری زمین میں بیج بونا ہوتا ہے

تخم حکمت کم دہش اے پند کو

اے نصیحت کرنے والے! اُس میں دانائی کا بیج نہ ہو

چونکہ تو پندش دی او نشنود

جب تو اُسے نصیحت کر چکا تو وہ نہ سنے گا

چارہ اندیشین آن ما ہی نیم

اُس ناقص عقل والی پھل کا تدبیر

سیم عاقل گفت در وقت بلا

مصیبت کے وقت سیم عاقل نے کہا

کو سومی دریا شد روا غم غریق

کہ دریا کی جانب چلی گئی اور غم سے آباد ہو گئی

چونکہ ماند از سایہ عاقل جدا

چونکہ وہ عقلمند کے سایہ سے جدا ہو گئی تھی

فوت شد از من پُناں نیکو رفیق

مجھ سے ایسا اچھا ساتھی چھوٹ گیا

لے کر تیرا پرندے کہا کریں

تجھے نصیحت کی تھی کہ گزری

ہوئی بات پر افسوس نہ کرنا۔

اب تو اُس گزری ہوئی بات

پر کیوں افسوس کر رہا ہے یا

تو تو میری نصیحت نہ سمجھا تھا

یا ہرگز ہے۔ دُوم دُوم میں نے

تجھے دوسری نصیحت یہ کی تھی

کہ کسی کی ناممکن بات پر یقین

نہ کرنا اور تیرے میری ناممکن بات

پر یقین کرنا اور یہ نہ سمجھا کہ

وہ پرند جس کا کل دُڑن ساگر

دس لکھ ہی نہ ہوا ایک پونے

میں تین تونے کا سونے کیسے

ہو سکتا ہے۔

لے خواجہ جب شکاری کو

زرد سگون ہوا تو اُس نے کہا

تیسری نصیحت بھی نہ سنا دے۔

گفت پندے نے طنز کیا

تو نے نصیحتوں پر خوب

عمل کیا ہے جو تجھے تیسری نصیحت

سنا کر ضائع کروں اس طنز میں

تیسری نصیحت بھی مضرب ہے

کہ جو نصیحت قبول نہ کرے

اسکو نصیحت نہ کرنا ہی گفت

اُس پرندے نے طنز اور مزاح

کہہ دیا جس میں تیسری نصیحت

بھی تھی اور اگر جنگل کی طرف

چلا گیا۔

لے پند گفتن مولانا فرماتے

ہیں کہ جاہل کو نصیحت نہ کرنا

ہے جیسے شور زمین میں تم ہری

کرنا تھک، حماقت اور جہل

نا قابل اصلاح ہے نفی خود۔

قبول کرنے کے ارادے سے جنگ

چاہا اندیشین بکن نقلندی

کے نصیحت دت ہی بات کی کبھی تدبیر کرے ساتھ ناقص عقل والی کی نصیحت نہ کرنا۔

لیکے اس نندیشم و بر خود زخم

لیکن میں اس سوج میں نہیں بڑی ہوں درخود بحیف

پس برا کرم شکم خود بر زبر

پس میں اپنا پیٹ اوپر کو کرتی ہوں

می روم برے چنانکہ خس رود

اس پر اس طرح چلوں جیسے کہ تھکا چلتا ہے

مردہ گروم خوشی پسام باب

میں اپنے آپ کو مردہ بناتی ہوں ادبانی کے سہرگزی ہو

مرگ پیش از مرگ امن ست کشتی

اے نوحوان! مرنے سے پہلے مر جانا امن ہے

گفت مودا کلک مود قبل ان

فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ

ہمچناں مرد و شکم بالا فکند

اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ اوپر کرنا

ہر یکے زان فاصداں پس غصہ خود

ان ارادہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت رنج کھاتا

شادی شد او ازاں گفت دیغ

اس افسوس کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی

پس گرفتش یک صیدا و ارجمند

پھر اس کو ایک بھلے شکاری نے سہ کھڑیا

غلط غلطان فت پنہاں اندر

وہ لوثی بدھتی چپکے سے پانی میں ہلی گئی

از چپ از راست می جاسک سلیم

وہ بیوقوف دائیں اور بائیں سے کودتی تھی

دام آفگندند و اندر دام ماند

انھوں نے جال بھینکا اور وہ جال میں رہ گئی

خوشیتن را ایس زان مردہ گنم

اس وقت اپنے آپ کو مردہ بناتی ہوں

پشت زیر روی روم بر آب بر

پشت نیچے کو اور پانی کے اوپر آجاتی ہوں

نے بست باحی چنانکہ کس رود

نہ کہ تیرا کی سے، مجھے کہ انسان ہلتا ہے

مرگ پیش از مرگ امن ست غذا

مرنے سے پہلے مر جانا، مذاب سے ہن ہے

انچنیں فرمودہ مارا مصطفیٰ

مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے

یاتی الموت تموتوا یا الفتن

موت آئے (اور) فتنوں سے مرد

آب کہ بروش نشیب و گہ بلند

پانی کبھی اٹس کو نیچے لے جاتا، کبھی اوپر

کہ دروغا ماہی مہتر بمرد

کہ افسوس بڑی بھلی مر گئی

پیش رفت ایس بازیم ترم ز تیغ

میری یہ چال چلی گئی، میں تلوار سے لگی تھی

پس بروقت کرد و بز فاش فکند

پھر اس پر تھوکا اور زمین پر پھینک دیا

مانداں احمق ہی کرد اضطراب

وہ احمق وہ گھٹی جو تڑپتی تھی

تا کہ بجہد خویش بر ہاند کلیم

تا کہ اور بائیں، کو دہڑے اپنی گڈڑی پھڑپھڑاے

احمق اورا دران آتش نشا

بیوقوفی نے اس کو اس آگ میں بھجوا دیا

لے لیک۔ اب گزشتہ پر
افسوس کرنے میں وقت ضائع
کرنا مناسب نہیں ہے میں یہ
تجربہ کرتی ہوں کہ اپنے آپ
کو مردہ بنالوں گی۔ بلادم۔
بھلی مگر اٹنی ہو کر سطح آب
پر آجاتی ہے۔ مئی روم۔ پانی
کے ساتھ اس طرح چلوں کہ
جس طرح تھکا خود بخود بہہ کر
چلا جاتا ہے۔ بتا ہی تیرا کی
مرگ۔ حدیث شریف ہے۔
موتوا قبل ان تموتوا
یعنی نجات اسی میں ہے کہ مرنے
سے قبل ہی فنا کا درجہ اختیار
کرو۔

لے مودا کلک مود قبل ان
ن اختیار کرو گے فتنوں میں مبتلا
ہو کر مرد گے۔ ہمچناں۔ جیسا میں
بھلی نے سوچا تھا ایسا ہی کیا۔
فاصدان۔ یعنی بھنی کے شکاری۔
تیغ۔ یعنی داکت۔

لے غلط غلطان یعنی جب
شکاری نے اس کو زمین پر
پھینک دیا تو وہ کسی طرح
لوثی بدھتی رہا میں گھسی گئی۔
تا کہ تیسری بے عقل بھلی آجیوں
کو دکرائی رہی تا کہ اپنی بے وقت
کوشش کے ذریعہ نجات حاصل
کرنے کے لیے سادہ مزاج بیوقوف
داما گھڑی شکاری نے اس
کو جال سے بکڑ لیا اور اس کے
کباب بنا کر کھسے پر پکے۔

بر سر آتش بر پشت تابہ
آگ پر، توے کی پشت پر
اُوہمی جو شید از لطفِ سعیر
وہ آگ کی گرمی سے آبل رہی تھی
اُوہمی گفت از شکنجہ وز بلا
وہ شکنجہ اور بلا میں سے کہتی تھی
بازی گفت اُو کہ گر این بار من
پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں
من نسازم جز بد ریائی وطن
میں دریا کے سوا وطن نہ بناؤں گی
آب بید جویم و آئین شوم
و محدود پانی تلاش کروں گی اس سوہرہاؤں کی
ہمچنین می کرد با خود عہد
وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کرتی تھی
دامن عاقل بگیرم روز و شب
دن رات عقل مند کا دامن پکڑے رہوں گی

باحاقت گشت اُوہم خوابہ
وہ حماقت سے ہم خواب ہو گئی
عقل می گفتش اَلَمْ یَا تَکْ نَدِیر
عقل اس سے کہتی تھی کیا تیرے پاس کوئی درانہ والا ہے
ہمچو جانِ کافراں و التوابی
کافروں کی روح کی طرح کیوں نہیں ہیں
و ا رہم از محنتِ گردن شکن
گردن توڑ مصیبت سے چھوٹ جاؤں
آبگیرے را نام من سکُن
میں کس تاب کو آدم گاہ نہ بناؤں گی
تا ابد در امن و در صحت و دم
ہمیشہ کے لئے امن اور صحت میں رہی جاؤں گی
کز چنیں و رطہ اگر کردم رہا
کہ اگر اس پاکت سے میں رہا ہو جاؤں
تا بیفتم در چینیں رنج و تعب
تاکہ ایسی تکلیف اور مصیبت میں نہ پھنسون

بیان آنکہ عہد کردن احمق وقت گرفتار و ندیم هیچ شود
اس کا بیان کہ احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا اور نادم ہونا کچھ مفید
ندارد کہ وَلَوْ سَادَّ الْعَادُ وَالْمَا نَفُوعًا عَنَّا وَانْتَهَوْا لَكَادِبُونَ۔
نہیں ہوتا کیونکہ وہ اگر واپس بھیج دیئے جائیں تو وہ منوعات کو دوبارہ عمل میں لائیں گے اور وہ بیکار چھوٹے ہیں۔
بیچ کاذب وفا ندارد
کوئی جھوٹا وفا نہیں کرتا ہے۔

عقل می گفتش حماقت با تو
عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ جو
عقل را باشت و فای عہد
عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے
باحاقت عہد را آید شکست
حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
تو نداری عقل زوای خربہا
تجربہ میں عقل نہیں ہے لے گدھ کی قیمت بھرا تو با

لہ عقل عقل اس پر طنز
کر رہی تھی کہ کیا تیرے پاس
تجربہ عذاب سے ڈرانے والے
نہ آئے تھے۔ اُوہمی۔ وہ بھول
کہہ رہی تھی کہ بیشک ڈرانے
والے تو کئے تھے لیکن میں نے
ان کا کتنا زانا تھا۔ باقی گفت
پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس بار
بچ جاؤں تو پھر میں تالا ہے
محبت نہ کروں گی اور دریا کا
زخ کروں گی یہی حال اُن
لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں بے
عقل کریں گے اور نصیحت
کرنے والوں کی نصیحت نہ
سنیں گے۔

۱۷ ہمچنین۔ اپنے ہ دل
میں اس طرح عہد کر رہی تھی
کہ اب اگر زندگی حاصل ہو
جائے تو میں کسی عقل مند کا
دامن پکڑ لوں گی۔

۱۸ بیان۔ اب مولانا بتاتے
ہیں کہ ایسے احمقوں کے اُن
عہدوں اور وعود کا بھی
اعتبار نہیں ہے تو ان پاکتے
انہی کے بارے میں فرمایا ہے
کہ اگر ان کو دوبارہ زندگی دے
بھی دی جائے تو یہ بد عہدی
کریں گے یہ جھوٹے ہیں عقل
می گفتش۔ دوبارہ زندگی کی
تمنا کرنے والے سے عقل کہتی
ہے۔ تجزہ ہا گدھ کی قیمت
والا۔

لے نیتیاں یعنی عہد کے
بارے میں بھول۔ اگر کسی پر وہ
میں عقل کی کمی ہے جس کی
وجہ سے شمع کی آگ کی روشنی
اُس کو یاد نہیں آتی جیسے۔
بلکہ آواز آواز پر روانہ کی صورت
اور بھول اُس کو ملا دیتی ہے۔
لے ضبط یعنی عہد کی
حفاظت اور اُس کو سمجھنا
اور یاد رکھنا عقل کے کام
ہیں عقل ہی نے یہ صفاتیں
پیدا کی ہیں۔ گرتی رہتی عقل۔
آتش یعنی عقل کے آثار۔
تذکرہ انسان کی عقل اُس کو
اُس کا عہد یاد دلاتی ہے۔
ایاب۔ رجوع یعنی عہد کی
طرت رجوع۔ اس وقت اپنی
دوبارہ زندہ ہو کر نئی کرنے
کی تمنا کہ تہیند۔ اُس کی
بے عقل یہ ہے کہ وہ اپنی
حفاظت کے آثار کو نہیں
سمجھ رہا ہے۔ اس ندامت۔
مذاب کا نتیجہ ہے۔
لے چونکہ۔ جبکہ ندامت
مذاب کا نتیجہ ہے تو جب
مذاب ختم ہو جائیگا ندامت
بھی ختم ہو جائیگی اسی نے اُس
قہر اور ندامت کی کوئی قدر
قیمت نہیں ہے۔ آں ندم۔
وہ ندامت غم کی تار کی میں پیدا
ہوتی ہے رات کی بات کو
دن بھلا دیتا ہے توجہ ناپکی
ختم ہو جائیگی ندامت بھی باقی
نہ رہی نتیجہ یعنی ندامت۔ چتر
خود تجرہ کار عقل۔ در بیان غم
اور عقل میں بہت فرق ہے۔

چونکہ عقل نیست نیتیاں شیت

چونکہ تجھے عقل نہیں ہے پھول تیرے اوپر مگر اُس پر

از کمی عقل پروانہ خیس

کیسے پروانہ عقل کی کمی کی وجہ سے

چونکہ تیرش سوخت توبہ می کند

جب اس کے پر جلے توبہ کرتا ہے

ضبط و درک حافظی و یادداشت

ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت

چونکہ گوہر نیست تابش چوں بود

جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہو؟

ایں تمنا ہم زبے عقلی اوست

یہ تمنا بھی اُس کی بے عقلی سے ہے

آں ندامت از نتیجہ رنج بود

وہ ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی

چونکہ شد رنج آں ندامت شد عدم

جب تکلیف ختم ہوئی تو ندامت ختم ہو گئی

آں ندم از ظلمت غم بست بار

اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ لگایا

چوں برفت آں ظلمت غم گشتین

جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا

می کند او توبہ و پیر خرد

وہ توبہ کرتا ہے اور بزرگی عقل

دشمن و باطل کن تدبیرت

وہ تیری تدبیر کو باطل کرنے والی اور دشمن ہے

یاد نارد ز آتش و سوز و دھیں

آگ اور سوز اور آگ بھرنے کی آواز کو یاد نہیں

آزولیا نش بر آتش می زند

حرص اور اُس کی بھول آگ میں جھونکے پتھر

عقل را باشد کہ عقل آفر افراشت

عقل میں ہوتی ہے کیونکہ عقل نے انکو پیدا کیا

چوں مذکر نے ایابش چوں بود

جبکہ یاد دلائیوالا نہیں ہے اُسی را پس کیسے ہو؟

کہ نہ بیند کاں حماقت را چہ خوت

کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہو

نے ز عقل روشن چوں گنج بود

نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوتی ہے

می نیز زد خاک آں توبہ ندیم

وہ توبہ اور ندامت خاک کے برابر ہی نہیں ہے

پس کلام اللیل یخوٰۃ النهار

قرات کی بات کو دن بٹا دیتا ہے

ہم رود از دل نتیجہ وزادہ اش

دل سے اُس کا نتیجہ اور پیداوار بھی بلی جاتی ہو

بانگ کوں داد و لعا دوا می زند

بگارتی ہے یا اگر وہ لڑائے گئے تو بھڑکی کر بیٹھے

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ اوست

اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھنڈا ہے اور افس کا مخالف ہے

و با او ماند و او نیست

اور اُس کے مشابہ ہے اور وہ نہیں ہے

عقل ضدِ شہوت ہے پہلوں
لے بہادر! عقل، شہوت کی بند ہے
وہم خواہش آنکہ شہوت اگر است
اُس کو وہم کہ جو شہوت کا بکری ہے
بے محک پیدا نگر دو وہم و عقل
وہم اور عقل میں بغیر کسوٹی کا امتیاز نہیں ہوتا ہے
اِس محک شران و حالِ انبیا
یہ کسوٹی قرآن اور انبیا کی سیرت ہے
تا بے بینی خویش را ز آسیبِ من
ناک میری ضرب سے تو اپنے آپ کو بچھ لے
عقل را اگر ازہ سازد دو وہم
اگر آراء عقل کے دو حوٹے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخاں
جو شہوت کا چکر کاٹے، اُس کو عقل نہ کہہ
وہم قلب و نقدِ ز عقلِ ہاست
وہم کھڑا ہے اور عقلیں غالب سونا ہیں
ہر دورا سوی محک کن زورِ عقل
دووں کو بہت جلد کسوٹی کی طرف منتقل کر
چوں محک مَر قلب را گوید بیا
کیونکہ کسوٹی کھڑے کو کہتی ہے، آج
کہ نہ اہل فراز و شیبِ من
کو قمر سے نصیب و فراز کا اہن نہیں ہے
نہموز را شد در آتش اوسیم
وہ سولے کی طرح آگ میں سکرانے والی ہوگی

مجاوبات موسیٰ کہ صاحب عقل بود یا فرعون کہ صا وہم بود
حضرت موسیٰ کے جو عقل مند تھے فرعون کے ساتھ سوال و جواب جو وہی تھا

وہم مَر فرعون عالم سوز را
عالم سوز، فرعون کے لئے، وہم ہے
رفت موسیٰ بر طریقِ نیشی
(حضرت موسیٰ فنا کے مقام کے طریق پر روانہ ہوئے)
گفت من عقلم سول و الجلال
انہوں نے کہا میں عقلی ہوں، ادا الجلال کا رسول ہوں
گفت نے خاش باکن باوہوی
اُس نے کہا چپ، اُنے و پوختہ کر
گفت کہ نسبت مرا از خاکدش
فرمایا میری نسبت اُس کے خاکدان سے ہے
بندہ زادہ آلِ خداوندِ وحید
اُس نے دعائے واحد کا سلام زادہ ہوں

عقل مَر موسیٰ جاں افروز را
جان کو نواز کر نبوالے موسیٰ کے لئے عقل ہے
گفت فرعونش بگو تو کیستی
فرعون نے اُن سے کہا، بتا تو کون ہے؟
حجتہ اللہ ائمہ انا نم از ضلال
میں اللہ کی حجت ہوں گراہی اُن (دلانیوالا ہوں)
نسبت و نامِ قدیمت اگوی
اپنا پہلا نام اور نسب بتا
نامِ صلم کست برین بندگانش
میرا اصل نام اُس کا کسے تک بندہ ہے
زادہ از نیش جواری و عبید
لوٹریوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

لے عقل شہوت نفسانی
عقل کی ضد ہے عقل اُس
کی طرف اُن نہیں ہو سکتی
وہم جو نفسانی خواہش
کی طرف اُن کی ہودہ وہم ہے
وہم بھی سکر ہے لیکن کھانا ادا
عقل بھی سکر ہے لیکن کھرا
ہے۔ جے محک عقل اور
وہم کے مقتضیات کو قرآن
اور سیرت کی کسوٹی پر رکھنے
سے دووں میں امتیاز نہ ہو
جائے گا۔

لے آہِ بنی قرآن اور سیرت
واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
مقتضیات اُن کے مطابق
نہیں ہیں عقل کا جس
قدر میں تجربہ کیا جائے گا اُس کا
خالص جزا واضح ہوگا۔ جیسے
سکرانے والا فرعون۔ فرعون
وہی تھا اور حضرت موسیٰ م
صاحب عقل تھے۔

لے رفت حضرت موسیٰ
فرعون کے پاس پہنچے اور اُن
وقت وہ مقام خائیں تھے۔
گفت حضرت موسیٰ نے فرمایا
میں عقل مجتہم ہوں، خدا رسول
اور اُن کی دلیل، لوگوں کو
گراہی سے بچانے والا ہوں۔
گفت نے فرعون نے کہا یہ
باتیں میں سننا نہیں چاہتا
تو اپنا قدیم نام اور نسب بتا۔
گفت حضرت موسیٰ نے کہا میرا
نسب تو یہ ہے کہ میں خاک زادہ
ہوں اور میرا نام اللہ کا کسے
غلام ہے اور میں اللہ کے غلاموں
اور لونڈیوں کی پشت و بطن
سے پیدا ہوا ہوں۔

لے نیست میں آدم کو اول
ہوں آدم کو خدائے آب و گل
سے پیدا فرمایا پھر اس کو جان
و دل عطا فرمایا مترجم میرا
خاک جسم پھر خاک ہی جائیگا
اور تجھ غلام کے جسم کو بھی خاک
میں پٹا ہوگا اصل نہ قسم
انسانوں کی اصل آب و گل
ہے اور اس کی شرملاہٹیں ہیں
تجھے مدد پہلی نشانی یہ ہے کہ
انسان زمین کی پیداوار ہے
خوارک حاصل کرتا ہے اور
اسی سے پرورش پاتا ہے۔

گھ چل۔ دوسری نشانی یہ
ہے کہ کرب کر کر خاک میں
ل جاتا ہے اور تجھے بھی خاک
میں جانا ہے اور یہ تیرا قبل
فانی ہے۔ گفت۔ فرعون نے
غصے سے کہا کہ تیرا ایک اور
نام ہے اور وہ زیادہ مناسب
ہے اور وہ یہ ہے: فرعون کا
غلام۔ فرعون کے غلاموں کا
غلام۔ لکڑو یعنی اس غلام
کی جان اور جسم کو فرعون نے
ہی پرورش کیا ہے۔

گھ بندہ۔ تو غلام تو ہے لیکن
باقی اور سرکش غلام ہے اور تو
وہی ہے جو ایک جرم کر کے
مصر سے بھاگا تھا فعل شوم
یعنی ایک قبل کا فعل مجرب ہے۔
یعنی اسی طرح کے اپنے اور اوستا
بھولے۔ تو فرعون فرعون نے
حضرت موسیٰ سے کہا جو کہ تو نے
میرے حقوق ادا نہ کئے ہیں نے
پردیس میں مارا مارا پھرا۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ قاعدہ وہ تھا

نام کہ جس کا وہ ایک شریک نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا تھا خدا ہے۔

نسبتِ صلح ز خاک آب و گل

میری اصل کی نسبت خاک اور پانی اور مٹی ہے

مرجعِ ایں جسمِ خالم ہم بخاک

میرے اس خالک جسم کا مرجع خاک ہے

اصلِ ما و اصلِ جملہ سرکشاں

ہماری اصل اور سب سرکشوں کی اصل

نے مدد از خاک می گیرد تنت

کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟

چو ل و دجاں می شود از خاک

جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائیگا

ہم تو ہم ما و ہم اشباہ تو

تو بھی اور ہم بھی اور تم جیسے بھی

گفت غیلاں لبِ سبائیت بہت

اُس نے کہا اس سب کے علاوہ تیرا ایک اور نام

بندہ فرعون و بندہ بندگانش

فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام

بندہ باغی و طاعی و ظالم

تو ظالم اور سرکش، باغی غلام ہے

خونی و غداری و حق ناشناس

تو خونی ہے اور غدار ہے اور حق کو نہ پہچانتے والا

در غمی خوار و در ویش و خلق

تو پریشان ہیں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال ہوا

گفت حاشا کہ بود بااں ملیک

انہوں نے فرمایا خدا بھائے کہ اس الہ کے ساتھ ہو

واحد اندر ملک او را یار نے

وہ سلطنت میں اکیلا ہے اور اس کی کوئی مددگار نہیں

آب و گل را دادیزدان جان و دل

پانی اور مٹی کو خدائے جان و دل عطا فرمایا ہے

مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک

اے غلام! تیرا مرجع بھی خاک ہے

ہست خاکے و از اصد نشان

خاک سے ہے اور اس کی نشانیاں ہیں

از غذای خاک فرہ گردنت

خاک کی غذا سے تیرا سر گردن موٹی ہے

اندراں گورِ مخوف سہمناک

خوفناک، ڈراؤنی قبر میں

خاک گرد و دمنہ اند جاہ تو

خاک ہو جائیگا اور تیرا زتبہ نہ رہے گا

مر تراک نام خود اوئی مرست

وہ نام تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

کہ از و پرورد اول جسم و جانش

جس سے شروع میں اس کے جسم و جان پروردگار

زیں وطن بکر بخیت از فعل شوم

بڑے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگے

ہمہر س اوصافِ حق و قیاس

ایسی پرانے اوصاف کو قیاس کرے

کہ ندانستی سیاسِ ما و حق

کیونکہ تو حق اور ہماری مشق گذاری کو نہ سمجھا

در خداوندی کس دیگر شریک

کوئی دوسرا شریک خدائی میں

بندگانش را جزا و سالار نے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سردار نہیں

نیت خلقتش را دیگر کس ملکہ

اس کی مخلوق کا کوئی دوسرا شخص مالک نہیں ہے

نقش او کردہ و نقاش من است

میں نے صورت بنائی ہے اور میرا صورت دگر ہی جو

تو تنائی ابروئے من ساختن

تو میری ابرو (میں) نہیں بنا سکتا

بلکہ آں عذار و آں طامعی توئی

بلکہ تجھ تو وہ غدار اور سرکش ہے

گر بکشتہ من عوانے را بسہو

اگر میں نے ایک اظالم کو بھولے سے ارڈالا

من ز دم مشتے و ناگہ او قناد

میں نے ایک مٹا مارا اچانک گریزا

من سگے گشتہ تو مرسل را دگل

میں نے ایک گٹھے کو مارا تو نے رسول کی اولاد

گشتہ و خون شاں در گردنت

قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گردن پہرے

گشتہ و ذریت یعقوب را

تو نے حضرت یعقوب کی اولاد کو قتل کیا ہے

کوری تو حق مرا خود برگزید

تیرے اندھے پن کے لئے خدا نے مجھے چن لیا

گفت اینہار اہل بے بیچ شک

اس (مذہب) نے کہا ان (باطن) کو جوڑا ہوا شک

کہ مرا پیش خشر خواری گنی

کہ تو مجھ کے سامنے سیدی تو میں کہے

گفت خواری قیامت صعبے

(موسیٰ نے) فرمایا کہ قیامت کی دلت بہت سخت ہے

بشرکتش دعویٰ کند جز ہالکے

ایک شریک کا کوئی دعویٰ کرے سوائے برباد ہونے کے

غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست

غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے

چوں توانی جان من بشناختن

تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟

کہ گنی باحق تو دعویٰ دوئی

جو خدا کے ساتھ دوئی کا دعویٰ کرتا ہے

نے برای نفس گشتہ نے بلہو

تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کمیل سے

آنکہ جانش خود نہ بد جانے بداد

جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی

صد ہزاراں طفل بے جرم زیاں

لاکھوں بے گناہ اور بے تصور بچے

تا چہ آید بر تو زب خوں خورنت

دیکھ تیری خون آشامی کا کیا دھال تجھ پر آئے گا؟

بر امید قتل من مطلوب را

میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا

سرنگوں شد نچہ نفست می پزید

تیرا نفس جو اخیال بکار لگتا وہ اونٹنا ہو گیا

ایں بود حق من و نان و نمک

میرا اور نان و نمک کا یہی حق تھا

روز روشن بر دم تاری گنی

اور روشن دن کو میرے دل پر تاری کرنے

گرداری پاس من درخیر و شر

اگر تو اچھا اور بُرائی میں میرا معاملہ نہ کرے گا

لے شرکتش جو اکی شرکت کا

دعویٰ کرے گا وہ تباہ ہوگا۔

نقش حضرت موسیٰ نے فرمایا

وہی میرا صورت دگر ہے اگر کوئی دوسرا

دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے۔

تو تنائی تو میرا خدا کیسے پر سکتا

ہے تو میری ایک ابرو بھی نہیں

بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پورا وجود

بلکہ حضرت موسیٰ نے فرمایا غدار

میں نہیں ہوں تو خدا کا قہار ہے

مے عمر بیکشتم بھوسے قبلی

لافتل ہوا ارادہ ہر تھا خود نہ بد

وہ کافر تھا اس کی جان جان ہی

نہ تھی جہنم میں حضرت یعقوب۔

گشتہ یعنی تو نے ہزاروں بے

تصور اور لا یعقوب کو قتل کیا

اس کی سزا میں تو طرح طرح کے

عذاب لگائے گا۔

مے گشتہ زعمون بنی اسرائیل

کے بچوں کو قتل کر دیا تھا اور

اس کا مقصد حضرت موسیٰ کو

قتل کرنا تھا۔ تیری تو خدا نے

تیری مرضی کے برخلاف مجھے

اپنی رسالت کے لئے منتخب

کر لیا۔ سرنگوں یعنی تو میرے

قتل پر قادر نہ ہوا۔ گفت غفلت

کہنے لگا کہ ان باتوں کو چھوڑ دے

میرے حقوق کا یہی تقاضہ ہے

کہ تو مجھے بر سرِ برج ذیل کتاب ہے۔

گفت حضرت موسیٰ نے فرمایا

اگر تو خیر و شر میں میرا اتباع نہ

کرے گا تو قیامت میں ذیل

ہمراہ اور وہ دلت اس دنیا کی

دلت سے بہت سخت ہے۔

زہر مایے راتوچوں خواہی چشید
سانپ کے زہر کو کیسے چھوے گا
لیک خالے راگستاں می گنم
تیکن میں کانٹے کو گلستان بنارہا ہوں

زخم کیلے رانمی تانی کشید
جب تو ایک جگر کا زخم برداشت نہیں کر سکتا
ظاہراً کار تو ویراں می گنم
میں بظاہر تیرا کام تھا کر رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت ویرانی است جمعیت پریشانی و درستی
اس کا بیان کہ تعمیر تخریب میں اور دل بھی پریشانی میں اور درستی میں
درستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علیٰ ہذا
مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے اسی پر بقیہ قصودوں
بقیۃ الاضداد والا زواج
اور جڑوں کو قیاس کر

اے لمبے فریاد کرد و برتافت
ایک احمق نے شور کیا اور برداشت نہ کر سکا
می شگافی و پریشاں می کنی
کھود رہا ہے اور بکھیر رہا ہے
تو عمارت از خرابی باز داں
اپنے تعمیر اور تخریب کے فرق کو سمجھ لے
تا نگر و درشت ویراں میں
جب تک یہ زمین بدھا اور ویران نہ ہو
تا نگر و نظم اوزیر و زبر
جب تک اس کی تخریب نہ ہو اور زبر نہ ہو
کے شود نیکو و کے گردید لغز
وہ اچھا اور شفا یاب کب ہو سکتا ہے؟
کے رود و شودش کجا یا بد شفا
اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شفا یاب کب ہو سکتا ہے؟
کس زنداں درزی علامہ را
اس ماہر درزی کو کون مارتا ہے؟

اے کے آمدز میں امی شگافت
ایک شخص آیا زمین کھودنے لگا
کایں زمین را از چہ ویراں می کنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟
گفت اے اے لمبے برو بر من مراں
میں نے کہا اے احمق! ہا مجھ پر ہلکے نہ چلا
کے شود گلزار و گندم زاراں
یہ زمین اور گہوں کا کھیت کب بن سکتی ہے؟
کے شود بستان کشت برگ و برگ
باغ اور کھیتی اور پتے اور پھل کیونکر ہوں
تا نہ بشگافی بہ نشتر ریش خیز
جب تک تو نشتر سے بند زخم کو نہ چیرے
تا نسوز و خلطہایت از دوا
جب تک دوا سے تیری رطوبتیں نہ ملیں
پارہ پارہ کردہ درزی جامہ را
درزی نے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

اے زخم کیلے یہاں تو ایک
جگر کے کانٹے کو برداشت
نہیں کر سکتا تو قیامت میں
سانپوں کا زہر کیسے پیے گا۔
ظاہراً جس کو تو برادری سمجھتا
ہے اس میں ہی میری بکاموائی
ہے۔ بیان باب مولا چاند
ایسی شائیں دیتے ہیں جن
میں بظاہر دیرانی ہے لیکن
در اصل وہی تعمیر ہے۔
اے آں کیے۔ ایک شخص نے
زمین کو کھودنا شروع کیا تو
اس میں پتوں نے زمین میں ہی چٹک
والے لے کہا تو زمین کو کیوں
ویران کر رہا ہے اور اس کی
جڑوں کو شغری کر رہا ہے تو
تو تعمیر اور تخریب میں مشرق
نہیں کر سکتا ہے۔ کے شود
چمن اور کھیت جب ہی تیار
ہوتا ہے جب پہلے زمین کو
ویران کر دیا جائے۔
اے کے شود۔ زمین کو جب تک
آٹا پٹا نہ بنے نہ اس میں کھیتی
پیدا ہوتی ہے نہ اس میں پھل
پھول پیدا ہوتے ہیں۔ چغیر۔
وہ پھول جس کا منہ نہ ہو
پاتا۔ درزی جتنی کپڑے کو ترش
کر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے تو
کوئی درزی کو بُرا نہیں کہتا
ہے۔

کہ چرا اس طلس بر گزیدہ را
کہ اس منتجب اطلس کو کیوں
ہر بنائے کہنت کا باواں کنند
جس بھائی بنیاد کو آباد کرتے ہیں
ہمچنین نجار و خداد و قصاب
اسی طرح بڑھی اور بھاد اور قصائی
آں ہلیلہ واں ہلیلہ کو فتن
بیڑ اور بیڑے کا کوٹنا
تا نکوبی گستدم اندر آسنا
جب تک تو یہیں کو بچتی ہیں نہ پیسے گا

بر دریدی چہ گنم بد ریدہ را
قرنے پھاڑا میں پنے ہوئے کا کیا کروں؟
نے کہ اول کہنت را ویراں کنند
کیا پہلے پڑانے کو دیران نہیں کرتے ہیں؟
ہست شاں پیش از عمارت ہا خراب
تعمیرات سے پہلے ان کی تخریب ہے
زاں تلف کردند معموری تن
اس بربادی سے لوگوں نے جسم کی تعمیر کی ہے
کے شود آراستہ زاں خوان ما
اس سے ہمارا دسترخوان کب آراستہ ہوگا

جواب دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اس کی دھمکی کے سامنے میں

ایں تقاضا کرواں نان منک
اُس نان و نمک نے یہ چاہا
گر پذیری پسند موسیٰ واری
اگر موسیٰ کی نصیحت کو قبول کریگا تو مجھ کو بامیگا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنایا کہ
اژدہ را اژدہا آوردہ ام
میں اژدہ کے لئے اژدہ لا یا ہوں
تا دم آں از دم ایں بشکند
تا کہ اُس کی پھنکار کو اس کی پھنکار دبا دے
گر رضا دادی ز ہیدی اژدہا
اگر تو راضی ہو گیا، تو دونوں سا پھونک بھی گیا

کز شستہ را نم لے سک
کر لئے پہلے اچھے میں کانٹے سے بچا دوں
از چنیں شست بدنامتبی
ایسے برے قسم نہ ہونے والے کانٹے سے
کر کے را کردہ تو اژدہا
اگر تو نے کیرے کو اژدہ بنا لیا ہے
تا باصلاح آدم من و مبدم
تا کہ میں اصلاح کے لئے ہر وقت کام میں لاؤں
ما رمن آں اژدہا را بر کنند
میرا سانپ اس اژدے کو برباد کر دے
ورنہ از جانت بر آرداں وار
ورنہ وہ تیری جان کو ہلاک کر دے گا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او

فرعون کا حضرت موسیٰ کو جواب دینا اور اس کی دھمکی

لے ہر بنائے۔ جب پرانی
بنیادوں پر نئی تعمیر کی جاتی
ہے تو ان بنیادوں کو اکھاڑ
دیا جاتا ہے۔ ہمچنین۔ جتنے
کارگر ہیں ان کا بھی عمل ہو
کہ تعمیر سے قبل وہ تخریب کرتے
ہیں ہلیلہ ہر ہلیلہ۔ بیڑہ۔
خلقت۔ یعنی ان کو کوٹ کر
دو بانٹتے ہیں جس سے جسم کی
تعمیر ہوتی ہے۔ تاکوبی۔
گیہوں کو چکی میں پیس کر دینا
نمائیں بنائی جاتی ہیں۔

لے ایں تقاضا حضرت
موسیٰ نے فرمایا تیرے حقوق
کا یہی تقاضا ہے کہ میں تجھے
ہلاکت سے نجات دلا دوں۔
گر پذیری۔ اگر تو میری نصیحت
قبول کرے گا تو بڑی ہلاکت
نجات پا جائیگا۔ کر کے۔ یعنی تیرا
نفس جو ایک معمولی کڑا تھا تو
نے اس کو اژدہ بنا کر اپنے اوپر
ستار کر دیا ہے۔
لے اژدہ۔ تیرا نفس اژدہ
ہے اس کے مقابلہ کے لئے میں عصا
کا اژدہ لا یا ہوں۔ تا دم۔ اُس
کی پھنکاروں کو میرے اژدہ کی
پھنکار سے دبا دیں گی۔ ورنہ۔
یعنی نفس کا سانپ اور عصا کا
سانپ۔ ورنہ۔ ہلاکت۔

کہ در افگندی بکراہینجا دُونی

کہ تو نے مکر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا
جادوئی زخمت کُن در رنگ کوہ
تیری جادو گری پتھر اور پہاڑ میں شگاف ڈالتی ہو

گفت الحق سخت اُستاجادونی

اُس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے
خلقِ یک دل را تو کردی دو گرو
تو نے ایک دل بخلق کو دو گرو کر دیا

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے ہاتھ میں سحر اور جادو گری کا انکار کرنا

جادوئی کہ دید بانام خدا

خدا کے نام کے ساتھ جادو گری کس نے دیکھی ہے؟

مُشغَلہ دینست جانِ موسوی

موسوی کی جان دین کی مشغول ہے

کز دم پر ز شک می گردید

کہ میرے دم سے سیخ پر ز شک بنتے ہیں

کز جانم نور می گیرد کُتب

میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں

کز خدا نازل شود بر من حدیث

کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر کلام نازل ہوتا ہے

لاجرم بر من گماں آں می بری

لا محالہ مجھ پر بھی وہی گمان کرتا ہے

بر کر بہانش گماں بد بُود

اُس کا بھلن کے باجے میں بُرا گمان ہوتا ہے

کُل را بر وصفِ خود بینی غوی

تو مجموعہ کو اپنی صفت کے مطابق نگرا بہمتا ہے؟

گفت ہستم غرق پیغام خدا

انہوں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں غرق ہوں

غفلت و کفرست مایہ جادوئی

جادو گری کا مدار (اثر ہے) غفلت اور کفر پر

من بجادویاں چہ مانم اے قلیح

اے بے شرم! میں جادو گروں سے کیسے مشابہ ہوں؟

من بجادویاں چہ مانم اے جنب

اے ناپاک! مجھے جادو گروں سے کیا مشابہت؟

من بجادویاں چہ مانم اے ضیث

اے ضیث! مجھے جادو گروں سے کیا مشابہت؟

چوں تو با پتر ہوا بر می پری

تو چونکہ ہوس کے پردوں سے آزاد ہے

ہر کر افعالِ دَام و دَو بُود

جس کے چرندوں اور درندوں کے کام ہوں

چوں تو جزوِ عالمی پس آہیں

چونکہ تو دنیا کا جزو ہے، اسلئے اسے ذیل

گر تو بر گردی و برگرد سرت

اگر تو چمکے کاٹے اور تیرا سر چمکائے

وَر تو در کشتی روی بزمِ رَو

اگر چلتے دریا پر تو کشتی میں پہلے

لے گفت۔ فرمیں لے حضرت
موسٰی سے کہا تو مکمل جادو گروہ
تو نے اپنے مکر اور جادو سے یہی
قوم میں اختلاف پیدا کر دیا جادو
کا اثر پہاڑ اور پتھر کے مابین
کر دیتا ہے۔ کتنی حضرت موسٰیؑ
نے جادو گرد ہونے کے کائنات
بیان فرمائے۔ گفت۔ جادو گروہ
اپنے عمل میں خدا کے نام سہارا
نہیں دیتے وہ جادو میں
شیطان کا نام استعمال کرتا
ہے۔ نتیجہ اس سے کٹ کر حضرت
موسیٰؑ نہیں ہیں بلکہ اپنے نفس
کا کھنٹھن شخص مراد ہے۔

لے کتب بینی آسانی
کتابوں میں میرا ذکر ہے کہ توفیق
میرے اوپر وحی نازل ہوتی
ہے جادو گروں سے کیا
واسطہ چاق تو۔ تو خود میرا ہے
وہی اسی مجھے سمجھا ہے۔
لے ہر کر۔ انسان جیسا خود
ہوتا ہے وہی اسی دوسروں
کو سمجھتا ہے۔ چاق تو۔ تو
دینا دار ہے اسلئے دوسروں کو بھی
ایسا سمجھتا ہے۔ مگر تو سولانا
چند مثالوں سے سمجھاتے ہیں
کہ انسان اپنی حالت پر دھوکا
کو قیاس کرتا ہے جس کا سر
چکرا رہا ہو دھوکہ کو گھومتا
ہوا سمجھتا ہے۔ تو تو کشتی میں
بیٹھا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ
ساحل بھی بل رہا ہے۔

گر تو باشی تنگدل از ملجمہ

اگر تو جنگ سے تنگدل ہے

وَر تو خوش باشی بکام دوستا

اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے

اے بسا کس رفتہ مشام و عراق

بہت سے انسان مشام اور عراق گئے

وے بسا کس رفتہ تاہندہ

بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرات تک گئے

وے بسا کس رفتہ ترکستان چیں

بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے

طالب ہر چیز اے یار رشید

اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبکار نے

چوں ندارد مدر کے جز رنگ و بو

جیسا کہ کامیوں سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے

گا و در بغداد آمد ناگہاں

بیل اچانک بغداد میں آگیا

از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ

تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں

گر بود افتادہ در راہ یا حشیش

جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس

نخک بر منخ طبیعت چوں قہید

وہ طبیعت کی بیخ پر گوشت کے کوٹے کی طرح نکلتی ہے

وال فضائی خرق اسباب و علل

اسباب اور علتوں کی مشکت کی فضا

ہر زماں بدل شو چوں نقش جا

جبکہ روح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بینی جملہ دنیا را ہمہ

تو پوری دنیا کی تنگ کو تنگ سمجھے گا

اینجاں بنایت چوں گلستاں

یہ دنیا تجھے جن میںی نظر آئے گی

اوندیدہ ہیج جز کفر و نفاق

انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا

اوندیدہ جز مکر و بیع و شرے

انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا

اوندیدہ ہیج جز مکر و کمیں

انہوں نے کراؤ رنگات کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

جز ہماں چیزے کہ میجوید ندید

اسی چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا

جملہ اقلیمات را گو بجو

کہہ دے کہ سارے ممالک ڈھونڈے

بگذر و اوزیں سرائ آں سراں

اس جانب سے اس جانب گزر گیا

اوندیدہ جز کہ قشر خرخرہ

وہ سوائے خولہ زے کے چمکے کے نہیں دیکھتا ہے

لائق سیران گاوی یا خریش

جو گائے کی رفتار اور افس کی حماقت کے لائق ہے

بستہ اسباب و جانش لایزید

وہ اسباب وابستہ ہے اسکی جان میں خاں نہیں چھوٹا

ہست ارض اللہ اے صد اہل

اے صدراعظم! اللہ کی زمین ہے

تو بنو بیت دجیانے در عیال

تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ جازہ جان دیکھتا

لے کر تو اگر انسان تنگدل

ہوتا ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا

ہے۔ بھوک۔ جنگ۔ درگوش۔

اگر انسان خوش ہے تو اس

کو تمام دنیا پرست مرت مسلم

ہوگی۔ ختام و عراق۔ جو سلام

کے مرکز میں منافق کو وہاں

بھی کفر و نفاق ہی نظر آئے گا۔

ہرے۔ ملک ہرات۔

۱۵۰۰۰۰۔ انسان جس

چیز کی جستجو کرتا ہے وہی اہم

نظر آتی ہے۔ ہندوستان۔

جو چیز محسوس ہو۔ جو زمین

جو شخص باطنی بصیرت سے

خالی اور کاہرین ہے اسکو

تمام عالم میں صرف ظاہر نظر

آئیگا۔ کھاد۔ بیل اگر ہنداؤں

پہنچے تو اس کو خرپوز کے

چمکوں کے علاوہ کچھ نظر نہ

آئے گا۔

۱۵۰۰۰۰۔ کہہ کر بوز بیل کو وہ چمکا

یا گھاس نظر آئے گی جو راستہ

میں پڑی ہوگی۔ قافق ظاہر میں

انسان کی سیر بھی اسی گائے

کی سی سیر ہے جو صرف ظاہر کو

دیکھتا ہے۔ خشک۔ نہاب

ظاہری کا پابند انسان مرن

اپنی طبیعت پر اکتفا کرتا ہے

اور اس کے مزاج کی مثال

اُس گوشت کے پارچہ کی سی

ہے جس کو کھوٹی پریشکا دیا

ہو جس میں اب اضافہ ممکن

نہیں بلکہ روزمرہ گھٹتا رہتا

ہے۔ وہاں فضائی اسباب و

علل سے گزرتے ہیں انسان اس

مقام تک پہنچتا ہے جہاں سب

اسباب کی قدرت کامل جارہی

گر بُود فردوس و انہار بہشت
خواہ فردوس اور بہشت کی نہیں ہوں
لے ز غفلت از مُستبب بے خبر
لے وہ ز غفلت کی وجہ سے سبب پیدا کر لے سے بچو
لاجرم اعمیٰ دل و سر گشتہ
لا محالہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے
چشم بکشت و مُستبب را نگر
آنکہ کھول اور سبب پیدا کر نہوائے کو دیکھ

لے کر کوئی۔ مشہور ہے۔
"افسردہ دل افسردہ کنرا بخنے را"
لے ز غفلت۔ انسان کی غفلت
ہے کہ وہ اسباب کی طرف نظر
دکھتا ہے، مُستبب الاسباب
سے غافل ہے۔

۵۲ بیان انسان کے ہر
جس کے کمزوریاں جدا گانہ ہیں
ایک جن دوسرے حق کے
مذہبات سے بے خبر ہے۔
چنبرہ۔ انسان اپنی سینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے
اس کی سینک پر وہ اور جواب
ہے۔

۵۳ مقررے صوفیا کی طرح
عاش کو مشاہدہ کے ذریعہ
پاک و صاف کرنا چاہیے۔
چون شدی جب تیرے حواس
پاک ہو جائیں گے بزرگوں کی
حقیقت کو سمجھنے کا چشم تیرا
دیکھنا آنکہ کلام ہے کان کا
کام نہیں ہے۔

بیان آنکہ ہر حق مدرک را از آدمی نیز مدرکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر اور کسر کرنے والی حق کے معلومات دوسرے میں جن
کہ از مدرکات اک حق دیگر بخبرست چنانکہ ہر مشیہ و راستاد
کی دوسری حق کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر مہی پیشہ در استاد دوسرے استاد کے کام
اعجمی از کار استاد دیگرے بے خبرست بے خبری اواز آنکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
وظیفہ او نیست دلیل بنو در اکاں مدرکات نیست
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مدرکات نہیں ہیں

چنبرہ دید جہاں دراک ٹست
دینا کو دیکھنے کا دائرہ تیسرا دراک ہے
مذتے حق را بشوز آب عیاں
مشاہدہ کے بانی سے حق کو ایک مدت تک نہ تھارہ
چون شدی تو پاک پردہ بر کند
جب تو پاک ہو جائے گا پردہ اٹھ جائے گا
جملہ عالم گر بُود نور و صُور
تمام عالم اگر نور اور صورتیں ہوگا
چشم بستی گوش می آری بیش
اگر، تو آنکہ بند کرے کان کو سامنے لائے

پردہ پاکاں حس نایاک ٹست
خبری ناپاک جس، پاک لوگوں کا پردہ ہے
ایچنین داں جامہ شوی صوفیا
صوفیوں کی جامہ شوی اسی طرح کی سمجھ
جان پاکاں خویش را بر تو زند
پاک لوگوں کی جان اپنے آپ کو تجھ پر نمایاں کر دیگی
چشم را باشد ازاں خوبی خبر
آنکہ کہ اس خوبی کی خبر ہو جائے گی
تا نہائی زلف و خسارہ پیش
تا کہ تو اس کو کسی بہت کی زلف اور خسارہ ملے گا

گوش گوید من بصوت نگر و

کان کہے گا میں صورت پرانی نہیں ہوتا ہوں

گوش گوید من بصورت نگر و

کان کہے گا میں صورت کو نہیں دیکھتا ہوں

عالم من یک اندر فن خویش

میں عالم ہوں، مگر اپنے فن میں

ہیں بیابانی بسیں اس خوبا

خبردار: ناک تو آس میں کو دیکھ

گر بود مشک و گلابے بوبرم

اگر مشک اور گلاب ہو میں سو گندہ نوشی

کے بنیم من رخ آں سیم ساق

میں اس چاندی کی سی ہندک دے لاجور کو دیکھ سکتی ہوں

باز حس کرتہ بند غیر کرتہ

بغیر بندہ ہی جس سولے ٹیڑھے کے نہ دیکھے گی

چشم آحول از یک دیدن نقی

بھینکے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے

تو کہ فرعونی ہمہ گری و ذوق

تو جو فرعون ہے مجسم کر اور غریب ہے

منکر از خود در من لے کرت باز تو

میں ٹیڑھے کام دے لے! مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ

بگر اندر من ز من یک ساعت

تموڑی دیر کے لئے مجھے میری ذات سے دیکھ

وار ہی از تنگی و از رنگ نام

ترتنگی اور رنگ و نام سے نجات پابا نیگا

پس بدانی چونکہ رستی از بدن

جب تو ہم سے نجات پا جائے گا تو جان بیگا

صورت اربانگے زند من بشنوم

صورت اگر بیکار ہے میں سنوں گا

حسن چشم ستاں دیدن قاصر

وہ آنکھ کی جس ہے، میں دیکھنے سے قاصر ہوں

فن من جز حرف صوتے نیست

میرا فن حرف اور آواز سے زیادہ نہیں ہے

نیت بینی در خور اس مطلوب

ناک (بھی) اس مقصد کے لائق نہیں ہے

فن من اینست و علم و فخرم

میرا فن اور علم اور فخر یہ ہے

ہیں ممکن تکلیف الیس یطاق

خبردار: جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ

خواہ کرتہ غر پیش او یا راست غر

خواہ تو اس کے سامنے ٹیڑھا پلے یا سیدھا پلے

ناظر شرک است نہ توحید میں

وہ شرک کو دیکھنے والی ہے، نہ توحید کو

مر مرا از خود نمیدانی تو فرق

تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے

تلیکے تو را نہ بینی تو درو تو

ناک تو ایک کو در نہ دیکھے

تا و رای کون بینی ساحتے

ناک تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے

عشق اندر عشق بینی و السلام

عشق میں عشق دیکھے گا و السلام

گوش و بینی چشم می ناند شن

کرکان اور ناک، آنکھ بن سکتے ہیں

لہ آجی سنا کان ۴۷۴

تاکم کان سننے کا اہر ہے۔

تبی۔ ناک کا کام دیکھنا نہیں

ہے سونگنا ہے کے بہنم۔

ناک محبوب کا شہ نہیں دیکھ

سکتی ہے۔ باز حس باقر حس

بیز می ہے تو دیکھ کام نہیں

کرتے گی۔

۴۷۵ چشم آحول۔ بھینکے کی آنکھ

ایک چیز کو دیکھ کے دیکھاتی ہو

تو کہ حضرت موسیٰ نے فرعون

سے کہا چونکہ تو مجسم کر اور غریب

ہے لہذا تو مجھ میں اور اپنے

آپ میں فرق نہیں کر سکتا۔

۴۷۶ شکر حضرت موسیٰ نے

فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا ہے

مجھے اپنی آنکھ سے نہ دیکھ۔ شکر

مجھے میری آنکھ سے نہ دیکھ پھر

مجھے مافیہ کا شاہد ہو گا۔

عشق میرے عشق میں تجھے خدا

کا عشق نظر آئے گا جس جب

تو ہم کی مروت سے پاک ہو

جائے گا تو تجھے سلام ہو جائیگا

کرکان اور ناک بھی آنکھ کا کام

کرتے ہیں۔

لے شیریں زبان بینی حضرت
باز نہ بظاہر جسم جب بچہ
ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے
دوسرے حواس آنکھ کا کام
کرتے ہیں۔ علت۔ مغل آنکھ
کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ
سمجھنا چاہیے۔ ورنہ خواب میں
انسان دیکھتا ہے اور اس کی
آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ چربی
پری اور جن دیکھتے ہیں ان
کی آنکھوں میں یہ چربی نہیں
ہے۔ تو آنکھ کی روشنی اور
چربی میں کوئی مناسبت نہیں
ہے۔ خدا نے اس میں یہ طاقت
رکھی ہے تو اس کی قدرت
میں یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز
میں دیکھنے کی طاقت رکھ دے۔
لے آدم۔ انسان خاک اور
جن ناری ہے لیکن اب ان
میں اور ان کی اس میں کوئی
نسبت نہیں ہے۔ مگر پہلے
سولہ نانے فرمایا تھا کہ پرندوں
کی پیدائش مڈ لڑکی ہوا سے
ہوتی ہے ہست۔ ان پرندوں
اور فرسوں میں وہ نسبت جو
جس کی کیفیت ناقابل بیان
ہے۔

لے آدم جس طرح اللہ کی قدرت
نے آنکھ کی چربی میں دیکھنے کی
قوت عنایت فرمائی دوسری
چیزوں کو بھی یہ قوت عنایت
کر دیتا ہے۔ قوم مادر جو ہوا
مستند ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر
دشمنوں کو ہلاک کر رہی تھی۔

راست گفت آں شیریں زباں

اُس شیریں زبان مشاء نے سچ فرمایا ہے

جسم را چشم بنوازل نقین

یقیناً شروع میں جسم میں آنکھ نہ تھی

علت دیدن مداں پیہ لے لیسر

لے مشاء آنکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ

آں پری و دیومی بند شیبہ

پری اور دیو صورت دیکھتے ہیں

نور را با پیہ خود نسبت نمود

روشنی کو چوئی سے کوئی نسبت نہ تھی

آدم است از خاک کے ماند خاک

آدم خاک سے ہے، میں خاک سے مشاء کہا ہے

نیت خود مانند آتش آں پری

پری آگ کے مشاء نہیں ہے

مرغ از باد است کے ماند باد

پرند ہوا سے (پیدا ہوا) ہے وہ کب ہوا سے مشاء؟

نسبت ایں فرعہا با اصحابہا

ان فرسوں کی اصول سے نسبت

آدمی چوں زادہ خاک ہست

آدمی خاک اور فرسوں سے پیدا ہوا ہے

نسبتے گر ہست مخفی از خرد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے

باد را بے چشم اگر بنیش نداد

اگر اس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے بنائی مٹا نہیں کی ہو

چوں ہی دانست مومن از عدو

اُس نے مومن کو دشمن سے کیسے متاثر کر دیا

چشم گردد موبہوی عارفاں

عارفوں کا آنکھ بن جاتا ہے

در رحم بود او جنین گشتیں

وہ رحم (مادر) میں گشت کاوتھا تھا

ورنہ خواب اندر ندیدے کس صو

ورنہ خواب میں کوئی شخص صورت میں نہ دیکھتا

نیست اندر ویدگان ہر دو پیہ

دو پیوں کی آنکھوں میں چربی نہیں ہے

نسبتش بخشید خلاق و دود

خلاق و دود نے اُس کو نسبت عطا کی ہے

جنی است از نار بے بیج آتش

بغیر مناسبت کے جن آگ سے (پیدا ہوا) ہے

گرچہ آتش اوست چوں می بنکری

اگرچہ آتش کی اصل وہ ہے جب تو فوراً کرے گا

نامناسب را خدا نسبت بداد

غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

ہست بچوں رچہ وادش صلہا

بے نظیر ہے اگرچہ (خدا نے) جوڑ دیا ہے

ایں پس را با پدر نسبت گماشت

اس بچے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

ہست بچوں و خرد کے بے برد

وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پہنچتی ہو؟

فرق چوں میکرو اندر قوم عاد

تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہی دانست را از کدو

اُس نے شراب اور کدو میں فرق کیسے کر دیا؟

آتشِ نرود را گر چشم نیست

نرود کی آگ میں اگر آنکھ نہیں ہے

گر نبودے نیل را آں نور دید

اگر دریائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی

گر نہ کوہ و سنگ با دیدار شد

اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے

ایں زمین را گر نبودے چشم جاں

اگر اس زمین کے جان کی آنکھ نہ ہوتی

گر نبودے چشم دل ختانه را

اگر اسطوا، ختاند کے دل کی آنکھ نہ ہوتی

سنگریزہ گر نبودے دیدہ و

اگر چشم کے ٹکڑے بینا نہ ہوتے

لے خرد برکش تو پرو بالہا

اے عقل تو بال و پر کھول لے

در قیامت ایں زمین بزیگ

نہک اور بد پر یہ زمین قیامت میں

کہ تَحَدَّثْ حَالِهَا وَ اَخْبَارِهَا

کیونکہ وہ اپنی حالت اور خبریں بتائیگی

ایں فرستادن مرا پیش تو میر

مجھ ماکم کے سامنے مجھے بھیجتا

کہ چنیں داو و چنایا سورا

کیونکہ ایسے زخم کے لئے ایسی ہی دوا

واقعات دیدہ بودی پیش ازین

قرنے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے

من عصا و نور بگرفتہ بدست

میں لاشی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

باخیلش چوں تجشم کردنی ست

اُس کے خیل کے ساتھ اُس کو کیوں مختلف ہوا؟

از چہ قبطی راز سبطی می گزید

تو قبیلہ کو سبطی سے کیسے منتسب کرتی؟

پس چرا داوود را اویار شد

تو وہ (حضرت) داوود کے دوست کیوں بنے؟

از چہ قاروں را فرود خوردا پنجاں

تو قاروں کو اس طرح کس وجہ سے نکل گئی؟

چوں بدیدے ہجر آں فرزانه را

تو اُن عقلمند کے ہجر کو کیسے دیکھتی تھی؟

چوں گواہی دادے اندر مُشتِ ر

تو تھی میں گواہی کیسے دیتے؟

سورہ برخواں زُلُوتِ زِلْزَالِهَا

سورہ زُلُوتِ زِلْزَالِهَا پڑھ

کے زنا دیدہ گواہیہا دہد

بغیر دیکھنے گواہی کب دے گی؟

نُظِمْهُمُ الْاَرْضُ لَنَا اَسْرَارِهَا

زمین ہمارے لئے اپنے راز ظاہر کرے گی

ہست بُرہانے کہ بد مرسل خمیر

اس کی دلیل ہے کہ بھیجنے والا باخبر ہے

ہست درخور از پے تیسورا

سہولت کے لئے مناسب ہے

کہ خدا خواہد مرا کردن گزیں

کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا

شاخ گستاخ ترا خواہم شکست

تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

لے آتشِ نرود کی آگ کو

بصارت حاصل تھی اسی نے

وہ حضرت ابراہیم کو نہیں جلا دیا

تھی جو حکم تکلیف اٹھانا تھی

حضرت ابراہیم کی حفاظت کی

تکلیف اٹھاری تھی نہیں

دریائے نیل کو بھی بصارت حاصل

تھی اسی نے اُس نے قبطیوں

کو ڈبیر یا اور اسرائیلیوں کو نہ

ڈبیر یا داوود پہاڑ میں بصارت

تھی تب ہی تو پھر حضرت داوود

کو پہچان گئے تھے اور اُن سے

خواہش کی تھی کہ طاعت کو باک

کرنے کیلئے ہمیں ساتھ لے چلو

لے زمین زمین کو بصارت

مائل تھی اسی نے اُس نے

قاروں کو نکل دیا ختاند اٹھا

ختاند حضور کے فراق پر رو یا

اس کی وجہ اُس کی بیانی تھی

سنگریزہ اُس شجرے کی طرف

بشارت ہے جس میں سکروں نے

حضور کی تھی میں حضور کی

رسالت کی گواہی دی تھی

زُلُوتِ سورہ زلزال میں

اس کا بیان ہے کہ قیامت

میں زمین سب راز ظاہر

کر دے گی

لے آہن فرستان تجھ جیسے

خالد ماکم کے مقابلہ کے لئے خدا

کا مجھے بھیجتا اس بات کی دلیل

ہے کہ خدا کے علم میں یہ بات

ہے کہ تیرے مرض کو علاج میں

ہی ہوں

۱۵ واقعات تھے تو نے کئی بار
خواب میں دیکھا تھا کہ ملنے
تیرے معاذ کے لئے مجھے
منتخب کر رہا ہے۔ درخور
وہ خواب تیرے مناسب حال
تھے اور مجھے یہ بتانے کے لئے
تھے کہ اللہ تعالیٰ نااہل علاج
مرض کا علاج بھی فرما دیتا ہے۔
تو بیمار ملات لیکن تو ہی خواب
کی غلط تاویل میں کر کے اندھا
اور بہرہ ریزا اور کہنے لگا کہ
غفلت کی غیند میں ایسے
خواب آیا کرتے ہیں۔

۱۶ وہاں طبیب۔ اظہار
اور غمی ان خوابوں کا صحیح
مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ
جانتے تھے کہ تو انکی بات نہ
مانے گا اور ان پر غائبانہ
کرے گا ایسے وہ یہ کہہ دیتے
تھے کہ مختلف مذاہب اور عقائد
کی خرابی ان خوابوں کا سبب
ہیں۔ پادشاہاں۔ بادشاہ کسی
مصلحت کی بنیاد پر قتل بھی
کراتے ہیں لیکن رہا پیران
کی شفقت ان کے غصہ پر
غالب رہتی ہے۔

۱۷ شاہ۔ بادشاہ کو اخلاقی
اہل اختیار کرنے چاہئیں۔
رحمت خدا کا ملق یہ ہے کہ
اُس کی رحمت اُس کے غضب
پر غالب ہے۔ دیکھو شیطان
کا غصہ اُس کی شفقت پر
غالب ہے۔ نے حکمیں۔ بادشاہ
میں بے موقع حکم بھی نہ دینا چاہیے
جس کی وجہ سے بیوی اور بچے
بگڑ جائیں۔ تو پسی۔ مثنوی
رامیہ۔

۱۸ واقعات سہمگیں از بہر ایں

۱۹ اسی لئے خوفناک واقعات
در خور ستر بد و طغیان تو
تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب
تا بدانی کو حکیم ست و خیر
تا کہ تو سمجھنے کو وہ دانا اور باخبر ہے۔

۲۰ تو بتا ویلات می گشتی از ازاں

۲۱ تو تاویلوں کے خیروان سے ہنستا تھا
وَالْطَّبِيبُ وَالْمُجْتَمِعُ دَرْمَعِ
اور اُس طبیب اور مجموعی نے روشنی میں

۲۲ گفت و راز دولت از شاہیت

۲۳ اُس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے قدر
از غذای مختلف یا از طعام
مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے

۲۴ زانکہ دید او کہ نصیحت جوئے

۲۵ کیونکہ اُس نے دیکھا کہ تو نصیحت کا جواں نہیں ہے

۲۶ پادشاہاں خون کنند از مصلحت

۲۷ بادشاہ کسی مصلحت سے خون کرتے ہیں

۲۸ شاہ را باید کہ باشد خوی رب

۲۹ بادشاہ کو چاہیئے کہ خدائی مزاج کا ہو

۳۰ نے غضب غالب بود مانند دیو

۳۱ نہ دیو کی طرح اُس پر غصہ غالب ہو

۳۲ نے حلیمتی مخمخت وار نیز

۳۳ بے رحمی کی سی بزدلی بھی نہ ہو

۳۴ دیو خانہ کردہ بودی سینہ را

۳۵ تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنا لیا تھا

۳۶ گو نہ گو نہ می نمودت رب دین

۳۷ دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے

۳۸ تا بدانی کو مست در خوردان تو

۳۹ تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

۴۰ مصلح امراض درماں نا پذیر

۴۱ نااہل علاج مرضوں کا مصلح ہے

۴۲ کور و کرکاس ہست خواب گراں

۴۳ اندھا اور بہرا کہ یہ گہری بینند کی وجہ سے ہیں

۴۴ دید تعبیرش پوشید از طمع

۴۵ اُس کی تعبیر دیکھ لی (اور لالچ کی وجہ سے چھپائی)

۴۶ کہ در آید غصہ در آگاہیت

۴۷ کہ کوئی ناگواری تیرے دل میں آئے

۴۸ طبع شوریدہ ہی بیت دنام

۴۹ پریشان طبیعت خواب دیکھتی ہے

۵۰ تند و خو خواری و سکیں خونہ

۵۱ تو بہ مزاج اور خوشخوار ہے لیکن طبیعت نہیں ہے

۵۲ یکے حمتش از دست از غنت

۵۳ لیکن اُن کی محبت غصہ سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

۵۴ رحمت او سبق گیر در غضب

۵۵ اُس کی رحمت غصہ پر سبق کرے

۵۶ بے ضرورت خوں کند از بہر دیو

۵۷ (اور) کر کے لئے بے ضرورت خون بہائے

۵۸ کہ شود زن روپی زان و کینز

۵۹ کہ اُس سے بیوی اور باندی بدکار ہو جاتی ہے

۶۰ قبلہ سازیدہ بودی کینہ را

۶۱ تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

شاخ تیزت بس جگر را کہ خست
تیرے تیز سینگ نے بہت جگر کو خست کیا ہے

حمله آوردن ایں جہانیاں تاخت بردن براں جہانیاں
اس دنیا والوں کا حملہ کرنا اور غارتگری کرنا اس جہان والوں سے ہر قلعہ کی سرحد تک
تاستور و زکر کہ سرحد غیبت و غفلت ایشان از زمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کہیں گاہ سے غافل ہونا کیونکہ غازی جب
غازی بغیر از خود کا فر تاخت آرد
جہاد نہیں کرتا ہے ، کا فر حملہ کر دیتا ہے

لے قلعہ لیکن تو ایسا عالم
بادشاہ ہے کہ بے تصور ہو گوں
کاغون کرتا ہے۔ اب اظہار
نے میری دماغی کے ذریعہ تیرے
سینگ کو توڑا ہے جو آہل
قد بخدا و غری کے غفلت
فرعون کی عمارت پر اہل دنیا کا
عالم غیب پر حملہ کرنا تو جہاد
بغیر از ذاتی ترکی روی لٹک
دوسرے حدود و مملکتوں اور در
بادشاہوں کے دریا کی طرف
سپاہ و تیر قلعہ و زمیندار
دروازے پاک حجب بکلید
گلہ غازیان۔ قدرت کی طرف
سے موصول ہوتی ہے کافروں
کو جرات ہو جاتی ہے کچھ
مذہب جنگ۔ فرعون نے
نسل کشی شروع کی تاکہ موسیٰ
کا ظہور نہ ہو سکے شاعر۔
راستہ۔ مشہور شاہراہ۔
انتقال نسل بڑھانا۔
گلہ ستر۔ بند۔ بوج۔ جگہ
سرنگ یعنی حضرت موسیٰ
ہنگت۔ تھیر تو۔

حمله بردند اسپہ جہانیاں
جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
تا فرو گیند در بندان غیب
تاکہ غیب کے دروازوں پر قبضہ کریں
غازیان حملہ غزا چوں کم بُرند
غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
غازیان غیب حوالہ از حلیم خویش
غیب کے غازیوں نے جب اپنی بڑی باری کیونکہ
حمله بُردی سوی در بندان غیب
تو نے غیب کے دروازوں پر حملہ کیا
چنگ در صلب رحمہادر زدی
تو نے پشتوں اور رگوں پر دست رازی کی
چوں بگیری شہر ہے کہ درو الجلال
تو اس شاہراہ کو کیسے بند کر سکتا ہو جو کونڈلنے
ساز شدی در بند ہارائے بوج
لے جگہ اور تو دروازے کی بندش بنا
نک منم سر ہنگ ہنگت شکم
اب میں سپاہی ہوں اور تیرے ارادہ کو شکست
دوں گا

جانب قلعہ و دژ روضانیاں
رزمائیوں کے قلعہ کی جانب
تا کہے ناید از ایں سویاک حیب
تاکہ کوئی پاک دل اس جانب سے نہ آئے
کافراں بر عکس حملہ آورند
تو کا منہ پلٹ کر حملہ کرتے ہیں
حمله ناوردند بر تو زشت کیش
تجھ بد مذہب پر حملہ نہیں کیا
تا نیابند ایں طرف مردان غیب
تاکہ غیب کے جانوروں اور نہ آئیں
تا کہ شارع را بگیری از بدی
تاکہ مشہوریت سے راستہ روک دے
بر کشادست از برای انتقال
نسل بڑھانے کے لئے کھولا ہے؟
کوری تو کرد سر ہنگے خروج
تیرے اندھے ہیں سے ایک سپاہی نکل آیا
نک بنا مش نام و ننگت شکم
اب اس کے نام پر تیرے نام و ننگ کو شکست
دوں گا

چند گاہے بر بیتال خود بخت

تھوڑی دیر اپنی ٹوپھوں پر ہنس لے

تا بدانی کا لَقدَر یَعْمٰی البَصَر

تا کہ قربان لے کہ تقدیر انکھوں کو اندھا کر دیتی ہو

کہ بھی لرزید از دم شاں بلاد

جن کے دم سے شہر لرزاں تھے

کہ نیا مدثل ایشاں در وجود

کہ اُن جیسا پیدا نہ ہوا

بشنوی و ناشنودہ آوری

تو سنی ہوں بات کہ اُن سنی کر دے گا

بے سخن من دار و ست مسختم

بغیر کچھ نہیں تیری دوا گھولتا ہوں

تا بسوز درش و ریشیت تا ابد

تا کہ ہمیشہ کے لئے زخم اور تیری دوا میں جس باغ

می دہد ہر چیز را در خورد او

ہر چیز کو اس کے مناسب مال عطا کرتا ہے

کہ ندیدی لائقش در پے اثر

کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے افزا دیکھا ہو

نیکیے کر پے نیا مدثل اُن

نیکی، کہ اُس کے بعد اُس جیسی نہ آئی ہو

ہر دمے بینی جزای کار تو

ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے

حاجتت ناید قیامت آمدن

تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت دیکھی

حاجتش ناید کہ گویندش صریح

اُس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

تو ہلا در بند بار ساخت بند

خبردار! تو دروازوں کو سخت بند کر دے

سبست را بر کند یک یک قدر

تقدیر تیری موخہ کو ایک ایک کر کے اکھاڑ دے گی

سبست تو تیز تر یا اُن عاد

تیری موخہ زیادہ تو کیلی ہے یا دھرم، یاد کی

تو ستیزہ رو تری یا اُن نمود

تو زیادہ لڑا کر ہے یا شرد

صد ازینہا گر بگویم تو کری

اگر اس قسم کی سینکڑوں باتیں کہوں گا تو ہر آگ

تو بہ کردم از سخن کا یخ ختم

جواب میں نے اُنھیں اُن سے تو بہ کرتا ہوں

کہ نهم بر ریش خامت تا یزد

تیرے کچھ زخم پر رکوں تا کہ وہ پک جائے

تا بدانی کو خیر ست اے عدو

اے دشمن! تا کہ تو جان لے کہ وہ جانکار ہے

کے کثی کردی و کے کردی تو شر

تو نے کب کبھی برقی ہے اور تو نے کب شرمیلیا ہے

کے فرستادی دے برا سماں

تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر کب بھیجی ہے!

گر مراقب باشی و بیدار تو

اگر تو نگران اور بیدار ہو جائے

چوں مراقب باشی و گیری کن

جب تو نگران ہو گا اور رتی کو بکڑے گا

آنکہ رمزے را بداند او صبح

جو اشارے کو صبح سمجھ لے

۱۔ بیتال۔ سبست کی جمع ہے، موخہ۔ قاد۔ قوم ماد کی طاقت سے سب قومیں گرتی تھیں۔ شرد۔ بہت طاقتور قوم تھی۔ توبہ۔ اب میں نصیحت کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید نہیں ہے۔ ریش۔ زخم۔ دھرم۔ دھرمی۔

۲۔ تا بدانی حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا علاج شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ قدرت ہر فرعون کیلئے موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے۔ کے کثی۔ انسان کو کیلی اور بری کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔

۳۔ مراقب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے تو اس کو یہ چل جائے کہ ہر کام کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ چون مراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس کیلئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔ جو شخص دنیا میں اشارات خداوندی کو سمجھ لے گا اُس کے لئے قیامت کے صریح اقوال کی ضرورت نہ رہے گی۔

ایں بلا از کودنی آید ترا
یہ مصیبت بیوقوفی سے تجھ پر آتی ہے
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ اور کالا ہو گیا
ورنہ خود تیرے شوداں تیر کی
ورنہ وہ سیما ہی خود تیرے بن جائیگی
وَر نیا بد تیرت از بخشایش ست
اگر تجھے تیر نہ گئے تو یہ بخشش ہے
پس مراقب باش گردل بایت
اگر تجھے دل (کی سلامتی) چاہیے تو نگراں بن
وَر از بس افروں ترا ہمت بود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو

کہ نکردی فہم نکستہ در مژرا
کیونکہ تو اشارے اور نکستہ کو نہ سمجھا
فہم کن اینجا نشاید خیرہ شد
سمجھ لے، اس جگہ بے باکی مناسب نہیں ہے
در کرد در تو جوی خبر کی
تجھے بے باکی کی سزا ملے گی
نہ پئے نادیدن آلالش ست
نہ کہ گناہ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے ہے
کز پئے ہر فعل چیزے زایت
اس لئے کہ ہر کام کے بعد تجھ میں کچھ بیدار ہوتا ہو
از مراقب کار بالا تر رود
نگراں بن کر نئے دے سے کام بالا تر ہو جائیگا

لے این بلا۔ چونکہ انسان
اشارات کو نہیں سمجھتا لہذا
مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔
از بدی۔ بدی پر کوشش ہلاکت
کاسبب ہے۔

لے ورنہ۔ اگر انسان کی بُرائی
براس کی گرفت نہیں ہوتی تو
تو یہ اللہ اکرم ہے یہ نہیں
ہے کہ خدا کا اس کی بُرائی کا
علم نہیں ہے کرتے ہیں انسان
کے ہر فعل کا اس پر نتیجہ مرتب
ہوتا ہے۔ ہمت۔ اگر انسان
اس مرتبہ سے بڑھنے کی کوشش

کے تو مراقب کے مرتبہ سے
بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ اونچا
مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب

بیان کی ہے۔ تاور۔ انسان
دل کو مصطفیٰ کرے قاص پر
آخرت تکشف ہو جاتی ہے۔

لے جس طرح کالا و
صیقل کے زریعہ صورتوں کو

قبول کرنے کے قابل ہو جاتا
ہے انسان کا دل مجاہدات
کے زریعہ صیقل صورتوں کو قبول

کرنے لگتا ہے۔ ہیکل جسم۔
ہیکل جسم میں بدن صیقل۔
لوہے نے صیقل سے مشن

اختیار کر لیا۔

بیان آنکہ تن خالی آدمی زاد پچو آہن نیکو جو ہر قابل آئینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خالی جسم اس لوہے کی طرح ہے جو ہر والا آئینہ بنے
شدن ست تاوردنیا بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کرے
معائنہ بنماید نہ بطریق خیال بل بعیال
معنی خیال طریقہ پر نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

صیقل کن صیقل کن صیقل کن
صیقل کر، صیقل کر، صیقل کر
اندر و ہر سو ملے سیم بر
جس میں ہر جانب پانڈی کے جسم کا جھین ہو
صیقلی آل تیر کی از فے زود
صیقل کرنے سے اس کی کالک صاف کر دی
تاکہ صورت ہا توں دید اندرو
یہاں تک کہ اس میں صورتیں دیکھیں جاسکتی ہیں

پس چو آہن گرچہ تیرہ ہیکلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کالی شکل والا ہے
تا دلت آئینہ گرد و پر صور
تاکہ تیرا دل صورتوں بھرا آئینہ بن جائے
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود
لوہہ اگرچہ کالا اور بے نور تھا
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو
لوہے نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا

لے غمّس یعنی مالِ غیب کی صورتیں۔ ہوا۔ انسان بھلے ہوا بدوں کے خواہشاتِ نفسانی کے ورپے ہے۔ مگر ہوا۔ اگر انسان خواہشات کو ترک کر دے تو اس کے دل کی۔ صیقل پر جانے تیرہ کر دی۔ تو ان پاک میں ہے یستعون فی الزّحٰض الفساد واللّٰہ لا یحبّ المفسدین وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور فساد پھیلاتے والوں کو پسند نہیں کرتا ماننا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کے لئے ہیں۔

لے تاکنوں حضرت معنی مہ کا فزون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلا یا اب ایسا نہ کر برخواستوں۔ خراج میں جو رنگ پیدا ہو گئی ہے اسکو زائل کر اور اس میں آخرت کا شاہدہ کر چوں شود بانی جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی نہ نظر نہیں آتی ہے۔

لے قعر جو۔ انسان کی طبیعت میں زرد جو اہر چپے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو تسفی کرے تو وہ نظر آئیں گے۔ مانع ہوا۔ ہوا میں جب گردش ہوتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کثیف ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

گر تنِ خاکی غلیظ و تیرہ است

اگر خاکی جسم غلیظ اور کالا ہے

تا در و اشکالِ غیبی رُو دہد

تا کہ اس میں غیبی صورتیں نظر آئیں

صیقلِ عقلت بیاںِ دادستِ حق

تجے اللہ (قلے) نے عقل کا صیقل اس لئے دیا ہے

صیقلِ را بستہ اے بے نیاز

اے لا پرواہ! قرے صیقل کو بند کر دیا ہے

گر ہوا را بستہ بند بہادہ شود

اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

آہنے کا ٹیٹہ غیبی بُدے

جو لوہا غیب کا آئینہ بن جائے

تیرہ کر دی رنگِ ادوی در نہا

تو نے کالا کر لیا طبیعت پر رنگ چٹھایا

تاکنوں کر دی چنیں کنوں کن

تو نے اب تک ایسا کیا، اب نہ کر

بر مشوراں تا شود ایں آب صاف

اس کو نہ پلا۔ تاکہ پانی صاف ہو جائے

زانکہ مردم ہست بمچوں آبجو

کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

قعر جو پر گوہرستِ پُر ز در

نہر کی تہہ موتیوں اور گوہر بھری ہے

جانِ مردم ہست مانند ہوا

انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

مانع آید اوز دید آفتاب

وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

صیقلش کن زانکہ صیقل گیر است

اس کو صیقل کر وہ صیقل کو قبول کر لینے والا ہے

عکسِ خوئے و ملک در فے جہد

خود اور فرشتے کا مکس اس میں جھٹکے

کہ بد و روشن شود دل را درق

تا کہ اس کے ذریعہ دل کا درق روشن ہو

واں ہوا را کردہ دوست باز

اور خواہش کے دروں ہاتھ کھول دیئے ہیں

صیقلے را دست بکشادہ شود

صیقل کے ہاتھ کھل جائیں گے

جملہ صورتہا در و مرسل شدے

تمام صورتیں اس میں پھیر دی جاتی ہیں

ایں بود یستعون فی الزّحٰض الفساد

وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں تاکہ ہی ہو

تیرہ کر دی آب را افزوں مکن

تو نے پانی کو گدلا کر دیا، زیادہ نہ کر

واندر وہیں ماہ و اختر در طواف

اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھ

چوں شود تیرہ نہ بینی قعر او

جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو نہ نہیں دیکھتا ہے

ہیں مکن تیرہ کہ ہست ایں صاف

خبردار! اس کو گدلا نہ کر وہ صاف اور پاک ہے

چوں بگرد آیمخت شد پردہ سما

جب وہ گرد آلود ہو گئی آسمان کا پردہ ہی گئی

چونکہ گردشِ رفتِ کھانی و نا

جب اس کی گردش جاتی رہتی وہ صاف اور خاص

حاصل آنکہ کم ممکن اے بے سرو

صیقلی واللہ اعلیٰ بالصُّدُور

صیقل کو اور خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

لے ناخوش! غلام یہ ہے کہ کم نہ کر

باز گفتن موسیٰ اسرارِ فرعونِ اواقعاتِ اُولُظُہِ الغیبِ تا

حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے راز اور واقعات کو غائبانہ بتا دینا تاکہ اللہ کے ہاتھ سے

بخیرتی حق ایماں آورد و قصہ آں زبکی کہ بر آئینہ رید

ہوئے پر ایساں آئے اور اس جیسی لائقہ جس نے آئینہ پر پانچاں پھر دیا

باکمال تیسرگی حق واقعات

باوجود مشکل کلمے ہی کے اللہ تعالیٰ واقعات

زاہن تیرہ بقدرت می نمود

قدرت کے درجہ کلمے سے زونا کئے

نما گنی کم تر تو آن ظلم و بدی

تاکہ تو ظلم اور بُرائی نہ کرے

نقشہائے زشتِ جعبت می نمود

غواب جے بری صورتیں دکھاتے تھے

پچھو آں زبکی کہ در آئینہ رید

اس جیسی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا

کہ چیز شتی لائقِ اینی لبس

کہ تو کیا بدنا ہے؟ تو لبسِ اسی کے لائق ہے

این جفا بر روی زشت می نمود

یہ ظلم تو اپنے بدنا چہرے پر کر رہا ہے

گاہ می دیدی لباسِ سوخته

کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا

گاہ حیوانِ قاصدِ خونت شد

کبھی جانور تیرے خون کے درپے ہوا

کہ غلوں اندر میانِ آبِ یز

کبھی بیٹے اٹھل میں اونٹنا

می نمودت تاروی راہِ نجات

تیرے لئے روٹا کرتا ہے تاکہ نجات کا راستہ ملے

واقعاتی کہ در آخر خواست بود

وہ واقعات جو آخر میں ہونے والے تھے

آں ہی دیدی و بدتری شدی

تو نے وہ دیکھے اور بدتر ہو گیا

می دیدی زان آں نقشِ تو بود

تو ان سے نفرت کرتا تھا اور وہ تیری حالت تھے

روی خود را زشت و بر آئینہ رید

اپنا بدن چہرہ اور آئینہ پر پانچاں پھر دیا

ز شتمِ آن تو است اگر خس

لے اندھے کہنے! میری بدنامی تیری بلکہ ہے

نیست بر من زانکہ مستم روشنی

مجھ پر نہیں ہے، کیونکہ میں تو روشنی ہوں

کہ دہان و شتمِ تو بردوخت

کبھی اپنا شتم اور آنکھیں سبلی ہوئی

کہ سر خود را بدنجان و دہ

کبھی اپنے سر کو دندہ کے دانتوں میں دوکھا

کہ غرقِ سیلِ خوں آمیز تیز

کبھی خون میں ہوئے تیسرا بہاؤ میں

لے باز گفتن حضرت موسیٰؑ

نے فرعون کے دیکھے جیسے واقعات

..... بیان فرمائے تاکہ وہ

اللہ تعالیٰ کے عظیم و خیر ہونے

پر ایمان لے آئے۔ بالکل فرمایا

کہ اگر تجیر اولِ نایک ہے لیکن

خدا نے موت کے لئے بہت

واقعات تجھ پر رونما کئے جو ظہور

پزیر ہونے والے تھے۔

تو نے کتنی حضرت موسیٰؑ نے

فرعون سے کہا کہ یہ واقعات

تجھے اس لئے دکھائے جا رہے

تھے کہ تو ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے

لیکن تو نے نہ بھائے تو نے مستغنا

کے سرِ ظلم کرنے شروع کر دیے۔

نقشہ ہاں۔ یہ بری صورتیں

خود تیری تھیں لیکن تو ان کو

اپنی نہ سمجھتا تھا، مجھ تو تیسری

مثال اس جیسی کی سی ہے جس

نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی

لیکن بھائے اس کے کہ اس کو

اپنی صورت سمجھتا تو آئینہ کی

غلابی سما اور اس پر پانچاں

پھر دیا۔ کہ جو اور آئینہ کو کہنے

لگا کہ تو اس قدر بد صورت ہے

کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو

میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔

۵۵ اہن جفا۔ اس جیسی کا

یہ ظلم خود اپنی صورت پر تھا

آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم

تھا۔ گناہ تجھے کبھی غواب میں

اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا

کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ کوئی روز

تیرے خون کے دریچے ہے۔

کہ نکوئی کبھی تو یہ دیکھتا تھا

کہ پانچاں میں اونٹنا گرا رہا ہے

یہ دیکھتا تھا کہ خون کے ہوئے پانی

میں تو غرق ہے۔

لے کر رہا ہے کہیں تو خواب
میں دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے
گرا ہے کہیں یہ دیکھتا تھا کہ غلو
میں کسا ہوا ہے اور تیسرے
دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں
کہیں دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور
طوق میں بندھا ہوا ہے کہیں
تو دیکھتا تھا کہ تیرے سر کو
موصول کی طرح پیٹ رہے
ہیں۔ کہیں کہیں غیب سے آواز
آتی تھی کہ توبہ بخت ہے۔

لے گزشتات کہیں پہاڑوں
سے آواز آتی تھی کہ توبہ بخت ہے
تجارت کہیں تو پتھروں سے اپنے
دوزخ ہونے کی آواز سناتا تھا۔
ہزینات کہیں زمین کے پورے
تیرے سرودھ ہونے کی خبر دیتے
تھے۔ زنجیر ہر لباس سے بھی
زیادہ خواب بائیں تو نے سنی
ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں
کر رہا ہوں کہ کہیں تو اور غیب کا
نہ ہو جائے۔

لے آہ کے یہ میں نے تھوٹے
سے تیرے واقعات مجھے بتائے
میں تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ
مجھے ساری باتیں معلوم ہیں۔
چند بگرنری۔ ان واقعات کو
تو کہاں تک نہیں بند کر دے گا۔
در بیان ابھی قریب کا دروازہ کھلا
ہوا ہے تو ابھی بدکرداری کو
توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ جب
تک سورج مغرب کی جانب
سے طلوع نہ کرے گا تو یہ دروازہ
کھلا رہے گا۔ تو سے مخلوق۔

کہ زبامے اوقادہ گشت پست

کہیں بالاخانہ سے گرا ہوا دبا ہوا

گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل

کہیں اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا

کہ بذات آمد ازیں چرخ نفی

کہیں اس صاف آسمان سے آواز آئی

کہ بذات آمد صریحا از جبال

کہیں تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی

کہ ندای آمدت از ہر جماد

کہیں تجھے ہر لے جان کی جانب سے آواز آئی

کہ خطاب آمد ترا از ہر نبات

کہیں تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی

زیں بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم

اس سے بھی ہندرجو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں

اندکے گفتم بتو اے ناپذیر

میں نے قبول کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں

خوشتن را کور کردتی ومات

تو نے اپنے آپ کو اندھا اور مردہ بنالیا

چند بگرنری نک آمدیش تو

تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگے

گاہ در آنکجہ و بستہ دو دست

کہیں شکنجے میں دونوں ہاتھ بندھے ہوئے

گاہ مغرت راز دیکھے چون دہل

کہیں حیرے سر کو دھول کی طرح چپٹے تھے

کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی

کہ تو بہت ہے، تو بہت ہے، تو بہت ہے

کہ بروستی ز اصحاب شمال

کہ جاتو بائیں جانب والوں میں سے ہے

تا ابد فرعون درد و زخ قتاد

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا

گشت مطر و دا بد فرعون مات

کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا اور مر گیا

تا نگر دو طبع معکوس تو گرم

تاکہ تیری اوندھی طبیعت غیبناک نہ ہو

زانکہ کے دانی کہ مستم من خیر

تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہیں باخبر ہوں

تا نیندیشی ز خواب واقعات

تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے

کوری ادراک مکر اندیش تو

تیرے مکر کے منصوبے باندھنے والے زمین کی سطح پر

در بیان آنکہ در توبہ واستغفار باز ست از کرم حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا دروازہ کھلا ہوا ہے

کہ زنجشیش در توبہ است باز

کیونکہ زنجشیش سے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

باز باشد تا قیامت بروئے

کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک

ہیں ممکن زیریں فراگیر اختر از

خبردار! اس کے بعد نہ کر، بجا و اختیار کر

توبہ را از جانب مغرب لے

مغرب کی جانب سے توبہ کا دروازہ

تاز مغرب بر زند سر آفتاب

جب تک کہ صبح مغرب سے طلوع کرے

ہست جنت راز رحمت ہست

(خدا کی رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں)

آں ہر گہ باز باشد گہ فراز

وہاں کبھی کھلتے ہیں، کبھی بند ہوتے ہیں

ہیں عنیت وار در باز است نمود

نہر دارا نیست سمجھ دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد

پیش از ان کہ ز قہر در بستہ شود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے دروازہ بند ہو جائے

باز گرد از کفر و اس در باز باب

کفر سے ہٹ جا اور اس دروازہ کو مائل کرنے

باز باشد آں دراز فے روتاب

وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے رُوح کو ان کی ذکر

یک در تو بہ است اں ہشت کسیر

ایں آٹھ میں سے اسے بیٹا، ایک تو بہ کا دروازہ ہے

واں در تو بہ نباشد جسز کہ باز

اور تو بہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

زخت آنجا کش بوری خسود

سامان وہاں لے جا، ماسد کی آنکھ میں مائل ہونے کی

بعد از ان زاری تو کس نشود

انکے بعد تیری (آہ و نزاری کوئی نہ سنے گا

تا نگر دی از سقاوت رتوباب

تا کہ تو بدلتی سے مرود و بارگاہ نہ بنے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفر عون را کہ از من یکت قبول کن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نعمت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بتان پُرسیدن فرعون کہ آں چہا کہ امت

بدلتے ہیں چار فضیلتیں حاصل کرے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

پس زن بتان عوض آں چہا

پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار مان لے

شرح کن بامن از ان یک اندکے

اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تفصیل کرے

کہ خدای نیست مجناز کردگار

کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

مردم و دیو و پری و مرغ را

اور انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

ملکت اوبے خدا اوبے شبیہ

اس کی سلطنت اور وہ ہے اور وہ بے مثال ہے

ہیں زن پذیر یک چیز و بیار

آگاہ! میری ایک بات مان لے اور نہ کلا

گفتی موسیٰ گدا مستان کجی

میں نے کہا اے موسیٰ! وہ ایک کیا ہے؟

گفت آں یک کہ بگوئی آشکار

فرمایا وہ ایک یہ ہے کہ تو علی الاعلان کہہ دے

خالق افلاک و انجم بر غلا

جو آسمانوں کو اور ہندسی پرستاروں کو پیدا کرنا والا ہے

خالق دریا و کوہ و دشت و تہ

دریا اور پہاڑ اور جھل اور میدان کا پیدا کرنا والا ہے

لے بہت جنت کے آٹھ

دروازے ہیں جن میں سے ایک

تو بہ کا دروازہ ہے اس دروازہ

کے علاوہ دوسرے دروازے

کسی وقت کھلتے رہتے ہیں کبھی

بند ہوتے ہیں لیکن تو بہ کا دروازہ

ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ چنانچہ

تو بہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے،

بہت جگہ اس کی طرف رجوع

کر لینا چاہئے انکے بند ہونے

کے بعد و نظری کام نہ آئے گی۔

۱۵۰ باز گرد۔ حضرت موسیٰؑ

نے فرمایا اے فرعون! اس خدا

کی طرف جلد رجوع کر کے

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک

بات مان لے اور اس کے عوض

میں چار فضیلتیں مان کرے۔

۱۵۱ گفت۔ فرعون نے کہا

اے موسیٰ! اس ایک بات کی

تفصیل کر دے مجھے کہ بگوئی۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ ایک

بات یہ ہے کہ تو حسبِ دعا

قابل ہو جا۔ غلاتی۔ اسی کی

آسمانوں، شادوں، انسانوں

اور تمام کائنات کا خالق مان

لے۔ تو میدان جنگی ملک

ملکت۔ بے کچھ۔ بے مثال۔

لے گیا۔ گلاس منتقل۔ اٹھ
 تھائی ہر انسان کے دل کے
 راز مانتا ہے۔ گرتی کٹاں۔
 ٹکڑے رنگ گشت۔ زخموں نے
 کہا بڑے گوجا۔ بیکار لاچلے
 سزا کا ایک طریقہ تھا جس میں
 مجرم کے چاروں ہاتھ پاؤں
 کیلے سے باندھ دیے جاتے
 تھے۔ کفر صدیق۔ بھاری کفر۔
 لے جوتی انجمنیں جنت کی
 شہد کی نہر شیر جنت کی
 دودھ کی نہر۔ کیا تو جنت
 کی تیسری نہر جو شراب کی ہو
 آخر یعنی ابر خداوندی
 لے آت جنت کی چوتھی نہر
 جو پانی کی ہے۔ شورہ۔ یعنی
 شوریلی زمین جنت الماویٰ
 ایک جنت کا نام ہے۔ بوکہ
 انسان کے اخلاق میر جنت
 کا عکس اور اخلاق ذمیر دوزخ
 کا عکس ہیں۔ چار جو جنت کی
 چار نہریں۔

حافظ ہر چیز و ہر کس ہر مکان
 وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
 ہم نگہ دارندہ ارض و سما
 زمین اور آسمان کا محافظ ہی ہے
 مطلع او بر ضمیر بندگاں
 وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
 دوست بر ہر بادشاہے بادشاہ
 وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
 گفت اے موسیٰ کد ام ست چہا
 اس نے کہا اے موسیٰ! وہ چار کیا ہیں؟
 تا بود کنز لطف آل وعدہ حسن
 ہو سکتا ہے کہ اس آجے وعدے کی غولی سے
 بوکہ زان خوش وعدہ اے مقتنم
 ہو سکتا ہے کہ آجے مقتنم وعدوں کی وجہ سے
 بوکہ از تاشیر جوئی انجمنیں
 ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاشیر سے
 یاز عکس جوئی آل یاکیزہ شیر
 یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
 یا بود کنز عکس آل جوئے خمر
 یا شاید شراب کی ان نہروں کے بر قوسے
 یا بود کنز لطف آل جوئے آب
 یا شاید ان پانی کی نہروں کی لطافت سے
 شورہ ام راسنہ پیداشود
 میری شورہ زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے
 بوکہ از عکس بہشت چار جو
 ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے

رازق ہر جانور اندر جہاں
 دنیا میں ہر جاندار کو برزق دینے والا ہے
 ہم پدید آندہ گل از گیا
 گلاس سے پھولی پیدا کرنے والا ہی ہے
 حاکم و جبار برگرون کشاں
 وہ شکستہوں پر حاکم اور زبردست ہو
 حکم او را یفعل اللہ مایشاء
 اس کا حکم ہے اللہ جو چاہے کرتا ہے
 کہ عوض بدی برابر گوئیار
 کہ تو بدے میں دے گا مجھے بتا، لا
 مست گرد و چار میخ کفر من
 میرے کفر کی سبب مست نہ بن جائے
 بر کشاید قفل کفر صد منم
 میرے کفر کا سینکڑوں من کا قفل کھلائے
 شہد گرد و در تنم اس زہر کیں
 یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
 پرورش یا بد و عقل اسیر
 تھوڑی دیر کے لئے قید عقل پرورش پالے
 مست گردم بو برم از ذوق مر
 میں مست ہو جاؤں عکس خداوندی کا ذوق حاصل
 تازگی یا بد تن شورہ خراب
 برابر، بخر جسم تازگی حاصل کرے
 خازن رام جنت الماویٰ شود
 میرا کاشٹوں کا کیت جنت الماویٰ بن جائے
 جاں شود از یاری حق یار جو
 جان اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

آپنچناں کز عکس دوزخ گشتہ ام

جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں

کز عکس نار دوزخ پہچو مار

کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سب کی طرح

کز عکس جوشش آبِ حمیم

کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے

من ز عکس ز مہریم ز مہریر

میں ز مہریر کے عکس سے ز مہریر ہوں

دوزخ درویشِ مظلوم کنوں

میں اب مظلومِ فقیر کی دوزخ ہوں

موسیٰ باشد کہ بکشایم در

اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر دوا نہ کھنک

موسیٰ باشد کہ یکم مائے

اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں کی جگہ پالو

ہیں بگو یا من کہ امست آن جا

اُن بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آتش و در قہر حق آغشتہ ام

آگ، اور اللہ (حق) کے قہر میں ڈوب رہا ہوں

گشتہ ام براہل جنت زہر بار

جنتیوں پر زہر برسائے والا بن گیا ہوں

آبِ ظلمم کرد خلقاں را ز مہم

میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا

یا ز عکس آں معیرم چوں معیر

یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں

وای آنکہ یا بکش ناگز ز بولوں

اُس پر افسوس ہے جس کو میں کز در پاؤں

وز فضیلتہاتِ گردم با خیر

اور تیری فضیلتوں سے میں باخیر ہو جاؤں

وار ہم از کثرتِ ماو منے

میں محترم اور خودی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں

کہ عوضِ خواہیم دادن بر شمار

جو مجھے تو بدلے میں دے گا، شمار کر

شرح کردن موسیٰ آں چار فضیلتِ جہتِ پامزدی ایمانِ فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کرنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

صحیحے باشد زنت را یا بیدار

کہ تیرے جسم کو بیدار صحت حاصل ہوگی

دور باشد از زنت اے ارجمند

اے با اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی

کہ اجل وار در عمرتِ اختر از

کیونکہ موت تیری عمر سے اختر از کرے گی

کہ بنا کام از جہاں بیرون

کہ تو دنیا سے ناکام جائے

گفت موسیٰ کا ولین آں چہار

حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چار فضیلتیں یہ ہیں

ایں عللہای کہ در طب گفتہ اند

وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں

ثانیاً باشد ترا عمر دراز

دوسرے تیری عمر دراز ہوگی

وین نباشد بعد عمرِ مثنوی

ایک ہزار عمر کے بعد یہ نہ ہوگا

اے کز عکس۔ انسان ظلم

دور دوزخ کی آگ کا عکس

ہے۔ آگِ حمیم۔ گرم پانی جو

دوزخیوں کو پالیا جائے گا۔

زہیم۔ پُرانا، بوسیدہ۔ من

ز عکس۔ ز مہریر دوزخ کا

ایک طبقہ ہے جو انتہائی مضر

ہے۔ وای میں ہرگز در پر

ظلم کرتا ہوں۔

موسیٰ فرعون نے کہا

اے موسیٰ! شاید میں تیری

فضیلتوں پر ایمان لے آؤں۔

اتقن۔ اُن کی جگہ۔ ماو منے۔

یعنی مجھ پر اور خودی۔ ہیں۔

وہ چار چیزیں بتا دے جو تیری

کائناتوں ہونے پر مجھے مائل

ہوگی۔ شرح کردن۔ حضرت

موسیٰ نے اُن چار باتوں کی

تفصیل کی جو ایمان کے عوض

ہیں فرعون کو حاصل ہوگی۔

صحیحے۔ یعنی اگرچہ تو ہیں

وقت بھی مستمند ہے لیکن

ایمان لانے پر آئندہ مستمند

رہے گا وعدہ ہے۔ ثانیاً۔

دوسری بات جو تجھے حاصل

ہوگی وہ عمر کی دراز ہے

وین نباشد۔ بالآخر موت

آگے لیکن ایسی حالت میں آگے

کہ تو دنیا سے با مقصد جا بیگا۔

لے لگے تھے پھر مرنے کی
ایسی تھنا ہوگی مٹی کر بچہ کو
دودھ کی بوتلی ہے ترک -
دنیا سے تنگ اکرم نے کی تھنا
نہ ہوگی بلکہ اسلئے ہوگی کہ قویہ
بچے کا کہ جب تک جسم دیران
نہ ہوگا اس کے اندر مدفون
خزانہ ہاتھ نہ آئے گا - غارتہ -
یعنی جسم پر حجاب جسمانی
زندگی کو خزانہ مرستہ کیلئے
قویہ رکھے گا - تاجروں تو
بچے کا کہ معرفت کا چاند اس
جسم کے ابر میں پوشیدہ ہے -
لے لے ایک چوڑا جسم پر ہری
میں لگے ہیں ان کی مثال اس
کیزے کی ہے جو ایک پتے
کو چٹا ہوا ہے اور اس کی وجہ
سے وہ انگور کی لہروں سے
محروم ہے - چن کر کم - جب نما
کے کرم سے یہ کیزا پیدا ہو گیا
تو جہل اور نادانی کے اثر ہے کو
بھگ جائیگا -

لے تفسیر مطلق سے خدا
کی معرفت کا مطلب ہے -
کہ انسان خدائی صفات حاصل
کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ
خدا کی صفات کی معرفت ہوتی
ہے - عقیقہ میں یمن یمن سے
مراد قلب اور روح ہے اور
عقیقہ سے مراد محبت ہے -
یاقوت یعنی عبادات کے
ذریعہ جسم کو فنا کرنے سے نزدیک
کہ تہراں - خزانہ ہاتھ آجائے
نہ اس دیران شدہ گھر سے
کمزوروں میں کے ذریعہ تعمیر
کرنے جائیگے -

بلکہ خواہاں اہل چوں طفل شیر

بلکہ موت کا خواہاں ہو کر جس طرح دودھ پیتا پو
مرگ جو باشی وے نر عجز و رنج

تو موت کا جریاں ہو گا لیکن بچہ اور بچہ کی وجہ سے نہیں
پس بدست خوش گیری تیشہ

تو اپنے ہاتھ میں کڈال لے گا
کہ حجاب گنج بینی خانہ را

کہ نہ کہ تو گھر کو نہ خانہ کا پرہ سبھے گا
پس در آتش افکنی اس نہ را

تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا
بر کنی اس خانہ تن بے دریغ

بے تامل اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا
اے بیک برگے زباغے ماندہ

لے وہ جو ایک پتے کی وجہ سے ایک باغ سے محروم ہو گیا
چوں کرم اس کرم را بیدار کرد

جب اللہ کے کرم نے اس کیزے کو بیدار کر دیا
کرم کرے شدیر از میوہ درخت

کیزا ۱۱ محو کی ہیل - میوہ بہار درخت بن گیا
تفسیر کنت کثر اذ غفیتا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف

میں چھپا ہوا خدا تھا تو میں نے جاہا کر میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہچان جاؤں کی تفسیر
خانہ برگن کر عقیقہ اس میں

گھر گھر دواں میں کے پس متیق سے
گنج زیر خانہ است چار نہیت

خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے
کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

نے زرنجے کہ ترا دارد اسیر

نہ کہ کسی بیماری کی وجہ سے جس نے تجھے قیدی بنا لیا ہو
بلکہ بینی در خسراب خانہ گنج

بلکہ تو گھر کی دیوانی میں خسروانہ دیکھے گا
می زنی بر خانہ بے اندیشہ

بے تامل گھر پر مارے گا
مانع صدر من اس یک نہ را

اس ایک دانہ کو نہ کہ کیا فوں کا مانع (بچے کا)
پیش گیری تیشہ مردانہ را

مردانہ کڈال کو ستانے رکھے گا
تا بروں آید مہبت از زیر میخ

تاکہ تیسرا چاند ابر کے نیچے سے نکل سکے
بہجو کرے برگش از زر زانندہ

اس کیزے کی طرح جس کو ایک پتے نے انگور بنا دیا
از دہای جہل را اس کرم خورد

اس کیزے نے جہل کے اثر سے کو غل لیا
اس خنیں تبدیل کر او سیجخت

اس ایک بخت سے اس طرح تبدیل کر لی
صد ہزاراں خانہ شاید رختن

لاکھوں گھر بنائے جاسکتے ہیں
از خرابی ہیں بینش مایلت

دیوانی کی تسکین کر اور نہ ٹھہرے
می تواناں کردن عمارت زرنج

تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جاسکتے ہیں

عاقبت اپنے خانہ خود ویراں شود

انجام کار یہ گھر خود دیراں ہو گا

لیک آن تو نباشد زانکہ روح

لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہو گا کیونکہ روح اکیلے

چوں نکر و انکار مژدش ہست لا

جب وہ کام نہ کیا، اس کی مزدوری سدوم ہے

دست خانی بعد از ان کاے دریغ

اس کے بعد تو ہاتھ کاٹنے کا کہانے انوس

من مکر دم آنچه گفتند از بہی

جو بھلائی کی بات انھوں نے کہی میں نے نہ کی

مانع صد خرمن ایں یک دانہ بود

سیکڑوں کھلیانوں کیلئے ایک دانہ مانع تھا

خانہ را اجرت گرفتہ و کرے

تو نے گھر اجرت اور کرایہ پر لیا ہے

ایں کرے رائد تے اوتا اجل

اس کرایہ کی مدت موت تک ہے

پارہ دوزی میکنی اندر دکان

تو دکان میں چیتھرے سی رہ رہے مش

ہست ایں دکان کرائی زود با

یہ دکان کرایہ کی ہے جلدی کر

تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی

تا کہ تو کڈال اچانک کان پر رکھ دے

پارہ دوزی چیت خود آب نا

چیتھرے سینا کیا ہے، روٹی پانی کی خوراک

ہر زمان می در و ایں لقی تننت

یہ تیرے جسم کی گڈی ہر وقت چلتی رہتی ہے

گنج از ریش نقیس عریاں شود

خزانہ یقیث اس کے نیچے سے نکل بہر ہو گا

مژد ویراں کردش آں فتوح

وہ خزانہ اس جسم، کو دیراں کرنے کی مزدوری

لیس للانسان الا ماسعہ

السان کے لئے دہی ہے جو اس نے کوشش کی

ایں محبین ماہے بد اندر زیر مرغ

آبر کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا

گنج رفت و خانہ و دستم نہی

خزانہ گیا اور گھر بھی، اور میرا ہاتھ خالی ہے

حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود

خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا

نیست ملک تو بہ بیعے یا شرے

خرید و فروخت کے ذریعہ تیری ملکیت نہیں ہے

تا دریں مدت کنی در فے عمل

تا کہ تو اس مدت میں اس میں کام کرے

زیر ایں دکان تو مافوں دوکا

اس دکان کے نیچے دوکانیں مدفون ہیں

تیشہ بستان تکش رامی تراش

کڈال لے اور اس کی تہ کو کھود

از دکان و پارہ دوزی واری

دکان اور چیتھرے سینے سے نہات پاجائے

میزنی ایں پارہ بردلق گراں

بھاری گڈی پر تو یہ بیوند لگا رہا ہے

پارہ بر فے می زنی زیں خور د

تو اس خوراک سے اس پر بیوند لگاتا ہے

۱۵ عاقبت۔ بالآخر جسم کو

نہا ہوا ہے لیکن مزدوری محنت

سے ملتی ہے اگر اس کے فنا

کرنے میں تیری محنت شامل

نہیں ہے تو یہی خزانہ تیری

مزدوری میں تجھے نہ ملیں گے۔

چون نکر و جب محنت نہ کی تو

مزدوری سدوم ہے اس لئے کہ

انسان کو اس کی محنت اور

کا ہی ثمرہ ملتا ہے۔ دست خانی

جب خزانہ نمودار ہو گا اور وہ

تیرا نہ ہو گا تو اس کو رس کر گا۔

۱۶ من مکر دم۔ اس وقت

نقصیت پر عمل نہ کرنے سے تو

انوس کرے گا اور مجھے کا کہ

جسم کا ایک دانہ اس کھلیان

کے حاصل کرنے سے مانع بنا۔

خانہ۔ یہ جسم کا گھر تیری ملکیت

نہیں ہے۔ یہ ایک کرایہ کا اور

عاریت گھر ہے۔ اس کی

کرایہ واری موت کے وقت

تک کی ہے اور اسی لئے ہے

کہ اس میں عمل کرے۔

۱۷ پارہ دوزی۔ کھانے پینے

کے ذریعہ تو جسم کو دوست کرتا

ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس میں

دوکانیں مدفون ہیں تنگش بینی

اس کی گہرائی۔ تو حق گراں بینی

جسم انسانی۔ ہر زمانہ انسان

کی سمجھ پاس جسم کی حکمت

ورکھت ہے اور کھا نا بیست

اکلی روگری ہے۔

اے بادشاہ یعنی حضرت
آدم جو پہلے خلیفہ اللہ میں۔
پارہ کن۔ اس ماضی دکان
یعنی جسم کو توڑ ڈال اس میں
سے زرد جو اہر کی دکانیں بڑھ
ہوں گی پیش ازاں یہ ماضی
جسم ہے اس سے فائدہ اٹھا
اور انکی صورت ہی ہے کہ
مجاہدات کے نزدیک ہکوننا کر دے
سے پس۔ ایک وقت آجاکا
کہ یہ ماضی جسم تجھے لے لیا
جائیکا اور تو اس کان سے
مردم ہو جائے گا جو اس میں
مدفون ہے اور تو افسوس
کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ
سے محروم ہو گیا اور میں نے
آپ حیات کو متنی سے چھوڑ دیا۔
تا ابد۔ پھر تو اس آیت کا
مصدق بن جائیگا۔

غزہ شہن آدمی بہ دکا ویت تصورات طبع خویش و طلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور
ناکردن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام
علم غیب طلب از کنا جو انسان غیبیہات سلام کا علم ہے

اے زینل بادشاہ کامیار
اے بامقصد بادشاہ کی شس سے
پارہ برکن ازیں قعر دوکان
اس دکان کی تہ سے ٹکڑا ہوا
پیش ازاں کایں مہلت خانہ کے
اس سے قبل کہ گھر کی کرایہ داری کا وقت
پیش ترا بیروں کند رضا دکان
پس تجھے دکان کا مالک نکال دے
تو زحمت گاہ بر سمری زنی
تو کبھی حسرت سے سر پہنے گا
کالے دریغ آن من بود ایں دکان
کہ اے افسوس! یہ دکان میرے قبضہ میں تھی
اے دریغ کنج را بکذا شتم
ہائے افسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا
اے دریغ بود ما را بر دباد
ہائے افسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

با خود آزیں پارہ دوزی ننگ دار
ہوش میں آ اس پیٹھے سینے سے شرم کر
تا برآر دسر بہ پیش تو دوکان
تا کہ تیرے سامنے دوکانیں رون ہوں
آخر آید تو خوردہ زو برے
ختم ہو، اور ا تو نے اس سے کوئی پل نہ کہا ہو
ایں دکان را بر کن داز روی کا
اس دکان کو، کان کے ٹھوپے اکھاڑ دے
گاہ ریش خام خود بر می کنی
کبھی اپنی بیوقوفی کی داڑھی نوچے گا
کور بودم بر خوردم زیں مکان
میں اندھا تھا میں نے اس بگڑے ٹھپے میں میل کیا
آپ حیواں را بخاک انیا شتم
آپ حیات کو مٹی سے ٹھک دیا
تا ابد یا حسرت تاشد للعباد
قیامت تک بندوں کے لئے حسرت ہے رو گیا

غزہ شہن آدمی بہ دکا ویت تصورات طبع خویش و طلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور
ناکردن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام
علم غیب طلب از کنا جو انسان غیبیہات سلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار
میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے
ماندہ ام در خانہ حیران و نزار
میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کمزور بن گیا
عشق خانہ در دل من کار کرد
گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی
بودم اندر عشق خانہ بے قرار
میں گھر کے عشق میں بے تسرار تھا
لاہذا معنی شدم من عور و زار
لا محالہ میں حقیقت سے مایوس اور بے حال بن گیا
لاجرم از کنج ماندم دور و فرد
میں لا محالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

بُودم از گنج نہانی بے خبر
میں پوشیدہ خزانے سے بے خبر تھا
آہ اگر دادِ تبسرا دادے
افسوس، اگر میں تبسرا کی قدر کر لیتا
چشم را بر نقش می انداختم
میں نے نقشِ دلگاہ پر آنکھ جمادی
بس بگو گفت آں حکیم کامیار
اُس ماہر اور دانائے بہت اچھا تھا
دراہی نامہ بس اندرز کرد
ابھی نامہ میں اُس نے نصیحت کی ہے

دُر نہ دشتبوی من بُودے تیر
دُر نہ تبسرا میرے ہاتھ کا گدست ہوتا
ایں زماں غم را تبرا دادے
اس وقت میں غم پر تبرا پڑھ دیتا
ہمچو طفلانِ عشقہامی باقم
بچوں کی طرح محبت کرنے لگا
کہ تو طفلی خانہ میر نقش و نگار
کہ تو بچہ ہے (اور) گھر نقش و نگار ہے بھرا ہوا
کہ بر آرزو دو دمان خوش گرد
کہ اپنے خاندان کو برباد کرے

تمامی شرح کردن موسیٰ علیہ السلام با فرعون فضیلت چہارگان
حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کر سکتے ہیں

بس کن اے موسیٰ بگو وعدہ نمود
اے موسیٰ م بس کر، تیسرا وعدہ بتا
گفت موسیٰ آں سوّم ملک دے تو
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیسری اور ہری ملک ہے
بیشتر زان ملک کانوں داشتی
اس سلطنت سے بڑھ کر جو اس وقت تک ہے
آنکہ در جنگ چیاں ملکہ دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک ملے گا کہ دے گا
اں کرم کا ندر جفا آنہات داد
جس کرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
گفت اے موسیٰ چہام چیت زو
اُس نے کہا اے موسیٰ! چوتھی کیا ہے، جلد
گفت چام آنکہ مانی تو جوان
فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

کردل من راضطرا بش گشت کم
کیونکہ میرا دل اس کی پریشانی سے کم ہو گیا جو
دو جہانے خالص ز حصم و غزو
دو جہان کی، جو دشمن اور مخالف سے خالی ہے
کاں بد اندر جنگ ایں در آشتی
کیونکہ وہ جنگ میں ہے اور یہ صلح میں ہے
بنگر اندر صلح خوانت چوں نہد
غور کرے صلح میں تیرے صلح کیلئے سرخاں بچا گیا؟
در وفا بنگر چہ باشت افتقاد
غور کر دعا داری میں اُس کی دہائی کیسی ہوگی؟
باز گو صبرم شد در حصم فرود
کہدے میرا صبر جاتا رہا اور حصم بڑھ گیا ہے
موسیٰ ہمچوں فیروغ چوں ارغوان
بال تار کول کی طرح اور چہرہ غلّی باور کی طرح
(دریغ)

لے دستہ ایک مصنوعی
خوشبوؤں کا گولہ ہوتا تھا جس
کو ہاتھ میں رکھا جاتا تھا۔ تبر
یعنی میں تبر کے ذریعہ اُس
خود کو گھور لیتا۔ تبر کسی چیز
سے برکت کا اظہار کرنا چاہتا
میں نے مکان کے گاہری
نقش و نگار پر نظر رکھی۔
لے بس بگو حکیم شانی جو
اٹھ علیہ نے اپنی کتاب حدیث
میں فرمایا ہے، اہل بیتِ اکرم
سنائی رحمتِ اللہ علیہ نے اپنی
کتاب اہل بیت میں فرمایا ہے۔
ہمراہِ خدا میں بہت راست
کہ تو طفلی دماغِ زنگشت
دو تھان۔ خاندانِ نبوی اصفیاء
جسمانی۔ جس کو یہاں تک
سکا تا کہ تقریر حضرت موسیٰ کی
نہانی تھی اب فرعون نے کہا
کہ تقریر ختم کرو اور تیسری بات
بتاؤ۔ گفت موسیٰ حضرت علیؑ
نے فرمایا کہ ایمان آئے گا تو
تجھے دونوں جہانوں کی دہری
بادشاہت حاصل ہو جائے گی
جس میں تجھے کسی دشمن کا بھی
دُر نہ ہوگا۔
لے در جنگ۔ کفر کی حالت
میں تجھے آوازِ بڑاؤک دے رکھا
ہے تو اگر تو صلح کرے گا اور
ایمان لے آئے گا تو دیکھنا کہ
بڑی سلطنت حاصل ہوتی ہے۔
جنتا میں کفر و کفر۔ یعنی ایمان۔
افتقاد۔ دہوئی۔ گفت حضرت
موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
چوتھی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہو
کہ بقدر غم بھی تو جوان رہے گا۔
تبر۔ ایک کالا درمن ہے۔
آرزوؤں غلّی باور۔

ایک تو بستی سخن کر دیم پست

لیکن تو گھٹیا ہے دیکھ ہم نے گھٹیا بات کہی

ہست شادی و فریب کو دکا

بچوں کی خوشی اور دھوکا ہے

رنگ و بودیش مابس کا دست

رنگ و بو ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں

افتخار از رنگ و بو و از مکان

رنگ و بو اور مکان پر فخر کرنا

بیان اس خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عَقُولِهِمْ

اس حدیث کی تفصیل کرو گے کہ ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو ذکر

لَا عَلَى قَدْرِ عَقُولِكُمْ حَتَّى لَا يَكْذِبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلا نہ دیا جائے

ہم زبان کو دکاں باید کشاد

مجھے بھی بچوں کی زبان کھولنی چاہیے

یا مویز و جوز و فستق آورم

یا فستق یا جوز یا پست یا پست لادوں گا

ایں جوانی را بیکر اے خر شعیب

ایں جوانی کو اے گدھے اے جے لے لے

تازہ مانند اس شباب فرخت

یہ تیری مبارک جوانی تازہ ہے گی

نے قدیچوں سر و تو کر دو دو تو

نہ خیر سر و بیاستد شعیب ما ہوگا

نے بدندانہا غلبہ یا االم

نہ دانتوں میں کوئی غلابی اور تکلیف (دانتوں)

کز ناں را آید از ضعف لال

کہ عورتوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو

ایک خوشتر لفظ لفظ دم بدم

بلکہ لفظ بہ لفظ اور دم بدم بہتر ہوگا

کہ شود آں مژدہ بر عکاس شباب

جس طرح (حضرت) عکاشہ پر اس خوشخبری نے دروان

چونکہ باکودک سرو کارم قتاد

چونکہ میرا واسطہ بچے سے پر کار

کہ برو کتاب تا مرغت خرم

کہ دوسرا جا تیرے لئے پرند خرم ہوں گا

جز شباب تن نمیدانی بیکر

جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہو گئے

یہیچ آژنگے نفیستد بر رخت

تیرے چہرے پر کوئی جموئی نہ پڑے گی

نے ترند پیریت آید برو

نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی آفت آئے گی

نے شود زور جوانی از تو کم

تجھ میں سے جوانی کا زور نہ گھٹے گا

نہ کمی در شہوت و طمشت و لعل

نہ شہوت اور جماع اور طاعت میں کمی آئے گی

نے شود مویست سفید نشیت خم

نہ تیرے بال سفید ہوں گے اور نہ کمر جھکے گی

آپنجاں بکشایدت قر شباب

تجھ پر جوانی کی شان و شوکت و طمشت و شہوت کشادہ ہوگی

لے کا تہہ کھٹا کوڑھاں۔

یہ چیزیں بچوں کی خوشی کی ہیں۔

کچھ تو انصاف کا ارشاد ہے

کہ لوگوں سے دین کی ایسی بات

کہو جو ان کی سمجھ کے مطابق

ہوں ورنہ وہ ان کی تکذیب

کر دیں گے۔

لے کر برو۔ بچوں سے ایسی

بھکاہ باتیں کی جاتی ہیں۔

پست۔ خیر جس۔ کچھ۔ آژنگے۔

جموئی۔ ترند۔ نفیستد۔ زور۔

آکر۔ تکلیف۔

لے کلمت جیض جماع و لعل۔

بروی سے کہیں کو دکر نا خوشتر۔

یعنی دم بدم جوانی میں اضافہ

ہوگا۔ عکاشہ۔ حضرت عکاشہ۔

مشہور صحابی ہیں ایک روز حضور

نے فرمایا میری آفت میں کچھ

لوگ ایسے ہونگے جو بغیر شباب

و کتاب جنت میں داخل ہونگے

حضرت عکاشہ نے عرض کیا

حضور دعا فرما دیجیے کہ میں بھی

ان لوگوں میں سے ہوں تو حضور

نے ان کو بشارت دی اور فرمایا

کہ تم بھی انہیں لوگوں میں سے ہو۔

معنی حدیث بشری بخیر الصفر بشری بد الخول الجنة و سبوع کا
 اس حدیث کا مطلب کہ جو صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا وہ جنت کی خوشخبری دے گا اور حضرت علقمہ کی ہیں

احمد آخر زمان انتقال

(ہی، آخر الزماں احمد کا انتقال

چوں خبر یابدش زینت نقل

جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہوگا

چوں صفر آمد شود شاد از صفر

جب ماہ صفر آیا، آپ صفر سے خوش ہوئے

ہر شبے تاروز از شوق مٹے

دلہ بانی کے شوق سے ہر شب کون بکھنے تک

گفت ہر کس کہ مرا مژدہ دہد

فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع

کہ صفر گزر گیا اور ربیع کا مہینہ ہو گیا

چوں صفر بر لبست تخت ماہ نو

جب صفر نے سلمان باندہ لب اور بنیا جانہ

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت

حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا

دیگرے آمد کہ بگذشت آں صفر

دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا

بس رجال از نقل عالم شاد ما

بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہوئے

چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کو

چونکہ اس اندھے پرند نے مہمانی نہیں کیا ہے

پہنچیں موسیٰ کرامت می شمر

حضرت موسیٰ اس طرح سے انعام شاد کر رہے تھے

در ربیع الاول آمد بے جدال

بلا اختلاف، ربیع الاول میں ہوا ہے

عاشق آں وقت گرد او بقل

آپ (دل و جان) سے اس وقت کے فتناء ہو گئے

کز یس ایس ماہ می سازم سفر

کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

اور فتنی راہ اعلیٰ می زنی

آپ راوا علی کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

چوں صفر پائی از جہاں بیرون

جب صفر کا مہینہ دینا سے باہر پائی نکلیا

مژدہ و رہا شمع مرا و اصفیٰ

میں مسکو خوشخبری دینے والا اور صفا شکر کر لیا اور جوا

گشت پیدا بر فلک باتابہ ضو

روشنی اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا

گفت جنت مرثیائے شیر زفت

حضرت نے فرمایا اے بہادر شیر اترے لئے جنت

گفت عکاشہ ببر داز مژدہ بر

فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پہل لے گئے

وز بقایش شاد ماں ایں کود کا

اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

پیش او کوثر نماید آب شور

اس کو کوثر کھاری پانی نظر آتا ہے

ہم بنیساں بے قدم رہ می سپر

اسی طرح بغیر قدم کے راستے کے رہ رہے تھے

لے آہو۔ اس سنت کے
 نزدیک بالاتفاق حضور کی رضا
 ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی
 ہے۔ وقت نقل انتقال کا
 وقت۔ رفیق۔ وفات کے قریب
 حضور یہ جملہ فرما رہے تھے۔
 اللہ تعالیٰ بالقرآن اعلیٰ
 اب میں رفیق اعلیٰ کے پاس
 جانا چاہتا ہوں۔

لے گفت۔ حضور نے فرمایا
 جو صفر کے ختم ہونے اور ربیع
 الاول کی آمد کی خوشخبری دے گا
 میں قیامت میں اس کا سفارشی
 بنوں گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ
 کا چاند نظر آیا۔

لے دہجے کسی دوسرے
 صبا نے بھی صفر کے ختم
 ہونے کی خوشخبری دی۔
 آپ نے فرمایا کہ عکاشہ ہاں
 لے گئے۔ جس رجاء میں لوگوں
 کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ
 ہو جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل
 ہونے پر خوش موس کر تے
 ہیں اور جو لوگ دنیا میں بھٹنے
 پر خوش ہوتے ہیں وہ جہنم
 طبع میں پہنچیں۔ ایمان لانے
 پر جو اس کو انعام ملیں گے
 حضرت موسیٰؑ وہ شمار کر لیتے
 رہے۔

کہ نہ گرد و صاف اقبال تو دُرد

کثیرا صاف اقبال، پیغمبر نہ ہے گا

ہر چہ خواہی یا بی از بخت جو

قوی نصیب سے توجہ جا ہے مگر، پائے گا

گفت احسنت نکو گفتی لیک

فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمدہ بات کہی لیکن

ہم نگر و اطلاس نخت تو بُرد

تیرے نصیب کا اطلاس، بُرد نہ ہے گا

شاد ماں مانی نگر دی ناتوں

تو خوش رہے گا، کز درد نہ ہے گا

تا کہ تم من مشورت بیا رنیک

میں اچھے دوست سے مشورہ کرو تو

مشورت کردن فرعون با آسہ خاتون در ایمان آوردن

حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے میں حضرت آسیہ خاتون سے، فرعون کا مشورہ

بموسیٰ علیہ السلام و فرعون آسہ اور ابایمان آوردن

کرنا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

گفت جان افشان میں آدل سیہ

انہوں نے فرمایا اے سیاہ دل! ان پر جان بھڑکے

زود ریاب اے شہ نیکو خصال

اے نیک خصلت شاہ! جلد حاصل کر لے

ایں بگفت گریہ کر دو گرم گشت

یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں

آفتابے تاج گشت اے گلک

اے گلے! سورج تیرا تاج بن گیا ہے

خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ

فصرت جبکہ سورج اور چاند ٹوٹی ہو

چوں نکفتی آرے و صد آفریں

تو نے ہاں اور صد آفریں کیوں نہ کہا؟

سزنگوں بر لبوی آں زیر آئے

اس کی منت میں آوندھا نیچے آ جاتا

می کند ابلیس را حق اقتقاد

اللہ تعالیٰ شیطان کی دھوکا کر رہا ہے

باز گفت اویں سخن با آسہ

پھر اس نے یہ باتیں (حضرت آسیہ سے کہیں

بس عنایتہا ست متن میں مقال

اس گفتگو کا متن بہت سی دہائیاں ہیں

وقت کشت آمد زبے پر رگوش

کیسے کا وقت آگیا واہ واہ کس قدر رفع ہو رہی تھی

برجہید از جا و گفتا بخ لک

جگہ سے کودیں اور کہا تجھے مبارک

عیب کل را خود پریشان دکلاہ

عیب خود گلے کو ٹوٹی بہت آتا ہے

ہمدراں مجلس کہ بشنیدی تو ایں

اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا

ایں سخن در گوش خورشید ارشئے

یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی

بیچ میدانی چہ وعدہ آفچہ داد

تو کچھ جانتا ہے کہ کیا وعدہ اور کس قدر عطا

کرتے ہیں

لے کر نگرد۔ حضرت موسیٰؑ

نے فرعون سے فرمایا تو ایمان

لے آئیگا تو میرا اقبال بنادے گا۔

بُرد۔ دعویٰ دار موسیٰؑ کہشے

کی چادر ہوتی تھی۔ گفت فرعون

نے نصیحتیں سن کر کہا میں جب

تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ

کروں اس وقت تک کوئی

جواب نہیں دے سکتا

لے گفت حضرت آسیہ جو

فرعون کی بیوی تھیں انہوں

نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ ہلکی

نصیحتوں پر عمل کر لے متجن۔

و عبارت جس کی تشریح

کی جائے۔ گرم گشت۔ یعنی

عشق خداوندی میں گرم ہو گئی۔

تاج آفتاب خوشی کے موقع پر

بولا جاتا ہے۔ گلک۔ گل،

گنجا اس میں کافی تصویر کا

ہے۔

لے عیب کل گلے کا گلچ

اگر اس کو ٹوٹی اڑھا کر اس کا

عیب چھپائے تو عیب کی بات

ہے مزید تعجب جب ہے کہ

ٹوٹی بھی چاند اور سورج کی ہو۔

ہمدراں۔ حضرت آسیہ نے فرعون

سے کہا تجھے فوراً اسی مجلس

میں ایمان لے آنا تھا۔ بیچ۔

ایمان پر فرعون کی بخشش کا

وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ

تعالیٰ شیطان کی دل جوئی

کرتے۔

چوٹ بدیں لطف آں کریمیت خود
جب اُس کریم نے اس ہرمانی سے تجھے بٹایا ہے
زہرہ ات ندرید تازاں زہرہ ات
تیرا پتہ نہ پھنسا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ گز بہر حق او بردرد
وہ پتہ جو خدا کے لئے بٹھا جائے
غافل ہم حکمت و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا بین بھی حکمت ہے
غافل ہم حکمت و نعمت است
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسور شود
لیکن نہ اس قدر کہ ناسور بن جائے
خود کہ یا بدایں چنیں بازار را
ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟
دانہ را صد درختانت عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدل ہوں
کان للہ وادن آل جتہ است
اس رزق کا دینا، اللہ کا ہونا نا ہے
زانکہ ایں ہوی ضعیف بقرأ
کیونکہ یہ کمزور ہے شہسوارِ شخصیت
ہوی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہمچو قطرہ خائف از بادِ رخاک
اُس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باہل خود کہ دریا بود
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا ہی کو دیکھ

اے عجب چوں زہرہ ات بجائے ماند
تعب سے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟
لوئے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا
چوں شہیداں از دو عالم بر خود
وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان کا مالک تھا
تا بماند یک تائیں حد چرا
تاکہ اُس کا وجود رہے، لیکن اس حد تک کیوں؟
تا نیرد زود سرمایہ زدست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زہر جان و عقل رنجورے شود
ایک بیمار کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خرمی گلزار را
کہ تو ایک پھول کے برے میں بہن کو خریدے
جتہ را آیدت صد کاں عوض
ایک رتی کا تیرے لئے سو کانیں بدل ہوں
تا کہ کان اللہ لا آید بدست
تاکہ وہ اللہ اُس کا ہو گیا، ہاتھ آجائے
ہست شد ز ایں ہوی رب پاندا
اللہ کی پانیدار شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم دہر گز نمرد
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مر گئی
کہ فنا کرد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دونوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از لف خورشید باد و خاک رست
اس آس نے سورج کی گرمی اور ہوا اور خاک سے
نجات پائی

لے جس ۱۰ اپنے میسے صیت
کار پر اللہ کی رحمت دیکھ کر
تیرا پتہ کیوں نہ پھنسا، اگر کھٹ
جانا تو دونوں جہان کی کیا ہی
تھی زہرہ۔ جوتہ اللہ کیلئے
بٹھا جائے اُس کو شہیدیں
کی طرح خدا کی جانب سے نفا
ملتی ہے۔ غافل نظام عالم
کی بقا کے لئے خدا سے غفلت
اور اندھے پن کی بھی ضرورت
ہے لیکن تیری غفلت سے
بڑھی ہوئی ہے۔
لے غافل۔ اگر انسان ہر
وقت استغراق میں رہے
اور اُس کے حواس مطاع میں
تو اُس کے کم کا سرمایہ گھٹ
جائے۔ ایک۔ لیکن اس غفلت
جو ناسور کے درجہ کی ہو بڑی
چیز ہے۔ جو کہ یادِ جعفر
سویح کی دعوت کو قبول کرنا
تو ایسا ہے جیسا کہ ایک پھول
کے عوض جہن خرید لیا جائے۔
درختناں۔ بلغ۔
اللہ کان للہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ
جو شخص اللہ کا ہوا اللہ اس کا
ہو گیا۔ صحیح۔ ذاتِ شخصیت۔
گشت باقی۔ حدیث میں ہے
مَنْ أَخْبَتْنِي فَكُنْتُ وَمَنْ كَلَسْنِي
فَأَنَا دِيْنِي جو مجھ سے محبت
کرتا ہے میں اسکو شمس کہہ دیتا
ہوں اور جس سے کین کر تا ہوں
اُس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہجو۔
پانی کی بوند کو سورج کی گرمی
ہوا، خاک ختم کر دیتی ہے۔

ذات او معصوم و پابرجا نیک

اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے

تا بیابی در بہای قطرہ یکم

تا کہ قطرے کے عوض سمندر حاصل کرے

در کف دریا شواکین از تلف

دریا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا

قطرہ را بحرے تقاضا کر شدت

کہ قطرے کے لئے سمندر تقاضا کر نینا لاہو ہے

پس چه استادی در ماندی ہلا

تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟

قطرہ رہ بحر پر گوہر بہر

قطرہ دید ہے، جواہر بھرا سمندر ہے جا

کہ ز بحر لطف آمد ایں سخن

کیونکہ مہربانی کے سمندر سے یہ پیغام آیا ہے

چونکہ بحر رحمت ایں نیست

کیونکہ یہ رحمت کا سمندر ہے، نہ نہیں ہے

تا شود چو گان موسیٰ پا ترا

تا کہ موسیٰؑ کا ہاتھ تیرا پاؤں کی گیند بن جائے

بر چنین انعام عام اے بیخبر

اے بے خبر! ایسے عام انعام پر

تا نگر دی در غلط بینی فنا

تا کہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے

چونکہ خواند ستنت بروا معتمد

جب اس نے بتلایا ہے اے معتمد! چلا جا

بر فروزا ایں اشارت بسخن

اس بغیر کلام کے اشارے سے منتور ہو جا

ظاہر شگم گشت دریا و لیک

اس کا ظاہر دریا میں گم ہو گیا لیکن

ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے ندک

اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دریا میں

ہیں بدہ اے قطرہ خود را ایں شتر

ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش

خود کرا آید چیں دولت بدست

یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟

چوٹ تقاضا می کند دریا ترا

جب دریا تجھ پر لطف مانا کر رہا ہے

اللہ زد و دلفروشن و بخیر

خدا کے لئے، جلد بیخ اور خسرید

اللہ اللہ ہیج تاخیرے مکن

خدا کے لئے، باطل تاخیر نہ کر

اللہ اللہ زد و دشتاب و بخو

خدا کے لئے جلد دوڑ اور نکاش کر

اللہ اللہ گوئی شو بیدرستیا

خدا کے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا

اللہ اللہ تو گمان بد مبر

خدا کے لئے تو بدگمانی نہ کر

اللہ اللہ زد و دریا بکفتا

خدا کے لئے، اے نوجوان! جلد حاصل کر لے

اللہ اللہ ترک کن ہستی خود

خدا کے لئے! اپنی ہستی کو چھوڑ دے

اللہ اللہ زد و در تعجیل کن

خدا کے لئے بہت جلد مہلت کر

۱۔ ظاہر شگم گشت دریا و لیک

ہاں گیا بظاہر وہ نہا ہوا ہے چھپتا

وہ زیادہ محفوظ ہو گیا ہے جس

بدہ۔ اپنی ذات کو فنا کر کے فنا

باری حاصل کرنا ایسا ہی ہے

جیسا کہ قطرے کے عوض میں

سمندر حاصل کرنا۔ ایں شرف۔

قطرے کا دریا میں مل جانا

قطرے کی قوت ہے خود گرا۔

یہ سماعت اپنی طاقت سے

حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲۔ چوٹ تقاضا می کند دریا ترا

خود دعوت دے رہا ہے تو

اب توقف کیا ہے۔ اللہ۔

جلد قطرہ دے کر پرجواہر

دریا خریدے۔

۳۔ توئی شو۔ جس طرح موسیٰؑ

کہیں وہ کرنا چاہئے اور اپنے

آپ کو موسیٰؑ کے لئے کی گیند

بنا دینا چاہئے۔ ترک کن۔ اپنی

ہستی کو ترک کر کے قریب حاصل

کر لیا ہے۔ اشارت۔ موسیٰؑ کی

دعوت تقدی اشارہ ہے

اس سے منتور ہو جانا چاہئے۔

اللہ اللہ تا کنوں کڑا باحتی

خدا سے اور بیک تو نے میری بازی ہیں

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید

سبھان اللہ جب اللہ کی مہرانی ہو گئی

اللہ اللہ چونکہ عصیانِ نات تو

خدا کے لئے، جب تک تیرے عذاب

اللہ اللہ چوں زفضلت لساہ داد

خدا کیلئے، جبکہ اُس نے فضل کر کے تجھے راستہ دیا

اللہ اللہ باچنیں کفر دو تو

تعب ہے، ایسے دہرے کفر کے بہتے ہوئے

لطف اندر لطف او کم می شود

مہرانی اُس کی مہرانی میں کم ہوئی ہے

ہیں کہ یک باز فدا تِ نبوآ

آگاہ: ایک جیب باز تیرے ہاتھ آگیا ہے

در پذیرِ ایں چار خلعت و دوزد

ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کرے

گفت باہامان بگویم اے ستیر

اُسے کہا اے پردہ نشین! میں ہامان سے گفتگو کر رہا

گفت باہامان لگو ایں راز را

اُس نے کہا ہامان سے یہ راز نہ کہتا

گردن اندر معصیتِ افراختی

تو نے گردن کو گتہ میں اُبھارا

بے توقف در فے آئینے عیند

اے سرکش! بغیر تاخیر کے اُس سے وابستہ ہوجا

در نمی نالدر بدیتِ مشکِ گو

تیری رسوائی کا باعث نہیں بنے ہیں شکر ادا کر

سرخاک پای او باید نہ ساد

اُس کی خاک پا پر سسر رکھ دینا چاہیے

چوں قبولت می کند اکر ام او

اُس کا کرم تجھے کیوں قبول کر رہا ہے؟

کاسفلے بر خرچِ مفتحم می شود

کہ ایک فردا سا تو ایں آسمان پر جا رہا ہے

یہی طالبِ ایں نیابد در طلب

اِس کو کوئی طلب کرنے والا طلب نہیں پاسکتا

تا بہ بینی در عوضِ صد عز و سود

تا کہ تو بدل میں سینکڑوں عزتیں اور ناموس دیکھے

شاہ را لازم بود رای وزیر

کیونکہ بادشاہ کے لئے وزیر کی رائے ضروری ہے

کو ز کم پیرے چہ داند باز را

کبشتی بڑھیا، باز کو کب جانے؟

قصۂ باز بادشاہ و کم پیر زن کہ در خانہ او بود

بادشاہ کے باز اور اُس بڑھیا کہ قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

او بزدنا خنش بہر ہی

وہ بھلائی کے لئے اُس کے ناخن تراش دی

کو ز کم پیرے بزد کو روار

گڑی بڑھیا، اندھے پن سے کٹ دے

باز اُپسیدے کم پیرے دی

ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کوئے رہا ہے

ناخن کے اصل کا رست و ترکا

وہ ناخن جو اصل کام اور اولیٰ (شکار) ہیں

۱۔ اگر اللہ حضرت آپؐ نے فرمایا تو اب تک میری جان چلتا رہا ہے اور گناہوں میں سر ملندی حاصل کرتا رہا ہے۔ عنایت۔ خدائی توفیق۔ تمہید۔ بخشش۔ شکر گو۔ اِس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ ایک کے علاوہ تیری رسوائی کا باعث نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ کفر و کفر و خود فرعون کا کفر اور اُس کی قوم کا کفر۔ غلط۔ نیچے درج کے انسان کو ملنے کی ماحول ہو رہی ہے۔ باز ہے۔ یعنی توفیقِ خداوندی۔ نیابہ۔ یہ سعادتِ قربتِ بازو سے عمل نہیں ہو سکتی ہے۔ پارہقت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے پر تجھے ماحول ہو جائیں گی۔

۳۔ گفت۔ حضرت آپؐ کی باتیں سن کر فرعون نے کہا میں اِس معاملہ میں ہامان وزیر سے مشورہ کروں گا۔ کو ز کم پیرے۔ گڑی بڑھیا اور باز کا قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔ اچسیدے۔ سفید باز بہت قیمتی ہوتا ہے۔ ناخن۔ باز کے تمام ہنروں کا مدار اُس کے ہنموں پر ہے۔ کو روار۔ اندھا ہیں

لہ کر کہا۔ بڑی عورت نے
یہ بھی کہا کہ باز کی ان کہاں
چلی گئی تھی کہ اس کے نام
اس قدر بڑھ گئے ہیں چنانچہ
اس بڑی عورت نے اس باز کے
بڑے اور چوڑے کاٹ ڈالے۔
شکل۔ یہ ایک ترکی کھا ہے
جو دیے اور شور بے طرح کا
ہوتا ہے چشم گیر۔ باز شجاع
کو نہیں پتا ہے تو بڑی اور
غضبناک ہوتی ہے اور اس کی
عزت کے پر دے چاک ہو
جاتے ہیں۔ حقیر سرکش اقبال
محبت۔

۱۵ آہ شجاع۔ ہنر شکن
دینی ہے اور کہتی ہے کہ اگر
بے غیر کی روئی پسند نہیں ہے
قرہ کھلے۔ فطیر۔ وہ روئی
جس میں غیر نہ ہو کھل گھما۔
مغفر۔ سر پر اوڑھنے کی کوس
کی خون بہاں مراد سر ہے۔
یاد۔ اب اس باز کو بادشاہ کی
محبت یاد آتی ہے۔

۱۶ ناں دو چشم یعنی باز کی
وہ آنکھیں جو نازنین تھیں جن
سے وہ شاہ کا ویدار کرتا تھا۔
ماذراغ۔ وہ لیر می نہیں ہے
بصر کے دائرہ میں قرآن نے
کہا ہے کہ آنکھوں کی نگاہیں
صبر نہیں اور ان کو دیر
رب حاصل ہوا۔ بے شکاں۔
قلزم۔ سمندر۔

کہ کجا بود دست مادر تاترا
کہ تیسری، ان کہاں تھی کہ تیسری
ناخن و منقار و پرش را برید
ناخن اور اس کی چوچ اور اس کے پر کاٹ ڈالے
چونکہ شجاعش دہداؤ کم خورد
جب وہ اس کو دیا دیتی وہ نہ کھاتا
کہ چشیں شجاع چقیم ہست تو
کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلیا پکایا
تو سزائی مرہماں ادا بار را
تو اسی بد بختی کے لائق ہے
آہ شجاعش دہداکس را بکیر
اُس کو دیے کا پانی دیتی ہے کہ لے لے
آہ شجاعش نگیر و طبع باز
باز کی طبیعت اس دلیے کے پانی کو قبول نہیں کرتی جو
از غضب آتش سواں بر سر
غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیا اُس کے سر پر
اشک از آن پیش فرویز در سوز
سوزش سے اُس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں
زاں دو چشم نازنین دلال
اُن نازنین پر غصہ آنکھوں سے
چشم ما ز اغش شدہ زخم زراغ
اُنکی کہ نہ ہو والی آنکھ کو اس کے زخم سے بے چینی
چشم دریا بے طے کز بسط او
سمندر کی دست والی آنکھ جس کی کشادگی
گر ہزاراں چرخ در پیش رود
اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

ناخناں زینیاں دراز ست گیا
ناخن اتنے بے ہیں، اے بے ماس!
وقت مہرایں می کند زال پلید
ناپاک بڑھا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی جو
خشم گیر دہر بار بار دردد
غصہ میں ہر ماتی ہے محبتوں کو پاک کر دیتی
تو تکبتر می نمائی و محتو
تو تکبتر اور سرکش کرتا ہے
نعمت و اقبال کے سازد ترا
نعمت اور خوش نصیبی تجھے کب موافق آسکتی جو
گر نمی خواہی کہ نوشی زان فطر
اگر بے غیر کی روئی کھانا نہیں چاہتا ہے
زان بتر ز نجد شود شمش را ز
اس وہ اور زیادہ رنجیدہ ہوتی جو اور اس کا فتنہ بھگاتا
زن فرویز شود گل مغفرش
عورت ڈال دیتی ہے، اُنکی کو پڑی گئی ہر ماتی جو
یاد آر دلف شہ دل فروز
دل کو شہزادہ کر نزلے بادشاہ کی مہربانی اسکو یاد آتی جو
کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
جو شاہ کے چہرے کو بیکھ بیٹکوں کلمات کہتی تھیں
چشم نیک از چشم بد بادرد داغ
اچھی آنکھ بد نظر سے درد اور داغ والی (ہو گئی)
ہر دو عالم می نماید تار مو
دونوں جہاں ایک بال نظر سے آتے تھے
ہمچو چشمہ پیش قلزم کم شود
چشم کی طسرح سمندر میں گم ہو جائیں

چشمِ بگذشتہ ازیں محسوسہا
وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے نہیں ہوتی ہے
خود نمی یا ہم یکے گوشے کہ من
میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
می چکید آں آبِ محمود جلیل
اُس سے وہ قابلِ تعریفِ عظیم آنسو نکلتے
تا ہمالہ دربر و منقارِ خویش
تا کہ ابھی چونچ اور پروں پر ملیں
باز گوید چشمِ کم پیر آفرخت
باز کہت اگرچہ بڑی ہی کا غصہ بڑی اٹھا ہے
باز جا ہم باز صد صورت تند
میری جان کا باز ہر سینکڑوں صورتیں مل کر لگا
صانعِ اریکدم کہ آرد باشکوه
حضرت صانع اگر ایک پر شوکت چمنک لادیں
دل ہی گوید خموش و ہوشدار
دل کہتا ہے کہ چپ اور ہوش میں آ
غیرتش را ہست صد علم نہا
اُس کی غیرت میں سینکڑوں علم پوشیدہ ہیں
نخوت شاہی گرفتار جامی پند
شاہی تخت پر اُس کی نصیحت کے مقام پر قبضہ کر لیا
کہ کنم بارائے ہاں مشورت
کہ میں ہاں کی رائے سے مشورہ کروں گا
منصفی را رای زن صدیق
حضرت منصف کے مشیرانہ کے صدیق ہیں
عرق جنسیت چنانش خد کرد
ہم جنس ہونے کی رنگ نے اُسکو ایسا کہیں

یافتہ از غیب بینی بوسہا
غیب میں سے لڑتیں محسوس کئے ہوئے ہے
نکتہ گویم از اں چشمِ حسن
کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہیں کیوں
می رلوے قطرہ اش را جبریل
کہ جبریل اُس کے قطرے کو لے اڑتے
گردہ دستورش آں خوبش
اگر وہ پاک خلعت اُن کو اجازت دے
فرو نور و صبر و حلم و انسوخت
میری شان و شوکت اور اور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا
زخمِ بر نافت نہ بر صالح زند
وہ اوشی پر نہ حضرت صالح پر زخم لگاتی ہے
صد چنایاں ناقہ بزاید متین کوہ
بہاؤ کی چنان ایسی سینکڑوں اونٹیاں جن سے
ورنہ درانید غیت پرودتار
ورنہ غیرت اعداؤندی تانا بانا اُدھر دنگی
ورنہ سوزیدے بیک دم صد جہا
ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہاں بھونکے
تا دل خود را زیندا و گرد بند
حاشی کہ اُس نے نصیحت کہا ہے دل کو روک دیا
کوشت پشت ملک قطبِ مقدس
کیونکہ وہ سلطنت کی پشت اور اتھار کا دار ہے
رای زن بوجہل را شد بولہب
ابو جہل کا مشیر ابولہب ہوا
کاں نصیحتہا بہ پیش گشت کرد
کہ وہ نصیحتیں اُس کے لئے ٹھنڈی پڑ گئیں

لے چشم باز سے مراد اٹھ
کا وہ ولی ہے جو منافق ہوں
میں جنس جاتا ہے ایسے ولی
کی آنکھیں محسوسات سے گذر
کہ منیفات سے غلط انداز
ہوتی ہیں۔ می چکید وہ آنسو
اس قدر قیمتی ہوتا ہے کہ
کو حضرت جبریل اٹھا لیتے
ہیں اور نیز کا اپنے جسم پر
لٹے ہیں۔

لے باز گوید وہ ولی جو
کہ اُنھوں تکلیف اٹھا رہا
ہے کہتا ہے کہ مخالفوں کے
غصے سے میرے استقلال
میں کوئی فرق نہیں آسکتا
ہے۔ باز جا ہم اگر مادی جسم
ہوا بھی ہو جائے تو کیا پروا
ہے اس کی مثال تو حضرت
صانع کی اوشی کی سی ہے
نصیحت حضرت صانع
میں تھی نہ کہ اوشی میں۔

لے غیرتش غیرت خداوندی
بڑی بڑ بڑا ہے ورنہ جس طرح
کے نہیں راز افشا کرنے سے
وہ اس قدر غضبناک ہوتا
کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ عزت۔
یعنی فرعون کا شاہی تختہ
نصیحت قبول کرنے سے اُلٹ
بنا کہ کٹم۔ بکتر کی وجہ سے اُس
نے کہا میں اپنے وزیر ہاں
سے مشورہ کروں گا۔ منصفی
ہم جنس ابھی جنس سے مشورہ
کرتا ہے آنحضرت کے مشیر حضرت
ابوبکر تھے اور ابو جہل کا مشیر
ابولہب تھا نصیحت نہ تھا۔ یعنی
حضرت اسیر کی نصیحتیں۔

جنس سوی جنس صدیرہ یزد
جنس سوی جنس صدیرہ یزد
جنس سوی جنس صدیرہ یزد
جنس سوی جنس صدیرہ یزد

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان غشیدہ بود و خطر افتان را
قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان غشیدہ بود و خطر افتان را
قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان غشیدہ بود و خطر افتان را
قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناودان غشیدہ بود و خطر افتان را

گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گفت شد بر ناودان طفلے مرا
گفت شد بر ناودان طفلے مرا

یک زنی آمد بہ پیش منقضی
یک زنی آمد بہ پیش منقضی
یک زنی آمد بہ پیش منقضی
یک زنی آمد بہ پیش منقضی

لے جنس۔ ہر چیز میں جنس
لے جنس۔ ہر چیز میں جنس
لے جنس۔ ہر چیز میں جنس
لے جنس۔ ہر چیز میں جنس

مثنوی بام آمد ز متن ناوداں

پر ناز پر سے کونٹے پر آگ

عزیزاں آمد بسوی طفل طفل

کھٹکٹا کھٹکٹا بچہ بچہ کی طرف آگ

زاں بود جنس بشر پیغمبران

ایں نے پیغمبر انسان کی جنس کے ہوتے ہیں

پس بشر فرمود خود را مثلکم

پس انھوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کیا

زانکہ جنسیت عجائب جاذبے

کیونکہ جنسیت عجیب جاذب ہے

عیشی وادریں برگردوں شد

حضرت عیسیٰ اور ادریس آسمان پر چلے گئے

بازاں ہاروت وماروت از بلند

پھر وہ ہاروت وماروت بلندی سے

کافراں ہم جنس شیطان آمدہ

کافر شیطان کے ہم جنس ہیں

صدر ہزاراں توی بد امنوختہ

انھوں نے لاکھوں بڑی مادیں سیکھ لیں

کتریں خوشاں بدستے این حسد

حسد ان کی کم از کم عادت ہے

زاں سگاں امنوختہ قہر و حسد

انھوں نے ان کتوں سے کینہ اور حسد سیکھا

ہر کیرا دید او کمال از چپ و راست

وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحب گمان دیکھتا ہے

زانکہ ہر بد بخت خرمن سوختہ

کیونکہ جس بد بخت کا گلیبان جل گیا ہو

جاذب ہر جنس را ہم جنس اں

ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا ہے

وارمید از او قنادن مثنوی طفل

بچے گرنے سے نجات پاگیا

تا بجنسیت رہند از ناوداں

تا کہ جنسیت کی وجہ سے پر ناز سے نجات پائیں

تا بجنس آیند و کم گردند کم

تا کہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور کم نہ ہوں

جاذبش جنس ست ہر جا طلبے

جس جگہ کوئی طلبہ رہے جنس اس کی جاذب

بالمالک چونکہ ہم جنس آمد

چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے

جنس تن بودند از ان زیر آمدند

اچونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے

جان شاں شاگرد شیطانا شدہ

ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی

دید بے عقل و دل بردوختہ

مقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں

آں حسد کہ گردن ابلیس زد

وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی

کہ نخواہد خلق را ملک ابد

جو مخلوق کے لئے ابھی سلطنت نہیں چاہتے

از حسد تو بخش آمد و درخواست

تو حسد کی وجہ سے اس کو قہر کا درد ہوتا ہے

می نخواہد شمع کس افروختہ

وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

۱۔ مثنوی بام۔ وہ بچہ پر ناز

سے محبت بر آگیا۔ جاذب۔

کھینچنے والا طفل یعنی زمین۔

زاد۔ چونکہ ہر چیز اپنی جنس کی

طرف مائل ہوتی ہے اسی لئے

انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔

مثلاً۔ حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے

کہ میں بھی تمہاری طرح انسان

ہوں۔ طاہت۔ جو طلبہ گاہر ہوتا

ہے اس کو اس کی جنس اپنی

طرف کھینچتی ہے۔

۲۔ عیسیٰ حضرت مسیحؑ اور

حضرت ادریسؑ آسمان پر چلا

گئے۔ چونکہ وہ ملائکہ کے

ہم جنس تھے۔ ہاروت۔ ہاروت

اور ماروت فرشتے تھے لیکن

انہوں کے ہم جنس تھے۔

۳۔ آسمان سے زمین پر بھیجے

گئے۔ کافروں۔ کافر شیطان کے

ہم جنس ہیں اسی لئے ان سے

ان کی مادیں یکہ ہوتے ہیں۔

۴۔ کتوں۔ جسد شیطان کی

خصالت ہے جو کافروں نے

اس سے سیکھی ہے۔ ملک۔ بادشاہ

یعنی آخرت کی زندگی بہر گرا۔

شیطان چونکہ اپنا سب کچھ تباہ

کر چکا ہے اسلئے وہ کسی کی نیکی

کو برداشت نہیں کرتا ہے اور

کسی کی نیکی کی شمع کو روشن

نہیں دیکھ سکتا

لے جن اگر انسان کے ہیں
کمال نہیں ہوتا ہے تو وہ دوسرے
پر خد کرنا ہے اور دوسرے
کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا
ہوتا ہے نفی۔ ماضی کا
مختلف ہے۔ از خدا۔ خدا کا
دفعہ خدا کر سکتا ہے مثنوی ہے
اگر انسان اپنے احوال میں
مشغول ہوتا ہے تو اس کو
دوسرے کے دیکھنے کا موقع
نہیں ملتا اور وہ خدا سے محروم
رہتا ہے۔ جبر۔ خدا نے بہت
سی چیزیں ہیں وہ خاصیت
دیکھی ہے جو دوسروں میں
مشغول ہونے سے محروم نہ
رہتی ہے۔

لے خاصیت۔ جنگ۔ بھی
دوسروں کے احوال سے بے
نیاز کر دیتی ہے۔ کرد۔ مجنون
یقل کے غلام بر ماضی ہو کر
دوسروں سے غافل ہو گیا تھا۔
صد ہزاروں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا
میں بہت سی چیزیں ایسی پیدا
فرمائی ہیں جو دوسروں کے
احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔
ہست۔ نفس ایسی مستیوں میں
بتلا ہے جو اس کو رہنمائی سے
غافل بنا دیتی ہیں۔

لے ہست۔ عقل ایسی مستیوں
میں رہتی ہے جس سے وہ
اپنی مقام حاصل کر لیتی ہے
جس کے نتیجہ میں اس کی پرواز
آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔
جن۔ انسان کو مستیوں میں
فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں
جو حضرت مصطفیٰ کی مستی اور رحمتی
کی مستی جدا کا ہے۔ محبت۔ غم

ہیں کمالے دست آوڑا تو تم

خبردار! کمال حاصل کر تاکہ تو بھی

از خدای خواہ دفعِ ایں حسد

اس حسد کا دفعیہ خدا سے چاہ

مر ترا مشغولیے بخشد دروں

تجھے (اپنے) باطن کی مصروفیت عطا کر دے

جرعہ مے را خد آں می ہد

خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے

خاصیت بنہادہ در کف حشیش

ایک مثنوی بھنگ میں اس نے خاصیت کر رکھی ہے

خواب را یزداں بد انسان میکند

نیت کو خدا ایسا کر دیتا ہے

کرد مجنوں را ز عشق یونستے

مجنون کو کمال کے عشق سے ایسا کر دیا

صد ہزاراں ایں جنیں می از او

وہ اس طرح کی لاکھوں دیخوڑیاں پر کرتا ہے

ہست میہمای شقاوت نفس را

بدستی کی شد میں نفس کے لئے ہیں

ہست میہمای سعادت عقل را

نیک بختی کی شد میں عقل کے لئے ہیں

خیمہ گردوں ز مرستی خویش

وہ اپنی مرستی سے آسمان کے خیمہ کو

ہیں بہرستی دلا غرہ مشو

خبردار! لے دلی بہرستی سے دھوکا نہ کھا

ایں جنیں مے را بخوریں جنبہا

ان مشکوں سے ایسی شراب پی

از کمال دیگران نفی بغم

دوسروں کے کمال سے غم میں مبتلا نہ ہو

تا خدایت و اربانذیں حسد

تاکہ خدا تجھے اس حسد سے نجات دیدے

کہ شہر وازی ازاں مثنوی بڑوں

تاکہ تو اس جانب سے باہر مشغول نہ ہو

کہ بد و مست از دو عالم می ہد

کہ اس کا مست دونوں عالم سے نجات پائے

کو زمانے می رہاندا ز خویش

کہ وہ اس کو تھوڑی دیر کیلئے خود کی بنیاد پر

کز دو عالم فکرا بر می کند

کہ دونوں جہان کے فکر سے بے طرف کر دیتا ہے

کو نہ بشناسد عدو و از دوستے

کہ وہ دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا

کہ برادر اراکات تو بگمارد او

جو وہ حیرت محورات پرست کر دیتا ہے

کہ ز رہ بیروں برداں تحس را

جو اس محسوس کو گراہ کر دیتی ہیں

کہ بیابند منزل بے نقل را

کہ وہ منتقل نہ ہو نہ والی منزل کو مائل کر لیتی ہو

بر کند زان شو بکیر دراہ پیش

اٹکاڑ دیتی ہے اور اس جانب آگے راست اختیار کر لیتی ہو

ہست عینی مست حق خرمش

حضرت عینی اللہ کے مست اور گدھا بھوکا مست ہے

مستیش بنود ز کو تہ دُنہبا

اس کی مستی کو تہ دم والوں کیلئے نہیں ہے

زانکہ ہر معشوق چوں خُست پُر
کیونکہ ہر معشوق مُٹنے کی طرح پُر ہے
مے شناسا ہین کچش با احتیاط
لے شراب کے پہچانتے والے! احتیاط پر کچھ
مے شناسا ہین کچش از روی شش
لے شراب کو پہچانتے والے! شرابی سے کچھ
ہر دوستی می دہندت لیکالیں
تجھے دونوں ست کرتی ہیں سیکس
تازہ می از مکر و وسواس و حیل
تا کہ تو مکر اور وسوسوں اور حیلوں سے نجات پا جا
انبیاء چوں جنس روح اند ملک
انبیاء چونکہ روح اور فرشتہ کے ہم جنس ہیں
باد جنس آتش ست و یار او
ہوا، آگ کی جنس اور اُس کی پار ہے
چوں بہ بندی تو مہر کوزہ نہی
اگر تو خالی پیار کے سہر کو بازو دے
تاقیامت او فرو ناید بپست
وہ قیامت تک نیچے کی جانب تَرخ نہ کرے گا
میل بادش چوں سوی بالابود
چونکہ اُس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
بازاں جانہا کہ جنس انبیاست
بہر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
زانکہ عقلش غارت وے ز رشک
کیونکہ اُس پر عقل غالب ہے اور بغیر رشک کے
واں ہوا ی نفس غالب برعد
خواہش نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے درود و گر صافی چودر
ایک تہمت دوسرا سوتی کی طرح صاف
تا مے یابی مُنترہ ز اختلاط
تا کہ تو میل سے پاک شراب مائل کر لے
آں مے صافی کز و گردی حمش
اُس صاف شراب کو جس سے تو غاموش ہو جا
مستیت آرد کشاں تار بیں
مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
لے عقل عقل در قصل مجمل
وہ عقل کی رستی کے بغیر اچھل کود میں ہے
مر ملک را جذب کردند از فلک
فرشتہ کو آسمان سے کھینچ لیا
کہ بود آہنگ ہر دو بر غلو
کیونکہ دونوں کا قصدا اوپر کی جانب ہے
در میان حوض یا حوض نہی
حوض یا نہر میں اُس کو رکھے
کہ دلش خالی ست در فے باد
کیونکہ اُس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہول ہے
ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
سوی ایشان کش کشاں میں سہا
وہ سایوں کی طرح ان کی جانب کش میں ہیں
عقل جنس آمد خلقت با ملک
عقل خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
نفس جنس اسفل آمد شد بدو
نفس اسفل کا ہم جنس ہے اُس پر نف ہے

لے زانکہ ہر شیش کی صحت
میں کشش ہوتی ہے لیکن ہر
کشش کا مقیم ہونا ضروری
نہیں ہے۔ جسے شناسا ملک
کو اختیار کرنا چاہیے اور وہ
کشش اختیار کرنی چاہیے
جو غاص ہو۔ گردی حمش۔
اُس کشش کو اختیار کرنا چاہیے
جو اُن را کہ شرابہ خبرش باز
نیامدہ کا مصداق ہو۔ تار بیں
وہیں۔ جو کشش خدا کی طرف
لے جائے وہ کشش اختیار
کرنی چاہیے۔ عقل مجمل۔ اسفل
کا رقص یعنی بے قاعدہ چل کود۔
سہ انبیاء۔ انبیاء کا تعلق ملکہ
الہی سے ہوتا ہے اسلئے فرشتے
اُن تک پہنچا لیتے ہیں۔ آہ
ہوا اسلئے کا مروج اوپر کی
جانب ہے۔ چوں خالی پیارے
کو اگر سر بند کر کے پانی میں ڈالو
تو چونکاس میں ہوا بھری ہوئی
ہے وہ نیچے نہ جائیگا۔ میل
بادش۔ وہ ہوا اُس پیارے کو
بھی نیچے نہ جانے دے گی۔
سہ آہ۔ جو درمیں انبیاء کی
ہم جنس ہیں وہ انبیاء کے ساتھ
سایہ کی طرح لگی رہتی ہیں۔
زانکہ۔ اُن لوگوں میں عقل کا
غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتہ
کی ہم جنس ہے۔ ہوا ی نفس۔
خواہشات نفس کا میلان
اسفل کی طرف ہے۔ بدو۔
اسپر نف ہے۔

بوڈ بطنی جنس فرعون ذمیم

قبلی بڑے فرعون کا ہم جنس تھا

بوڈ ہا ماں جنس مرفعون را

ہا ماں فرعون کا ہم جنس تھا

لاجرم از صدر در قعرش کیشد

لا محالہ اس نے اسکو بندی سے گہرائی کی کثرت کیجی

ہر دوسوزندہ چوں دوزخ ضد نو

دوڑن جلتے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں

زانکہ دوزخ گوید اے مومن زود

کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد

لے نقل فرعون کی قوم الہ

سبطی بنی اسرائیل ہا ماں

فرعون کا وزیر بادشاہ اسرائیل

ہونے لے فرعون کا ہم جنس تھا

اسی لئے فرعون نے اسکو شہ

کے لئے منتخب کیا۔ لاجرم

ہا ماں کے مشورے سے وہ

تباہی کے گڑھے میں گر گیا۔

زانکہ دوزخ اور نور میں تضاد

ہے دوزخ نور ہا ماں سے

متضاد اور نور دوزخ سے متضاد

ہے۔

۴۴ در بیان اس حدیث سے

نور اور نار کے تضاد کو سمجھانا

مقصود ہے۔ لہذا جس وقت

مومن بی مراط سے گزرے گا

جہنم یہ کہے گی۔ نور جو۔ یعنی

بشتی۔

۴۵ در حدیث یہ مضمون مذکور

میں مذکور ہے۔ چاہے ہر انسان

میں جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے

غور کر لینا چاہیے کہ اس میں

کفر کی کیش ہے یا دین کی

کیش ہے۔

بوڈ بطنی جنس موسیٰ کلیم

سبطی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا

برگزیدش بڑوتا صدر سرا

اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے باغشیں بکھے گئے

کہ زو جنس دوزخ انداں دو پلید

کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے

ہر دو چوں دوزخ ز نور دل نفور

دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متنفر ہیں

برگزید کہ نور ت آتش را ر نو

گذر ہا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

۴۶ در بیان حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جوزیا مومن فان نورک اطفاء نارک

آنحضرت کی حدیث کے بیان میں گراے مومن گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

آتشم را چوں کہ دامن می کشد

میری آگ کو جب وہ ناز سے چلتا ہے

زانکہ طبع دوزخستش اے صنم

لے پیارے کیونکہ اس کا مزاج دوزخی ہے

کہ گریز د مومن از دوزخ بجاں

مومن دوزخ سے جان بھا کر صاف گاتا ہے

ضد نار آمد حقیقت نور جو

نور کے طاب کی حقیقت آگ کی ضد ہے

چوں اماں خواہد ز دوزخ از خدا

خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے

کہ خدایا دور دارم از فلاں

کو اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ

کہ تو جنس کیتی از کفر و دیں

کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

بگذر اے مومن کہ نور ت می کشد

لے مومن! گذر جا کیونکہ تیرا نور مجھ کو

می رنداں دوزخی از نور ہم

وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے

دوزخ از مومن گریز و آبخناں

دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح

زانکہ جنس نار بنمود نور او

اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے

در حدیث آمد کہ مومن در غا

حدیث اشرف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں

دوزخ از فہم اماں خواہد بجا

دوزخ اس سے (دل) جان سے پناہ چاہتی ہے

جاذب جنسیت اکنوں بہ ہیں

جنسیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے

۴۷

۴۸

۴۹

گر بہا ماں مائل ہا مانی

اگر تو ہاں کی طرف مائل ہے ہا مانی ہے

و رہ ہر دو مائل آئینختہ

اگر تو دونوں کی طرف مائل ہے ہا کیا ہوا ہے

ہر دو در جنگند ہاں ہاں بلکوش

دونوں بر سر پیکار میں ہاں ہاں کوشش کر

ساغر صدق از کف موسیٰ بوش

حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے چٹائی کا پیرا ہوا

در جہاں جنگشادی اس کست

جہاں کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے

جہد کن تا نصرت شکستہ شود

کوشش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھائے

ایں حدیث آمد درازے ناگزیر

یہ بات ایسی ہر گز محسوری تھی

و رہ موسیٰ مائل سبحانی

اگر تو موسیٰ کی طرف مائل ہے تو یقینی ہے

نفس و عقلی ہر دو آں آئینختہ

نجم میں نفس اور عقل دونوں ملے ہوئے ہیں

تا شود بر نفس غالب عقل و ہوش

تاکہ عقل اور ہوش نفس پر غالب آجائے

تا شود غالب معانی بر نقوش

تاکہ معانی نقوش پر غالب آجائیں

کہ مبنی بر عدو ہر دم شکست

کہ تو ہر وقت دشمن پر شکست دیکھے

گرچہ فرعون دنیٰ اس نشود

خواہ کینہ فرعون یہ نہ سنے

باز گواضلال فرعون مشیر

فرعون کے مشیر کو گمراہ کرنے کی بات کر

مشور کردن فرعون با وزیرش ہا مانی ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام

فرعونؑ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہا مانی سے مشورہ کرنا

گفت با ہا مانی برای مشورت

مشورے کی غرض سے ہا مانی سے کہا

گفت و محرم ساخت آں گمراہ را

اُس گمراہ سے کہا اور اُس کو ماز دار بنالیا

جست ہا مانی و گریباں ادرید

ہا مانی آپہن پڑا اور گریبان پہنا دیا

کوفت دستار و گلہ را بر زمین

ٹوپی اور عمامہ کو زمین پر پٹخ دیا

ایچنین گستاخ آں حرف تباہ

وہ بُری بات ایسے گستاخ نے

آں تئیزہ رُو بسختی عاقبت

بالآخر اُس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے

وعد ہای آں کلیم اللہ را

کلیم اللہؑ کے وعدوں کو

گفت با ہا مانی چوتنہایش بدید

جب ہا مانی کو تنہا دیکھا اُس سے کہا

بانگہاز و گریہ ہا کرواں لعین

اُس لعین نے نہ رے گائے اور رونے لگا

کہ چکو نہ گفت اندر رُوی شا

کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہیں؟

۱۵ گمراہ ہا مانی اگر ہا مانی

ہا مانی کی طرف مائل ہے تو وہ

ہا مانی کی پس سے ہے اور اگر

موسیٰ کی طرف میلان ہے تو وہ

انسان اللہ والا ہے۔ و رہ ہر دو

اگر انسان کا خیر اور شر دونوں کی

طرف میلان ہے تو معلوم ہوا

کہ اُس میں نفس اور عقل کی

کفایت جاری ہے۔ ساغر صدیق

انسان کو کوشش کرنی چاہیے

کہ اُس پر عقل کا ظہور ہے۔

۱۶ در جہاں ہاں کوشش

میں کامیابی یہ ہے کہ انسان

ہر وقت نفس کو مغلوب رکھے

گرچہ جس کی طبیعت فاسق ہو

برگی وہ اپنی طبیعت کو قبول

دیکھ کر کجا اعتدال یعنی ہا مانی نے

فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔

۱۷ آن تئیزہ رُو یعنی فرعون

کھیراٹہ حضرت موسیٰؑ نے

ہا مانی کے پر جو وعدے کئے

تھے وہ سب ہا مانی سے کہہ چکا

جست۔ ہا مانی اچھا اولاد اُس

نے اپنا گریبان جاک کر ڈالا۔

کہ چکو نہ۔ اور کئے دغا کو موسیٰؑ

کو کیسے جرات ہوئی کہ تجھ سے

شاور سے ایسی باتیں کرے۔

لے مولا عالم۔ ہاں نے فرعون
سے کہا کہ تو نے تمام عالم کو
تابع فرمان بنالیا ہے۔ اور
سلطنت کے معاملات کو
سونے کی طرح چمکدار کر دیا ہے۔
لہاج۔ چمکدار خراج۔ معمول
جو بادشاہ کو ادا کیا جائے۔

بادشاہان۔ دنیا کے بادشاہ
تیرے دنگ خاک پاشا غمز
سمتے ہیں۔ منہ پ باغی۔
مخالف لشکر ہائے لشکر
کو دیکھ کر ہوا گھبراہٹ ہے۔

لے تاکوں۔ قریب تک مسجود
بننا ہوا ہے لوگ تجھے سجدے
کرتے ہیں اب تو غلاموں کا
غلام بنے گا ایسی زندگی سے
بڑا ناگیاں بہتر ہیں تھے کوش۔

سویں ہر ایمان لانے سے پہلے
مجھے قتل کر دے تاکہ تیری
رہنمائی اور دولت میری
آنکھیں نہ دیکھیں۔

لے خود۔ یہ اب تک نہیں ہوا
کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشا
بنے یا ہو گا۔ جنگا ناں۔ یہ

اسرائیلی جواب تک ہمارے
غلام ہیں وہ شریک سلطنت
نہیں چاہتے روشن دشناں۔

اس حالت سے دوست بخیر
ہونگے اور دشمن خوش ہونگے۔
اور ہر مالیش و عشرت خاک میں
نہ باقیگا تزئین کھڑا ہیں۔

دوست۔ جس ہاں کو دوست
اور دشمن میں تیز نہ تھی لہذا
وہ اپنی بازی کھیل رہا تھا۔

مجملہ عالم را مستحضر کردہ تو

تو نے تمام دنیا کو تابع فرمان بنالیا ہے
از مشارق و زمرقارے لہاج

مشرقوں اور مغربوں سے بلا جھگڑے کے
بادشاہاں لب ہی مانند شاد

سب بادشاہ خوشی سے ہرٹ ہوتے ہیں
اسپ باغی چوں بہ بیند اسپ

باغی گھمراہ بوجہ ہمارے گھمڑے کو دیکھتا ہے
تالکوں معبود و مسجود جہاں

اب تک تو عالم کا مسجود اور مسجود
در نزار آتش شدن نیں خوشترست

ہزار آگروں میں ہونا اس سے بہتر ہے
نے بکش اول مرا لے شاہ ہیں

نہیں لے بادشاہ! خبردار پہلے مجھے قتل کر دے
خسرو اول مرا گردن زن

اے شاہ! پہلے مجھے قتل کر دے
خود بنو دوست مبادا ایں چنیں

ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو
بندگاناں خواجہ تاش ماشوند

ہمارے غلام، ہمارے ہمسر بنیں
چشم روشن دشمنان دوست کو

دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا
تزییف سخن با مان با فرعون علیہ اللعنة

فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہاں کی باتوں کی کزوری

کار را با بخت چوں زر کردہ تو

تو نے اقبال مندی سے کام کو سونے کی طرح کر دیا
سوئی تو آرنند سلطاناں خراج

بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
برستانہ خاک تو لے کیقباد

لے مالہ مقام تیسرے آستانہ کی خاک پر
رو بگرداند گریز دے عصا

بغیر ڈنڈے کے رُخ پھر لیتا ہے ہمالیہ جاتا ہے
بودہ، گردی کمیستہ بندگاں

رہا ہے، (اب) حقیر ترین بندہ بنے گا
کہ خداوندے شود بندہ پرست

کہ ایک آفت غلام پرست بنے
تانہ بیند چشم من بر شاہ ہیں

تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی۔ مالیت نہ دیکھے
تانہ بیند ایں مذلت چشم من

تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے
کز میں گردوں شود گردوں میں

کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین
بید لا ماں دلخراشش ماشوند

ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے نہیں
گشت مارا پس گلستاں قعر کو

تو ہمارے لئے چمن بربک گرما بن جائے
دوست از دشمن ہی نشنا او

دوست اور دشمن کی پہچان نہ ہو
نزدرا کورانہ کثر می باخت او

اُس نے اندھے پن سے بازی آئی جلی
دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا

دشمن تو جو تُو بنو دے لے

لے ملعون! حیر دشمن تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے

پیش تو ایس حالتِ بندِ ولایت

تیرے لئے یہ بڑی حالتِ دولت ہے

گرازیں دولتِ تنازی خنزیرا

اگر تو ایس دولت سے آہستہ آہستہ بھاگے گا

مشرق و مغرب جے تو کس پیدہ آند

مشرق و مغرب نئے جو جیسے بہت دیکھے ہیں

مشرق و مغرب کہ بنو بد برقرار

مشرق و مغرب جو پائیدار نہیں ہیں

تو بد اں فخر آوری کز ترسِ بند

تو ایس پر فخر کرتا ہے کہ خوف اور بندش ہے

ہر کرا مردمِ سجدے می کنند

جس شخص کو لوگ سجدے کرتے ہیں

چونکہ برگردانِ و اں ساجدش

جب وہ سجدہ کرنے والا اُس روز گردان کرتا ہے

اے خنک آں را کہ ذلتِ نفس

مبارک باد ہے اسکے لئے جس کا نفس خاکسار بنا

ایں تکبر زہرِ قاتل اں کہ بہت

ایں تکبر کو زہرِ قاتل سمجھ کر جو ہے

چوں مے پُر زہر نوشد مدبرے

جب کوئی بد نصیب نہری ہوئی شراب پیتا ہے

بعدیک دم زہرِ درجاش نقد

تھوڑی دیر کے بعد ہر ایسی جان میں اثر کرتا ہے

گرداری زہرِ شیش را اعتقاد

اگر تو اسکے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں را مگو دشمن بکیں

کیست سے کہے تصوروں کو دشمن نہ کہہ

کہ دوا دوا دل و آخر کسیت

کہ جس کی ابتدا بھاگ دوا اور آخر لات ہے

ایں بہارت را ہی آید خزاں

تیری اس بہار پر خسراں آجائے گی

کہ سرایشاں زتنِ بریدہ آند

جن کے سرِ دھڑے جدا کر دیئے ہیں

چوں کنند آخر کے را پائیدار

وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟

چاپلوست گشتِ مردمِ روزِ چند

چند روز کیلئے انسان تیرے خوشامدی بن گئے ہیں

زہر اندر جانِ آدمی آگند

اُس کی جان میں زہر بھرتے ہیں

داند اوکاں زہر بود و موبدش

وہ جان ہوتا ہے کہ وہ اور اُس کا سرور و لذت

وای آں کز سرکشی شد چوں او

اُس پرانوس جو سرکشی سے بہاؤ کی طرح بلیکا

از مے پُر زہر گشتاں بیج و مست

زہر بھری شراب کی قسم ہے (جس) وہ حق اور

از طرب یک دم بختباند سرے

تھوڑی دیر ہستی سے جھومتا ہے

زہرِ درجاش کند داد و دستد

زہر ایسی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے

گرچہ زہرِ آمد نگر در قومِ عاد

اگرچہ وہ زہر ہے قومِ عاد کو دیکھ لے

۱۵ دشمن تو بولا کہ حرف

سے امان کا جواب ہے کہ تو

خود اپنا دشمن ہے بے تصور

لوگوں کو دشمن نہ سمجھ دولت

تو ایس دنیا کو دولت سمجھتا ہے

جس کی ابتدا بھاگ دہا ہے

اور آخر میں وہ لات مار کر مل

دیتی ہے گزرا اگر انسان خود

دنا کو نہیں چھوڑتا ہے تو دنیا

خود سے چھوڑ دیتی ہے مشرق

دنیا نے بہت سے شاہوں کو

قتل کیا ہے بجز ارادِ دنیا

ناپائیدار ہے وہ کسی کو پائیدار

کیا دے سکتی ہے۔

۱۶ تو داناں مجبوری سے

چند سالانہ تکلیف کر لے گئے

ہیں تو انسان دھکے میں پڑ

جاتا ہے ہزار لوگوں کی تکلیف

ایک زہر ہے جو انسان کی

روح کو ہلاک کرتا ہے جگر۔

خود سمجھ کرنے والے بھی اس

زہر سے متاثر ہوتے ہیں اور

ان کو اس زہر کا بہت چبنا

ہے جب ان کو ہوش آتا ہے۔

۱۷ خود آتش پرستی کا سزاوار

۱۸ اے خنک جو لوگ دنیا

میں خودی اختیار کرتے ہیں وہ

بڑے خوش نصیب ہیں بیکتر

بیکتر ایک زہری ہوئی شراب

ہے جسے بیکتر کی شراب پانی کر

کچھ دیر انسان سستی کا اظہار

کرتا ہے بعدیک دم تعویذ

دیر کے بعد وہ زہر اثر دکھاتا

ہے۔ قومِ عاد یہ قوم بیکتر کے

زہر سے ہلاک ہوئی ہے۔

لہ چکر بکتر کے زہر مرنے
کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ
اپنے بکتر کی وجہ سے ارا جاتا
ہے اور زخمی سپاہی بھی جاتا
ہے۔ مگر نہ ہرست۔ کس
بادشاہ کے اسے جانے کا
سبب اس کا زہر بکتر ہے۔
وہیں دگر جس کی غصہ عالی
اس پر رزم کا سبب بنی۔
لہ رازن۔ ناگوں بکتر
مالدار کو مرنے ہے۔ گرگ بکتر
بھی بکتر زندہ بکتر ہے کو بکتر
بے نظر کشتی کی شکستہ
اس کی نجات کا سبب ہے
چون شکستہ شکستہ مالی بکتر
کا سبب ہے تواناں کو
شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔
تھے جس پہاڑ میں کاہن ہوتی
ہیں اس کی کھدائی ہوتی ہے۔
جنگ گردن بکتر، سر بلند کی
کشتی ہے۔

لہ سایہ سایہ پست چیز ہے
اس پر تلوار نہیں چلائی جاتی۔
لفظ ایک آواز ہے جو آگ
کو جلد بکڑھاتا ہے۔ ہموار۔
ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ
نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔
جو چیز زمین سے سر بھارتی
ہے وہی نشانہ بنتی ہے۔
نزدبان۔ بکتر اور خودی
انسانوں کے لئے ایک ایسی
سیڑھی ہے جس سے جیس
کر زمین پر گرنا ہے۔

چونکہ شاہ ہے دست یابد بر شہ
جب کوئی بادشاہ کسی بادشاہ پر قابو پالیتا ہے
وہ یہاں بد خستہ افتادہ راہ
اگر کسی زخمی کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے
گرد زہرست آں تکتر پس چرا
اگر وہ بکتر زہر نہیں ہے تو کیوں تخت
وہیں گر رہے زخمت چوں توا
اس دوسرے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں لوٹا
راہزن ہرگز گدائے را نزد
کسی ناگوں نے بھی کسی نقیبہ کو نہیں مارا
خضر کشتی را برائے آں شکست
حضرت خضر نے کشتی اسی لئے توڑی
چوں شکستہ می رہد شکستہ شو
جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے شکستہ نقد ہو جاتا
آں کہے کو داشت از کاں چند
وہ پہاڑ جو نقدی کی چند کاہنیں رکھتا تھا
تبع بہر اوست کو را گرد نیست
تلوار اس کے لئے ہے جس کی (ادبئی) گروہ
مہتری لفظ است آتش کغوی
اسے گراہ، سرداری جہی کاہن اور آگ ہے
ہرچہ او ہموار باشد باز میں
جو چیز زمین سے ہموار ہو
سر برآرد از زمین آنگاہ او
وہ زمین سے سر بھارتی ہے تب وہ
نزدبان خلق این مونی ست
یہ خودی اور بکتر مخلوق کے لئے سیڑھی ہے

بکشدش یا باز دارد و درچہ
اسکو خلع کر دیتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کرتا ہے
مزمش سازو شد و بدہد عطا
بادشاہ اسکی مرہم دیتی، کرتا ہے اور عطا کرتا ہے
گشت شہ را بیگناہ بے خطا
اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور مارا
زیں دوئیں زہر را باید شناخت
زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہئے
گرگ، گرگ مردہ را ہرگز گزد
بکتر نے کسی مردہ کو بھی نہیں پھڑا
تا تو اندر کشتی از تبار رست
تاکہ کشتی غلاموں سے بچ جائے
امن در فقرست اندر فقر رو
امن فقر میں ہے فقر غلبت یار کر
گشت پارہ پارہ از زخم گلد
وہ گدال کی مار سے مکھڑے مکھڑے ہو گیا
تسایا کاندست بروز خم نیست
وہ سایہ جو پڑا ہوا ہے امن پر وار نہیں ہے
اے برادر چوں برآرد می روی
اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟
تیر ہمارے ہدف گرد و نہیں
وہ تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے
چوں ہدف ہا زخم یابد بے رفو
نشانوں کی طرح نہ سینے والے زخم پاتی ہے
عاقبت نیں نزدبان افتادنی ست
انجام کار ایس سیڑھی سے گر پڑنا ہے

اِس فرعون سب اُصووش آں بُود
یہ فرعون ہیں اور اس کی اصل یہ ہے
چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندو
جبکہ تو فنا نہ ہوا او اس کے ذریعہ نہ ہوا
چوں بدو زندہ شدی اکل خودو
جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود ہے
شرح اِس در آئینہ اعمال جو
اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر
گر جو حکیم اچھ وارم در دروں
اگر میں وہ کبلاں جود میں رکست ہوں
بس کسم خود زیر کال اِس بستی
بس کرتا ہوں، عقلمندوں کیلئے یہ کافی ہے
ماہل آں ہاں بدال کفار بند
خاصہ یہ ہے کہ اس ہاں نے بُری گفتگو کے ذریعہ
لقمہ دولت رسیدہ تاد ہاں
دولت کا لقمہ منہ تک پہنچ چکا تھا
خرمن فرعون را داد او بباد
اس نے فرعون کا کلیان برباد کر دیا
از چنیں ہمراہ بد دوری گزین
ایسے بُرے ساتھی سے دوری اختیار کر

کہ ترفع شرکت یزداں بُود
کہ بختِ اللہ کے ساتھ شرکت ہے
باغی باشی بشرکت ملک جو
تو باغی ہو گا، شرکت کے ذریعہ ملک جویاں ہو گا
وحدت محض ست آں شرکت
خالص وحدت ہے، یہ شرکت کب ہے؟
کرنیابی فہم اِس از گفتگو
کیونکہ گفتگو سے یہ سمجھ میں نہ آئے گا
بس جگر باگرد و اندر حال حق
تو بہت سے جگر فرما خون ہو جائیں گے
بانگ و کرم اگر درودہ کس ست
میں نے دو صدائیں دیدیں اگر گاؤں میں کوئی ہے
اِس چنیں را بے براں فرعون د
ایسا راستہ فرعون پر بسند کر دیا
از گلوں او بُریدہ ناگہاں
اچانک اس کے گلے سے جدا کر دیا
ہیچ شہ را اِس چنیں ضامباد
(غدا کرے) ایسا وزیر کسی بادشاہ کا نہ ہو
زینہار اللہ اعلم بالیقین
خبردار! اللہ یقینی باتوں کو زیادہ جانتا ہے

نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون وجایافتن
حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے مایوس ہو جانا اور ملعون ہونا
سخن ہامان لعین ردل فرعون
کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف بنمودیم جود
حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے جبرائی اور
آقای خود تیرے مُقتدر میں نہ تھی
سفاوت کی

لے اِس بختِ کی یہ منجیت
تو فرعون میں بنیادی بات
یہ ہے کہ بکثرت دراصل خداؤں
میں شرکت کا دعویٰ ہے۔
چوں۔ وحدت الوجود کے
نظریہ کے مطابق اگر کوئی
خود کو کافی نہیں بنایا اور
بقا باللہ نہ حاصل کیا تو خدا
کا باغی ہے چوں بدو جب
تھے بقا باللہ کا تمام حاصل
ہو جائے تو اب تیرا جبر خود
خدا کا جبر ہے اور یہ غلط
توجیہ ہے۔

شرح۔ وحدت الوجود
کے مسئلہ کی تشریح گفتگو
کے ذریعہ ممکن نہیں یہ مقام
حاصل ہو جانے سے اس کی
حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔
مگر جو حکیم۔ اِس مسئلہ کے متعلق
اگر میں اپنے پورے خیالات
ظاہر کروں تو لوگوں کے جگر
خون بن جائیں گے لہذا انہی
اشارات پر اکتفا کرتا ہوں جو
عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔

ماہل۔ غرضیکہ فرعون
نے ہامان سے مشورہ کیا اور
اس نے اس کی راہ ہدایت
مُسدود کر دی۔ لقمہ۔ قریب
تھا کہ وہ ہدایت حاصل کر لیتا
لیکن ہامان اس کی بربادی
کا سبب بن گیا خدا ایسا وزیر
کسی بادشاہ کو نہ دے جو
بربادی کا سبب بنے۔ گفت
موسیٰ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ
ہم تو ابدی سلطنت میں لپکتے
تھے لیکن فرعون کے مقتدر میں نہ تھی

مروڑا نے دستِ اداں نے آستیں

سمجھ لے اس کے دہانہ ہوتا ہے دآستیں
بے دل و بے جان بے دیدہ بُود

باز بستاند از تو، بچو وام

غرض کی مسدود تھو سے واپس لے بیٹے

مکترست از باز دانی اندکی

مکتر ہے اگر تھو اس سمجھ لے

تا خداوندیت بخشد متفق

ناکردہ تجھے متفق آستانی غایت کرے

آں خداوندی کہ نبود راستیں

وہ آستانی جو سچی نہ ہو

آں خداوندی کہ دُزدیدہ بُود

وہ آستانی جو چرائی ہوئی ہو

آں خداوندی کہ دادندت عوام

وہ آستانی جو تجھے عوام نے دی ہے

آں خداوندی تو از بندگی

تیسری وہ آستانی غلامی سے

وہ خداوندی عاریت بحق

ماضی آستانی خدا کے شہرِ درگاہ

لے آں خداوندی۔ غلط قسم

کی آستانی بے دست دیا برقی ہو

آں خداوندی جو آستانی انسان

کی عطا کردہ ہے وہ تو اس کی

واپس لے بیٹے ہیں۔ آں خداوندی

انسان کی عطا کردہ آستانی غلامی

سے بدست ہے اس جو آستانی خدا

کی جانب سے لے وہ پائیدار

اور متفق علیہ ہوتی ہے۔

لے منازعت۔ اس حکایت

سے یہ بتانا مقصود ہے کہ

آنحضرت کی آستانی خدا کی عطیہ

تھی کہ تو میری۔ ان سرداروں

نے آنحضرت سے کہا ملک تقسیم

کرنا جائے تم اپنے حق پر حکومت

کر دو ہم اپنے حق پر حکومت

کریں

لے تجھے۔ ہر شخص اپنے

حق پر حکومت کرے آپ

ہمارے حق سے دست بردار

ہو جائیں۔ گفت آنحضرت نے

فرمایا۔ ان آستانی نے مجھے دوسے

ملک کی سرداری غایت کی جو

کلاں۔ اللہ نے فرما دیا ہے کہ یہ

احمد کا دور ہے اس کا حکم انور

اور پرہیزگار ہو۔

منازعت کردن امیران عرب با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عرب کے سرداروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک آہٹ

کہ ملک را مقاسم کن تا نزاع نباشد وجواب رسول ایشان

بیٹے۔ تاکہ جھگڑا نہ ہو اور آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس

را کہ من ماموم دریں امارت و بحث ایشان از طرفین

حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جانبین سے ان کی بحث

نزد سقیہ منازع می شدند

پہنچنے کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے

بخش کن ایں ملک و بخش خود گیر

اس ملک کو تقسیم کر بیٹے اور اپنا حق لے بیٹے

توز بخش ما و دست خود بشو

آپ ہمارے حق سے اپنے دونوں ہاتھ دھو بیٹے

سروری و امر مطلق داره است

(اس نے) عام سرداری اور حکم عطا فرمایا ہے

ہیں بگیسید امر اور اتقوا

خبردار! اس کا حکم انور اور تقویٰ اختیار کرو

آں امیران عرب گرد آمدند

عرب کے سردار جمع ہو گئے

کہ تو میری ہر ایک از ما ہم امیر

کہ آپ بھی سردار ہیں اور ہم میں سے بھی ہر ایک امیر

ہر ایک کے در بخش خود انصاف جو

ہر ایک اپنے حق میں انصاف جانتا ہے

گفت میری مرام حق داره است

آپ نے فرمایا مجھے سرداری خدا نے عطا کی ہے

کایں قرآن احمدست و دوراؤ

کیونکہ (فرمایا ہے) یہ احمد کا زمانہ اور دور ہے

قوم گفتندش کہ ما ہم زان قضا

قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے

گفت لیکن مہرِ مہرِ حق ملک داد

آپ نے فرمایا کہ مجھے اس (حقانی) نے حکومت دی ہے

میری من تا قیامت باقی ست

میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے

قوم گفتند اے امیر افروں ملکو

لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ

حاکیم و داد امیری ماخدا

حاکم ہیں اور خدا نے ہمیں حکومت دی ہے

مہرِ شمارا عاریتہ از بہر زاد

تمہارے پاس کھانے پینے کے لئے ماری ہے

میری عاریتہ خواہد شکست

ماری حکومت ٹوٹ جائے گی

چیت تھجت بر فزوں جوئی تو

آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

سیل آمدن و قضیب انداختن امر اجہت دفع شدن سیل

سیلاب کا آنا اور سیلاب روکنے کے لئے سرداروں کا ٹکڑی ڈالنا

وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام بر امیراں

اور مصطفیٰ علیہ السلام کا سرداروں پر غالب آجنا

در زماں ابرے بر آمد ز امر مر

نوراً، سنت حکم سے ایک ابر آیا

زوشہر آورد سیلے بس مہیب

ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا

گفت منیب کہ وقت امتحاں

پیغمبر نے منسرایا کہ امتحان کا وقت

ہر امیرے نیزہ خود و زلف کند

ہر سردار نے اپنا تیسرہ ڈال دیا

نیز ہار اہم جو خاشاکے رُبود

نیزوں کو تیشکوں کی طرح دہاڑے کیا

پس قضیب انداخت درو مصطفیٰ

پھر مصطفیٰ نے ایک مشاخ اسیں ڈال دی

نیز ہاکم گشت جملہ آں قضیب

سب نیزے گم ہو گئے اور وہ مشاخ

سیل آمد گشت آں اطراف پر

سیلاب آیا اور اطراف پانی سے اُبھر ہو گئے

اہل شہر افغاں کُناں جملہ رعیب

شہر والے خوفزدہ ہو کر منسرایا کرنے لگے

آمد کنوں تانہاں گرد و عیاں

اب آگیا تاکہ بدستیدہ ارازاں ظاہر ہو جائے

تا شود در امتحاں آں سیل بند

تاکہ آزمائش کے وقت میں سیلاب رک جائے

آب تیز سیل پر جوش و عنود

جوشیلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی

آں قضیب معجز فرماں روا

وہ مشاخ جو سیلاب کو عاجز کر نیوالی اور حاکم تھی

بر سر آب استادہ چوں قیب

انگراں کی طرح پانی پر کھنسی رہی

۱۵ قوم گفتندش ان سرداروں

نے اسے حضور سے عرض کیا کہ

ہم بھی سردار ہیں اور ہماری

سرداری بھی خدا کا عطیہ ہے۔

گفت ۲۰ حضور نے فرمایا میری

سرداری ابدی ہے تمہاری

سرداری دنیاوی ماضی ہے۔

قوم گفتند سرداروں نے کہا

اپنی ابدی سرداری پر کبھی کوئی

پیش کیجئے۔

۲۵ سیل آمد اس وقت کا

حدیث اور تاریخ میں کہیں ذکر

نہیں ہے، اس قصے سے یہ

بتا تا مقصود ہے کہ حضور

کی ایک معمولی شاخ سے پانی

کا سیلاب رک گیا اور یہ عجوبہ

۳۰ حضور کی ابدی سرداری پر

دلیل بنا۔ قضیب جیسے ایک

کڑیاب، سرخوب، خوفزدہ۔

۳۵ تھاں یعنی اب تک میری

ابدی سرداری جو ہم پر پوشیدہ

ہے واضح ہو جائے۔

۴۰ ہر امیر سے۔ میں سیلاب

کو روکنے کیلئے ہر سردار نے

اپنے اپنے کانیز و پانی میں ڈالا۔

۴۵ حضور کی عجز و قضیب شاخ

ز قیب۔ گمراہ۔

لہ اعظم یعنی شخصہ کی
شاخ سے سیلاب کا رگ جانہ
جزیرہ کس یعنی دوسرے جزیرہ
تو ایمان لے آئے ابو جہل
ابو لہب اور ابوسفیان ایمان
نہ لائے اور حضورؐ کو جادوگر
اور کابینہ کہنے لگے۔
لہ جزیرہ اے مخاطب اگر
تو نے وہ نیزوں اور شاخ کا
معاذ غور نہیں دیکھا ہے تو
اب ناموں سے اس معاذ کو
سمجھ لے نام شاخ۔ اُن کے
ناموں کو موت کا سیلاب بہا
لے گیا اور شخصہ کے نام اسی
کا پانچ وقت قیامت تک
ان میں دکھاتا ہے۔
لہ گزرا۔ حضرت موسیٰؑ نے
فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل
ہے تو میں نے دن کی راہ دکھا
کہ تجھ پر مہربانیاں کی ہیں اور
اگر گدھ ہے تو میرے لئے یہ
میری لاشی ہے۔ آخر پہل
اندھیں۔ اس دنیا میں اسی
اور جہانِ آخر سے مصیبت
میں ہیں۔ ایک تھا یہ میری
لاشی ہے اور جو کرا رہے تھے
کے لئے ہے۔

زائہ تمام آں قضیب آں سیل فت

اُس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب جادوگر
چوں بدیدند از فئے آں امر عظیم

جب انہوں نے اُن سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا
جزیرہ کس کہ حقد ایشاں چیرہ بود

سوائے تین شخصوں کے جن کا کینہ غالب تھا
بود ابو جہل لعین و ابو لہب

طعن ابو جہل تھا اور ابو لہب
ملک برتہ چناں باشد ضعیف

مارے ہاتھ سے کی سلطنت ایسی کمزور ہوتی جو
نیز ہارا گزندیدی یا قضیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے
نام شاں را سیل تیز مرگ برود

اُن کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا
پنج نوبت می زندش بر دروام

ہمیشہ پانچ وقت اُن کے نام پر نوبت تھی ہے

ز و گردانید و سوی بکسرت

اُس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا
پس بفرگشتند آں میراں ز بیم

وہ سردار دوسرے اقتدار کر نیوالے بن گئے
ساحر ش گفتند و کاہن از محمود

انہوں نے اکتار سے اُنکو جادوگر اور کابینہ کہا
واں سوم ہم بود بو سفیان خنر

اور وہ تیسرا ابوسفیان بن حرب تھا
ملک رستہ چناں باشد شریف

آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے
نام شاں میں نام او میں کنجیب

لے شریف: اُن کا نام اور اُن کا نام دیکھ لے
نام او و دولت تیزش نمرد

اُن کا نام اور اُن کی تیز حرکت نہیں مری ہے
ہم چنین ہر روز تار و ز قیام

اسی طرح قیامت تک ہر روز

در تہامی حدیث موسیٰ علیہ السلام و تقریر و تونیخ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تکمیل اور فرعون کو ڈرانا اور دھمکانا

و ز خری آوردہ ام خر را عصا

اور اگر تو گدھ ہے تو میں لاشی لایا
کز عصا گوش و سرت پر خون گنم

کہ لاشی سے تیرے کان اور سر زخمی کر دوں گا
می نیابند از جفای تو اماں

تیرے ظلم سے اماں نہیں پاتے ہیں
ہر خرے را کو نباشد مستجب

ہر اس گدھ کے لئے جو کہنا نہ مانتے

گر تر عقل ست کردم لطفیا

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں
آپنچناں زیں آخرت بیرون گنم

تجھے اصل میں سے اس طرح نکالوں گا
اندریں آخر خران و مردماں

اس اصل میں گدھ اور انسان
یک عصا آوردہ ام بہر ادب

سزا دینے کیلئے میں ایک لاشی لایا ہوں

اژدہائے می شود در قہر تو
تجہ منسوب کرنے میں ایسا اژدہ بنے گی
اژدہائے کو ہی تو بے اماں
تو بے اماں پہاڑی سانپ ہے
ایں عصا از دورخ آمد چاشنی
یہ لاشی دوزخ کا مزا بخنی ہے
ہر ترا گوید کہ اے گبر دنی
تجہ سے کہتی ہے کہ اے کینے کافر
ورنہ درمائی تو در زندان من
دورنہ تو میری قید میں رہے گا
باز گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
باز گرد اے گمراہ بد بخت دلوں
اے کینہ بد بخت گمراہ باز آ
ایں عصلے بود ایندم اژدہا
یہ لاشی تھی اب اژدہ ہے

کاژدہائے گشتہ در فعل و نحو
جیسا کہ تو کام اور عادت میں اژدہ بن گیا ہے
لیک بنگر اژدہائے آسماں
لیکن آسمانی اژدے کو دیکھ
بر تو و بر مومن آمد روشنی
تیرے لئے اور مومن کے لئے روشنی ہے
کہ ہلا بگریز اندر روشنی
خبردار! روشنی میں بھاگ آ
مخلصت نبووز در زندان من
تیرے لئے میری قید سے بھلاکار نہیں ہے
ورنہ در نار ابد مانی خلق
دورنہ ابدی آگ میں بد حال ہو گا
ورنہ در دوزخ در آفتی سرنگوں
دورنہ تو اور دھما دوزخ میں گرے گا
تا نگوئی دوزخ بزواں کجاست
تا کہ تو نہ کہے کہ اندھ (حق تعالیٰ) کی دوزخ کہاں ہے؟

و بیان آنکہ شمس قدرت حق تعالیٰ نہ کہ بہشت کجا و دوزخ چہ جاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرنا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہرست ایں دوزخ آتا بر دل
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر کجا خواهد خد ا دوزخ کند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ (پیدا) کر دے
ہم ز دندانت بر آرد درد ہا
تیرے دانتوں میں درد پیدا کر دے
یا کنت داب دہانت را عسل
یا تیرے لعاب دہن کو شہد بنا دے

ہست پوشیدہ یقین آب گلت
یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دامن و فغ کند
بلندی کو پرند کے لئے جال اور پھنسا دے گا
تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
مشی کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ اور اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و گل
حتی کہ تو کہنے لگے کہ بہشت اور جڑے ہیں

لے اژدہا۔ یہ لاشی تیرے
لئے اژدہ بنے گی چونکہ تو خود
اژدہ بنا ہوا ہے۔ کو جی تو
پہاڑی سانپ ہے اور یہ
لاشی آسمانی اژدہ ہے۔ اچ
عصا بنگر کے لئے یہ لاشی
دوزخ کا آخر کشتی ہے اور
مومن کے لئے نور ہدایت ہے
دورنہ اگر تو کہنا نہ لے گا تو
ہمیشہ کے لئے میری قید میں
رہے گا۔

لے آذگہ حضرت موسیٰ نے
فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر
دین حق اختیار کرے ورنہ دوزخ
میں بڑی حالت میں رہے گا۔
ایں کھسا۔ یہ لاشی دوزخ کے
غلاب کا نمونہ ہے تاکہ دوزخ
کا ثبوت ہو جائے۔ در بیان
جو شخص قدرت الہی کا قائل
ہو سکے وہ دوزخ اور بہشت
بلے میں شکوک نہیں ہوتا ہے۔
لے ظاہرست۔ ظاہر عالم غیب
کی خبروں کے آگاہ اس عالم
خبروں میں موجود ہیں لیکن
انسانوں کا عالم ناموس میں
اشہاک ان کے اور اک سے
مانع ہے۔ اوج۔ بلندی۔ فتح۔
جال۔ ہم ز دندانت۔ انسان
دانتوں کے درمیان ایسا جھکا
ہوتا ہے کہ اس کو دوزخ اور
اژدہوں کی تکلیف محسوس
کرتا ہے۔ یا کنت۔ لعاب دہن
کو ایسا لذیذ کر دیتا ہے کہ بہشت
کا مزہ آجاتا ہے۔

از بُن دندان برویاند شکر

دانتوں کی جڑ سے شکر پیدا فرمائے

پس بدنداں بیگناہاں را مگر

پس بے گناہوں کو دانتوں سے نہ کاٹ

نیل را بر قبطیاں حق خوں کند

(دیا) نیل کو لالہ لعل قطیروں کیلئے خون کو نہ تیار

آب بر سر عون در دم خوں شود

پانی فوراً سر عون پر خون ہو جاتا ہے

تا بدانی پیش حق تمیز ہست

تا کہ تم معلوم ہو جائے گا کہ حقانی کے یہاں کیا

نیل تمیز از خدا آموختہ است

دریا، نیل نے تیز خدا سے سیکھی ہے

لطف او عاقل کند مر نیل را

اس کی مہربانی نیل کو سمجھدار بنا دیتی ہے

در جمادات از کرم عقل آفرید

کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرمادی

در جمادات از لطف عقل شد بید

جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی

عقل چون باران بامرا آنجا برخت

عقل مکہ سے اس جگہ بارش کی طرح برسی

آبر و خورشید و مہ و انجم بلند

آبر اور سورج اور چاند اور ستارے بلند ہی پر

ہر یکے ناید مگر در وقت خویش

کوئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں

چون کردی ہم ایں را ز انبیا

جب تو انبیاء کے ذریعہ اس کو نہ سمجھ

تا بدانی قوت حکم و قدر

تا کہ تو قدرت اور حکم کی طاقت کو سمجھ

فکر کن از ضربت نامحت رز

تو فکریں پہاڑ ضرب کی فکر کر

سبطیاں را از بلا محضوں کند

سبطیوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے

بر کلیمے قند ناممنوں شود

کلیم (اللہ) پر بغیر منت شکر نہاتا ہے

در میان ہوشیار راہ دست

راستہ کے ہوشیار اور دست کے درمیان

کہ کشاد آں او ایں را سخت

کہ اس نے اسکو کھول دیا اور اس کو مضبوط بنا دیا

قہر او ابلہ کند قابیل را

اس کا غصہ قہر کو احمق بنا دیتا ہے

عقل از عاقل بقہر خود برید

قہر سے عقل مند سے عقل منقطع کر دی

وز نکال از عاقلان ایش رسید

غلام عقل مندوں سے عقل بے مال گئی

عقل اس سوختم حق دید و گریخت

عقل نے اس جانب اللہ کی تلاش کی اور بے گناہ گئی

جملہ بر ترتیب آیت دروند

سب ترتیب سے آیت جاتے ہیں

کہ نہ پس ماند ز ہنگام و نہ پیش

کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے، نہ آگے

دش آور دند در سنگ عصا

انھوں نے تیر اور لاش میں عقل پیدا کر لی

لے پس بدنداں۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کمزوروں کی ایذا رسانی کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ نیل۔ دیا نے نیل فرعونوں کے لئے خون بنوا دیا اور اسرائیلیوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ کلیم حضرت موسیٰؑ کی آواز تھی۔ یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جمادات ان جمادات کو بلا کر بنا دیتی ہے وہ کس قدر عظیم و جبر ہے۔

لے فیل۔ دریائے نیل میں یہ توتیر تیر منجانب اللہ آئی تھی۔ آں یعنی حضرت موسیٰؑ۔ او ایں یعنی فرعون۔ در جمادات اللہ تعالیٰ کبھی جمادات کو عقل مند بنا دیتا ہے اور کبھی عقل مندوں کو بے عقل بنا دیتا ہے۔

لے آبر تمام مکمل آبرم ترتیب سے معروف مل میں جریں۔ ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقرر وقت سے نہ وہ تاخیر کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نکردی۔ جس بات کو جب انسان انبیاء کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ جمادات میں یہ کچھ پیدا کر دیتا ہے۔

تا جمادات دگر رابے لباس

تا کہ دوسرے جمادات کو بلاشبہ

طاعت سنگ و عصا ظاہر شود

پتھر اور لاشی سے منبر انبراری ظاہر ہو

کزیرداں اکہیم وطن اعیم

کہ ہم خدائے واقف اور منبر انبردار ہیں

پیمو آب نیل دانی وقت غرق

نیل کے پانی کی طرح ہم لے غرق کرتے وقت

چوں میں کش دانش آمد وقت

زمین کی طرح جس کو دھالنے کے وقت مضل گم

چوں قمر کہ امر بشنید و شتافت

چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا اور دڑا

چوں ستوں نالید از بحر نبی

جس طرح ستوں نے کے سواقی میں رویا

چوں درخت سنگ کاندہر مقام

جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس

قیاس سے لاشی اور پتھر کی طرح سمجھ لے

وز جمادات دگر مخبر شود

تو وہ دوسرے جمادات کے بارے میں مخبر ہوتا ہے

ماہمہ بے التفاتی ضائعیم

مواہقت کے بغیر ہم سب تبہا ہیں

کو میان ہر دو اُمت کرد فرق

کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا

در حق قاروں کہ قہرش کرد نسف

قاروں کے بارے میں کہانے قہر نے انکو کچل کر دیا

پس و نیمہ گشت بر جہنم و شگاہ

پھر آسمان پر دو گزشتہ جہنم اور شوق ہو گیا

با خبر گشتہ از ازل شیخ و صبی

جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے

مصطفیٰ را گفت ظاہر السلام

مصطفیٰ کو واضح طور پر سلام کیا

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب ہری کہ منکر الوہیت است

سنی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے

و عالم را فتدیم داند

اور عالم کو تدیم مانتا ہے

دئی یکے می گفت عالم حادث است

ایک ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے

فلسفی گفت کہ چوں دانی محدث

فلسفی نے کہا تو نے اسے نو پیدا ہونیکو کیسے جانتا

ذره خودیشی از انقلاب

تو اس انقلاب کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے

فانی ست این چیخ و کھشن ارت

یہ آسان فانی ہے اور اڑاٹھ اٹھائے، اگر ایک ہے

حادثی ابرچوں داند غیوث

بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم؟

تو چہ میدان حادث آفتاب

تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانتے؟

۱۵ تا جمادات لاشی اور پتھر

پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے

جمادات کو بھی اختلافات

عقل عنایت فرماتا ہے۔

۱۶ آسمان۔ ایتھاس۔ طاقت۔ آگاہ

نے حضرت موسیٰ کی اور پتھر

نے آنحضرت کی اطاعت کی۔

۱۷ ہر دو اُمت یعنی حضرت موسیٰ

اور حضرت عیسیٰ کی قوم چلی گئیں۔

۱۸ قاروں کے بارے میں زمین

میں شور مچا ہوا۔

۱۹ چوں قمر۔ آنحضرت سے

شق القمر کا منظر دکھایا ہوا۔

۲۰ ستوں۔ ستارہ۔ ستارہ خدا کا منظر

کے فراق میں رویہ و احوال۔

۲۱ پتھروں اور درختوں سے آنحضرت

کو سلام کرنے کا معجزہ ظاہر ہوا۔

۲۲ دئی۔ دینی۔ سنی نے کہا کہ ہم

عالم ازل کی قدرت سے پیدا ہے۔

۲۳ فلسفی۔ فلسفی نے کہا تو خود عالم

کی پیداوار ہے، پیداوار کا کس

کے بارے میں کیا علم ہو سکتا

ہے جس سے وہ پیدا ہوئی ہے۔

۲۴ بارش۔ ابر سے پیدا ہوتی

ہے تو بارش ابر کے بارے میں

کیا جان سکتی ہے۔ ذرہ۔ ذرہ

کو آفتاب کے حادث ہونے

کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

لے کر لے کر گھر میں جو کچھ رہا
اُس کو زمانہ کی ابتدا اور انتہا
کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ اسی
انسان کے باوا دادا سے عالم
کے پیدا ہونے کی بات سن
لی ہے اسی طرح تحقیق
اُس کو اتنا چلا آتا ہے جیت
فلسفہ نے کہا اگر اس مسئلہ میں
کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر
خواہ مخواہ زیادہ باتیں نہ کر۔
گفت یعنی نے کہا میں نے
ایک روز دو فریق کو اس مسئلہ
میں گفتگو کرتے سنا تھا۔ چلا
دونوں میں زوردار بحث ہوئی
تھی اور ایک مجمع ہو گیا تھا۔
سبھی میں بھی اس ہنگامے
کو دیکھتے پہنچ گیا تھا۔

۱۷ من بسوی میر بھی میں
مجمع میں پہنچا تاکہ ان کی باتیں
سنوں۔ ان کے ایک یہ کہتا
تھا کہ اس عالم کا کوئی بنانے
والا ہے نہ بنا دیا تو پیدا ہو جاتا
وہ دگر دوسرا یہ کہتا تھا کہ
عالم قدیم ہے اس کا کوئی بنانے
والا نہیں ہے اگر ہے تو وہ خود
اپنے آپ کو بنانے والا ہے۔
جسے کیت یعنی عالم کے بارے
میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ
وہ کب سے ہے۔ گفت دوسرے
نے کہا کہ تو پیدا کر نیلا اور دنیا
کا شکر ہو گیا۔

۱۸ گفت بے برہاں فلسفہ
نے کہا میں بغیر برہاں کے کوئی
بات نہ سنوں گا تو شخص تقلید کا
باتیں کر رہا ہے۔ گفت جت
منی نے کہا جت ذوق ہے
یہ کہ خود انسان اپنے حالات پر
خود کسے قوی سے وجود دے

کر لے کر کاندہ حدت باشندیں

وہ کبڑا جو خلافت میں دمن ہے

اس بتقلید از پدر بشنیدہ

ترنے یہ باپ سے تقلید سنا ہے

چہیت بُرہاں بر حدت اس بو

یہ بتا اس کے نزدیک ہونے پر کیا دلیل ہے

گفت دیدم اندریں بحر عمیق

اُس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں

در جدال و در خصام و در شکوہ

ڑائی اور جھگڑے اور شور میں

سوی اک ہنگامہ گشتم من روا

اس ہنگامہ کی طرف میں ابھی روانہ ہو گیا

من بسوی جمع ہنگامہ شدم

میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا

آں یکے می گفت گردون فانی

ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے

وال گر گفت اس قدیم دے کیت

دوسرے نے کہا یہ قدیم اور کب سے ہے کے بغیر

گفت منکر گشت خلاق را

اُس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا

گفت بے بُرہاں خواہم من شنید

اُس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

ہیں بیاد رجّت و بُرہاں کہ من

خبر دار رجّت اور دسیس و کیونکر میں

گفت جت در درون جاکست

اُس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بدانند آخر و بد و بریں

وہ زمین کے انجام اور آغاز کو کیا جان سکتا ہے؟

از حماقت اندریں پیچیدہ

بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے

ورنہ خاش کن فزوں کوئی مجو

ورنہ چپ ہو جا، زیادہ باتیں نہ بنا

بحث می کردند رونے دو فریق

ایک روز دوسرے فریق بحث کر رہے تھے

گشت ہنگامہ براں دوس گروہ

اور اُس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا

تا بیا بم اطلاق از حال شاں

تاکہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں

اطلاع از حال ایشاں بستدم

اور ان کے حال کی معلومات حاصل کیں

بے گمانے ایں بنا را بانی ست

بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے

نیستش بانی و یا بانی ویت

اُس کو کوئی بنا نہ والا نہیں ہے اسیا خود بنا کر نکلا

روز و شب آرندہ و زراق را

دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا

اچہ کوئی آں بہ تقلیدے گزید

تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے

نشوم بے جت ایں را در زمین

اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

در درون جاں نہاں بُرہاں است

جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

مثنوی بینی ہلال از ضعف چشم

آگہ کی کمزوری سے تو چاند کو نہیں دیکھتا ہے

گفتگو سیار گشت و خلق کیج

بات پس ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے

گفت یارا در دروغم تجھے ست

میں نے کہا اے دوست میرے دل میں کب ہل جو

من یقین دانم نشان آں بود

مجھے یقین ہے، اُس کی علامت یہ ہے

در زباں می ناید این حجت بدل

سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے

نیست پیدا ستر گفت گوی من

میسری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے

آشک چوں بر رخ روان می رود

جب آنسو رخ پر بہتے ہیں

گفت من اینہا ندانم تجھے

میں نے کہا میں اسکو ایسی دلیل نہیں سمجھتا ہوں

گر بیاری من گنم آذر قبول

اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا

گفت چوں قلب نقدے دم زند

میں نے کہا جب کوٹھا اور کھرا دعویٰ کریں

ہست آتش امتحان آخیں

تو آخر ہی آزمائش آگ ہے

عام خاص از حال شان عالم شوند

عام اور خواص اُن کے حال سے باخبر ہو جائیگے

آب و آتش آمد اے جاں امتحاں

اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

من ہی بنیم مکُن بر من تو خشم

میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر

در سر و پایاں ایں چرخ پیج

اس بارانہ آسمان کی اجستہ اور انتہا میں

بر حدوث آسمانم آیتے ست

جو آسمان کے نوپیدا ہونے کی نشانی ہے

مریقین اں را کہ در آتش رود

کہ یقین رکھنے والا آگ میں تمھے

ہمچو حال و ستر عشق عاشقاں

مجھے کہ عاشقوں کا حال اور راز

جو کہ زردی و زرداری زوی من

سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے

تجّت حسن و جمالش می شود

اُس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں

کہ بود در پیش عامہ آیتے

جو عوام کے سامنے علامت بنے

ورنہ کوتاہ کن حدیث عرض طول

ورنہ لمبی چوڑی بات کو مختصر کر

کہ تو قلبی من نگویم وارجمند

کہ تو کوٹھا اور میں اچھا اور مبارک ہوں

کاند آتش رفتند آں دو قریں

کہ دونوں ساتھی آگ میں گر رہیں

از گمان و شک موی اقبال روند

گمان اور شک سے یقین کی جانب پلے جائیگے

نقد و قلبے را کہ آں باشند نہاں

اس کھڑے اور کھونٹے کیلئے جو پوشیدہ ہو

اے تو تھی بینی اس دلیل کی

شال پہل رات کے چاند کی

سی ہے جو اُس کو نہ دیکھ سکے

وہ خود اپنے آپ کو علامت

کرے گفتگو۔ اُن دونوں

میں بات اتنی بڑی کر لوگ

عالم کے حادث ہونے نہ ہونے

میں حیران ہو گئے۔

اے گفت یارا سستی نے کہا

اے دوست وہ ذوق اور

باطنی دلیل دنیا کے حادث

ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔

اور اُس سے مجھے یقین مل

ہے اور میرے سچے ہونے

کی دلیل یہ ہے کہ میں اور

تو آگ میں کودیں جو تنہا ہے

وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔

یہ دلیل قوی نہیں ہے عاشق

کے عشق کو دلائل سے نہیں

بلکہ اُس کے آثار اور اعمال

سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

عاشق کے چہرے کی زردی

اور آنسو دلیل ہوتے ہیں۔

اے آشک عاشق کے حسن

عشق اور معشوق کے حسن

کی دلیل ہوتے ہیں بلکہ تجوڑ۔

فلسفے نے کہا میں ایسی دلیل

چاہتا ہوں جو عوام بھی سمجھ

سکیں بہت بستی نے کہا

اگر کھڑے کھونٹے میں بمٹ

ہو تو آزمائش کی یہی صورت

ہے کہ آگ لوگ میں بتایا جائے

اس سے شک و شبہات

رفع ہو جائیگے لہذا تجھے اور

مجھے آگ میں داخل ہونا چاہیے

جو تنہا ہے وہ بیچے گا۔

لے تاتس رتو۔ پانی سے
بھی آرائش ہو جائے گی
تو ادب میں سمندر میں کوہیں
جو سجا ہے وہ بچ جائے گا۔
ہمچنان چنانچہ دونوں لگ
میں کوہے غنی بچ گیا غنی
جل گیا۔ وہی وہ شخص جو
جموٹے نسب کا دعویٰ کرے
لے کر نسر زید نیکیوں کا نام
موت بھی نہیں مٹا سکتی۔
کیونکہ نام والا صدر اور بزرگ
ہوتا ہے۔ صد ہزاراں۔
ایسے بزرگوں کی لاکھوں
رومیں دلدادہ ہوتی ہیں۔
صد ہزاراں۔ غالباً آنحضرت
کے اس معجزے کی طرف
اشادہ ہے جس کا ذکر پہلے
آچکا ہے کہ پانی پلا کر بہت
سے پیاسوں کی جان بچائی
تھی۔ یہاں۔ باہمی شرط لگاوا۔
لے چوں گرد جب بھی
مناغین نے بازی دکائی تو
آنیار معجزوں کے ذریعہ
جیتے ہیں۔ انہم۔ ان ملاں
سے میں۔ سمجھا کہ عالم کو تو
پیدا کرنے والا سچا ہے۔

تاتس رتو ہر دو در آتش روم

یا من و تو ہر دو در بحر اوقیم

یا میں اور تو دونوں آگ میں تمہیں

یا میں اور تو دونوں دریا میں کوہیں

ہمچنان کرند در آتش شند

انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں پلے گئے

فلسفی را سوخت خاکستر بگرد

اہم نے فلسفی کو جلا دیا راکھ بنا دیا

آں خدا گویندہ مرد مدعی

وہ مرد مدعی خدا کا ماننے والا

آزمودہ بشنوائیں اعلام را

اس آزمائے ہوئے اعلان کو شن

کہ نسوزید ستایں نام از اہل

کہ موت سے یہ نام نہ جلا

صد ہزاراں روح شد دلدادہ

و لاکھوں رومیں دل دادہ ہیں

صد ہزاراں خلق را در باد

جنگل میں لاکھوں انسانوں کا

صد ہزاراں زین ہاں اندر قرآن

قرآن میں اس طرح کی لاکھوں بازیاں (دیکھو) ہیں

چوں گرو بستند غالب شد صواب

جب انہوں نے بازی لگا لی سچ بات غالب آئی

فہم کردم کانکہ دم زرد از سبق

میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا

حجت منکر ہمارہ زرد رو

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

منکر کی دلیل ہمیشہ مشر مند ہے

مُحْتِ باقی حیراناں شویم

باقی حیران لوگوں کے لئے وہیں ہیں جہاں ہیں

کیس در دعویٰ من تو کو فقیم

کیونکہ میں نے اور تو نے دوسے کا مدعا نہ کھنڈا

ہر دو خود را بر تفت آتش زدند

دونوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں جلا دیا

مُتَقِی را ساخت تازہ تر بگرد

مُتَقِی کو سنلایا، تازہ تر بنا کر دیا

رست سوزید اندر آتش آں دمی

اکی گپا اور وہ حوالہ آہ آہ میں جل گیا

کوری افزوں روان خام را

جو کچھ روجوں کے اندھے بن کو بھٹانے والا ہے

کیش مستی صمد بود دست و اہل

کیونکہ وہ نام والا صمد رہا اور جنگ تھا

در رہ او سر بسر اوقاتہ

اُس کے راستے میں سر کے بل پڑی ہیں

متر گروہ و بے عصارا را وہ

متر گروہ (بنا) اور بے سہانے کیلئے سیلاب کی زبلا (بنا)

بر دریدہ پردہای مُنکراں

جنہوں نے مُنکر کے پردے چاک کئے ہیں

در دوام معجزات و در جواب

معجزوں کے دوام اور جواب (کے بارے میں)

در مدوش چرخ پیر زست خق

آسمان کے لوہیداروں نے میں وہ کامیاب بھیجے

یک نشان بر صدق ایں کار کو

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

ایکے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں؟

یک منارہ در شنای مُنکراں

مُنکروں کی تعریف میں ایک منارہ (یہی)

منبرے کو کہ در آنجا مَحْبُک

کوئی منبر کہاں ہے کہ اس پر کوئی غریب نہ والا

رُوی دینار و درم از نامِ شاں

دینار اور درم کا نرخ اُن کے نام سے

سکہ شاہاں بھی گرد و دگر

بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے

بر رُخ نَفَس دیا رُوی زلے

چاندی پر یا سونے پر

بر رُخ سیم و زرے اندر جہاں

دنیا میں چاندی اور سونے پر

خود گِیرِ ایں معجزہ چوں اکتاب

اس سورج جیسے شمع نہ کرے

نہ رنے کس را کہ یک حرفے از لہا

کس کی مجال نہیں ہے کہ اس سے ایک حرف

یا رِغالب شو کہ تا غالب شوی

غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے

مَحَبَّتِ مُنکرا ہی آمد کہ من

مُنکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں

ہمچ نہ نشد کہ ہر جا ظاہریت

میں نے نہ سوجا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے

فائدہ ہر ظاہر خود باطنِ ست

ہر ظاہر کا فائدہ خود پوشیدہ ہے

اِس تفاوتِ حق نہاد اندر زما

نہاں میں یہ فرق اللہ (تعالیٰ) نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تا باشد عیاں

دنیا میں کہاں ہے تاکہ بات واضح ہو

یاد آرد روزگارِ مُنکرے

مُنکر کے زمانے کو یاد کرے؟

تا قیامت می دہد از حق نشان

قیامت تک حق کا نشان دے گا

سکہ احمد بہ ہیں تا مستقر

احمد کے سکہ کو قیامت تک دیکھ

و انما بر سکہ نامِ مُنکرے

سکہ پر کسی مُنکر کا نام دے گا

سکہ بنما بنامِ مُنکراں

مُنکروں کے نام کا سکہ دے گا

صد زبان و نامِ او اُمّ الکتاب

جو ستر زبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے

یا بذرِ دُریا فراید در میاں

پھرائے یا در میان میں بڑھائے

یا رِ مغلوباں مشو ہیں لے غوی

خبردار! اے گمراہ مغلوبوں کا یا رِ دین

غیر ایں ظاہر نمی بنیم و وطن

اس ظاہر کے سوا میں اپنا وطن نہیں سمجھتا ہوں

آں ز حکمتہایِ پنہاںِ مخبریت

وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کر رہا ہے

ہمچو نفع اندر دوا کا من ست

جس طرح دواؤں کا فائدہ پوشیدہ ہے

تا بداند اہل عرفاں در جہاں

تاکہ اہل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱۰ منارہ۔ وہ بلند جگہ جہاں
علامت کے لئے آگ روشن
کر دیتے تھے۔ بحرے غریب نے
والا۔ جدی۔ سکون پر نیا
کا ہم اُن کی سچائی کا نشان
ہے۔ مستقر۔ دائم۔ ہمیشہ جھلکے
یعنی منکر خدا۔

۱۱ خود یعنی اگر سکون پر
نام قائم رہنے کے معاملہ میں
لشکر و شہادت میں ہمت نہ
کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
لے۔ بجزو۔ بجز۔ اُن میں ایک
حرف کی بھی زیادتی ممکن
نہ ہو سکی۔ غالب۔ یعنی اللہ
تعالیٰ مغلوب۔ یعنی مغلوب۔
مَحَبَّتِ مُنکر۔ مُنکر کے محبت
دیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالمِ تنہا
ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا
ہے پیدا کرنے والا کہیں ظاہر
نہیں ہے۔

۱۲ اچھ۔ دلیل کی کمزوری یہ
ہے کہ ظاہر کو سب کچھ سمجھ لیا
گیا حالانکہ ظاہر باطن کی خاطر
پیدا کیا جاتا ہے۔ فائدہ ظاہر
مقصود نہیں ہے بلکہ ظاہر سے
مقصود ہی باطن ہے دوا کا
فائدہ دوا میں چھپا ہوا ہے اور
وہ مقصود ہے۔

غمر کر گشت سہ ہزار و پانصد ست

گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے

می بمرند از کبوتر صد ہزار

لاکھوں کبوتر مرنے میں

جملہ پندارند کر گس باقیست

سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے

چونکہ ظاہر میں شدند از جہل خویش

وہ چونکہ اپنی نادانی سے ظاہر میں بنے

می نماند در جہاں یک تار مو

دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا

ہر چہ پیدا اگر دہر معنی ست

اس کے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے

مر کبوتر را چہ باشد زان بدست

کبوتر کو اس سے کیا ہاتھ آئے

مرگ کر گس می نہ بیند آشکار

گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں

نہ غلط کردند یکس باقیست

نہیں انھوں نے غلط کی ایک ذات باقی ہے

می نہ بیند از غمی نے پس نہ پیش

اندھے بن سے نہ آگاہ دیکھتے ہیں نہ بچھا

کل شیء ہالک الا وجهہ

سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے

باطش بنگر برس ظاہر باقیست

افس کے باطن کو دیکھ ظاہر پر نہ ٹھہر

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

تفسیر آیت کریمہ "آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا

بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ نِيَّا فَرِيشَانِ زہرہ ہیں کہ شامی بینید

کیا حق کے ساتھ نہ ان کو صرف اسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو

بلکہ برعکس و حکمت باقیہ کہ شامی بینید آں را

بلکہ ایک معنی اور باقی ہے والی حکمت کی بنیاد ہے جس کو تم نہیں دیکھتے ہو

بے امید نفع بہر عین نقش

نفع کی امید کے بغیر معنی تصویر کیلئے

کہ بفرج وارہند از اندازاں

نیکو سیرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں

دوستان رفتہ را از نقش آں

گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے

بہر عین کوزہ نے از بہر آب

معنی سکھانے کے لئے ذکر پانی کے لئے

یہج نقاشے نگار ازین نقش

کوئی مصور نمود تصویر بناتا ہے

بلکہ بہر میہمانان و کیاں

بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے

شادی بچکان و یاد دوتاں

بچوں کی خوشی یاد دوتوں کی یاد کے لئے

یہج کوزہ گر کند کوزہ شتاب

کوئی کھار جلد سکھاتا ہے

لہ کر گس مشہور ہے کہ

گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار

سال کی ہوتی ہے یعنی اپنی

عمر کی کوتاہی اور گدھ کی طویل

عمر ہونے کی وجہ سے اس

کو قدیم مان لیتا ہے۔ مجملہ

سب کبوتر گدھ کو ہیضہ ہونے

والا سمجھتے ہیں مالاکیا باقیست

خدا کی ذات ہے۔

لہ می نماند دنیا کی ہر چیز

فانی ہے پس باقی ذات

خداوندی ہے۔ ہر چہ۔ انش

قمانی نے جو چیز بھی پیدا کی ہو

کس پوشیدہ حکمت کی وجہ

سے کی ہے۔ یہج۔ کوئی مصور

تصویر برائے تصویر نہیں

بناتا ہے بلکہ اس کا اس میں

کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہو۔

لہ بلکہ مصور کا مقصد

دوستوں اور بڑوں کو خوش

کرنا ہوتا ہے۔ شادی و مصور

یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر خوش

ہو یا غائب دوستوں کی تصویر

کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔

کوزہ کھار سکھاتا اس لئے بناتا

ہے کہ اس میں بہر کر پانی پیا

جائے۔

ہیچ کار گر گشت کا سہ تمام
کوئی پیار بنانے والا پیار ممکن کرتا ہے
ہیچ خطا طے لوہ خط بظن
کوئی خوشنویس ہنرمند سے خط لکھتا ہے
نقش ظاہر بہر نقش غائب است
نقش ظاہر ہی نقش پوشیدہ نقش کے لئے ہے
تا سوم چارم دہم برمی شمر
تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کرے
ہیچو بازیہای شطرنج لے پسر
اسے رٹا! شطرنج کی بازیوں کی طرح
ایں نہادہ بہر آں لعب نہاں
اس نے اس کے لئے پوشیدہ چال چھپی
ہیچنیں دیدہ جہات اندر جہا
اسی طرح غرضوں میں غرضیں
اول از بہر دوم باشد چہاں
پہلی (چال) دوسری کے لئے ایسی ہے جیسا کہ
واں دوم بہر سوم می اں تمام
دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے
شہوت خوردن ز بہر آں منی
کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے
گندیش می نہ بیند غیر ایں
ناقص نظر اس کے برا نہیں دیکھتی ہے
نہت راجہ خواندہ چہ ناخواندہ
گھاس کا کیا بلایا ہوا کسی نہ بلایا ہوا

بہر عین کا سنے بہر طعام
محض پیار کی خاطر ذکر کھانے کے لئے
بہر عین خط نہ بہر خواندن
محض خط کی خاطر ذکر پڑھنے کے لئے
واں برای غائب بیکر بہت
وہ کسی دوسرے غائب کے لئے بنا ہے
ایں فوائد را بمقدار نظر
ان فوائد کو نظرس کے انداز کے مطابق
فائدہ بہر لعب و رثانی نگر
ہر چال کا فائدہ دوسری (چال) میں دیکھ
واں برای آں واک بہر فلاں
وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے
در پے ہم تازی در برد و مات
پے در پے یہاں تک کہ تازی جیت لے
کہ شدن بر پایہای نردبان
سیڑھی کے (در جو پیر چڑھنا
تازی تو پایہ پایہ تا بسام
تاکہ تو سیڑھی پیر میں بالا غاۓ تک پہنچ جائے
واں منی از بہر نسل و روشنی
اور منی نسل اور روشنی کے لئے ہے
عقل او بے سیر حوین نہت میں
اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح مکن ہو
ہست پای او بگل در ماندہ
اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

اور غیر مقصود میں کوئی استیاز نہیں ہے۔ نہت زمیں۔ زمین کی گھاس کو ٹھکانا اور بٹکانا
ہے وہ بھی نہیں چن سکتی ہے اس کے پاؤں مٹی میں پھنسے ہیں۔

لے کا ت پیار اس لئے بنایا
کہا تا کہا جائے۔ غلطاً مکن۔
خطا و غلطی کا کمال اس
لئے دکھاتا ہے کہ اس کو
وگشتی سے پڑ میں نقش
نقش ظاہر مستی پر دلالت
کرتا ہے وہ مستی کسی اور
مقصود پر دلالت کرتی ہے
اسی طرح دنیا میں سلسلہ قائم
ہے اور عقل کے مطابق وگ
اور دکھاتے ہیں۔

لے ہیچ شطرنج میں جو
چال چلی جاتی ہے اس سے
مقصود یہی چال نہیں چلی
ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو اگلی
چال چلی ہے وہ مقصود ہی
ہے۔ ہیچنیں۔ آخر تک کی
چالیں پیش نظر رکھ کر چال
چلی جاتی ہے اسی سواناں
بازی جیت لیتا ہے۔

لے اول پہلی چال دوسری
چال کے لئے اسی طریقہ سے
زیر نگاہیے سیر میں کے ذمہ
پہلو ٹھنڈا دوسرے ڈنڈے کا
قریب اور دوسرا تیسرے اور
تیسرا چوتھے ڈنڈے کیلئے واسطہ
ہے۔ شہوت خوردن۔ کھانے
کی خواہش ہوتی ہے وہ روشنی
منی ہے منی کی قریب کا اور
منی کی قریب سبب منی ہے
نسل کی بقا کا گندیش۔
جو شخص کوتاہ نظر ہے وہ سمجھتا
ہے کہ کھانے کا مقصد صرف
کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے
ایسا کوتاہ نظر انسان گھاس
کی طرح اپنی جگہ جما ہوا ہے،
اس کے نزدیک مقصود

اے گزشتہ گھاس کے پٹے
سے دھڑکا دکھانا چاہیئے وہ
کمر کی کمری سرکار ہی ہے
آنکھیں - باد صبا کی دعوت
پر اس کا سر لینک کہتا جو اس
کا پاؤں نافرمانی کرتا ہے -
چلن نثار - اس کو قافیا اور
انفص کی سیر حاصل نہیں ہو
وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور
بجز دیکھے اندھوں کی طمع
ندم نہ رہا ہے اور توکل کا
سہارا لیتا ہے -

۱۔ برتوں کی۔ اسباب کو ترک
 کر کے توکل اختیار کرنا وغیرہ
 یہاں جنگ اور طرح کی باؤ
 کا جب تک اچھی چالیں نہ
 پلے گا کام نہ بنے گا۔ نظر اس
 دیار کی نفوس جو شمشیر
 ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور
 نفس کی سیر کرتی ہیں اور پرست
 کو پاک کر دیتی ہیں دس سال
 میں ہر نسل کے واقعات کو عالم
 میں دکھ لیتی ہیں ان کے
 گمے و چیمے کی رکاوٹیں ختم ہوتی
 ہیں اور ان کی نفوسیں طبع فرب
 سے ہر نسل کے واقعات پڑھ
 جاتی ہیں۔

۱۔ جس نے غرضان بزرگوں کی
 مجلس ابتداء فریش کوئی دیکھ
 لی ہیں اہل میں حضرت آدم کو
 یلیہ بنانے کے لیے میرا ملک
 جو گندھوکی اسکو یہ میں لینے ہیں۔
 پیش۔ آپ کس جہاد قعات پہنچنے
 نے ہیں انکو یہ یہ دیکھ لیتے ہیں
 لشکر اہل اور باغی نکال دیں
 سامنے جہاد ہے اور اہل علم
 و علم خداوندی کی طرح متحد ہیں
 لیکن حضرت حق انکو بہت سی

میں نے ان کو اس قدر غصہ کیا کہ ان کے ہاتھوں سے ان کی موت ہو گئی۔

مگر سرش جُنبِ ببا دِ تیز رو
اگر تیز چلنے والی ہو اسے اس کا سر پہ
اُس سرش گوید سَمْعَنًا یَا صَبَّأُ
اُس کا سر کہتا ہے ہم نے بابو، صبا کی اطاعت کی
چوں نذر دِ سیر میر اند چو عام
چونکہ چلنا نہیں جانتا جو، عوام کی طرح چلتا ہے
بِر توکل تا چہ آید دَر بُرد
جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟
واں نظر ہائی کہ اَل افسر دُست
وہ نگاہیں جو دشمنی ہوئی نہیں ہیں
انچہ در دہ سال خواہ آدن
جو کچھ دس سال میں آئے گا
چمنیں ہر کس باندا ز نظر
اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق
چونکہ سَدِ پیش و سَدِ پس نہ اند
چونکہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی
چوں نظر پس کردا بد و وجود
جب اس نے پیچھے نظر کی بدو کی ابتلا تک
بکشتِ املاک و زمین با کبریا
ملا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بکشت
چوں نظر در پیش اقلند او پد
اس نے جب بحرِ آگے ٹال تو دیکھ لیا
پس ز پس می بیند او تا اصل
پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے
ہر کس اندازہ رُوشندی
ہر شخص دل کے روشن ہونے کے انداز سے

تو بس جنبانیش غرہ مشو
تو اس کے سر ہلانے سے دھوکا نہ کھا
پای او گوید عصیان خلنا
اس کا پاؤں کہتا ہے ہم نے نازانی کی ہے ہر چوڑ
بر توکل می نہند چوں کوگرام
اندھے کی طرح توکل بر توکل کرتا ہے
چوں توکل کردن اصحاب زو
جیسا کہ چوسہ باز کا توکل کرنا

جز روندہ جز درندہ پرده نیست
 دہک چلنے والی و ہر وہ پاک کرنے والی ہیں
 ایں زماں بیند چشم خوشن
 وہ ایں وقت اپنا آنکھ سے دیکھ لیتا ہے
 غیب و مقبل بہ بیند خیر و شر
 غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے
 شد گزارہ چشم و لوح غیب خاند
 وہ گذر جانے والی آنکھ بگیا اور اسے غیب کی تختی
 آخر و آغاز، ستی و نمود
 وجود کا آخر اور آغاز زود نما ہو گیا

در خلیفہ گردن بابا ہی ما
ہمارے آبا جان کو خلیفہ بنانے میں
انچہ خواہد بود تا محشر بدید
ہر افس چیز کو جہشہ تک ہونما ہوگی
بیش می بیند عیان تار و فصل
ہماری دیکھ جان قہامت کی ہر طرح طور پر دیکھتا ہے
میب را بیند بقدر صیفی
میں کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد اویش دید
جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
گر تو کوئی کاں صفا فضل خدا
اگر تو کہے کر وہ (دل کی) صفائی خدا کی دین ہے
قدر ہمت باشد آں جہد و وفا
وہ کوشش اور وفا ہمت کے انداز سے ہے
واجب ہمت خداوند است و بس
ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے
نیست تخصیص خدا کس را بکار
اخذ (قائلے) کا کسی کو کسی کام کے لئے منحصر کرنا
لیک چوں رنجی دہد بد بخت را
لیکن جب وہ (اخذ قائلے) کسی بد نصیب کو تکلیف
نیک بختے را چو حق رنجی دہد
جب اخذ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
بد دلاں از بیم جاں در کارزار
بزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے
پُر دلاں در جنگ ہم از بیم جاں
بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
رستم آں ترس و غم و آیش بُرد
بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
چوں محک آمد بلا و بیم جاں
جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کسی کی ہمت
حاصل آں کز و سوسہر گسخت
غلامیہ ہے کہ جز (خیطانی) و سوسہر ہر ماہی بہر ماہی

بیشتر آمد بر و صورت پدید
اس پر صورت میں زیادہ غما ہر ہونیں
نیز اس توفیق صیقل زان عطا
نیز اس میں صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
نہیں ہے انسان کیلئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے
ہمت شاہی ندارد هیچ خس
کوئی ناچیز (انسان) شاہی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
مانع طوع و مراد و اختیار
اعانت اور مقصد اور اختیار کیلئے مانع نہیں ہے
او بگزرا ند بکفران زخمت را
تو وہ نا شکر کی کامیابی اختیار کر لیتا ہے
زخمت را نزدیک تر دلم نہد
وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے
کردہ اسباب ہزیمت افتیا
پسپائی کے اسباب اختیار کرنے
حملہ کردہ سوی صف دشمنان
دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
ہم ز ترس آن دل اند خوش مُرد
بزدلوں خوف سے خود بہ خود مر گئے
زاں پدید آمد شجاع از ہر حیاء
اس کی وجہ سے بہادر ہر بزدلوں سے عیاں ہو گیا
از قضا ہم در قضا باید گر بخت
اسکو قضا (خداوندی) سے قضا کیونکر بگاڑا جائے

لے کر تو۔ اگر تو یہ خیال کرے
کہ دل کی صفائی بعض عطیہ
خداوندی ہے انسان کی کوشش
کہ اس میں کوئی دخل نہیں ہے
تو یہ غلطی ہے انسان کو خوش کرنا
ہے تو دریائے رحمت جوش میں
اگر عطیہ کر دیتا ہے۔

مگر واجب انسان کی
کوشش اور وفا بقدر ہمت ہے
اور ہمت دینے والا بھی خدا ہے
ورد ناچیز انسان عرفان کا
کا ارادہ نہیں کر سکتا ہمت
تقدیر اختیار کے مافی نہیں ہے
تقدیر کے ساتھ اختیار باقی جو
بجوت اس اختیار کو غلط استعمال
کر لے اور مصیبت آنے پر
کفر کا راستہ اختیار کر لے ایک
بخت اس مصیبت پر کڑی
کے ذریعہ اور قرب حاصل کر لے
بزدلوں جنگ کے آثار ہمارے
اور بزدلوں پر مختلف مرتبہ جو
ہیں اور ان کے اختیار ہی کی بنیاد
پر ہیں۔

مگر ہرستان بہادروں کے
لے خوف پیش قدمی کا سبب
ہوتا ہے اور بزدلوں خوف سے
خود خود مر جاتا ہے چوں جاتا
کا خوف بہادر اور بزدلوں کی
کسوٹی ہے۔ حاصل غلامیہ
کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد
میں شیطانی دوسروں سے بچکر
قضا الہی سے قضا الہی کی
طرف بھاگنا چاہیے۔ ایک موقع چپ
حضرت عروض نے طاعون کے
خطرے سے سفر چھوڑ کر مدینہ
کی طرف واپسی کی تو بعض
صحابہ نے اعتراض کیا اور کہا
کہ یقیناً حق قتل اللہ کا ہے

قضا الہی سے بھاگتے ہیں تو انھوں نے فرمایا نَعَمْ یَقْرَءُونَ قَدْ رَأَى اللَّهُ إِلَى قَدْ رَأَى اللَّهُ ہاں ہم فقہاء
الہی سے قضا الہی کی طرف بھاگتے ہیں یعنی مسالحت کی بنیاد پر جہاد بھی اختیار کی جائیگی وہ بھی قضا الہی ہے۔

وحي کردن حق تعالی بموسی علیہ السلام کہ اے موسیٰ من
اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کرنا کہ اے موسیٰ میں جو کہ پیدا کرنے
کہ خالق ام ترا دوست دارم
والا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

اے وحی۔ اس فقرہ کا مقصود
یہ ہے کہ میں کو خدا کے سالار میں
ایسا ہی ہونا چاہیے جیسے اس کے
موسیٰ تھے۔ برگزیدہ۔ برگزیدہ۔
گفت حضرت موسیٰ نے عرض
کیا میری کوئی خصلت دوستی
کا سبب ہے وہ بتا دیجئے تاکہ
میں اس میں اور اضافہ کروں۔
طفلی حضرت حق تعالیٰ نے
فرمایا تیرا میرے ساتھ ہی رہنا
ہے جو بچہ کاماں کے ساتھ
ہوتا ہے اگر اُن اس کو راتی
ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چپٹتا
ہے کسی دوسرے کی طرف
مدد کے لئے نہیں جاتا ہے۔
دیکھ گھر میں رہنے والا۔

اے خاطر تو حضرت حق نے
حضرت موسیٰ سے فرمایا تیرا
مزا مجھ ہی ہے کہ ہمساری
جانب سے خیر ہو یا بظاہر شر
تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا ہو
کسی دوسری جانب توجہ
نہیں کرتا ہے۔ غیر حق۔ میرے
ہوا تیرے لئے باقی استغفار
ہے خواہ بچہ ہو یا جوان یا بزرگ
مثنوی۔ بچہ بخیر و شر حق کی جمع
ہے۔ بزرگ۔

اے ایاک نعبد ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
عبادت کو اللہ تعالیٰ کیلئے منہ
کرنے کیلئے ہے یعنی دوسرے
کی عبادت کرنا تو درکنار ہم ہی
میں دیا کاری کو بھی گوارہ نہیں کرتے
ہیں۔ ایاک نعبد یعنی ہم تجھ
سے ہی دے جاتے ہیں۔ ہم بھی
کیلئے ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ
کیا تو غصوں کرنے کیلئے ہے۔

گفت موسیٰ را بوحی دل خدا
اللہ تعالیٰ نے دل کی وحی کے ذریعہ موسیٰ سے کہا
گفت چه خصلت بود از تو الکرم
حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ صاحب کرم! کوئی مادہ جو
گفت جوں طفلی بہ پیش والدہ
فرمایا تو، ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے
خود نہ داند کہ جزا و دیار ہست
وہ (بچہ) نہیں جانتا کہ گھر میں اس (ماں) کے سوا کوئی
مادرش گر سیلے برے زند
اگر اس کی ماں اس کے ملنا پڑا ہے
از کسے یاری نخواہد غیر او
اس کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا
خاطر تو ہم زما در خیر و شر
بھلائی اور بُرائی میں تیری طبیعت ہی ہم سے
غیر من پیشت چونست کل و خ
میرے سوا تیرے لئے پھر اور دیکھنے کی طرح ہے
ہمچنان کہ ایاک نعبد در خین
جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور نہیں
ہست ایاک نعبد حصر را
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں پھر کیلئے ہے
ہست ایاک نستعین ہم بہر
”تو ہی سے مدد مانگتے ہیں“ یہی حصر کے لئے ہے

کالے گزیدہ دوست می دارم ترا
کہ اے برگزیدہ! میں تجھے دوست رکھتا ہوں
موجب آن تامن آن فزون کنم
اُس کا سبب، تاکہ میں اُس کو بڑھاؤں
وقت تہرش دست ہم بر وزہ
جو اُس کے غصہ کے وقت ہمیں اُس سے چپا ہوا
ہم از و مخمور و ہم از او مست
اُس سے وہ مخمور ہے اور اُس سے دوست ہو
ہم با در آید و برے تشد
ماں کے پاس آتا ہے اُس کا پکڑ کاٹتا ہے
اوست جملہ شر او و خیر او
اُس کا (پتلا) سب کچھ وہی ہے
التفانش نیست جاہائے دگر
اُس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے
گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
خواہ بچہ ہو اور خواہ جوان اور خواہ بزرگ
در بلا از غیر تو لا نستعین
مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں مانگتے ہیں
در لغت داں از پئے نفی ریا
عرب میں بھولے، دیا کی نفی کے لئے ہے
حصر کردہ استعانت را و قصر
جس سے مدد مانگنے کو (اللہ کی ذات کیساتھ) محصور اور
مقصود کرنا ہو

گر عبادت مرثا آریم و بس

کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس

طبع یاری ہم ز تو داریم و بس

مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود شفاعت کردن شفیع منعمو

بادشاہ کا اپنے معاصی پر غصہ کرنا اور مجرم کی بادشاہ سے ایک سفارش کا سفارش کرنا

علیہ را و از پادشاہ درخواست قبول کردن پادشاہ درخواست و

اور بادشاہ کو اس سفارش اور درخواست کو قبول کر لینا اور معاصی کا سفارش سے

شفاعت کردن شفیع را ورنجیدن ندیم از شفیع کہ چر شفاعت کردی

رہنہ ہر چنانہ کرتے سفارش کیوں کی؟

پادشاہ ہے بر ندیمے خشم کرد

اگب بادشاہ نے ایک معاصی پر غصہ کیا

کرد شہ شمشیر بیرون از غلاف

بادشاہ نے نیام سے تلوار نکال لی

ہیچکس راز ہرہ نے تا دم زند

کسی کی جرات نہ تھی کہ دم مارے

جز عماد الملک نامی از خواص

سوائے عماد الملک نام والے کے جو خاص میں تھا

بر جمید وزود در سجدہ فتاد

وہ اٹھ کر فوراً سجدہ میں گر گیا

گفت اگر دیوست من بخشدش

اے بادشاہ! کہ اگر وہ شیطان بھی مجھ کو بخش دے

چونکہ آمد پای تو اندر میاں

چونکہ تیرا قدم بھیجے میں آگے سے

صد ہزاراں خشم را تا نم شکست

میں لاکھوں غصوں کو ہی شکست دے سکتا ہوں

لایہات را ہیچ نتوانم شکست

تیری خوشامد کو میں زد نہیں کر سکتا ہوں

خواست از فے بر آرد و دود گرد

چاہا کہ اس میں سے دھواں اور گرد نکالے

تا زند بر فے جزای آں خلاف

تاکہ اس خلاف کی سزا میں اس کو ایسے

یا شفیع بر شفاعت بر تند

یا کوئی سفارشی سفارش پر آمادہ ہو

در شفاعت مصطفیٰ وارانہ خاص

اور حضرت مصطفیٰ کی طرح سفارش میں مخصوص تھا

در زماں شہ تیغ قہر از کف نہاد

بادشاہ نے فوراً غصہ کی تلوار ہاتھ سے رکھ دی

ور بلیسی کرد من پوشید مش

اگرچہ اپنے شیفتگی میں نے اس کی پردہ پوشی کر دی

راہیم گر کرد مجرم صد زیاں

میں راضی ہوں اگر مجرم نے سیکڑوں نقصان کئے ہیں

کہ ترا آں فضل آں مقدار ہست

کیونکہ تیری بزرگی اور رتبہ ایسا ہے

زانکہ لایہ توقیر لایہ من است

کیونکہ تیری خوشامد خود میری خوشامد ہے

لے کر۔ دونوں جہوں کا مطلب

یہ ہوا کہ ہم صرف خدا کی عبادت

کرتے ہیں اور صرف اسی سے

مدد چاہتے ہیں۔ ختم ہر وقت

کا خلاصہ یہ ہے کہ معاصی کی

عماؤ الملک نے خواہ کے مسئلہ

میں جو مدد کی وہ اس معاصی

کو نکلوانے کی ہی حالت ایک

مسلو کی خد کے مسائل میں ہوتی

چاہیے۔ ہر کم معاصی کو

یعنی مسکوت کر دے۔ نہ ہو

یعنی اس کام کی سزا معاصی

نے خواہ کی مرضی کے خلاف کیا

تھ ہیچکس۔ بادشاہ کے

ساتھ کسی کی جنت نہ تھی کہ اس

معاصی کی سفارش کرے۔

جو۔ عماد الملک جو بادشاہ کے

خاص میں سے تھا وہ سفارش

کے ساتھ اسی طرح مخصوص تھا

جس طرح اس شخص میں ماس

شفاعت کیلئے مخصوص ہوئے

وہ زماں۔ بادشاہ نے عماد الملک

کی سفارش پر فوراً تلوار ہاتھ سے

رکھ دی۔ گفت۔ بادشاہ نے

کہا خواہ یہ معاصی شیطان تھا

اور اس نے شیفتگی کی تھی میں

نے اسکو ماف کر دیا۔

تھ ہیچکس۔ بادشاہ نے عماد الملک

سے کہا مجرم کی خواہ سیکڑوں

خطائیں ہیں جبکہ توبہ میں

آ گیا ہے میں سیکڑوں غصوں کو

پہلوں گا۔ یہ چونکہ تجھ میں اللہ

مجھ میں بالکل اتنا ہے تیرا خوشامد

کرنا یعنی ہر خوشامد کرنا ہے۔

لے اگر تہیں۔ اگر تو سفارش نہ
کرتا تو خواہ زمین و آسمان نہ
دیا ہوتا جس میں بھی معاف
نہ کرتا۔ تیرے بادشاہ نے کہا
کہ یہ میرا بھائی تھا پر احسان
رکھنے کے لئے نہیں بلکہ میرے
مرتبہ اور عزت کی تشریح ہو
آئی۔ یہ سفارش تو نے نہیں
کی بلکہ میں نے کی ہے کوئی کہ
تو اپنی صفات اور خواہشات
کو میری صفات اور خواہشات
میں خاک کر چکا ہے اس موت
میں تجھ پر احسان جانے کے
کوئی مستحق نہیں ہیں۔ تو دیکھ
جبکہ اصل سفارش میری ثابت
ہے تو تو محض ایک آد
جہ کام کرنے والا تو ہیں ہوں
میں نے تجھ پر سفارش لاہی
ہے تو نے خود اس بوجھ کو
نہیں اٹھا یا ہے۔

لے مازنینت۔ آنحضرت نے
جبکہ اپنی شخصیت کو ذات باری
میں فنا کر دیا تو تنگ بدویں
آنحضرت کا مکتی مہر نکلیوں کو
پھینکنا آنحضرت کی طرف نسبت
نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف منسوب ہوا
اس طرح جب تو اپنی صفات
کو میری صفات میں گم کر چکا
ہے تو سفارش کرنا میری طرف
منسوب نہ ہوگا۔ لاشدی ہر
طیث میں لا اے میں غیر اللہ کی
نفعی ہے اور اقا میں ذات
باری کا اثبات ہے تو اسی
طرح حیران میرے ساتھ معاد
ہے تو غیر کا انکار کر چکا ہے
اور مجھ میں فنا ہو چکا ہے لہذا
تو فنا ہی ہے اور باقی بھی

گر زمین و آسمان را بر تنم زدے

خواہ زمین و آسمان نہ دیا ہو جائے

وَرشدے ذرہ بذرہ لایہ گر

اگر ذرہ ذرہ خوشامدی ہست

بر تو می نہیم منت لے کریم

لے شریف! میں تجھ پر احسان نہیں جتا ہوں

ایں نکردی تو کہ من کردم لقیں

یہ سفارش تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے

تو دریں مستعلی نے عالی

تو اس سفارش میں متعل ہوا پر تو کرنے والا نہیں ہو

ماز مینت اذ مینت گشتہ

تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا۔ بگیا ہے

لاشدی پہلوی الا خانہ گیر

تو لا بن گیا، الا کے پہلو میں مقیم ہو گیا

انچہ دادی تو ندادی شاہ داد

جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا، خواہ نے دیا ہے

وال ندیم رستہ از زخم و بلا

وہ معصوب بلاکت اور مصیبت سے چھوٹ کر

دوستی بر بید زان مخلص تمام

میں مخلص سے باطل دوستی توڑ دی

زین شفیع خوشن سبکاز شد

اپنے اس سفارشی سے بیکار بن گیا

ز انتقام ایں مرد بیرون نای

یہ شمع سزا سے نہ بچ سکتا

اُون بزدے ایں زماں از تیغ سحر

وہ تلوار سے اس وقت سرنہ بچا سکتا

لیک شرح عزت تست اندیم

ہاں اے معصوب! (یہ) تیری عزت کی تشریح ہو

لے صفات در صفات مازین

لے وہ تیری صفات ہماری صفات میں غم ہو گیا

زانکہ محمول متی نے حالی

کیونکہ تو مسدا محمول ہے نہ کہ حامل

خوشتن در موج چوں کف ہشتہ

تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے پر کر دیا

لے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر

تعب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور مالک بھی

اوست بس واللہ اعلم بالرشاد

بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

زین شفیع آزد و برگشت از ولا

اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے غافل

رؤ بحایط کرد تا نار و سلام

دروار کی طرف کوٹھ کر دیا تاکہ وہ سلام نہ کرے

زین تعب خلق در افسانہ شد

اس عجیب بات سے لوگ چمکیں میں لگ گئے

اور تو محکوم بھی ہے اور مالک بھی اوست بس۔ جو حقیقی صرف شاہ کا ہے تو تیرا اور تیری طرف منسوب ہوگا
شاہ کی طرف منسوب ہوگا۔ لے وال ندیم۔ ماز الملک کی سفارش سے نجات پا جانے کے بعد وہ معصوب
مما الملک سے ناراض ہو گیا۔ زین شفیع جب وہ معصوب ماز الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے
طرح کی باتیں کہنی شروع کر دیں کوئی اس کو پاگل کہتا کوئی اسکی تحسین کرتا اور لوگ کہنے کو ایسے غصے کی
تو خاک پا بننا چاہتے تھے کہ ناراض ہو نا۔

گر نہ مجنون ست یاری چون گید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس لئے دوست کیوں تیری؟
واخریش اس دم از گردن ندن
اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بھیا
باز گونہ رفت و سب زاری گرفت
اس نے اٹنی چال ملی اور بیزاری اختیار کرنی
بس ملامت کرد اور اناصحی
اس کو ایک نصیحت کر کے اس نے بہت ملامت کی
جان تو بخیر آں لدار خاص
اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
گر خفا کردے نبایستے زمید
اگر غم اٹھائی، کرتا ہے بھانجا نہیں پائیے تھا
گفت بہر شاہ بند دل ست جا
اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
بی مع اللہ وقت بود اندم مرا
اس وقت مجھے بی مع اللہ وقت (مقام حاصل) تھا
من نخواہم رحتے جز رحم شاہ
میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا کلام نہیں
غیر شہ را بہر آں لا کردہ ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اسی لئے نفی کی ہے
گر بر برد او بقہر خود سرم
اگر وہ (شاہ) اپنے غم سے میرا سر قلم کرے
کار من سر بازی و بخوشی ست
میرا کام سر دینا اور اپنا بیت چھوڑنا ہے
فخر آں سر کہ کف شاہش برد
وہ سر قابل فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کاٹے

از کسے کہ جان اور او خرید
ایسے شخص سے جس نے اس کی جان دوبارہ خریدی
خاک نعل پاش بایستے شدن
اسکو تو اس کے پاؤں کے جملے کی خاک ہو جانا چاہیے
باچنہ لدار کیں اری گرفت
ایسے دوست سے کیوں وری سسرور کر دی
کیں جفا چوں میکنی با مصلحی
کی ایسی کی کر کے اسے پر تو علم کیوں کرتا ہے؟
آں دم از گردن ندن کردت ص
اس وقت تجھے گردن کٹنے سے بھیا یا
خاصہ کی کرداں یار حمید
خصوصاً جبکہ اس میں تیرا تیرا دوست بھلائی کی ہے
اوجہ آید شفیع اندر میاں
وہ سفارش بن کر شفیق میں کیوں آیا؟
لا یسع فیہ نبی محتبی
جس میں کسی محبوب نبی کی دوستی گنجائش نہیں ہے
من نخواہم غیر آں شہ را پناہ
میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواں نہیں ہوں
کہ بسوی شہ تو لا کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے دوستی کر لی ہے
شاہ بخشہ شصت جان دیگرم
شاہ مجھے ہر ستر شاہ میں عطا کرے گا
کار شاہنشاہ ماسر بخشی است
جہاں شہنشاہ کا کام سر دینا ہے
ننگ آں سر کہ بغیرے سر برد
وہ سر باعث عزت ہے جو اس کے بغیر کے آگے جھکے

نہ بس ملامت کرد ایک
نامم نے کہا ایسی بھلائی کرنے
والے سے تو کیوں خفا ہو گیا
اس نے تو مجھے قتل سے بھیا
ہے اگر خفا ایسا من اگر علم
بھی کرے تو اسکو بر ملامت
کرنا چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی
سے ناراض ہونا چاہیے گنت۔
اس معاملہ کے کہا کہ میری
جان تر شاہ کے لئے تھی یہ
نتیجہ میں اگر ہائیولا کرنا تھا۔
لے بی مع اللہ آفسور
نے فرمایا ہے بی مع اللہ
و وقت لا یسع فیہ نبی محتبی
مقترب ولا یسع فیہ منزل
میرے لئے خدا کے ساتھ وہ
وقت بھی بہت ہے جس میں نہ
کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش
ہوئی نہ کسی منزل نبی کی، اس
معاملہ نے کہا کہ مجھے شاہ
وقت سے ایسا قرب حاصل تھا
جیسا کہ آفسور کہ جواب باری کو
حاصل ہوتا تھا، لہذا عا و اللک
کی اس میں گنجائش کہاں تھی۔
لے فریقہ میں نے شاہ کے
علاوہ سب کی نفی کر دی ہے
اور صرف کی دوستی پر بھروسہ کیا
ہے اب اس کو اختیار ہے میرے
ساتھ جو چاہے معاملہ کرے میں
اس کی رضا پر راضی ہوں۔
تو جو سر شاہ کے ہاتھ سے
کٹ جائے وہ باعث فخر ہے
اور جو سر دوسرے کے سامنے
جھکے وہ باعث ذلت ہے۔

لے شب جس رات کو شاہ
کے غصے نے کا کیا ہو وہ میر
کے ہزاروں دنوں سے فضل
ہے۔ خود جس کو مشاہدہ حق
ماصل ہے اور وہ ثابت حق
کا طرف کرتا ہے اس کے لئے
قہر و لطف میں یکساں لذت
ہوتی ہے اور وہ کفر اور حق
کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے۔
وہ جن میں کفر کی سزا باوجود حق
یعنی یوم حشر کا حق۔ ذات اس
مقام شاہ کو کس عبارت
کے ذریعہ قہر نہیں کیا جاسکتا
کیونکہ وہ نہایت شفیق ہے،
مبارتیں اس کی قہیر سے قاصر
ہیں۔

۲۸۳
۱۔ غلو بہر حق و رب یعنی ہم
انسانی مادی الفاظ و معانی کے
افق مقام کی تعبیرات سے قاصر
ہیں۔ علم الاسماء اگرچہ اسماء
اور الفاظ کی تعلیم میں جانب اشارہ
اور حضرت آدم کو سکھائے گئے
تھے لیکن وہ اسماء اس مادی
حروف و تہجی سے نہ بنے تھے۔
چوں جب ان غیر مادی اسماء
نے مادہ کا لباس پہنا تو انکی
رومانیت ختم ہو گئی اور ان میں
سیاہی پیدا ہو گئی۔ مگر نقاب۔
ان اسماء کو مادی لباس اس
نے پہنا دیا گیا کہ مادی انسان
انکے معانی سمجھ سکیں۔

۲۸۴
۲۔ غلو بہر حق و رب یعنی ہم
انسانی مادی الفاظ و معانی کے
افق مقام کی تعبیرات سے قاصر
ہیں۔ علم الاسماء اگرچہ اسماء
اور الفاظ کی تعلیم میں جانب اشارہ
اور حضرت آدم کو سکھائے گئے
تھے لیکن وہ اسماء اس مادی
حروف و تہجی سے نہ بنے تھے۔
چوں جب ان غیر مادی اسماء
نے مادہ کا لباس پہنا تو انکی
رومانیت ختم ہو گئی اور ان میں
سیاہی پیدا ہو گئی۔ مگر نقاب۔
ان اسماء کو مادی لباس اس
نے پہنا دیا گیا کہ مادی انسان
انکے معانی سمجھ سکیں۔

شبکہ شاہ از قہر و قہر شمشید

وہ رات جس کو شاہ نے قہر سے شمار کر لیا میں ڈالا
خود طواف آنکہ اوشہ ہیں بود

جو شخص شاہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا پیر کرنا
زاں نیامدیک عبارت سبحان

اس کو دنیا میں کوئی عبارت بیان نہیں کر سکتی ہو
زانکہ اس اسماء الفاظ حمید

اس نے کہ یہ اسماء اور اچھے الفاظ
عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ بِدَادِمُ رَا اِمَام

علم الاسماء آدم کا امام تھا
چوں نہاد از آب و گل بر سر کلا

جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوٹی رکھی
کہ نقاب حرفے دم در خود کشید

کیونکہ ان (اسماء) نے حروف اور ادا کا نقاب لٹھا
گرچہ از چشم شہم کرد او خلا

اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصے سے بچھڑایا
گرچہ از یک و منطبق کاشفت

گھٹھرا محو پر ایک جنبش حقیقت کو ظاہر کرنا لگا

ننگ دارد از ہزاراں روز عید

عید کے ہزاروں دنوں سے وقت محسوس کرتی ہے
فوق قہر و لطف کفر و دیں بود

غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہو
کہ نہانت نہانت نہانت نہانت

کیونکہ وہ پوشیدہ ہے، پوشیدہ ہے پوشیدہ
از گلاب آدمی آمد پدید

انسان کے جسم سے نکلے ہیں
لیکن بد در لباس عین و لام

لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا
گشت آں آسمای جانی رؤیا

وہ روحانی اسماء کالے پڑ گئے
تا شود بر آب و گل معنی پدید

تا کہ پانی اور مٹی پر معنی واضح ہو جائیں
لیک ہم شد مرا حقا مناص

لیکن واقعہ شاہ مجھ سے کی جگہ بنا
لیک از رہ و جہ دیگر ملکیت

لیکن دین و دوسری ملکیتوں سے چھانے والی ہے

گفتن جبریل علیہ السلام خلیل علیہ السلام راکہ

حضرت جبریل علیہ السلام ۲۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ
هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَى اَمَّا الْيَكْفِي فَلا

تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ان لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و قتم و اوجبریل
میں اپنے، نراؤنا خلیل (اشارہ) ہوں وہ (منزل اور جبریل)

اصل مقصود الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح کرتے ہیں لیکن دوسری حیثیتوں
سے اس میں اور ابراہیم پیدا کر دیتے ہیں۔ من خلیل مصاحب نے کہا میرا اور بادشاہ کا وہی معاملہ تھا جو
حضرت بلال علیہ السلام کا تھا۔ اشارہ تعالیٰ سے جس طرح خلیل اللہ نے حضرت جبریل کی ملکوت بند کیا مجھے بھی معاملہ ملک کی

اَوَّادِب ناموخت از جبریلِ راد

اُس نے عقلندہ جبریل سے ادب نہ سیکھا
کہ مُرادت ہست تایاری کنم

کہ تیسری کوئی مراد ہے تاکہ میں مد کروں

گفت ابراہیمؑ نے رَوازمیاں

ابراہیمؑ نے کہا نہیں دریاں سے بٹ جا

بہر ایں دنیا ست مُرسل رابط

اِس جہاں کے لئے رسول رابط ہے

ہر دل ارسامع بُئے وحی نہاں

اگر ہر دل معنی دہی کا سُنتے والا ہوتا

گرچہ اُو محو حق ست بے سُر است

اگرچہ وہ (جبریلؑ) اللہ تعالیٰ میں فنا اور بخود

کردہ اُو کردہ شاہ است یک

اگرچہ اُس کا کام شاہ کا کام ہے لیکن

انچہ عین لطف باشد بر عوام

جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے

بس بلا درنج می باید کشید

بہت سی معیتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں

کایں حروف واسطہ لے بارِغا

اے بارِ غار! یہ واسطہ کے حروف

بس بلا درنج بایست وقوف

بہت سی ٹائیں اور رنج اور اذیتیں اٹھانا چاہئے

لیک بعضے زیں بلا کتر ترشدند

لیکن بعض اِس بلا سے اور زیادہ تیز ہو گئے

مگر جو خستگیاں آوازِ تنہا گفتاریں جو کام نیک لوگوں کے مشاات ہیں وہ کام بسا اوقات متعین ہونا

کے لئے گناہ شمار ہوتے ہیں۔ اِس بات کو سمجھنے کیلئے ریافت اور مجاہد کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے

ہیں کہ شاہدہ کے بعد درمیانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں جو بعض بلا بہت مناسب سمجھنے کے بعد حروف کے زریعہ

اس حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہو۔ ایک مصائب پر شکوہ ہو تو چاہی جو بان اگر مگر فکر ہو تو دریاات بلند ہوتے ہیں۔

کہ پیر سید از خلیسِ حق مُراد

کہ اُس نے خلیل اللہ سے حاجت چاہی

ورنہ بگریزم شبکاری کنم

ورنہ میں جساؤں بوجہ نہ بنوں

واسطہ زحمت بُود بعد البیال

کیونکہ شاہدہ کے بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے

مؤمنان رازانکہ ہست اُو واسط

مؤمنوں کے لئے، کیونکہ وہ واسطہ ہے

حرف و صو کے بُدے اندر جہاں

تو دنیا میں حرف اور آواز کب ہوتے؟

لیک کارِ من ازاں نازکتر است

لیکن میرا کام اُس سے زیادہ نازک ہے

پیش چشم بد نمایندہ است نیک

لیکن میری نظروں میں بہت بدشاہ ہے

قہر شد بر عشق کیشانِ کرام

شریف مافقوں پر غلسم ہوتا ہے

عامہ را تا فراقی را تا نندید

عوام کو، تاکہ فراق کو دیکھ سکیں۔

پیش وصل خار باشد خارِغا

وصل پہنچنے پہلے کا شاہیں کا شاہی کا شا

تا و د آں روح صافی از حروف

تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اُٹھے

باز بعضے صافی و برتر ترشدند

بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

مگر جو خستگیاں آوازِ تنہا گفتاریں جو کام نیک لوگوں کے مشاات ہیں وہ کام بسا اوقات متعین ہونا

کے لئے گناہ شمار ہوتے ہیں۔ اِس بات کو سمجھنے کیلئے ریافت اور مجاہد کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے

ہیں کہ شاہدہ کے بعد درمیانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں جو بعض بلا بہت مناسب سمجھنے کے بعد حروف کے زریعہ

اس حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہو۔ ایک مصائب پر شکوہ ہو تو چاہی جو بان اگر مگر فکر ہو تو دریاات بلند ہوتے ہیں۔

لے اَوَّادِب۔ عوامانہ لک کو

جبریلؑ کے اِس وقت غیبت

مائل کر مینی چاہئے تھی کہ راد

حضرت ابراہیمؑ جب آگ

میں تھے تو حضرت جبریلؑ نے

آکر مدد کرنی چاہی، حضرت

ابراہیمؑ نے انکار کر دیا اور

فراد یا مشاہدہ کے بعد مناسب

کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔

بہر ایں دنیا۔ عام مؤمنین جو

مشاہدہ سے محروم ہیں ان کے

لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں

حضرت ابراہیمؑ خود شاہدہ

میں متفق تھے آکر جبریلؑ

کا واسطہ ناگوار گذرا۔ ہر حال

ہر انسان میں یہ استعداد نہیں

کہ وہ وحی کو سن سکے اسلئے کہ

وحی کو بعد حروف اور آواز

سنایا گیا ہے اگر ہر سننے والے

میں وحی کر سننے کی استعداد

ہوتی تو ہر حرف اور آواز کی

کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔

لے اگرچہ حضرت ابراہیمؑ نے

فرمایا کہ جبریلؑ کو زمانیت کا

مقام حاصل ہے لیکن میرا

اِس سے بھی نازک ہے اِس

میں کسی واسطہ کی گنجائش نہیں

خواہ غنائی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔

کر وہ۔ جبریلؑ کا کام مقام

غنائیت کی وجہ سے خدا ہی

کا کام ہے لیکن وہ اُس کام میں

ماذوں ہیں اللہ کی جانب سے مایوس

نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ میں

خدا کے حکم سے مدد کیلئے آیا ہوں

لے اگرچہ اس طرح کی مدد عوام کے

لئے عین تکلیف خداوندی ہے

لیکن عاشقانِ خدا کے لئے

مناسب نہیں ہے مشہور

لے آتے ہیں۔ دیر لے نیل
پانی قبطیوں کی تباہی اور
سیرمندیوں کی نجات کا سبب
بند چکر۔ جو ان مصائب کے
عمدہ نجاتی پر نظر رکھے گا سناؤ
ماصل کرنے کا جو کھیتی کی عود
پیداوار کو دیکھے گا وہ کھیتی میں
محنت کرے گا۔ تاکہ انجام
میں سمجھتا ہے کہ دنیا آخرت
کا کھیت ہے جو یہاں بزرگا
ہاں کاٹے گا۔

لے بیچ مقصدے جہاں طرح
دینا خود مقصود نہیں بلکہ آخرت
کا ذریعہ ہے اسی طرح کوئی بھی
معاوضہ صرف معاوضہ کیلئے نہیں
ہوتا ہے بھلا اس کا مقصد
لفیع اور فائدہ آٹھا ہوتا ہے۔
نیکو کوئی شخص کس حقیقت
کا انکار محض انکار کے لئے نہیں
کرتا بلکہ اس کے پیش نظر بالمقابل
کی مندرجہ اور اپنی نوعیت
ہوتی ہے۔

لے واں فرونی برتری
بھی انسان کا خود مقصود نہیں
ہوتا بلکہ اور نتائج مقصود ہوتے
ہیں۔ مثلاً زمین کا کام کی محض
صورت اس وقت لذت
بخش ہوتی ہے جبکہ اس میں
کوئی مقصد مقصود ہو جائے گی
کام کرنے والے سے لوگ
پرہیزتے ہیں تو کیوں کام کرتا
ہے قرآن کا مقصد اس کے
اصل مقصود کو دریافت کرنا
ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ظاہری صورت کی مثال
تیل کی سی ہے اور اصل
مقصود کی مثال تیل سے
پیدا ہونے والی روشنی ہے۔

ہیچو آئے نیل آمد ایں بلا
یہ بھلا (دیر لے) نیل کے پانی کی طرح ہے
ہر کہ پایاں میں تراؤ مسعود تر
جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہر زیادہ نیک بخشت ہے
زانکہ داند کایں جہان کاشتن
کیونکہ وہ جاننے ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا
بیچ عقدے بہر عین خود بود
کوئی معاوضہ بعینہ معاوضہ کے لئے نہیں ہوتا ہے
ہیچ نبود منکرے گر بنگری
اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے
بل برای قہر خصم اندر خسد
بلکہ خد میں دشمن کو مغلوب کرنے کیلئے ہوتا ہے
واں فرونی ہم پے طمع دگر
وہ برتری بھی کسی دوسرے لالچ میں ہوتی ہے
زاں ہی چری چرایں میسنی
اسی لئے قرور یافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟
ورنایں گفتن چرا از بہر حلیت
ورنہ یہ کیوں "کہنا" کا ہے کے لئے ہے
ایں چرا گفتن سوال ز فائدہ
یہ کیوں "کہنا" فائدہ کے بارے میں سوال ہو
از چہ روفائیدہ جوی لے آیں
لے آئیں! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟
پس نقوش آسماں اہل زمین
قرآسان اور زمین والوں کی صورتیں

سعد را آبت و خوں بر اشتقیا
جو نیک کے لئے پانی ہے اور بد بختوں کیلئے خون ہو
جد تراؤ کار دگر افسروں پیدر
زیادہ محنت سے وہ بزرگا جس نے پہل زیادہ دیکھا ہو
ہست بہر محشر و برداشت
محشر کے لئے (اور پیداوار) ماصل کرنے کیلئے ہے
بلکہ از بہر مقام رنج و سود
بلکہ لطف اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
منکر تیش بہر عین منکری
(کہ) اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو
یا فرونی جستن و اظہار خود
یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کیلئے ہوتا ہے
بے معانی چاشنی نندہ ضرور
بعض صورتیں بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں
کہ ضرور زیت است معنی روشنی
کیونکہ صورتیں تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں
چونکہ صورت بہر عین صورتیت
جبکہ صورت محض صورت کے لئے ہے
جز برای ایں چرا گفتن بدست
اس کے سوا کیلئے "کیوں" کہنا بڑا ہے
چوں بود فائیدہ ایں خود کایں
جبکہ "فعل" خود فائدہ ہو
نیت حکمت کاں بود بہر تہیں
دائیں کوئی حکمت نہیں ہو کہ وہ صورتیں محض مشقوں کیلئے ہوں

ورد۔ اگر ہر معاملہ کی ظاہری صورت مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا جاتا۔ جب یہ ثابت ہو گیا
کہ معاملہ کی محض صورت مقصود نہیں ہے تو اب سمجھو کہ آسمان اور دنیا کے پیدا کرنے سے ان کی صورت
مقصود نہیں ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

گر حکیم نیست ایں ترتیبِ حسیّت

اگرہ دماغ، ہماجکت نہیں تو ذرا کائنات کی ترتیب

کس نسا ز نقش گرا بہ حضاب

کئی شخص مقام کی تصویر کو رنگیں نہیں بناتا ہر

ہر چہ بینی در جہاں از آیتے

دنیا میں تو جو بھی کوئی نشان دیکھے ۲

و ر حکیم ہست چون فعلش تہی

اور اگر وہ حکمت والا ہے تو اس کا فعل حکمت کی بات ہے

جز پے قصد صواب ناصواب

کس مقصد کے بغیر خواہ وہ مقصد درست ہو یا درست

ہست بہر معنی و حکمتے

وہ کس معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطالبت کردن موسیٰ از حضرت عزت کہ لم تخلقت خلقا

حضرت موسیٰ کا اظہار تائیں سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے

فأهلكته وأخترتہ وجواب آمدن از حضرت عزت

پھر تو اس کو اہتواہ کر دیتا ہے؟ اور اظہار تائیں کی جانب سے جواب آتا

گفت موسیٰ اے خداوندِ حسا

حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے مہربانِ ملک

تو را مادہ نقش کردی جانفرا

تو نے مسخیں نہ اور مادہ بنائے

گفت حق دانم کہ ایں پرکش ترا

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا میں ماننا نہیں کرتا یہ

ورنہ تا ریب و عتاب کرے

ورنہ تجھے سزا دیتا اور عتاب کرتا

لیک می خواہی کہ در افعال ما

لیکن تو جانتا ہے کہ ہمارے کاموں میں

تا ازاں واقف کنی مرعاب را

تاکہ تو اس سے حوام کو باخبر کرے

قاصد اسائل شدی در کاشفی

وضاحت کے لئے تو قصداً اسائل بنا ہے

زانکہ نیم علم آمد ایں سوال

یہ سوال نصفِ علم ہے

نقش کردی باز جوں کردی خرا

تو نے صورت بنائی پھر میں تو کیوں تباہ کیا؟

وانگہ ویراں کنی ایں را چرا

پھر تو ویران کر دیتا ہے یہ کیوں ہے؟

نیست از انکار و غفلت وزر ہوا

انکار اور غفلت اور لغنائی خواہش کی وجہ نہیں ہے

بہر ایں پرکش ترا آذر دے

اس سوال پر تجھے سلیف پہنچاتا

باز جونی حکمت و ستر قضا

حکمت اور فیصلہ کا راز معلوم کرے

پنختہ گردانی بدیں ہر غام را

اس سے ہر کچھ کو پختا بنائے

بہر عامہ ارچہ تو زان واقفی

عوام کے لئے، اگرچہ تو اس سے واقف ہو

ہر بروئے را نباشد ایں مجال

ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

لہ کر حکیم حکمت دان کوئی

فعلِ حکمت سے غالی نہیں ہوتا

آسمان اور زمین کا پیدا کرنا

یکہم سے کائنات کا نظام

ترتیب یہ بتاتی ہے کہ کس

مقام میں جو تصویریں بنائی

جاتی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد

ہے خواہ صبح ہو یا غلط چہرہ

دنیا میں ہر چیز کے پیدا کرنے

میں حکمت مضمر ہے۔

۱۔ مطالبت۔ اس مقصد

کا مقصد غور و فکر میں حکمت

الہی کا بیان کرنا ہے۔ گفت۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا

اے خدا تو انسانوں کو پیدا

کرنا ہے پھر ارادہ کرتا ہے اس

میں کیا حکمت ہے۔ خداوند

حساب یعنی یوم حساب کے

مالک۔

۲۔ گفت حق حضرت حق

تعالیٰ نے فرمایا چونکہ ترا یہ

سوال انکار اور غفلت پر

بنی نہیں ہے اس لئے میں

درگزر کرتا ہوں ورنہ سزا

دینا تو جسے معلوم کر رہا ہو

تاکہ حوام کو ہماری حکمتوں

سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے

مخلوق کے پیدا کرنے میں ہمارا

حکمتیں معلوم ہیں تاکہ بطلان

علم کے منافی نہیں ہے بلکہ مشہور

ہے التّوالتّ یضعف العلم

یعنی کسی چیز کے بارے میں نسبتاً

کرنا اس چیز کا آدھا علم مضمر

موسیٰ حکمتوں سے واقف تھے۔

لے ہم سوال کسی چیز کا علم
ہو جانے کے بعد ہی اس کے
بارے میں سوال و جواب ہو سکتا
ہے یہ دونوں متضاد باتیں
ایسی ہی ہیں جیسا کہ مثنوی سے
پہول میں آگیا ہے اور کاشا
بھی ہم ضلالِ علم ہی مگر اسی
اور روایت کا سبب بنتا ہے
جیسا کہ مثنوی اور تری ہی پہل
میں تلمی بھی پیدا کرتی ہے
اور شیرینی بھی، ملاقات اور
تعارف سے دشمنی اور دوستی
پیدا ہوتی ہے اور غزاسے
بہاری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔
لے مستفید حضرت حق نے
فرمایا کہ مثنوی تا واقعوں کو
یکسو سے واقف کرنا چاہتا
ہے اس نے تجاہلِ عارفانہ
بُرت رہا ہے ہم بھی اس کے
علم سے آسمان بن کر اس کو
جواب دیتے ہیں بحرِ قریش
دنیا میں یہ طریقہ رائج ہے کہ
تجاہل بُرت کر صاف کو مل کر
لیتے ہیں گدھا بیچنے والے
اکس میں فرضی طور پر ایسی
باتیں شروع کر دیتے ہیں کہ
گاہک گدھا خرید لیتا ہے۔
لے مثنوی حضرت موسیٰؑ
کو جواب دینے سے قبل حضرت
حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ
سے وہ عمل کرایا جس میں خود
جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب
اجبی طرح اُن کی سمجھ میں آجائے
حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم کھیتی
بود اور جب کھیتی تیار ہو گئی
تو انھوں نے اس کھیتی کو کاشا
قالا کہ چرا اے اللہ تعالیٰ نے

ہم سوال از علم خیز دہم جواب
سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے
ہم ضلال از علم خیز دہم ہمے
گرا ہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہر ایت بھی
ز آشنائی خیز دایں نقض و ولا
یہ نقض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے
مستفید اعجمی شد آں کلیم
وہ کلیم (اللہ) تا واقف کو فائدہ مل کر نیا لانا پڑا ہے

ماہم از دے آجی سائیم خوش
ہم بھی اپنے آپ کو اس سے واقف بناتے ہیں
خر فروشان خصم یکدیگر رشند
گدھا بیچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے
پس بفرمودش خداے ذولبتا
پھر اُن سے خدا نے فرمایا اے عقلمند
موتیا تم بکار اندر زمین
اے موسیٰؑ! زمین میں بیج بوسے

چونکہ موسیٰؑ کشت و کاشت تمام
جب حضرت موسیٰؑ نے کھیتی ہوئی انکی کھیتی پوری
داس بگرفت و مراں رامی برید
انھوں نے درستی لی اور اس کو کاٹ لیا
کہ چرا کشتے گئی و پروری
کہ تو تمہیں بوتا ہے اور پرورش کرتا ہے
گفت یار زان نم ویران پست
موسیٰؑ نے عرض کیا اے خدا! میں دھیت کو اوپر

ہم چنانکہ خار و گل از خاک آب
جس طرح مٹی اور پانی سے کاشا اور پہول
ہم چنانکہ تلخ و شیریں از ندے
جیسا کہ شری سے تلخ اور شیریں
وز غزلے خوش بودم و شفا
بہاری اور شفا اپنی خدا سے (پیدا) ہوتی ہے
تا عجیباں را کس دزیں برتریم
تاکہ ناواقفوں کو کس راز سے باخبر کریں
پاشش آدیم چوں بیگانہ پیش
بیگانوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں
تا کلیدِ قفل آں عقد آمدند
یہاں تک کہ اس مسئلہ کے قفل کھلے نہ بیگئے
چوں پُرسیدی بیابانِ جواب
جبکہ تو نے سوال کیا ہے، آجواب سن
تا کہ تو خود وادی انصافِ اس
تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے
خوشہائش یافت خوبی و نظام
اسکے خوشوں نے اچھائی اور عمدگی حاصل کر لی
پس ندا از غیبِ گوشش رسید
تو اس کے کان میں فیص ہے آواز آئی
چوں کمالے یافت آں می بُری
جب وہ کمال ہو جاتی ہے تو اس کو کاشا ہے
کہ درینجا دانہ ہست کاہ ہست
کہ اس میں دانہ بھی ہے اور بھوسا بھی ہے

حضرت موسیٰؑ سے دریافت کیا کہ تم نے خود کھیتی ہوئی اور بھراب اس کو کیوں کاٹ والا۔ گفت حضرت
موسیٰؑ نے عرض کیا کہ کھیتی کے کپنے پر اس میں دانہ اور بھوسا تھا اور دونوں کو ملا کر دانہ مناسب تھا بلکہ
کاٹنا مناسب تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

وانہ لایق نیست در انبار گاہ

دازد کا بھوسے کے انبار میں رہنا مناسب نہیں جو

نیست حکمت ایں دورا آیمختن

ان دونوں کو ملائے رکھنا دانائی نہیں ہے

گفت ایں اش تواز کر یافتی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمجھ تو نے کس کس ماں کی؟

گفت تمیز من تو دادی اے خدا

حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے سمجھ دیا

در خلائی روحہای پاکست

مخلوق میں پاک روحیں ہیں

ایں صدقہا نیست در یک مرتبہ

یہ سہیاں ایک طرح کی نہیں ہیں

واجب اظہار ایں نیک و تباہ

نیک اور برادر کا واضح کرنا ضروری ہے

بہر اظہارست ایں خلق جہاں

دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے

گفت گزرا گفت حقیقتا شنو

سن (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں چھا ہوا خزانہ تھا

گاہ در انبار گندم ہم تباہ

بھوسا بھی گہوں کے دھیر میں برباد ہوتا ہے

فرق واجب می کند در بختن

وہ (دانائی) چھلانے میں جدا کر دینا ضروری بناتی ہو

کہ بدانش بیدے بر ساختی

کہ عقل کی وجہ سے تو نے کلیان بنایا

گفت پس تمیز چوں نبود مرا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرے سمجھ کیوں نہ ہوگی!

روحہای تیرہ و گلناک ہست

کالی اور مٹی میں سنی ہوئی روحیں ہیں

در یکے درست در دیگر شبہ

ایک میں سوتی ہے دوسری میں پوتھ ہے

ہمچناں کا ظہار گندمہا ز گاہ

جس طرح گہوں کا بھوسے سے الگ کرنا

تا نماند گنج حکمتہا نہاں

تا کہ حکمتوں کا خزانہ پوشیدہ نہ رہے

جوہر خود گم ملکن اظہار شو

تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی و وہم و خیال بر مثال دود

اس کا بیان کہ حیوانی روح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال بجا بھوسے میں

و روح وحی کہ بانی ست دریں دوع، ہیچوں روغن پینہاں

اور وہی کی روح جو بانی رہنے والی ہے اس بجا بھوسے میں پوشیدہ گہی کی طرح ہے

ہیچو طعم روغن اندر طعم دوع

جس طرح گہی کا مزا بجا بھوسے کے مزے میں

جوہر صدقت خفی شد در دوع

تیری سچائی کا جوہر جھوٹ میں چھپ گیا

میں جو موتی ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ بیان۔ مولانا ارشادی مضمون میں اس۔ بتانا چاہتے ہیں

کہ روح جسم میں اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح مسکا بجا بھوسے میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دروغ۔

جھوٹ یعنی جسم ثانی۔ دروغ۔ بجا بھوسے۔

ملہ گفت حضرت حق

نے فرمایا کہ یہ عقل جسم نے

کہاں سے حاصل کی حشر

موسس نے عرض کیا کہ یہ

دانش اور عقل آپ کی

عطا کردہ ہے۔ حضرت حق

تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش

پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔

در خلائی۔ اب اللہ تعالیٰ

نے اس جواب دیا کہ انسان

کی روحیں دو قسم کی ہیں،

ایک پاک ایک ناپاک۔

ملہ ایں صدقہا۔ سب

انسانی جسم ایک رتبہ کے

نہیں ہیں، کسی جسم میں موتی

جیسی روح ہے کسی جسم میں

کنج کے پوتھ کی طرح ہے۔

واجب۔ ان روحوں کو بھی

اسی طرح ایک دوسرے

سے علیحدہ کر دینا مناسب

ہے جس طرح گہوں کو

بھوسے سے تاکر نیک و پس

جنت میں جلی جائیں اور مری

روحیں و دروغ میں۔ ہر اظہار

بہل حکمت تو مارنے کی تھی،

پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے

کہ مادی صفات کا اظہار

ہو جائے۔

ملہ گفت۔ حدیث قدسی

ہے گفت گزرا محفوظا

فأخبرک أن العزیز

تخلعت الخلق میں اپنے

خزانہ تھا میں نے چاہا کہ

میں پہچانا جاؤں لہذا میں

نے مخلوق کو پیدا کیا، مخلوق

منظر صفات خداوندی ہے۔

جوہر خود۔ انسان کے جسم

لہ راستت سچ یعنی روح
ساتھا کافی وقت ایسا گذرنا
ہے جس میں روح جسم میں گم
رہتی ہے۔ آتش۔ لاشیٰ مقدس
تأثر شدہ اللہ تعالیٰ رسولوں
کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی چھا
کو بکھڑکھڑا کر روح کا شعلہ
نکالیں۔ غمزہ چھوٹی مشک
نہیں اس کا ترجمہ مختلف
شارحین نے مختلف کیا ہے
ہم نے شہد سے کیا ہے اس
سے مراد روح ہے۔ یا کلام
روح کی تربیت رسول
کہتے ہیں یا وہ لوگ کہتے ہیں
جو رسول کیلئے بمنزل جزو کے
ہوتے ہیں۔

لہ آئن قرآن پاک میں جو
وَقَدْ بَعَثْنَا اٰدَمَ وَ نُوْحًا
وَحٰی کو محفوظ رکھنے والے کا لفظ
کہتے ہیں۔ قاضی یعنی رسول
یا وہ شخص جو ان کا جزو ہے
آدم۔ ماں یعنی بچہ ماں کی با
کوشنٹا ہے اور پھر خود بولنے
لگتا ہے۔ ورنہ باشد جس بچہ
کے کان میں سننے کی صلاحیت
نہیں ہوتی وہ گونگا ہو جاتا
ہے۔ دائمہ۔ مرنے والا گونگا
اسی درجے ہوتا ہے کہ وہ
کی بات نہیں سن پاتا۔

لہ تا کہ جو بچہ بہرا اور
گونگا ہوتا ہے وہ اسی درجے
ہوتا ہے کہ اس کے کان میں کوئی
بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے
وہ ماں کی بات نہیں سنتا جو
تسلیم۔ قابل۔ آنکہ مخلوقات
میں گم ہونے پر ماں کی تعلیم
تادرونی ہی غیر تعلیم کے ہونے
والی طرف ذاتِ خداوندی جو

آں دروغتِ ایں تنِ فانی بُود
وہ تیرا جھوٹ، یہ فنا ہونے والا جسم ہے
سآلہا ایں دُغِ تن پیدا و فاش
برسوں یہ جسم کی چھا بظاہر اور کھل رہتی ہے
تا فرستد حق رسولِ بندہ
یہا تک کہ اللہ (تعالیٰ) کسی رسول بندہ کو بھیجتا
تا بچنبا ند بہنجار و بقتن
یہا تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بولنے
یا کلامِ بندہ کاں جزو اوست
یا اس بندہ کا کلام جو اس انبی، کا جزو ہے
اُذُنِ مُؤْمِن و حٰی ما را و اعی است
مومن کا کان ہماری وحی کی حفاظت کرنے والا
آپچناں کہ گوشِ طفل ز گفتِ مام
جیسے کہ بچہ کا کان ان کی باتوں سے
وَر نہ باشد طفل را گوشِ رشد
اگر بچے کے صلیح کان نہ ہو
دائمًا ہرگز اصلے گنگ بُود
اصلی بہرہ ہمیشہ گونگا ہوتا ہے
و آنکہ گوشِ کز و گنگ از آفتِ ست
وہ شخص جو بہرا اور گونگا ہے کسی آفت کی وجہ سے
کہ پذیرائی دَم و تسلیم نیست
جو آقا اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے
آنکہ بے تعلیم مبدن اطلق خداست
جو بغیر تعلیم کے بولنے والا ہے وہ خدا ہے
یا چو آدم کردہ تلقینش خدا
یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھا یا

راستت آں جانِ ربانی بُود
تیسری بھائی، خدائی روح ہے
روغنِ جانِ اندر فانی و لاش
روح کا روغن اس میں فنا اور عدم ہوتا ہے
دُوغ را در خمرہ جنبانندہ
جھا جھوٹ کو مشک میں بولنے والے کو
تا بدانم من کہ پینہاں بُود من
تاکہ میں جان لوں کہ شہید پوشیدہ تھا
دُر و در گوشِ آنکو وحیِ صحت
اس کان میں پہنچے جو وحی کا غلاب ہے
آپچناں گوشے قرینِ اعی است
ایسا کان ہی کا ساتھی ہوتا ہے
پُر شود ناطق شود اودر کلام
کہا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے
گفت مادر شنود گنگے شود
وہاں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے
ناطق آں کس شد کہ از مادر شنود
بولنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ان بات سنتا ہے
زانکہ در گوشش رسیدہ علتِ ست
کیونکہ اس کے کان میں کوئی بیماری پیدا ہوگئی ہو
لاجرم من نطق را تسلیم نیست
(تو) لا محالہ وہ بولنے کے قابل نہیں ہے
کہ صفاتِ اُوز علتہا جُداست
کیونکہ اسکی صفات علتوں سے پاک ہیں
بے حجابِ مادر و دایہ و را
اس کی ماں اور دایہ کے واسطہ کے بغیر

یا مے کو بہ تعلیم و دود
یا سچ کر وہ خدا کی تعلیم سے
از برای دفع تہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
مجنبتے پایست اندر اجتہاد
کوشش میں حسرت چاہئے
روغن اندر روغن باشد چوں عدم
سکا، چھابھ میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ ہستت می نماید ہستت
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے
دو غ روغن نا گرفتست دہن
سکا، نہ نکالی ہوئی اور پڑائی چھابھ
ہیں بگردانش بدانش درست
خبردار، سمجھداری سے اسکو ہاتھ سے خوب چلا
زانکہ ایں فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی، باقی کی دلیل ہے
روغن اندر روغن پنہاں میشود
سکا چھابھ میں چھپ جاتا ہے

در ولادت ناطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زار دست از زنا و از فساد
کہ وہ زنا اور خرابی سے پیدائش نہیں ہوئے ہیں
تا کہ دو غ آں روغن از دل باز داد
تا کہ چھابھ مے کو اندر سے واپس دے
دو غ در ہستی بر آوردہ علم
چھابھ، وجود میں ہستت ڈال دینے کے لئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل دوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے
تا نہ بگزینی بنہ خرچش ممکن
جب تک تو نکال نہ لے اسکو کہ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید آنچه پنہاں کردہ است
تا کہ وہ اس کو نمایاں کرے جو اسے چھپایا ہو
لا بہ متساں دلیل ساقی ست
مستوں کی خوشامد ساقی کی دلیل ہے
ہر چہ می سازی تو آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمدریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست بازیہای آن شیر علم
بھنڈے کے شیر کے کیسل کرد
گر بنود مجنبتش آں باد ہا
اگر ان ہواؤں کی عسکت نہ ہوتی

مخبرے از باد ہای ممکنتم
چھپی ہوئی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں
شیر مردہ کے جیتے در ہوا
بے جان شیر ہوا میں کب کو دتا

موجود معنی چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے۔ ہست۔ بھنڈے کے پھر بے پر شیر کی تصویر بناتے ہیں پھر بے کا بنانا اور شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل ہے۔

۱۔ یا سچے حضرت سچ ہی
بہر تعلیم کے اپنے اوپر سے
تہمت دفع کرنے کیلئے تعلیم
خداوندی سے بول پڑے۔
مجنبتے جس طرح چھابھ سے
سکا نکالنے کیلئے چھابھ کا ہونا
ضروری ہے اسی طرح روح
کے اظہار کے لئے جسم کو
بہادت کے ذریعہ نافذ کرنا
ہے۔ تو فانی سکا چھابھ ہوا
ہے چھابھ ظاہر ہے۔ آنکہ۔
جو ظاہر ہے یعنی جسم وہ ہنزل
چھلکے کے ہے۔ فانی۔ روح
جو نظر نہیں آتی ہے وہ ہنزل
سکے کے ہے۔ دو غ جس
چھابھ میں سے سکا نکالا
گیا ہوا اس کو محفوظ رکھنا
چاہئے تاکہ سکا نکالا جا سکے
اس کو خرچ نہ کرنا چاہئے۔

۲۔ میں جسم کو خوب اچھی
طرح پر تو چاہئے تاکہ وہ روح
کو ظاہر کرے۔ آنکہ۔ روح
کے مخفی ہونے کی وجہ سے
اس کو معدوم نہ سمجھ لینا۔ جسم
فانی اس روح باقی کی دلیل ہو
روح جب تک جسم میں ہے
جسم سے وہ افعال صادر
ہوتے ہیں جو روح کے نکلنے
کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز نہیں
لا بہ متساں دلیل ساقی کی
خوشامد کرتے ہیں تو معلوم ہوتا
ہے کہ ساقی موجود ہے
۳۔ دو غ۔ روح جسم میں
چھپی ہوئی ہے تو اس کو بیجا
بنائے گا وہ ویسی بن جائیگی۔
مثال دیگر۔ اس مثال سے
بھی یہی سمجھانا ہے کہ ظاہر

لے زان شیر کی حرکتوں سے

انسان کچھ دیتا ہے کہ پڑا
جو اصل رہی ہے یا پھرا۔

ایں بدن - انسانی جسم کو
جھنڈے کا شیر سمجھاؤ اور فکر و

ادارہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے
اُس کو ہوا جیسا سمجھو - فکر۔

انسان کے جو خیالات مشرق
سے آئیں اُن کو صا اور جو

مغرب سے آئیں انکو دُور
کہنا چاہیے - مشرق لیکن فکر

کی ہوا کا مشرق اور مغرب
یہ مشرق اور مغرب نہیں جو۔

لے خور - ہوا ایک بے کس
چیز ہے اُس کا مشرق بھی

بے روح ہے روح جس
سے فکر پیدا ہوا ہے اُس کا

مشرق قلب ہے - مشرق
خورشید ہے - روح جس کے

قلب کو روشن کیا ہے یں
کا خورشید اُس کا چمکا اور

نکس ہے - نوکر - اگر دل کو
روشن کرنے والا خورشید مہنی

روح نہ ہو تو پھر دن رات
نظر نہیں آتے یں اور دنیا کا

سورج بیکار ہو جاتا ہے - قوت
سورج نہ ہو اور روح پاکیزہ ہو

تو انسان سب کچھ دیکھتا
ہے اور اُس کا کام منظم ہوتا ہے۔

لے ہچمتا - روح خواب
میں بغیر چاند سورج کے سب

کچھ دیکھتی ہے - توہم - مشہور
مقولہ کہ اَلشَّوْخُلُوعُ اَلْمَوْتِ

یہ موت کی بہن ہے لہذا
جب یمنہ کی حالت میں انسان

سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے
بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہو

قد بگوئیہ اگر کوئی یہ کہے کہ

دفتر چہارم

مثنوی مولانا رومؒ

زائے شناسی باد را کہ آں صہت

اس سے تو ہوا کو پہچان دیتا ہے کہ وہ پڑا ہے

ایں بدن مانند آں شیرِ علم

یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے

فکر کاں از مشرق آمد آں صہت

جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پڑا ہے

مشرق ایں بادِ فکر ت دیکر ست

تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دوسری ہے

خورِ حماد ست بُودِ شرشِ حماد

سورج حماد ہے اُس کی مشرق حماد ہے

مشرقِ خورشید کے کہ شد باطن فرو

اُس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنا لاد

زائے چوں مردہ بُود تن بے لہب

اس لئے کہ جب بے نور جسم مردہ ہو جاتا ہے

ورنہ باشد آں چو باشد ایں تمام

اگر وہ نہ رہے ، اور یہ ممکن ہو

ہچمتا نہ چشم می بیند خواب

جیسا کہ یمنہ میں آئے دیکھتے ہیں

نوم ماچوں شد اَخ الموتِ فلا

لے فلاں ! جبکہ ہماری یمنہ موت کی بہن ہے

ورگوییہ کہ ست آں فرع ایں

اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اُس کی فرع ہے

می بہ بیند خواب جانبِ وِ حال

تیری روح یمنہ میں اُس حالت کے اندھا دیکھتی ہو

یادِ بورت ایں بیانِ آں خفت

یادِ بچھا ہے ، یہ اُس پرشیدہ کا اظہار ہے

فکرمی جنباندا و را دمدم

فکر اُنس کو لمبو بہ لمبو حرکت دیتا ہے

وانکہ از مغربِ دُور بادِ ست

اور جو مغرب کی جانب سے وہ باری باری پھرتا ہے

مغرب ایں بادِ فکر ت زائے ست

تیرے اس فکر کی ہوا کی طرف اس جانب ہے

جان جانِ جاں بُودِ شرشِ فواد

جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے

قشر و عکس آں بُودِ خورشیدِ روز

دن کا سورج اُس کا چمکا اور عکس ہے

پیش اوئے روز بنماید نہ شب

اُس کے سامنے دن دن رونما ہوتا ہے نہ رات

بے شبے بے روز دارِ انتظام

تو بغیر شب و روز ، وہ منظم رہے گا

بے مددِ خورشید و ماہ و آفتاب

چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو

زیں برادر آں برادر را بدان

اِس بھائی کو اُس بھائی سے سمجھ لے

مشنو آں را لے مقلد بے یقین

اُسے بے یقین مقلد اُس کو نہ سن

کہ بہ بیداری نہ بینی بیست سال

کہ قییداری میں بیست سال بھی نہیں دیکھ سکتا

خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی تھیں لہذا یہ کہنا کہ وہ

اپنے دیکھنے میں چاند ، سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اُس کی بات نہ اُٹھا ۔ می بہ بیند - انسان خواب میں

وہ مناظر اور صورتیں دیکھتا ہے جو وہ کو قیاس سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا ۔

درے تعبیر آں تو عمر ہا
تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
کہ بگو آں خواب را تعبیر حیت
کہ بتائیے اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟
خواب عام است این خود خواب خاص
یہ عوام کا خواب ہے اور خود خواص کا خواب
پیل باید تا چو خُشد اوستاں
ہاتھی ہر نا چاہیے تاکہ جب پست سوئے
خُرد بند ہیچ ہندوستان خواب
گدھا خواب میں کہیں ہندوستان کو نہیں کہتا
جان بچو پیل باید نیک رفت
روح ہاتھی جیسی اپنی اور بھاری چاہیے
ذکر ہندوستان کند پیل از طلب
ہاتھی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
اَذْکُرُ وَاللّٰہُ کار ہر او باش نیست
"اللہ کی یاد کرو" ہر آوارہ کلام نہیں ہے
لیکن تو آپس مشو ہم پیل باش
لیکن تو آپس نہ ہو، ہاتھی ہیں
کیمیاسازان گردوں را بہ ہیں
آسمان کے کیمیا گردوں کو دیکھو
نقشبہ اند در جو فلک
آسمان کی نقائص نقاش موجود ہیں
گرینہ بینی خلق مشکیں جیب را
اگر تو مشکیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سوی شہان باد را
عقلمند شاہوں کے پاس دھڑنا دھڑنا ہے
فرع گفتن اینچیں ستر اسگیست
اس طرح کے راز کو فرع کہنا گستاہن ہے
باش اصل اجتناب و اختصا
برگزیدی اور خصوصیت کی اصل ہے
خواب بیند خطہ ہندوستان
ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
خُرد ہندوستان مکرده اغتراب
گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے
تا خواب او ہند تاند رفت نفت
تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان چلے
پس مَصور گرد و آن کرش بشب
تو اسل بادشب میں مَصور ہو جاتی ہے
از جمعی بریای ہر قلاش نیست
مقارن جا ہر نفس کے پاؤں کیلئے نہیں ہے
ورنہ پیل در پئے تبدیل باش
اگر تو ہاتھی نہیں ہے، تبدیل کے درپے ہو
بشنواز مینا گراں ہر دم طنین
ہر وقت مستاعوں کی آواز سن
کار سازانست دہرئی ولک
وہ میرے اور تیرے لئے کارگری کر رہے ہیں
بنگراے شب کو را میں آسید را
تو اسے رات کے اندھے، اس اذکر دیکھ لے

ایں بیت کا حقیقہ مخفیہ ہے۔ اپنے خدا کی طرف ہر لمحہ خوش ہے اور خدا بھی خود سے خوش ہو سکے۔ ایک اور جہاں
کی طرف آسمان نہیں ہو لیکن اس پر ہر لمحہ اپنے اندر تبدیلی کی کوشش کرتی چاہیے۔ کیا اویاراضی کو جسے تیرا
کو ترے اندر تبدیلی پیدا ہو جائے۔ طینتیں ہنسنا۔ نقشبند۔ اویار۔ گریہ۔ اگر تجھے اویار نہیں آئے ہیں تو گدھے

لے درے۔ اگر انسان نے
وہ واقعات آگے سے دیکھے
ہوں جو خواب میں اس نے دیکھے
ہیں تو پھر کس تعبیر کے لئے دھڑنا
دھڑنا ہے؟ ہندوستان کو کہنا کہ خواب
میداری کی دید کا خُرد ہے لفظ
ہے۔ خواب عام۔ یہ تو ہم عوام
کے خواب کی بات کر رہے ہیں،
خواص کا خواب تو ان کو ہیں
سے بھی زیادہ افسانوی ہے۔ گدھا
دیکھتا ہے۔ چلے باید ہاتھی ہندوستان
کا ہاتھی ہے، جب دوسرے
ملک میں وہ کلام کی نیند سوتا
ہے تو وہ خواب میں ہندوستان
کے شہنشاہ مناظر دیکھتا ہے اور
مست ہو جاتا ہے۔ مولا افراسیاب
ہیں کہ اسرا بھی ہیں اس طرح
کو خواب میں نظر آئے گی جس کا
تعلق عالم غیب سے ایسا ہی
ہو جیسا کہ ہاتھی کا ہندوستان
ہے۔

لے خُرد بند گدھے میں یہ
بات نہیں ہے کہ ہندوستان
کو خواب میں دیکھے اور مست
ہو جائے اس کو یہ تعبیر بھی
ماہل نہیں ہے کہ اس کو
ہندوستان سے لے جایا جائے۔
جان جوڑن ہاتھی کی طرح ہوگی
وہ اپنے اصل وطن باغ غیب کو
خواب میں دیکھے گی۔ ذکر ہاتھی
ہندوستان کو یاد کرتا جو تو اس کی یاد
اور مناظر خواب میں اس کے لئے مَصور
ہو جاتے ہیں۔ اَذْکُرُ وَاللّٰہُ کا
ذکر اور یاد رکھو کہ ہاتھی صفت
بنادتی ہو لیکن یہ کام ہر کسے کا
نہیں ہو بلکہ جو قرآن پاک میں
ہر کہ حضرت حق تعالیٰ کے ذکر
اور شکر کو فرماتے ہیں انہیں

لے ہر دم۔ اولیاء اللہ کے
تصريحات جاری ہیں۔ زجر۔
حضرت ابراہیم کی روح ابھی
بھی انھوں نے روحانی دست کو
بغیر حجاب کے دیکھا۔ ...
ہندوستان یعنی روح۔ اصل
وطن عالم غیب کا نشان۔
عالم غیب کے مشاہدہ کا آخری
ہوتا ہے کہ انسان خواب سے
دیوانہ ہی کر اٹھتا ہے۔
لے حق نشانہ جو عالم غیب
کا خواب میں مشاہدہ کریتا
ہے وہ تدبیروں پر خاک
ڈال دیتا ہے۔ آنچناں حضورؐ
نے فرمایا اولیٰ میں نور پیدا
ہو جانے کی علامت یہ ہے
کہ انسان دنیا سے متنفر اور
آخرت کا مشتاق ہو جاتا
ہے۔ دال انور۔ دھوکے کا
گھر۔ دنیا۔ دھوکا اور غرضی کا
گھر۔ عالم آخرت۔ جہاں اس
مفسنون کی تشریح کے لئے
حسب ذیل فقہ سن لو۔
لے حکایت۔ ایک بادشاہ
تھا جس نے حقیقی بادشاہت
دیکھ لی اور قیامت کا منظر
اس کے سامنے آگیا تھا۔ وہ
دنیادی بادشاہت کو بچوں
کی بٹی کے ڈھیر کی بادشاہت
سمجھنے لگا تھا۔ بچے کیلئے میں
بٹی کا ڈھیر رکھ لیتے ہیں۔ جو
بچہ کہیں میں جیت جاتا ہے
وہ کو دکر اس ڈھیر پر چڑھ
بیٹھا ہے اور کہنے لگتا ہے
کہ یہ میرا قلعہ ہے جو میں نے
منع کر لیا ہے اور دوسرے
بچے اس پر رشک کرنے
لگے ہیں۔

دست چہرام

مثنوی مولانا رومؒ

نبتِ نو نورستہ ہیں از خاک تو
یعنی میں سے نئی لکاس کو اگا ہوا دیکھ لے
بسطِ ہندستانِ دلِ بالے حجاب
دل کے ہندوستان کی دست کا بغیر حجاب کے
مملکتِ برہم زد و شذنا پدید
سلطنت کو چھوڑا اور گم ہو گئے
کہ جہد از خواب و دیوانہ شود
کہ وہ نیند سے اٹھے اور دیوانہ بن جائے
می در اند حلقہ و زنجیر ہا
حلقہ اور زنجیریں توڑ ڈالتا ہے
جملگی برہم ز ندبے در و گھر
بغیر در و بند کے سب کو برا کر دیتا ہے
کہ نشانش آں بُود اندر صدو
کہ سینوں میں اس کی علامت یہ ہوتی ہے
ہم انابت آرد از دار الشور
آخرت کی طسوف رجوع بھی کرتا ہے
داستانے بشنوائے بار صفا
اے مخلص یار! ایک قفسہ سن لے

ہر دم آسب ست برادر اک تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
زیں بد ابراہیم ادم وید خواب
یہی ہوا حضرت ابراہیم ادم نے خواب دیکھا
لاجرم زنجیر ہا را بر درید
لا حمار انھوں نے زنجیریں توڑ دیں
آں نشان دید ہندستان بُود
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
می نشانہ خاک بر تدبیر ہا
تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے
ترک گیر و ملک دنیا سر بسر
دنیا کی سلطنت باطل چھوڑ دیتا ہے
آنچناں کہ گفت سغیب ز نور
جیسا کہ پیغمبرؐ نے نور کے بارے میں فرمایا
کہ تجانی جوید از دار الغرور
کہ وہ دنیا سے دوری چاہتا ہے
بہر شرح ایں حدیث مصطفیٰ
آنحضرتؐ کی ایں حدیث کی تشریح میں

حکایت آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی ہوئے و نمود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آگئی "اور سن دی
یَفِرُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ نَقْدَ وَقْتٍ أَوْ
انسان بھلے گا اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے" اس کے سامنے آگیا
شہ بادشاہی ایں خاک تو دہ کہ کو دک طبعان قلعہ گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعے فتح کرنا کہتے
گنند آں کو دے کہ خیر آید بر سر خاک تو دہ بر آید و لاف زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آجائے بٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور نشانی بگھاتا ہے کہ

قلعہ مراست کو دکان لیکر برے رشک بند کہ التراب رنج
 قلعہ میرا ہے دوسرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مثنیٰ بچوں کا موسم بہار
 الصبیان آل بادشاہ زادہ چوں زقید رنگہا برست گفت
 ہے وہ شہزادہ جس رنگوں کی قید سے جھوٹ نکلتا تو اس نے کہا کہ میں
 من اینکہامی رنگیں را ہماں تودہ خاک وں میگویم وزرو
 اس رنگ بزرگ خاک کو وہی ہے قیمت مثنیٰ کا دھیر کہتا ہوں اور سناؤ
 طلسم اکسوں نمیگویم من ازیں اکسون رہن رستم و بیک سو
 اٹلس اور اکسون نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اکسون سے نجات پا گیا اور ایک دم
 جستم اثیناہ الحکم صبیحا ارشاد حق را ضرور سالہا حاجت نیست
 کر دیا اور ہم نے اس کو آپہن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سادوں
 در قدرت کن فیکون کس سخن قابلیت نگوید
 کی ضرورت نہیں ہے "ہو جا پس ہو گیا" والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی باتیں نہ کرے

لے اٹلس رشتین پیرا جس
 پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔
 اکسون - کالا دیا۔ و بیک سو۔
 انسان کے مراتب بلند ہونے
 میں سالہا سال کی ریاضتیں
 ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ بیک
 وقت عروج حاصل ہو جاتا
 ہے۔
 قلعہ خواب۔ اس بادشاہ
 نے خواب میں دیکھا کہ اس کا
 وہ جین لاکا مر گیا۔ آتش مینی
 غم کی آگ۔ رشک آؤ مینی
 اس کی آنکھیں۔ آؤ۔ یعنی آہ
 کرنے کی کہیں اس میں طاقت
 نہ رہی۔

سے خواست۔ اس خواب
 بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا
 اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی
 عمر باقی تھی لہذا بیدار ہو گیا۔
 شادی ہے۔ بیدار ہو کر اس کو
 ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر کبھی
 نہ ہوئی تھی۔ کہ زشادی۔ اب
 وہ خوشی سے فرما جاتا تھا انہما
 خوشی ہی موت کا سبب بن
 جاتی ہے۔ لیکن جسم روح
 کے لئے طوق بن گیا اور اس
 کو بے وارز کرنے دیا۔ مطلق
 وہ جس کے لئے طوق پہنا
 دیا جائے۔

ظاہر و باطن مژتین از ہنر
 جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا
 صافی عالم برآں شہ گشت رُرد
 اس بادشاہ پر صاف دنیا کدھر ہو گئی
 کہ نہ اندازت آتش شک او
 آگ کی سوزش سے اس کے آئینہ رہے
 کہ تہی یا بید در فے راہ آہ
 کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا
 عمر ماندہ بود شہ بیدار شد
 کچھ عمر باقی رہ گئی تھی، شاہ بیدار ہو گیا
 کوندیدہ بود اندر عمر خویش
 کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی
 پس مطلق آمد اینجاں بآدن
 (لیکن) یہ جان بدن سے پیش رہی

بادشاہے داشت یک نیبا پس
 ایک بادشاہ کے ایک نہیں لونا تھا
 خواب دید او کاں پسر ناگاہ بمرود
 اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لونا اچانک مر گیا
 خشک شد از تاب آتش شک او
 آگ کی گرمی سے اس کی خشک آئینہ خشک ہو گئی
 آتچناں پر شد زود در در شاہ
 بادشاہ دود کے دھوئیں سے ایسا پڑ ہو گیا
 خواست مُردن قابالش بیکار شد
 وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا
 شادیے آمد ز بیدار شیش پیش
 بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی
 کہ زشادی خواست ہم فانی شد
 وہ خوشی سے مرنے کو تھا

لے اس چراغ۔ یہ چراغ
ہے کہ چراغ زندگی غم سے بھی
نچتا ہے اور خوشی سے بھی
درمیان موت کے ان دونوں
سببوں کے درمیان انسان
زندہ رہتا ہے اور اس پرہیز
آتی ہے کہ انسان کا جسم روح
کے ملنے کا ہار بنا ہوا ہے۔
شاہ بادشاہ نے سوچا کہ کیا
عناک خواب اس قدر خوشی
کا سبب بنے۔ یہ سبب کچھ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا
ہے۔ اس عجب۔ وہی خواب
موت کا سبب بھی تھا اور
وہی خواب زندگی اور خوشی
کا سبب بھی ہوا۔

لے آن کے بہت سی چیزیں
ایسی ہی ہیں کہ وہ ایک جانب
موت کا سبب بنتی ہیں تو
دوسری جانب زندگی کا سبب
بھی بنتی ہیں۔ شادی سن جمان
خوشی دینا دی اعتبار سے کمال
ہے آخرت کے اعتبار سے
زوال ہے۔ خندہ تعبیر دینے
والے خواب میں ہنسی کی تعبیر
ریخ اور غم سے کرتے ہیں اور
خواب میں رونے کی تعبیر مرگ
اور خوشی سے کرتے ہیں۔

لے شاہ شاہ نے سوچا
کہ اگرچہ خواب کی بات ختم
ہو گئی ہے لیکن ایک بدلتی
باقی ہے اب اگر خدا نخواست
تو کافر سے قریب کی کوئی
یادگار تو باقی رہی چاہیے۔
عقل یعنی لڑکا۔ یادگار یعنی
اُس کی یاد دلانے والا اُس
کا یاد کا چہرہ نہ ختم۔ خدا کو

از دم غم می بگردیش چراغ

یہ چراغ غم کی بھڑک سے بجھ جاتا ہے
درمیان اس دوسرے اور زندہ آ

دو ان دو موقوف کے درمیان زندہ ہے
شاہ با خود گفت شادی را سبب

بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب
اس عجب یکدنزیک روی مرگ

یہ تعبیر ہے ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے
اُن کے نسبت بہ اُن حالت ہلاک

ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
شادی تن سوئی دنیاوی کمال

جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
خندہ را در خواب ہم تعبیر داں

خواب میں ہنسی کی تعبیر سمجھ لے
گریہ را در خواب شادی و فرح

خواب میں رونے کی خوشی اور مسرت
شاہ اندیشید کایں غم خود گذشت

شاہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
وَر رَسد خارے چنیں اندر قدم

اور اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبھے
چشم زخمی زیں مبادا کہ شود

خدا کرے اس زخم کا کوئی صدمہ نہ پہنچے
چوں فنا را شد سبب بے منتہا

جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

وز دم شادی بگردیش انت لاغ

اور خوشی کی بھڑک سے (بھی) بھٹتا ہوں یہ کمین
اِس مَطْوُوق شکل جای خندہ آ

یہ طوق بینی ہوئی شکل بننے کا مقام ہے
آینحناں غم بود از تسبیب رُب

ایسا غم، اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
واں نیکے وی دیگر احیاء برگ

وہی دوسری حیثیت سے زندہ کرنا اور سرسبز ہوا
باز ہم از سوئی دیگر امتساک

پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے
سوئی روز عاقبت نقص زوال

آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے
گریہ گوید با دریغ و اندھاں

افسوس اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے
ہست در تعبیر اے صاحب مرج

تعبیر ہے اے خوشی والے!
لیک جاں ز جنس این بد ظن بگشت

لیکن اس جیسی چیز سے جان بد گمان ہو گئی ہے
گر رود گل یادگارے بایدم

اگر بچھل جاتا ہے میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
یادگارے بایدم گر او رود

اگر وہ مرجائے تو میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
پس کد میں راہ را بندیم ما

قریب کوئے راستہ کو بند کریں گے؟

لوگ کے مرنے کا صدمہ مجھے نہ پہنچے بہر حال احتیاط کا تقاضا ہے کہ اُس کی یادگار کا بند درست
کر لینا چاہیے۔ چونکہ موت کے پسندوں اسباب ہیں اُن پر قابو پانا مشکل ہے۔

صد درتجہ و در سوی مرگ لیدغ
 ڈھنے والی موت کیلئے سیکڑوں کو لیاں اور در ہیں
 ترخ ترخ تلخ آں در ہای مرگ
 موت کے دروازوں کی کڑی چوں چوں
 از سوی تن درد ہا بانگ در
 جسم کی جانب سے درد دروازے کی آواز میں
 ہیں برو بر خواں کتاب طب
 نصیر دارا جا طب کی کتاب پر
 لے پس بر خواں دے فہرست
 لے بیٹا! مثنوی دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ
 زان ہمہ برین دریں خانہ رہا
 اس گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے
 باد تندست و چراغ ابرے
 ہوا تیز ہے اور میرا چراغ ناقص ہے
 تابود کز ہر دو یک دانی شود
 تاکہ دونوں میں سے ایک باقی رہے
 ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ
 جیسا کہ عارف (بادشاہ) نے جسم کے ناقص چراغ سے
 تاکہ رونے کا پس بید ناگہاں
 تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مر جائے
 او نکر دایں فہم پس واد از غر
 وہ یہ نہ سمجھا اس نے صبر کے سے دیدیا
 چارہ اندیشید لیکن چارہ نے
 اس نے تدبیر سوئی لیکن تدبیر نہیں ہے

می کنند در کشادن ترخ ترخ
 جو کمرے میں چوں چوں کرتے ہیں
 نشنود گوش حریص از حرص برگ
 ساز و سامان کے لالچ کی وجہ سے لالچی کا کان نہیں سنتا
 وز سوی خصماں جفا بانگ در
 مخالفوں کی جانب سے علم دروازے کی آواز جو
 تا شمار ریگ بینی رخبا
 تاکہ ڈریت کی شمار کے امراض دیکھے
 نار علتہا نظر کن ملتہب
 بیماروں کی آگ کو شعلہ زن دیکھ
 ہر دو گامے پر ز کثر و مہا چہا
 ہر دو قدم پر پختہ دوز سے بھرا ہوا کنواں ہے
 زو بگیرا تخم چراغ دیگرے
 میں جس سے ایک دوسرا چراغ مل کر لوں
 گر بباد آں یک چراغ از جا رود
 اگر جوالے، ایک چراغ بجھ جائے
 شمع دل افروخت از بہر فراغ
 فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کر لی ہے
 پیش چشم خود نہدا و شمع جاں
 وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھ لے
 شمع فانی را بفانی دگر
 فنا جو توالی شمع کو دوسری فنا جو توالی کے بدلے میں
 گفت با خود نیست پس رفتے
 خودی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

غریب خواستن بادشاہ از بہر لیسر از خوف انقطاع نسل
 نسل کے منقطع ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کیلئے دلہن کا چاہنا

لے صد درتجہ موت کے
 آنے کے سینکڑوں لڑنے
 اور دروازے ہیں جب وہ
 دروازے کھتے ہیں ترخ کے
 کڑا چوں چوں کرتے ہیں
 ترخ۔ ان کی چوں چوں کی
 آواز دنیا کی حرص کی وجہ سے
 کان نہیں سنتے ہیں۔
 لے از سوی تن جسم کے
 درد و دشمنوں کے ظلم موت
 کے دروازوں کے کڑا چوں
 کی چوں چوں ہے۔ تا شمار
 ریگ۔ یعنی تعداد ملتہب
 شعلہ زن۔ برقی تہ۔ ہر مرض
 کا بدن میں لانت ہے جو اہم
 یعنی میرے لڑکے کے کاغذ
 نہیں ہے۔ دیگرے۔ یعنی
 لڑکے کے کاغذ ہو جائے۔
 لے تابود۔ خدا عز و است
 بیٹا مرے تو بتا رہا ہے۔
 بچو۔ بادشاہ کی تدبیر میں
 ہی تھی جیسے بادشاہ انسان
 کو نہ ہے کہ جسم کا چراغ بجھ
 جائے تو روح کا چراغ
 روشن رہے۔ او نکر۔ بادشاہ
 اور عارف کے کام میں فرق
 یہ ہے کہ اس نے نال کا بدل
 فانی سوچا یعنی لڑکے کا بدل
 پوتا چاہا۔ بادشاہ نے جو
 تدبیر کی وہ درست نہ تھی
 چونکہ وہ خودی میں مبتلا تھا
 اس لئے اس کی گفتگو مصیبت
 سے باہر نکلنے کی تھی غریب
 دلہن۔

لے نہ توج۔ نکاح کرنا باز۔
یعنی لڑکا۔ فرخ۔ پرند کا بچہ۔
یعنی لڑکے کا لڑکا۔ بیسی۔ او۔
لڑکے کی غریباں۔ بہر ایں۔
چونکہ بیٹے میں باپ کی غریب
ہوتی ہے اس لئے انھندہ
نے فرمایا ہے اَلْوَلَدُ بِشَرِّهِ
بچہ باپ کا ماز ہے۔۔۔
جڑن۔ کارگر اولاد کو پناہ
سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر میں
مرنے کے بعد بھی باقی رہے۔
حق۔ اللہ تعالیٰ نے والدین
میں جذبہ اسی لئے رکھا کہ
کرنے ہنر اسی کے بعد بھی باقی
رہیں۔

۱۰۰۔ متوجہ۔ بادشاہ نے کہا
میں بھی اپنی نسل باقی رکھنے
کیلئے اپنے لڑکے کی شادی
کر دوں گا۔ ساتھ۔ لڑکے کی
دوہن کسی نیک شخص کی لڑکی
کو بناؤں گا۔ قالج۔ بیکارو
بدعاش۔ صالح۔ باخوارانہ
کوشاہ کہنا چاہیے دنیا دار تو
شرعاً اور خلق کا قیدی
ہوتا ہے۔

۱۰۱۔ اسیران۔ عام بادشاہوں
کو بادشاہ کہنا تو ایسا ہی ہے
جیسا کہ جشی کا نام کا فور رکھ
دیا جائے یہ بالعکس بات کہ
عموماً بادشاہ کھاتے پیتے اور
تہاش کے قیدی ہوتے ہیں
جشی کا لاہوتا ہے کا فور مفید
ہوتا ہے۔ شدہ مخافہ۔ مخافہ
کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ
لیکن جگل کو مخافہ کہا جا تا
ہے حالانکہ وہ طاقت کی جگہ

پس غرو سے خواست باید بہر او
اس کے لئے ایک دہن تلاش کرنی چاہئے
گر رود سوي فنا ایں باز باز
اگر یہ بازفت کی جانب چلا جائے پھر
صورت ایں باز گزینجا رود
اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
بہر ایں فرمود آں شاہ بکیہ
اسی لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
بہر ایں معنی ہم خلق از شغف
اسی لئے تمام لوگ شوق سے

تا بہم اند آں معانی درجہاں
تاکہ دنیا میں وہ خوبیاں باقی رہیں
حق بحکمت حرصاں راست محمدؐ

اللہ تعالیٰ نے دانی سے آگے جس اور کوشش سے
من ہم از بہر دوام نسل خویش
میں بھی اپنی نسل کی بحیثیت کے لئے
مؤخرے خواہم ز نسل صالحے
کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
شاہ خود آں صالح ست زادہ او
بادشاہ وہ ہے، چونیک اور آزاد ہے
مر اسیران را لقب کردند شاہ
لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
شد مخافہ بادیہ خو خوارہ نام
خو خوار جگل کا نام مخافہ بنا

تا بہم اند زیں تزوج نسل او
تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
فرخ او گرد دزد بعد باز باز
اس کا بچہ باز کے بعد باز ہی جائے
معنی او در ولد باقی بود
اس کی مسنیت بچہ میں باقی رہے
مصطفیٰؐ کہ الولد سرائیہ
مصطفیٰؐ نے کہ بچہ باپ کا ماز ہے
می بیاموزند طفلان را حرف
بچوں کو نکتہ سکھاتے ہیں
چوں شود آں قالب ایشان نہا
جب ان کا جسم چمپ جائے
بہر رشد ہر صغیر مستعد
ہر صاحب استعداد بچہ کی رہنمائی کے لئے
جفت خواہم پور خود را خوب کش
اپنے لڑکے کے لئے خوبصورت پوری لاؤنگا
نے ز نسل بادشاہے طالعے
دکسی بدعاش بادشاہ کی نسل کی
نے اسیر حرص فرج ست و گلوت
نہ وہ جو شہر مگاہ اور خلق کی حرص کا قیدی ہو
عکس چوں کا فور نام آں سیاہ
بالعکس جیسا کہ جشی کا نام کا فور
نیک تخت آں پس را گویند عام
کوڑھی کو عوام نیک تخت کہتے ہیں

ہے۔ پس کوڑھی کو نیک تخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا۔

ہر اسیر شہوت و حرص و اہل
ہر شہوت اور لالچ اور آرزو کے قیدی کو
آں اسیرانِ اہل را عام داد
اُن موت کے قیدیوں کو عام نے دیا ہے
صدر خواندش کہ در صفِ نعال
اُس کو صدر کہتے ہیں جس کے جوتوں کی صف میں

بر نوشتہ میر یا صدرِ اہل
میر یا بڑا صدر لکھا ہے
نامِ میرانِ اہل اند بلاد
شہروں میں بڑے مالکوں کا نام
جانِ اویستہ است یعنی جاہ مال
جانِ ہندسی ہے یعنی جاہ و مال میں

اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را از جہتِ سپروا اعتراض کردن
بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک ناہک لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا
اہل بیت و ننگ داشتن ایشان انہیں درویشان
اعتراف کرنا اور درویشوں کے ساتھ رشتے سے ذلت محسوس کرنا

ایں سخن را نیست پایاںِ خواہجت
اس بات کا ناتر نہیں ہے بیوی مانگ ل
شاہ چوں بازادے خویشی گزید
بادشاہ نے جب ایک زاہد کے یہاں رختہ پسند کیا
مادر شہزادہ گفت از نقص عقل
مادر کی کہی کیونچہ سے شہزادے کی مانگ کہا
تو زبشتخ و بخل خواہی وز دہا
تو کجیوسی اور بخل اور سکاری سے چاہتا ہے
گفت صاحب را گدافتن خطا
اُس نے کہا کیا ایک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے
در قناعت میگزیرد از تقی
پر ہیز گاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے
ز قلتے کاں از قناعت وز تقا
وہ کی جو قناعت اور پر ہیز گاری کی وجہ سے
خجہ آں گریا بد سر نہد
وہ اگر ایک جہی ہوتا ہے سر جھکا دیتا ہے

بہر پورِ خوشتن شاہ از نہفت
بادشاہ نے بچکے بچکے اپنے لڑکے کیلئے
اِس خبر در گوشِ خاتوناں سید
یہ خبر عورتوں کے کان میں پہنچی
شرط کفویت بود عقل و نقل
عقل اور نقل میں جو شرط ہے
تا بہ بندی پورِ مارا بر گدا
کہ میرے بچے کو فقیر کے ساتھ باندھ دے
کو غنی القلب از دادِ خداست
کیونکہ وہ خدا کی دین سے، دل کا مالدار ہے
نز لیمی و کسل ہمچوں گدا
نہ کہ فقیر کی طرح کاہی اور کینہ پر سے
آں ز فقر و قلت و ناں جدت
وہ کینہ پر کی گئی اور فقر سے بُہدا کا نہ ہے
دیں ز رنج ز رہمتِ مے جہد
یہ سونے کے خزانے سے بہت کیونچہ سے بہتا ہے

۱۰ آہن۔ پہلا مصرع میں
موت کے معنی میں ہے اور دوسرے
مصرع میں بزرگ کے معنی میں
ہے۔ نبال۔ جوتے یعنی رتبہ
اور مال۔ اختیار کردن۔ بادشاہ
نے لڑکے کی دلہن بنانا ایک
نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا
جو ہی نے اُس پر اعتراضات
شروع کر دیئے۔ رختہ۔ لڑکا۔
کفویت۔ خرفیت اور عقل
کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی
کا جوڑ ہونا چاہئے۔

۱۱ خروج سنت قسم کا بخل۔
۱۲۔ کریمی طرح سے دے
کو فقیر گھرانے میں لڑکے کی
خدا کی کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔
نیک اور قانع انسان کو گدا
اور فقیر کہنا درست نہیں ہے
۱۳ قناعت۔ بخور سے پر
صبر، اگر انسان تقویٰ کی وجہ
سے قناعت اختیار کرتا ہے
تو اُس کو گدا نہیں کہا جاسکتا۔
خجہ۔ گدا اور قانع میں بہت
فرق ہے گدا ایک پیسہ کے
لئے سر جھکا دیتا ہے اور قانع
خزانوں پر لالت مار دیتا ہے۔

لے نہ۔ جو بادشاہ کمانے میں حال حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس کو گناہ کہتے ہیں۔ گفت۔ ملک نے کہا ان لوگوں کے پاس نہ ملتا ہے نہ تلے جو وہ لوگ کو جہیز میں دینگے دلوں کی نصیحتی کے وقت ڈولے پر نثار کرنے کے لئے زور و جواہر ہیں۔ گفت۔ زور شاہ نے ملک سے کہا کہ مجھے اب دین کی فکر ہے اور جو شخص دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے غموں سے آزاد ہو جاتا ہے لہذا مجھے جہیز وغیرہ نہ ہونے کا کوئی غم و فکر نہیں ہے۔ لے غالب آمد۔ بیجو یہ ہوا کہ بادشاہ نے ملک کی باتیں سنیں اور ایک نیک شخص کی لڑکی کو بیاہ لایا جو نہایتی حسین تھی جس کا حسن بیاہی سے باہر ہے۔ بیجو وہی ہو لگا فراتے ہیں کہ انسان کو دوسری حاصل کرنا چاہئے دوسری چیز اس کے تابع ہیں وہ اصل مقصود نہ ہوتی چاہئیں۔ لے آخرت۔ آخرت کی مثال اونٹوں کی قطاریں ہوں اور دنیا کی مثال اٹن کی۔ مینگنیوں اور بالوں کی سی ہے۔ پتھر عجیبی۔ اگر تو معنی آئے ان کی فکر میں نہ تو قطار ہاتھ نہ آئیں۔ جادوئی شادی کے بعد شہزادے پر ایک بڑیا جادوگر نے جو کالی تھی جادو کر دیا وہ بڑیا آپس مانتی ہوئی تھی اور اسکو اپنے مال میں پھنسا دیا۔ باقی۔

ہاں کے جادو کا جادو شہزادہ۔

دست چہارم

مشنوی مولانا روم

لے کہ او از حرص قصد بر حرام وہ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا ارادہ گفت کو شہر و قلاع اور جہیز اسے کہا شہر اور تلے اسے پاس جہیز میں سے لے کر لیا گفت زور کو غم دیں بر گزید اسے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا غالب آمد شاہ و پسندیدہ دختر بادشاہ غالب آیا اور اس نے ایک لڑکی پسند در کلاحت خود نظیر خود داشت مشن میں وہ اپنی اثاثی نہ رکھتی تھی حسن دختر این خصالت پنچناں لڑکی کا حسن اور اس کی خصلتیں ایسی تھیں صید دیں کن تار سرد اندر تبع دین کا شکار کر۔ اگر تابع بن کر آئے آخرت قطار اشتراک عمو لے چھا! آخرت کو اونٹ کی قطار سمجھ لشم بگزینی شتر نبود ترا اگر تو اون پسند کر چھا! اونٹ حیرے نہونگے

میکند او را گدا گوید ہم نام کرتا ہے، اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے یا شتر گوہر و دینار ریز یا بھادو کرنے اور کھینے کیلئے موتی اور دینار کہاں ہیں باقی غمہا خدا ازوے بڑید باقی غموں کو خدا نے اس سے جدا کر دیا ہے از نثر اوصالحے خوش جوہر عمدہ خراج دے ایک نیک شخص کی نسل سے چہرہ اش تاباں تر از خورشید چہا چار گھڑی دن کے بعد سویر سے زیادہ روشن چہا کز نیکوئی می نلنجہ دریاں کز خوبی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتی ہیں حسن جمال وجاہ و بخت منتفع حسن اور مال اور تہ اور رفع کے قابل نصیب در تبع دنیا شمعوں لشم و مو اس کے پیچھے دنیا کو مینگنی اور بال سمجھ در بود اشتراک قیمت لشم را اور اگر اونٹ ہیں تو ان کی کیا قیمت؟

جادوئی گردن کیسیر کابی شاہزادہ را و فرقیہ شدن شاہزادہ ایک کابی بڑیا کا شہزادے پر جادو کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

چوں برآمد این نکاح آں شاہ را جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا از قضا کیسیر ک جادو کہ بود قضاے (خداوندی) سے جادوگر نے بڑیا جو کہ تھی جادوئی کردش مجوز کابی اس پر کابی بڑیا نے ایسا جادو کر دیا باز نثر اوصالحان و اولیا نیکوں اور ولیوں کی نسل سے عاشق شہزادہ باحسن بود حسین شہزادے پر عاشق کہ بردزاں رشک سحر بابی کہ (جادو) بابل کا جادو (ہو)، اس پر رشک کر

شہ کی شد عاشقِ کپیر زشت
شہزادہ بد صورت بڑھیا پر عاشق ہو گیا
یک سید دیوے وکابولی نے
ایک کلابھوت اور کلابی عورت
زاں سیر رئے خبیث نابکار
اُس گھوٹی، خبیث نابکار کی وجہ سے
اُس نو دسالہ عجز گندہ پیر
اُس نوے سال بڑھیا کھوٹ نے
تالائے بود شہزادہ اسیر
یہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
صحبتِ کپیر اور امی زبود
بڑھیا کی صحبت اُس کو تباہ کر رہی تھی
دیگراں از ضعف و بادِ دُسر
دوسرے اُس کی کمزورگی دوسرے میں تھے
ایں جہاں بر شاہ چوں ندائِ شدہ
بادشاہ پر یہ دنیا قیدِ غازی طرح ہو گئی تھی
شاہ بس بیچارہ شد در بردوتا
اُس بازی میں بادشاہ لاجار ہو گیا
زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پدر
باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
پس یقین گشتش کہ مطلق آن سیرت
تو اسکو یقین ہو گیا کہ یہ مطلقاً اُس (اشد) کی بات ہو
سجدہ می کرداؤ کہ ہم فرماں ترا
وہ سجدے کرتا کہ حیران ہی ہو گیا
لیکن ایں مسکیں ہی سود جو عود
لیکن یہ مسکین اگر کی طرح مل رہا ہے

تا عروس و آل عروسی را بہشت
یہاں تک کہ اُس نے دہن اور شادی سے سنا کرنا
گشت بر شہزادہ ناگز رہنے
اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
گشت اں شہزادہ مدہوش و نزار
شہزادہ مدہوش اور لاغر ہو گیا
نے خرد ہشت آل ملک نے ضمیر
اُس شہزادے کی نہ قتل چھوڑی، نہ دل
بوسہ جایش نعلِ کفش گندہ پیر
بڑھیا کی جوتی کا تھکا اُس کی دوسرے جگہ تھی
تاز کا ہش نیم جانے ماندہ بود
یہاں تک کہ گٹھاؤ کی وجہ سے آدمی ہان گئی تھی
اوز سکر سحر از خود بے خبر
وہ جادو کے نشے سے اپنے آپ سے غافل تھا
ویں پس بر گریہ شاں خنداں شد
یہ لڑکا اُن کے رونے پر ہنستا تھا
روز و شب می کرد قربانِ زکا
دن رات تیر بانی اور غیبت کرتا تھا
عشقِ کپیر کہ بھی شد بیشتر
بڑھیا کا عشق بڑھتا تھا
چارہ اور بعد ازیں لا بہ گریست
اُسکے بعد اُس کی تدبیر اللہ سے خواہ ہے
غیر حق بر ملک حق فرماں کرا
اشد (قبولے) کی سلطنت میں اشد (قبولے) کے عہد
دست گیرش لے رحیم لے دود
لے رحم کر نیر لے لے محبوب! اُنکی دستگیری کر

لے کپیر بڑھیا، بڑھیا بولی
کلابی، زان شہزادہ اُس خبیث
کے عشق میں مدہوش رہنے لگا
اور لاغر ہو گیا، گندہ پیر بہت
بڑھیا بڑھیا، بکت بیسنی
شہزادہ بختیہ دل۔
لے تالائے، ایک سال
تک شہزادہ اُنکی قیدی رہا
اور اُس کی جوتیاں چھوٹا قتل
صحبت، یعنی اُس بڑھیا کی
بہمستری سے وہ گھل کر کھٹا
رہ گیا تھا، دیگران۔ دوسرے
اُس کی لاغری کو دیکھ کر دود
شر میں مبتلا ہوئے اور وہ
اپنی حالت سے بے خبر تھا۔
وہ پسر بادشاہ شہزادے
کے غم میں روتا تھا تو شہزادہ
اُس کے رونے پر ہنستا تھا۔
لے شاہ، بادشاہ اُس جاؤ
کے سال میں لاجار تھا اور قتل
خیرات کرتا رہتا تھا کہ اُس کے
ذریعہ یہ مصیبت مل جائے۔
تاکہ، اگر وہ اُس جادو کوئی
توڑ کر مارتا تو جادو اور غیبت
ہو جاتا تھا پس۔ جب کوئی
نہم پیر کا گرنے ہوئی تو اُس کو
یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ اشد
کی جانب سے ہے اُس کے
سانے دنا اور دانا چاہیے
لہذا اُسے اشد کی عبادت اور
دعا میں شروع کر دیں۔ لیکن۔
بیشک تیرا ہی حکم ہے لیکن میں
اگر کی طرح مل رہا ہوں میری
دستگیری فرما۔

مستجاب شدن دعای بادشاہ در خلاص پسر از جادونی کابلی
کابلی ثنی جادوگری سے چھٹکارے کے بارے میں بادشاہ کی دُعا قبول ہونا

ساحرے استاد پیش آمد ز راہ
ایک استاد جادوگر سفر سے سامنے آگیا
کہ اسیر پیرہ زن شد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و آئین از مثل و ودونی
بے نظیر اور مشکل اور ودنی سے ممکن تھی
درفن و در زور تا ذات خدا
ہنر اور طاقت میں اظہار تھے، کی ذات تک
بحر بیشک منتہای جوہیات
یقیناً دریاؤں کا آخر سمندر ہے
ہم بدو باشد نہایت سیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے
گفت اینک آدم درمان فت
اُسے کہا اب میں زبردست ملاج آگیا ہوں
جز من دای رسید زان کراں
سوائے مجھ ہوشیار کے، جراث جاناب سے آگیا ہر
نیک برآرم من ز سحر او دمار
اب میں اُس کے جادو کی تباہی پسندوں گا
نے زشتا گردی سحر مستحق
ذیل جادو کی شاگردی سے نہیں ہے
تا نماند شاہزادہ زردرو
تاکہ شاہزادہ پہلے چہرے کا زرد ہے
پہلوی دیوار ہست اسپید گور
ایک دیوار کے پہلو میں سفید قبر ہے

تا زیارب یارب و افغان شاہ
یہا تک کہ بادشاہ کی یارب یارب نہاد کیوجہ سے
اوشنیدہ بود از دور این خبر
اُس نے دور سے یہ بات سنی تھی
کاں عجزہ بود اندر جادونی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگر میں
دست بر بالای دست کی فتی
اے نوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے
مقتہای دستہا دست خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے
ہم از و گیسرند مایہ ابر با
ابراہیمی سے سراپا ماسل کرتے ہیں
گفت شامش کایں پسر از دست
بادشاہ نے اُس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا
نیست ہم تا زال را ایں ساحر
ان جادوگروں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہو
چوں کف موسیٰ بہ امر کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی
کہ مرا ایں علم آمد زان طرف
کیونکہ میرا یہ علم اُس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آیا ہے
آدم تا بر کشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اُس کا جادو کھولوں
سوئے گورتاں برو وقت سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

لے مستجاب قبول شدہ
تا زیارب۔ بادشاہ کے یارب
یارب سے ایک جادوگر سفر
کر کے آگیا۔ اوشنیدہ۔ اُس
جادوگر نے سن لیا تھا کہ شاہزادہ
جادوگری کے پھندے میں
ہے۔ کاں عجزہ۔ کیونکہ اُس
بڑھیا جادوگر کی بہت
شہرت تھی۔
دست۔ ہاتھ۔ اُنہی ہاتھوں
دنیا میں ہنرمند سے بڑھ کر
ہنرمند ہے تمام ہنرمندیاں
خدا پر جا کر ختم ہوتی ہیں۔ عجز۔
تمام دریا سمندر میں جا کر
گرتے ہیں۔ ہم از و گیسرند۔
انہی ہاتھوں بکھر رہے ہیں۔
گفت۔ بادشاہ نے اُس کے
ہاتھ سے جادوگر سے کہا کہ شاہزادہ
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔
آدم۔ اُس جادوگر نے کہا
میں اُس کا علاج بن کر آیا ہوں۔
دست۔ نیست۔ اُس جادوگر
نے کہا اُس بڑھیا کے تو بڑھ
کا سوائے میرے کوئی جادو
گر نہیں ہے۔ کف۔ موسیٰ
طرح حضرت موسیٰ کے چھینا
کے ٹھوکرے نے تمام جادوگروں
کو شکست دی تھی میں اُس
کا مقابلہ کر کے اُس کے جادو
کو تباہ کر دوں گا۔ کرا۔ میرا
علم خداوندی (الہام) سے ہے
میں نے کسی جادوگر سے نہیں
سیکھا ہے۔ مستحق۔ ذلیل۔
مثنوی جادوگر نے کہا صبح
کے وقت قبرستان جائیے
وہاں آپ کو عوار کے پہلو
میں ایک بے قبر بنے گی۔

سُوی قبلہ باز کاواں جایی را
اُس جگہ کو قبلہ کی جانب کھدو
پس دراز ست ایں حکایت کُل
یہ قصہ لیا ہے (اور) تو رہا بندہ ہے
سُوی گورستان رفت آں شاہ زود
وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا
جادو یہاں دید نہ ہاں اندر
بڑا جادو اُس میں رہا ہوا دیکھا
واں گرہ ہای گراں را بر کشاد
اُس (جادوگر) نے اُن مضبوطی گروں کو کھولا
آں پس با خویش آمد شد وَاں
وہ شہزادہ ہوش میں آگیا (اور) دروا
سجدہ کرد و بر زمیں می زد و زن
سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگڑی
شاہ آئیں بست اہل شہر شاد
شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
عالم از سر زندہ گشت و با فروز
دنیا از سر نو زندہ اور پھر رونق ہو گئی
یک عروسی کرد شاہ اور اچھا
بادشاہ نے اُس کی شادی کی رحمت الہی کی
جادوی کسیر از غصہ ببرد
جادوگر نے بزمیہ رنج سے مرگئی
شاہ آئیں بست آمد در نیاز
شاہ نے جشن منایا اور دنیا و دنیا دار کی
شاہزادہ در تعجب ماندہ بود
شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تا بہ بنی قدرت و صنع خدا
تاکہ تو خدا کی قدرت اور کاریگری دیکھے
زبندہ را گویم رہا کردم فضول
غلام بہت بنا ہوں، زبندہ کو چھوڑتا ہوں
گور را آں شاہ اک دم بر کشود
بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا
صد گرہ بر بستہ بزرگ تار مو
ایک بال پر سینکڑوں گرہیں بنی ہوئی تھیں
پس ز محنت پور شہ را راہ داد
شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
سُوی تخت شاہ با صدارت حال
بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
وہ کے لئے بغل میں تلوار اور کفن لئے ہوئے
واں عروس نا امید بے قرار
اور وہ مایوس اور نامراد ہو گئیں
لے عجب آں روز روز امر زود
تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن
کہ جلاب قند بد پیش سگال
کہ گلاب اور شکر کٹوں کے سامنے تھا
رُوی دُخوی زشت با مالک سحر
چہرہ اور بری عادت مالک کے پسر کو دی
راز گفتے با خدای کار ساز
خدا کے کار ساز سے دل کی بات کہتا تھا
کز من او عقل و نظر چوین در بود
کہ وہ (بڑھیا) میری عقل و نظر کس طرح اچکے گئے

لے سُوی قبلہ ہاں آئے
والے جادو کرنے پر شاہ سے
کہا کہ اُس سفید قبر کو قبلہ کی
جانب سے کھدو تا پھر مجھے خدا
کی قدرت نظر آجائے۔ (زبندہ)۔
غلام۔ فضول۔ زاید چیز۔
جادو یہاں۔ اُس بڑھیا نے
ایک بال میں سینکڑوں گرہیں
بن کر جادو کیا تھا وہ اُس قبر
میں سے نکلا۔

آں۔ واں۔ بادشاہ اُس بال
کو اُس جادوگر کے پاس لے آیا
تو اُس نے اُس کی گرہیں کھینچیں
اور شہزادے کو جادو سے نجات
دی۔ اُن سپر۔ جادو ختم ہونے
کے بعد شہزادہ فوراً باپ کی
خدمت میں حاضر ہو گیا۔ (تخل)
اپنے فعل پر شرمندہ تھا اور اپنے
آپ کو مجرم قرار دے کر اپنے
سامنے تلوار اور کفن میں لایا۔
آئیں بست جشن منایا۔

آں۔ اے غیب۔ میرا غائب ہونے
میں جس دن جادو ہوا تھا وہ
بھی ایک دن تھا اور آج بھی
جادو ختم ہوا اور خوشیاں منائی
جاری ہیں۔ یہی ایک دن ہو۔
عروسی یعنی دیمہ بچاؤ کا
پیش کشاں یعنی اُس رحمت
کی نعمتوں سے کئے بھی محروم
نہ رہے۔ (سحر)۔ اُس فرشتہ کا
نام ہے جو جہنم کا دار و در ہے۔
شاہ۔ بادشاہ انہماکی خوش تھا
اور افسوس کہ اسے راز دینا تک
باتیں کرتا تھا شاہزادہ جب
جادو ختم ہو گیا تو اپنے معاملہ
پر شہزادہ میری تھا۔

کہ ہی زد بر ملیحان راہ حسن

جو زمینوں پر حسن کی راہ مسدود کرتی تھی
تاسہ وز از صدر او کم شد قواد

تین دن تک اس کا دل بسنے سے غائب رہا
تا کہ خلق از غشی او پر خوش گشت

یہاں تک کہ غلوں اہل بہوشی سے غصہ بکھڑا
انک اندک فہم گشتش نیک و بد

رفتہ رفتہ وہ اپنے بڑے کو سمجھنے لگا
کلے سپر یاد آرازاں یار کہن

کہ اسے بتایا چنانے دھت کو بھی، یاد کیا کہ
تا بدیں خد بی وفا و مرمباش

اس مدت تک بے وفا اور کٹھنا نہ بن
وارہیدم از چہ داز القسور

میں دھوکے کے گھر کے گھوس سے نہات گیا
سوی نور حق ز ظلمت فی فیت

اللہ تعالیٰ کے نور کی جانب اس نے تاریکی سے منہ پڑا
تا بدانی مقصد خود والسلام

تاکہ تو اپنا مقصد سمجھ لے والسلام

نو غر و سے دید مجھوں ماہ حسن

اُس نے حسن کا چاند بھی گزرا دیکھی
گشت بہوش و بڑ و اندر قتاد

وہ بہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر پڑا
سہ شبانہ روز او بہوش گشت

تین دن رات وہ بے ہوش رہا
از کلاب و از علاج آمد بخود

وہ کلاب اور علاج سے ہوش میں آیا
بعد اسے شاہ گشتش در سخن

ایک سال کے بعد گشت کے دوران میں بادشاہ نے اس کا
یاد آو زراں صبیح و زراں فراش

اُس ہمستر اور بھدی کو یاد کر
گفت ز من یا فتم داز التور

اُس نے کہا جیسے میں نے خوشی کا گھر پایا
پہنچناں باشد جو مومن راہ فیت

ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
مخلص ایں قصہ بر فتم تمام

میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفتی خلیفہ

اس کا بیان کہ شاہزادہ (یعنی انسان) (مومن) ہے اور اس (شاہزادہ) کا باپ حضرت
حق مسعود ملائکہ و اُن کیسیر کابلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر

آدم پرگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ، تاکہ کے مسعود ہیں اور کابلی بچہ (یعنی) جس نے
ببرید بسحر و انبیا و اولیا اُل طیب تدارک گشتندہ اند

آدم کی اولاد کو جلد کے دریا پر پہنچا دیا اور انہی اور دل وہ علاج کرنے لگے طیب ہیں
اے برادر داں کہ شہزادہ توئی

اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے
پڑائی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

لے ز غر و سے۔ اب اپنی
دہن کے پاس گیا تو اُس کو
استہانی زمین پایا۔ گشت۔

اُس کا حسن دیکھ کر بہوش ہو گیا
اور تین دن تک رہوش رہا

جس سے لوگ پریشان ہو گئے۔
از کلاب۔ بہوش کا علاج ہوا

شب اُس کو رات رات ہوش آیا۔
لے بعد اسے۔ ایک سال

کے بعد دوران گفتگو میں دُعا
نے شہزادے سے کہا کہ اپنی

بڑھیا جاؤ ورنہ کو بھی یاد
کر لیا کہ مژ۔ کڑا۔ خلاصہ۔

جنت میں کو بھی۔ دارا الغرور۔
دنا میں بڑھیا جاؤ ورنہ۔

لے بہشتاں۔ جو حالت شہزادہ
کی تھی کہ اُس بڑھیا کو یاد کرنا

بھین پسند نہ کرتا تھا ہیئت
ایک مومن کی ہوتی ہے جبکہ

اُس کو نور خدا وندی حاصل
ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کو

کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔
اے برادر ہم نے اس قصہ

میں جو شہزادہ کہا ہے اُس کے
ہر آدم زاد انسان (معاذ ہے

اور کابلی جاؤ ورنہ سے مراد دنیا
ہے جس نے بنی آدم پر جاؤ

کابلی جادو ایں دنیا ست کو
کابلی جادو گرئی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت زیر لودہ و ز
جکڑے نرنا جھے اس گندگی میں ٹال دیا ہے
تازہ ی زیں جادوئی وزیر قلق
تا کہ اس جادو اور پریشانی سے نجات پالے
زاں نبی دنیا ت راستحارہ خواند
اسی نے نبی نے تیری دنیا کو جادو گرئی کہا ہے
ہیں فسون گرم دار گندہ پیر
خبردار! بڑھیا تیز جادو رکھتی ہے
دور درون سینہ نقانات است
وہ سینہ میں اختر پڑھ کر پھر کیوں مارنوالی ہے
ساجرہ دنیا قوی دانانے ست
جادو گرئی دنیا بہت عقلمند و عورت ہے
ورکشادے عقدہ اور اعظاہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکیں
ہیں طلب کن خوش دے عقدہ کشا
آگاہ! اگر کھولے والا ایجاد کرے الہام کشا
پچھو ہا ہی بست است است او بہت
اس نے تجھے بھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شخصت سال از شست او مخنتی
تو ساٹھ سال سے اُسکے کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیا ت خوب
تو بد بخت، فاسق ہے، تیری دنیا ہی اچھی ہے
نفخ او ایں عقدہ را سخت کرد
اُس کے پھونکنے نے ان گرہوں کو مضبوط کر دیا ہے

کرده مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو اپنے رنگ و بو کا قیدی بنا لیا ہے
و مبدم میخاں و میدم قل اعوذ
ہر وقت قل اعوذ پڑھ اور دم کر تارہ
استعانت خواہ از رب اخلق
مہج کے سفیدے کے رب سے مدد چاہ
کو بافسوں خلق را در خیزند
کیونکہ اُسے جادو کے ذریعہ مخلوق کو کنوڑیوں میں ڈال دیا ہے
کرده شاہاں را دم گمشا سیر
بادشاہوں کو اُسکے گرم دم نے قیدی بنا لیا ہے
عقدہ ہا ی سحر را اثبات است
وہ جادو کی گرہوں کو ثابت کرنے والی ہے
حل سحر او بیائے عامریت
اُس کے جادو کا توڑ عوام کے بس کا نہیں ہے
انبیاء را کے فرستادے خدا
اللہ تعالیٰ نبیوں کو گمراہی سے بچیت
راز دان یفعل اللہ مایشا
جو یفعل اللہ مایشا وہ راز داں ہو
شاہزادہ ماندہ سالے تو شخصت
شہزادہ ایک سال (پھنسا) رہا تو ساٹھ تیاں
نے خوشی نے بر طریق سنتی
تو نہ خوش ہے، نہ سنت کے راستہ پر ہے
نے رہیدہ از وبال و از ذنوب
ذہال اور گستاہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب کن نفخه خلق فرد
خالق آمد کی پھونک کا طلب گار بن

لے روز۔ اگر وہاں سے پہلے
حزب ملت ہو تو بعض ملک اس
کو زل سے بدل لیتے ہیں۔ قل
اعوذ۔ اخصصہ بہ یہ سورت جا
کے توڑ کے لئے نازل ہوئی۔
اسی سورت میں خدا کو رب
الخلق یعنی صبح کی سفیدی کا
رب قرار دیا گیا ہے۔ ناں پھنسا
نے دنیا کو جادو گرئی فرمایا ہے
جو اس زلی کو جادو کے کنوڑی
میں بند کر رہی ہے۔ سجدہ۔
جادو گرئی۔ فسون گرم تیر جادہ۔
نقانات۔ اختر پڑھ کر
پھونکنے والیاں۔ بھلی سحر دنیا
کے جادو کا توڑ ہر شخص کے
بس کا نہیں ہے۔ ورکشادہ
دنیا کے جادو کی گرہیں اگر
عقل کھول سکتی تو نبیوں اور
رسولوں کے آنے کی کوئی
مزدورت دھوکا یفعل اللہ
مایشا۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کر سکتا ہے یعنی مقدرات خدا کو
نہ پچھو ہا ہی۔ شہزادہ تو
جادو گرئی کے جال میں یک
سال ہی رہا تو ساٹھ سال نبی
اپنی ساری عمر دنیا کے جال
میں پھنسا رہا۔ شخصت۔
پھسل کچھنے کا ساٹھ سال۔ فاسق
تیری دنیا اور دینی دونوں پر
ہیں۔ نفخ۔ آواز دینے کی جھڑپ
کر جو گمراہی ہے وہ بہت
سخت ہے وہ اٹل کے پھونکنے
اسی کھٹکے کی۔

لے مُنْعَثُ فِیْہِ مِنْ دُرُوحِی

میں نے اس میں اپنی روح

پھونک دی یعنی تیرے اندر

بھی وہ روح آجائے مجھ

دنیا کے جادو کی پھونک

اللہ کی پھونک سے چلے گی

رحمت اور صبریت قدسی ہو

سُبْحَتُ رَحْمَتِیْ عَلٰی عَظْمٰی

میری رحمت میرے غضب

پر سبقت لئے ہوئے ہے

دُرُوحِیَّتُ - قرآن پاک میں

ہے اِنَّ الدُّنْفُوْسَ زُوْجَتُ

جیکہ نفسوں کے جوڑ گئے

جائیں گے یعنی جنت کے

ساتھ یا جہنم کے ساتھ

لے باوجود جب تک

انسان بزمی دنیا کے ساتھ

رہے گا نام کا جادو توڑیگا

بشیرادے کی طرح وہیں

یعنی آخرت اس کے پہلو

میں آئے گی مَنَہَا - مرث

شریف ہے - اَلَّذِیْ لَا

وَالْآخِرَةُ نَفْسُ تَابِ اٰی

رَحْمَتِیْ اِخْتَدٰہَا بِخَطٰی

الْآخِرٰی دینا اور آخرت

دوسو کنس میں اگر ایک مہی

ہوتی ہے تو دوسری ماری

ہو جاتی ہے۔ پس اگر دنیا

کا وصال ہے تو آخرت کا

فراق ہے۔ مگر گدگاہ مہی

دنیا مقرر قرار گاہ مہی آخرت

لے چوں فراق - دنیا کا

نقاش خدا ہے جب اس

نقش دنیا کی جانی اس قدر

شاق ہے تو خدا نقاش کی

مدد کی کس قدر شاق ہوگی

آپ پیادہ یعنی دنیا چھوڑا

تَا نَفَحْتُ فِیْہِ مِنْ دُرُوحِی تَرَا

تاکہ مُنْعَثُ فِیْہِ مِنْ دُرُوحِی تَحْجَی

جُزْ بِنَفْحِ حَقِّ نَسُوْدِ نَفْحِ سَحَرِ

جادو کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہو

رحمت اُو سابق ست از قہر اُو

اس کی رحمت اس کے قہر سے پہلے ہے

تَا رِیْ اَنْدَرِ نَفُوْسِ زُوْجَتِ

تاکہ تو زُوْجَتِ والے نفسوں میں داخل ہو جا

بَا وُجُوْدِ زَالِ نَا یَدِ اِنْحِلَالِ

ہو جیا کے ہوتے ہوئے (جادو کی گروہ کی گھٹنا میں

نے کہ فرمود اس سراج اُمتان

کیا اُمتوں کے چسراغ نے نہیں فرمایا

پس وصال اس فراق اُل بُوْدِ

تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سَخْتِ مِیْ اَیْدِ سَرَقِیْ اِیْسِ مُرِ

اس گندگاہ کی چٹائی سخت گنتی ہے

چوْنِ فَرَاقِ نَقَشِ سَخْتِ اَیْدِ تَرَا

جب تجھے نقش کی جہانی سخت گنتی ہے

اے کہ صبرت نیست از دنیای دو

اے وہ کہ تجھے اس کہنی دنیا سے صبرت نہیں

چونکہ صبرت نیست بے ابیہ

جیکہ اس کا لے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے

چونکہ بے اس شرب کم داری کو

جیکہ اس کو پئے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

وارہاند زین و گوید برتر آ

اس سے مجھ زادے اور کہوے آجے آ جا

نَفْحِ قَہْرِ سَتِیْنِ اَلْ دَمِ نَفْحِ مَہْرِ

یہ ظلم کی پھونک ہے اور وہ محبت کی پھونک ہے

سَابِقِیْ حَواہِیْ بُرُوْ سَابِقِیْ بُجُوْ

تو آگے بڑھنا چاہتا ہے تو جا سابق کی لاش کر

کا لے شہ مسخو رائنک مخرجت

کیونکہ اسے جادو میں مبتلا فہر اے لے تیرے بچے

در شبیکہ در بر آں پیر کلال

(اور) وہ مازوں بھری جاں اور بیل میں (دنا بیل)

لینہان وانجہاں راضرتان

اس دنیا اور اس جہان کو دوسو تنیں

صحت اس تن مقام جاں بو

اس جسم کی تندرستی جان کی بیماری ہے

پس فراق اُل مَقْرُوْدِاں سَخْتِ تَرَا

تو اس قیامگاہ کی بُدائی زیادہ سخت ہے

تا چہ سَخْتِ اَیْدِ ز نَقَاشِشِ جُدا

تو اس کے نقاش کی جہانی کس قدر سخت ہوگی

چونت صبرست از خدا اید و ست جو

لے دست : تجھے خدا کی جہانی پرکھن صبر کیبت

چوں بصوری داری از چشمہ آک

خدا کی چشمہ سے تجھ میں کیسے صبر ہے

چوں ز ابراری جدا و ز شربون

تو بشر ہوں اور نیکیوں سے کیسے جدا ہے

یعنی آخرت - ز ابراری قرآن پاک میں ہے اِنْ اَلْاٰمِنٰوْا زِیْشَرُّوْنَ

میں کان کان مزا جہا

کا کُفُوْسُ : نیک لوگ ایسے پیالے سے پئیں گے جس کی ٹولی کا نور ہوگی

گر بہ بینی یک نفس حسن و دود
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
جیفہ بینی بعد ازاں اس شراب
اس کے بعد تو اس پینے کو مزار سمجھے گا
ہمچو شہزادہ رسی دربار خوش
تو شہزادے کی طرح اپنے دوست تک پہنچ جائے
چہد کن دژ خودی خود رباب
اپنی نفاہت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر زمانے میں مشو با خوش محبت
ہر وقت خودی میں مستلانہ ہو
از قصور چشم با شد آں عثور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
بوی پیرا بان یوسف کن سند
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو کا سہارا پکڑو
صورت پنہان و آں نور جبین
پوشیدہ صورت اور پیشانی کے ڈرنے
نور آں رخسار برہاند ز نار
اس رخسار کا ڈرنا نار سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نور حالی ہیں کند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست در تحقیق نا
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقت نار ہے
زمبدم در روفت ہر جارو
جس جگہ جاتی ہے، لمحہ بہ لمحہ اندھمی گرتی ہے
دور بیند دور بین بے ہنر
بے ہنر دور بین ایسا ہی دور بین ہے

اندراش آفگنی جان و وجود
جان اور جسم کو آگ میں ڈال دے
چوں بہ بینی کرو فر و قرب را
جب تو خدا کی شان و شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں ری ز پاتو خار خوش
تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکال دے
زود تر و اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے
ہر زمان چوں خرد آب و گل مفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہر
کہ نہ بیند شیب بالاراز دور
کیونکہ وہ دور سے شیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہو
زانکہ لوش چشم روشن می کند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کہ چشم انبیا را دور ہیں
نبیوں کی آنکھ کو دور میں بنا دیا ہے
ہیں مشو تاع بنور مستعار
خبردار! عارضی نور پر قائم نہ رہیں
چشم عقل و روح را اگر گیس کند
روح اور عقل کے چشم کو غامضی بنا دیتا ہے
گر ضیا خواہی دوست و بدار
اگر حقیقی اور روشنی چاہتا ہے اس سے دستبردار رہنا
دیدہ و جانے کہ حالی میں بود
وہ آنکھ اور جان پر حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
ہمچناں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

لہ گر بینی - اگر اللہ کا جلوہ
تجھے ذرا بھی نظر آجائے تو اپنے
جسم اور روح کو قربان کر دے
جیفہ - مزار۔ قرب یعنی
خداوند کی قرب۔ ہمچو جس
طرح شہزادہ اپنی حقیقی دلہن
سے مل گیا تھا تو یہی اپنے حقیقی
محبوب کو پالے اور دنیا کا
کاشا پاؤں سے نکال پیچھے۔
چہد کن - اس کی ترکیب یہی
ہے کہ فنا کا درجہ حاصل کر لے۔
لہ ہر زمانے - فنا کا درجہ
جب حاصل ہو جائے گا کسی
وقت بھی خودی نہ اختیار
کرے گا اور دنیا سے کشادگی
ہو جائیگا۔ از قصور جب نگاہ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو
انسان شیب فراز کو نہیں
دیکھ پاتا ہے اور شہر کو کھاتا
ہے۔ بوی حضرت یوسفؑ کی لباس
بنیانی حضرت یوسفؑ کی لباس
کی خوشبو سے روشن ہوگئی تھی
تو قدرت کے مناظر دیکھ کر منظر
روشن ہو گیا اور شاہد
تک پہنچ سکے گا۔ صورت -
انبیا کو چشم بصیرت اسی سے
حاصل ہوتی ہے۔
لہ کہ - اس نور کا شاہد
ناز شہوت سے نجات دیتا ہو۔
آں نور بینی عارضی دنیاوی
نور صرف وقتی چیزوں کو دکھاتا
ہے اور بصیرت عقل کو بیمار
بناتا ہے۔ اگر تمہیں - عارضی
کے مرض میں مبتلا ہو کر رہیں۔
عارضی نور ظاہر نور ہے لیکن
حقیقتاً نار اور تباہی کا باعث
ہے۔ زمبدم - عارضی نور والا چشم
شکوک میں کھاتا ہو۔ دور بین

لے حقہ سوئے ہوئے کی
دور بینی یہ ہے کہ دریا کے کنارے
پیارا سو رہا ہے اور بہت
کے ریت کو دیکھ رہا ہے جو
پانی نظر آ رہا ہے مآشوق
اور سمجھ رہا ہے کہ میں بہت
دور بین ہوں دور سے پانی
دیکھ رہا ہے۔ حیرتی خواب
میں دوستوں سے اپنی دور بینی
کی نشانی بھی بگھاڑا ہے بہت
دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے
دور سے پانی دیکھ لیا وہاں
میں۔

تہ ہر قدم غم کو چھوڑ کر
خواب میں جس قدر شراب کی
طرف بھاگ رہا ہے وہ پانی
سے اسی قدر دور ہو رہا ہے
میں شراب تک پہنچنے کا
عزم کر کے اس پانی کا بھاگ
بن رہا ہے جو اس کے قریب تھا
بہت سے ایسے شخص
ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو
مقصود کی اصل جگہ سے دور
کر دیتا ہے حقہ سوئے ہوئے
کا کسی چیز کو دیکھنا معنی خیال
ہوتا ہے جو بیکار ہوتا ہے۔

تہ خواب کی مولانا فرماتے
ہیں کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے
سونا ہی ہے تو صبر راہ سوار
اللہ کے راستہ پر سو شاید کوئی
اللہ کا نیک بندہ وہاں سے
گزرے تو تیرے خواب ٹالے
خیالات دور کر دے حقہ جبکہ
تو سو رہا ہے تو اپنی تدبیر کو
راہ باب نہہر کا گمان کسی بانہ
کا ہاتھ پکڑ لے۔

حقہ باشی بر لب جو خشک لب

تو دریا کے کنارے خشک ہونٹ سو رہا ہے

دور می بینی شراب و می دوی

تو شراب کو دور دیکھتا ہے اور دوڑتا ہے

میزنی در خواب با یا راں تولاف

تو خواب میں دوستوں سے ششیں بگھاڑتا ہے

نک بدل سوا بیدیم ہیں شتا

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خبردارا بلیک

ہر قدم زیں آب تازی دور تر

تو ہر قدم پر انہیں پانی سے زیادہ دور بھاگتا ہے

عین آں غنمت حجاب آں شد

تیرا بخت ارادہ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا غم بجائے می کند

بہت سے لوگ ہیں جن کو ارادہ (دوسری) بگھڑتا ہے

دید و لاف حقہ می ناید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور ششیں بگھڑنا کارآمد نہیں ہے

خوابنا کی ایک ہم بر راہ خب

تو نیند کا سوا ہے پھر بھی راستہ پر سو

تا بود کہ سالکے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی راہرو تجھ سے بھر جائے

حقہ را اگر فکر گرد و بچو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگر چہ بال جیسا ہو

فکر حقہ گرد و تا و کرستہ تاست

سوئے ہوئے کا کر خواہ ڈھل ہو یا تھرا

گرچہ شمش تیز بین و با ضیاء

اگرچہ شمس کی آنکھ تیز بین اور روشن ہو

می دوی سوی شراب اند طلب

جستجو میں شراب کی جانب دوڑتا ہے

عاشق آں بنیش خود می شوی

اپنے اس دیکھنے کو تو عاشق مست ہے

کہ منم بینا دل و پردہ شگاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا زویم آنجا و آں باشد سرب

تاکہ ہم وہاں چلیں اور وہ سرب ہو رہا ہے

دو دواں سوی شراب با غر

دوہو کے ولے سرب کی جانب دوڑتے ہوئے

کہ بتو پیوستہ است آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کاں غرض در و بود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جز خیالے نیست از وئے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہونا

اللہ اللہ بر رہ اللہ خب

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالات لغاست بر کند

نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں دقت نیابد راہ کوئی

وہ اس باریکی سے بھی کوہ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطا

غلط در غلط در غلط ہی ہے

ہم ہبا اندر ہبا اندر ہباست

خاک، در خاک، در خاک ہی ہے

موجِ برفِ می زند بے احتراز

بیزِ پاؤں کے موج اس پر پڑ رہی ہے

نختہ می بیند عطشِ بھائی شدید

سویا ہوا سنتِ پیاس میں محسوس کرتا ہے

خفتہ پوئیاں درِ بیابانِ دراز

سویا ہوا، دراز بیابان میں دوڑ رہا ہے

آبِ اقربِ منہ من حیثِ الوریث

پانی اس کی خدِ رگ سے زیادہ اس سے قریب ہے

حکایتِ آں زاہدِ کدِ رسالِ قحطِ خندانِ شاد بود با فلسی و

اُس زاہد کی حکایت جو قحط کے سال میں باوجود فلسی اور بہت عیال داری کے

بسیاری عیال و خلق می مُردند از گرسنگی باؤ گفتند کہ ہنگام

شکر لے والا اور غرض تھا اور لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اُس سے کہا کہ تعزیت

تعزیت ست نہ شادی گفت مرا با کے نیست

لا وقت ہے ذکر خوشی کا اُس نے کہا مجھے کوئی پروا نہیں ہے

بود او خندانِ گریاں جملہ مبط

شکراتا تھا اور تمام قبیلہ رونا تھا

قحطِ بیخِ مومنوں بر کنہ است

قحط نے مسلمانوں کی بیخ کنی کر دی ہے

ز آفتاب تیز صحرِ اسوختہ است

تیز سورج سے، بنگل جل گیا ہے

در زمینِ نمِ نیست بالائے پست

زمین میں نمی نہیں ہے، نہ اوجِ نہ نیچے

وہ وہ و صد صد چو ماہی دورِ زار

دش و دل اور زشتو جس طرح بھلی لانی سے درد

مومنوں خورشیدِ یک تنِ محم و حم

حالانکہ مومن باہم چربی اور گوشت کا ایک جسم ہیں

گروم صلح ست یا خودِ محم است

خواہ ملے کا وقت ہے یا جنگ ہے

پیشِ چشمِ چوں بہشتِ ایں میں

میری نگاہ میں یہ زمین بہشتِ عیسیٰ ہے

ہچکچاں کاں زاہدِ اندرِ رسالِ قحط

ایسی طسرت وہ ناہ جو قحط کے سال

پس بگفتندش چہ جای خندہ است

تو لوگوں نے اُس سے کہا ہنسنے کا کیا موقع ہے!

رحمت از ما چشمِ خود بردوختہ است

رحمت نے تم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں

کشت و باغ و رزسیہ افتادہ است

کشتی ادباغ اور انگور والے بڑ گئے ہیں

خلق می میرِ ندزینِ قحط و غذا

اِس قحط اور غلاب سے لوگ مر رہے ہیں

بر مسلماناں نمی آری تو رجم

جیسے مسلمانوں پر رم نہیں پڑتا

رنج یک جزوِ تنِ رنجِ ہمہ است

جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے

گفت در چشمِ شامِ قحطِ ست ایں

اُس نے کہا چہاری لکڑیوں یہ قحط ہے

۱۔ موج۔ سونے ہوئے شخص

۲۔ موجوں کی چھبیر میں بھی لگ

رہی ہوں تب بھی سرب کیلے

دوڑتا ہے، نختہ نہر کے کنارے

سویا ہوا پیاس محسوس کرتا تھا

ہے اور پانی باطنِ اُس کے

قریب جوتا ہے، یہی حال اہل

ضیائے کزات حق اُس کو

قریب تر ہے لیکن وہ اُس

تک نہیں پہنچ پاتے

۲۔ ہچکچاں۔ جس طرح سونے

ہونے کی حالت ہوتی ہے

ایسی ہی ان لوگوں کی حالت

ہے جو اُس درخشاں پرستِ حق

ہونے پہ قحط قبیلہ۔ لڑا لڑا

کاہل۔

۳۔ وہ زمین کہیں دور نہیں

مر رہے ہیں کہیں تو خوشی

چربی۔ بخور۔ جنگ۔ گفت۔

اُس نیک شخص نے کہا تھا

نظر میں یہ قحط ہے میری نظر

میں بہشت ہے۔

لے خوشہا میں ہر گز اپنی
اوپنی کیتی دیکھ رہا ہوں جو کر
کر ہے خوشہا کیتی کی
بالیں ہول سے لہلہا رہی ہیں۔
گندنا بلیں کی قسم کی ایک
کراری ہے۔ زاتوں کا زنا
کے لئے میں اس کیتی پر ہاتھ
بھی پھیرتا ہوں تو اب میں اپنے
ہاتھ اور اس کو کیسے بھٹاؤں۔
یار تم اپنے فرعون جسم کے
دست ہو لہذا فرعون کی طرح
تہیں بھی دریا ئے نیل کا پانی
خون نظر آ رہا ہے۔ جزو عقل
جو بمنزل موسیٰ مگر ہے اس
کے یار ہو تو حقیقت حال
واضح ہوگی۔

۱۷ از پدر۔ انسان کی اپنی
اندرونی کیفیت حقائق کو
تیریں کر رہی ہے اگر ان
باپ سے ناراض ہو جائے
تو وہ اس کو کٹا نظر آنے لگتا
ہے۔ مگر۔ اپنی باطنی کیفیت
کی بنا پر حضرت یوسف اپنے
بھائیوں کو بھیڑتا نظر آتے تھے۔
باپ۔ اگر باپ سے محبت
ہو تو وہ سراسر رحمت نظر
آتا ہے۔

۱۸ جفا۔ تمام عالم حضرت
حق کا مظہر اور اس کا پیدا
کیا ہوا ہے اس اعتبار سے
وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
نہار سے دل میں اس سے
بیزاری ہے تو یہ تمام عالم غیر
واقعی صورت میں تیریں نظر
آئے گا۔

من ہی بنیم بہر دشت و مکان
میں ہر جنگل اور جگہ میں دیکھ رہا ہوں
خوشہا در موج از باد صبا
بالیں پڑوا ہوا سے، لہلہا رہی ہیں
ز آرموں من دست برو میزنم
آزمانے کے لئے میں ان کو جھٹاتا ہوں
یار فرعون تنیدے قوم دُور
اے کینہ قوم اتم فرعون جسم کے یار ہو
یار موسیٰ حسد گر دید زود
جلد عقل موسیٰ کے یار ہی جاؤ
از پدر بر تو جفائے چوں رود
جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو
آں پدر سنگ نیست تاثیر جفا
باپ کٹا نہیں ہے، ظلم کی تاثیر ہے
گرگ می دید یوسف آب چشم
(حضرت) یوسف کو آنکھ سے پھر یاد کیا
با پدر چوں صلاح کردی چشم ز رفت
جب تو نے باپ سے صلاح کر لی چشم ز رفت
جب تو نے باپ سے صلح کر لی غم خیزا

خوشہا انبہ رسید تا میاں
بکثرت اکیتی کی، بالیں کر تک
پیر بیاباں سبز تر از گندنا
جنگل بھرا ہوا ہے، گندنے سے زیادہ سبز ہے
دست و چشم خوش را چوں بر نم
اپنے ہاتھ اور نگاہ کو کیسے ہٹاؤں؟
زاں نماید مر شمار انیل خوں
اس لئے تمہیں (دریا ئے) نیل خون نظر آتا ہے
تا مانند خون و بینید آب رود
تاکہ خون نہ دیکھو اور تم دریا کا پانی دیکھو
آں پدر در چشم تو سنگ می شود
وہ باپ تیری نگاہ میں کٹا ہو جاتا ہے
کہ چنیاں رحمت نظر را سنگ نما
کہ ایسی رحمت، نگاہ میں کٹا بیسی ہے
چوں کہ اخواں را حسوی بود دوم
چونکہ بھائیوں میں حسد اور غصہ تھا
آں کی شد گشت با با یار ز رفت
وہ گشتا بن بھی، ختم ہوا باپ گہرا دوست بن گیا

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صوت عقل کل است چوں با عقل کل بگو
اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صورت ہے جب تو عقل کل کیساتھ بیڑھا
روی جفا کردی صوت عالم ترا غم فزاید اغلب احوال چنانکہ با
چلے گا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صورت عموماً تیرا غم بڑھا لگی جیسے کہ باپ کے ساتھ تیرے
پدر بکر دی صوت پدر ترا غم فزاید و نتوانی اور دیدن اگرچہ
بڑائی کی باپ کی صورت تیرا غم بڑھانے کی اور اس کو دیکھ دیکھ، اگرچہ

پیش از ازاں نور دیدہ بودہ باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

کُلِّ عالم صورتِ عقلِ کُلِّ ست

پورا عالم عقل کُل کی صورت ہے

چوں کسے با عقل کُل کُفراں فزود

جب کوئی عقل کُل کی نافرمانی کرے

صالح کُن با ایں پادِ رعایِ بہل

اس باپ سے صلح کرے نافرمان کو بھڑکے

پس قیامت نقدِ حال تو بُود

پھر قیامت تیسری نظر کے سامنے ہو

منکہ صلح دامنِ با ایں پدِ

میری ہمیشہ اس باپ سے صلح ہے

ہر زماں نو صورتے و نو جمال

ہر وقت نئی صورت ہے اور نیا حسین ہے

من ہی بنیم جہاں اُپیر نعیم

میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکھتا ہوں

بانگِ آبش می رسد در گوشِ من

پانی کی آواز میرے کان میں پہنچتی ہے

شاخہا رقصاں شدہ چون تاباں

خائیں صنویوں کی طرح رقص کر رہی ہیں

برقِ آئینہ است لامع از منہ

آئینہ کی چمک منہ سے چمکتی ہے

از ہزاراں من نہی گویم یکے

میں ہزار (ہاتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں

پیش وہم ایں گفتِ مُردہ رات

وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کوست بابای ہر آں کابلِ ثقت

وہ ہر اس شخص کا باپ ہے جو قن والا ہے

صورتِ کُل پیش اُو تم سگ نمود

کُل کی صورت اس کو کُن نظر آتی ہو

تا کہ فرشِ رز نماید آب و گل

تا کہ تجھے زمین انگوڑ کا فرش نظر آئے

پیش تو چرخ وز میں مُبدل شود

تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں

ایں جہاں چوں جنتِ ستم در نظر

یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے

تا ز نو دیدن فرو میرد لعل

مٹتی گئے منشا ہے سے غم نال ہو جائے

آہا از چشمِ ہا جو شانِ مقیم

چشموں سے ہمیشہ بانی جوش مار رہا ہے

مست می گرد و ضمیر و ہوشِ من

میرادل اور حواسِ مست ہو جاتے ہیں

برگہا کف زن مثالِ مٹراں

پتے گزروں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں

گر نماید آئینہ تا چوں بُود

اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیسا ہوگا؟

زانکہ آگندہ است ہر گوشِ زشکے

کیونکہ ہر کانِ زشک سے پڑ رہا ہے

عقل گوید مُردہ چہ نقدِ من ست

عقل کہتی ہو کہ خوشخبری کیا ہوتی ہو میری بات ہے

لے عقل کُل میرا عقل

کُل کا بہت سی چیزوں پر

اطلاق کرتے ہیں یہاں

عقل کے مقابلے مراد ہے۔ اہل

عقل۔ یعنی وہ رو میں جنہوں

نے ازل میں اُنشت پر نکلم

کے جواب میں بتائی کا قول

کیا تھا چلتے کسے۔ جب

انسان کے دل میں خدا کا

کفر تھا ہے تو اس کو سارا

جہاں بھانک نظر آتا ہے۔

صورتِ کُل یعنی جہاں

ماتی۔ ماں باپ کی نافرمانی۔

تا کہ تمام زمین انگوڑوں کو

بھری ہوئی نظر آئے گی۔

قیامت قیامت میں زمین

و آسمان بدل دیئے جائیں گے۔

تنگ۔ اس بزرگ نے کہا

جو کہ میری خدا سے صلح ہے

لہذا مجھے تمام عالم جنت

نظر آتا ہے

لے ہر زماں۔ لے ہر لمحہ ہر

نئی حقیقت کا انکشاف ہوتا

رہتا ہے اور طبیعتِ مول

نہیں ہوتی ہے تقسیم۔ حکم۔

ضمیر۔ دل۔ شاخہا رقصاں

کا ہواؤں سے ہلنا گے صنویوں

کا رقص معلوم ہوتا ہے اور

بتوں کا جہاں گزروں کی آواز

معلوم ہوتی ہے برقِ آئینہ۔

یہ تعلیقات میرے اوپر ناموس

کے پردوں سے پڑ رہی ہیں

جبکہ براہِ راست پڑیں گی

تو کیا حال ہوگا۔

لے آہنِ زاراں میں ہر زماں

خفاقی میں سے ایک بات

بھی پوری نہیں بتا رہا ہوں

کیونکہ سننے والے اہل نہیں

قصہ فرزند ان عزیز علیہ السلام کہ از پدر احوال پدری پرسیدند

حضرت عزیز علیہ السلام کی اولاد کا قصہ کہ باپ سے ہی، باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے

پدر گفت آئے دیدش از عقب می آید بعضے کہ شناختندش

باپ نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آتا ہے، جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش

بیہوش شدند و آنانکہ شناختندش می گفتند اس شخص خوش

ہو گئے اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اپنی خوشخبری

مژدہ دادہ اس بیہوشی الحسیت و اس حالت

دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

آمدہ پرساں ز احوال پدر

مگر باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے

پس پدر شاں پیش آمدنا کہاں

تو انکے والد اچانک سامنے آ گئے

از عزیز ما عجب داری خبر

ہمارے عجب عیب کا تجھے علم ہے

بعد نو میدی زیروں می رسد

مابوسی کے بعد باہر سے آجائے گا

آں یکے خوش شد چو اس مژدہ شنید

انہیں سے ایک نے جب یہ خوشخبری سنی خوش ہوا

واں دیگر شناخت بیہوش لوقتا

دوسرے نے پہچان لیا بیہوش ہو کر گر گیا

کہ در آفتادیم در کان شکر

ہم تو شکر کی کان میں پہنچ گئے ہیں

زانکہ چشم و ہم شد محبوب نقد

کیونکہ ہم کی آنکھ کشش سے دھمکی ہوئی جو

پہچو پوران عزیز اندر گذر

حضرت عزیز کی اولاد کی طرح راستہ میں

گشتہ ایثاں پیر و باباشاں جواں

وہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کے والد جوان تھے

پس پرسیدند ازو کئے رہگذر

تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!

کہ کسے ماں گفت کامروزاں شد

کیونکہ کسی نے کہا ہے کہ آج وہ سہارا

گفت آئے بعد من خواہد رسید

ان عزیز نے کہا میں آ رہا ہوں بعد وہ آئے گا

بانگ می زد کائے مبشر باشا

خوش ہوتا تھا کہ اے خوشخبری دینے والے خوش

کہ چہ جای مژدہ است خیرہ مہر

کہ اے احق! خوشخبری کا کیا موقع ہے؟

وہم را مژدہ است پیش عقل نقد

وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل سے نقد

لے نقد۔ اس نقد کا غلام

یہ ہے کہ بعض باتیں مجھ میں

کے لئے خوشخبری کا درجہ

رکھتی ہیں اور کاملین کے لئے

وہ مشاہدہ کا مرتبہ رکھتی ہیں۔

حضرت عزیز ایک سو سال کے

بعد جب زندہ ہوئے تو ان کی

اولاد نے سنا کہ ہمارے باپ

زندہ ہو کر آ رہے ہیں وہ اونچی

جھوٹ کے شہر سے باہر نکلے

حضرت عزیز شہر میں آئے

تھے وہ راستہ میں ملے کچھ اولاد

انکو پہچانی اور اس نے انہی

سے ان کی خبریں معلوم کرنی

چاہیں انہوں نے فراد یا کہہ

ابھی آئیں گے یہ خبر اس واقعہ

کے لئے خوشخبری بنی بعض

لوگوں نے ان کو پہچان لیا

تو ان کیلئے یہ خبر مشاہدہ بنی

اور وہ خوشی سے بیہوش ہو گئے

۱۵ پوراں۔ اولاد۔ پیرامین

حضرت عزیز، ایٹان اولاد

بروز ہی ہو گئی تھی حضرت مرثیہ

تغیرات زمانہ سے محفوظ تھی

وہ جہاں تھے مستند میں حضرت

عزیز۔

۱۶ محبت چو کہ یہ اولاد

نہ پہچانی تو انہوں نے ان

پر غصہ کیا اور فراد یا کہہ ان

وہ میرے بعد آئیں گے۔

۱۷ ہاں۔ اس نے انہیں کوئی

خوشخبری دینے کی دعا دی

دوسری اولاد نے ان کو

پہچان لیا تو غلط سرت

سے بے ہوش ہو گئی کہ چہ

جای پہچاننے حالوں نے

کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی

ہے وہ کان شکر تو ہمارے سامنے ہے، توہم۔ ایک ہی بات ناقص عقل کے لئے خوشخبری کا

درجہ رکھتی ہے چونکہ وہ مشاہدہ نہیں کر سکتی ہے عقل کامل کے لئے وہ مشاہدہ ہے۔

کافراں را درد و مومن را بشیر
لاذوں کے لئے درد اور مومن کیلئے خوشخبری ہے مالک
زانکہ عاشق دردم نقد مست
کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
کفر و ایمان ہر دو خود دربان او
کفر اور ایمان دونوں اُس کے دربان ہیں
کفر قشر خشک رو بر تافتہ
کفر خشک جھلکا تھو بہرے ہوئے ہے
قشر ہای خشک را عا آتش مست
خشک جھلکوں کی جگہ آگ ہے
مغز خود از مرتبہ خوش برتر است
مغز اپنے مرتبہ کی وجہ سے بالا ہے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا مآثر نہیں ہے واپس لوٹ
در خور عقل عوام ایں کفہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
ز عقلت نیزہ است کہ متہم
ز عقلیت نیزہ تیری عقل کا سوار نیزہ نیزہ ہو
عقل تو قسمت شدہ بر صد ہم
تیری عقل سینکڑوں مسالوں میں بٹی ہوئی ہو
جمع باید کرد اجزا را بعشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
جو جوے چون جمع کردی اشتبا
دہم کر اگر جو کر کے تو جمع کرے

لیک نقد حال در چشم بصیر
لیکن بینا کی آنکھ میں نقد حال ہے
لاجرم از کفر و ایمان برتر است
لا محاروہ کفر اور ایمان سے بالا ہے
کوست مغز و کفر و دین و را دو پو
کیونکہ وہ مغز ہے اور کفر اور دین اُنکے دو جھلکے ہیں
باز ایمان قشر لذت یافتہ
بہر ایمان لذت پایا ہوا جھلکا ہے
قشر پیوستہ بمغز جان خوش است
جھلکا جو جان کے مغز سے وابستہ ہے وہ ایجاب
برتر است از خوش کہ لذت گشت
بالکل اپنے لئے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہو
تا بر آرد موسیم از بحر گرد
تا کہ میرا موسمی سمندر سے گرد آرائے
از سخن باقی آں نہ ہفتہ شد
اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
بر قراضہ مہر سکہ چوں ہم
برادے پر سکہ کی مہر کیسے لگاؤں؟
بر نہراں آرزوی و طم و رم
ہزاروں آرزوؤں اور بہت مال پر
تا شوی خوش چوں سمرقند و عشق
تا کہ تو سمرقند اور عشق کی طرح حسین ہو جائے
پس تو اں زد سکہ بر تو بادشاہ
تو بادشاہ تھو پر ٹھپہ لگا سکے کا

فالترجم یعنی وہ خشک اور سوز کی چیز میں نے آیا یا بہت مال نے آیا یا عشق عشق خداوندی عقل انسانی کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتا ہے سمرقند سمرقند اور عشق کی رونق مشہور تھی غرور و عشق اور سمرقند سمرقند دنیا کی بختوں میں شمار ہوتے تھے جو جوے عقل کو تھوڑا تھوڑا جمع کر دیا تو کچھ نہ کچھ مسرت حاصل ہو جائیگی۔

لہ کافراں۔ ایک ہی بات
نیکروں کیلئے درد ہے مومن
کیلئے خوشخبری اور عاشق کے
لئے مشاہدہ۔ عاشق مشاہدہ
اور دیدار سے مست رہتا ہے
لہذا وہ کافر اور مومن دونوں سے
بالا ہے۔ کفر و ایمان کفر اور
مومن ایمان اُس عاشق کے در
کے دربان ہیں کیونکہ وہ مغز
مغز کے ہے اور کفر و ایمان
دونوں اُنکے جھلکے ہیں۔ کفر۔
ان دونوں جھلکوں میں یہ
فرق ہے کہ کفر تو شاہد ہے
بالکل مغز مٹے ہوئے ہے
اور ایمان کچھ نہ کچھ لذت چکھے
ہوئے ہے۔
لہ قشر ہای خشک کفر کو
جھلکا ہے جو اُن میں بٹانے کے
قابل ہے عام مومنین کا ایمان
وہ جھلکا ہے جو مغز سے جڑا ہوا
ہے۔ بقدر عشق الہی عام ایمان
سے بالاتر ہے۔ ایمان سخن یعنی
اس نیک شخص کی باتیں سیکھ
میرا مومن مومنین سے مراد یہاں
ذات حق ہے۔ آخر یعنی بحر
مسرت مسرت کا پر ایمان۔
در خور عوام کی سمجھ کے بقدر کچھ
باتیں کہہ دی ہیں بقیہ باتیں
چھپائی ہیں۔
لہ ز عقلت۔ انسانوں نے
اپنی عقل کے سونے کو برا گندہ
کر رکھا ہے سونے کے برادے
پر ٹھپہ نہیں لگا یا جاسکتا مسرت
کا ٹھپہ سب لگ سکیگا عقل
جمع ہو جائے گی عقل انسان
اپنی عقل کو سینکڑوں وعدوں
میں بانٹے ہوئے ہے طم و رم
عرب کا محاورہ ہے جہاں باطن

لے کر زشتا لے۔ اور اگر کو
ایک شقال کے وزن سے زیادہ
جمع کرے گا تو پھر اس کی زرتیں
جام بن جائے گا جوشاہ کی
بیس میں ہوگا اور اس کو شاہ
کا شاہدہ حاصل ہوگا۔ پتیں۔
شاہی جام پر شاہ کا نام اور
اقاب اور تصویر کندہ کر دی
جاتی تھی تاکہ اب مجھے دنیا
کی ہر چیز میں حضرت حق کا
جلوہ نظر آئے گا۔ پتھر ہست
یعنی حقانی۔ زانک بات ہیں
لے کہی جاتی ہے کہ سننے والا
کوشش کا یقین آجائے جب
تک تجو میں شرک کی کیفیت
ہے تو یقین سے خالی ہے۔
لے جان شرک کی جان
اور روح کا تعلق ایک ثابت
غلامندی پر مجتمع نہیں ہے
وہ کائنات میں بھی ہوئی اور
سینکڑوں معاملوں میں تقسیم
ہے جس غموشی جاہلوں کے
سامنے کس حرام کے ثبوت کے
لئے غاموشی بہتر ثبوت ہے۔
مستی جن یعنی روحانی مستی
بعض نسخوں میں مستی سن بھی
ہے۔ آہنٹاں۔ چھینک اور
انگڑائی میں بے اختیار آنسو
جاتا ہے اسی طرح اسرار کے
بیان کرنے میں میرا منہ بے اختیار
کھل جاتا ہے۔
لے اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ بِخُصْرٍ
کا یا استغفار میں اسی بنا پر تھا کہ
بے اختیار معارف ظاہر ہو جاتے
تھے۔ نشان یعنی اسرار معرفت
کو نشان آگے تھی یعنی روحانی
مستی جیسی بھلائی دلائی کہتے
چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا عالم

آئینہ کی دراز تارخ کو لوگوں کو معلوم ہوا ہے کہ جس دراز تارخ سے تھیں وہ تھیں اور اس کی تارخ یہ ہے کہ

دست چہرام

مثنوی مولانا روم

وَرَزِ شَقَا لے شوقی افروز توخام
لے کچے اگر تو ایک شقال سے بڑھ جائے گا
پس بروکم نام وہم القاب شاہ
قرص پر بادشاہ کا نام بھی اور القاب بھی
تاکہ معشوق بود ہم ناں ہم آب
ناکردی اور پانی میں تیسرا معشوق ہو
جمع کن خود را جماعت رحمت
اپنے آپ کو جمع کر لے جماعت رحمت ہے
زانکہ گفتن از برای باور بست
اس لئے کہ کہن یقین کے لئے ہے
جان قیمت گشتہ در جو فلک
شرک کی، جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
پس خموشی بہ دہد اور اثبوت
غاموشی اس کے لئے اچھا ثبوت ہے تاکہ قی ہے
ایں ہی دامن و لے مستی تن
یہ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی
آینچناں کنر عطسہ و از خامیاز
جیسا کہ چھینک اور انگڑائی سے

از تو سازد شہ یکے ز زینہ جام
تو بادشاہ تیرا زین جام بنائے گا
باشد وہم صورتش اے وصل خواہ
ہوگا، اور اس کی تصویر بھی لے وصل کے خواہشمند
ہم چراغ و شاہد و نقل و شراب
چراغ تھی اور شاہد بھی نقل اور شراب بھی
تا تو انم باتو گفتن آنچه ہست
تاکہ میں تجھے جو حقیقت ہے کہہ سکوں
جان شرک از باوری حق برست
شرک کی جان حق کو پہچاننے سے خالی ہے
در میان شصت سودا مشترک
بہت سے معاملوں میں مشترک ہے
پس جواب احمقان مدسکوت
احمقوں کے لئے جواب غاموشی ہے
می کشاید بے مراد من دہن
بغیر ارادے کے میرا منہ کھول دیجی ہے
ایں دہاں گردد بنا خواہ تو باز
تیرے ارادے کے بغیر منہ کھل جائے

در تفسیر حدیث اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنَ مَرَّةً
حدیث کی تفسیر کریں، اللہ اپنے رب سے ہر روز شتر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

ہمچو پیغمبر ز گفت و از نثار
پیغمبر کی طرح گفتگو اور اسرار بخمار کرنے
لیک آں مستی بود تو بہ شکن
لیکن وہ مستی تو بہ شکن بنتی ہے
حکمت اظہار تارخ دراز
دراز تارخ کے اظہار کی حکمت

توبہ آرم روز من ہفتاد بار
میں دن میں شتر بار توبہ کرتا ہوں
مٹسی ست ایں مستی تن جا کن
یہ کپڑے چاک کر نیوالی جسم کی مستی بھلا دینے والی
مستی انداخت بردانای راز
ایک راز دان پر مستی طاری کر دیتی ہے

راز پنہاں باچنیں طبل و علم
پوشیدہ راز ایسے نقارے اور جھنڈے کی مانند

رحمت بیحد روانہ ہر زمان
لا محدود رحمت ہر زمانہ میں جاری ہے

جامہ خفتہ خور دازجوی آب
سوئے ہوئے کا کپڑا نہر کا پانی پنی رہا ہے

میر و آنجائی بوی آب بہت
وہاں جاتا ہے، جہاں پانی کی اُمید ہے

چونکہ آنجا گشت زینجا دور شد
جبکہ اُس نے اُس جگہ کی سوچی اس جگہ سے دور ہو گیا

دور بینا ندو بس خفتہ رواں
سوئی ہوئی روج والے نقطہ دور ہیں ہیں

من ندیم تشنگی خواب آورد
میں نے نہیں دیکھ کر پیاس نہ گائے

خود خرد آنت کو از حق خرید
عقل وہی ہے جو اللہ (تعالیٰ) سے بیعتا ہو

آب جوشاں گشتہ از جفا القلم
جفت القلم سے پانی جوش اڑتا ہے

خفتہ آید از در کآں اے مرہاں
اے انسانو! ہم اُس کے علم سے سوئے ہوئے ہو

خفتہ اندر آب جویای سرب
پانی میں سویا ہوا سرب کا جریاں ہے

زین تفکر راہ را بر خوش بست
اس خیال سے اُس نے اپنا راستہ مسدود کر دیا

برخیالے او ز حق مجبور شد
ایک خیال (کی بنیاد) پر وہ صبح و آند سے دور ہو گیا

رحمتے آرید شاں اے رہ رواں
اے سالک! اُن پر رحم نہ کرو

خواب آرد تشنگی بے خرد
بے عقل کی پیاس سہاٹی ہے

نے خرد کاں را عطار د آورید
وہ عقل جو عطار داتا گیسو سے تھم لائے ہو

بیان آنکہ عقل جزوی تا بلو پیش
اس کا بیان کرنا عقلِ قہر سے آگے نہیں جھکتی ہے اور باقی مسائل میں انبیاء اور اولیاء کی تقلید ہے

وان صاحب دل بنفع صورت بود
صاحب دل کی ملکیت صورت پر نہیں ہوتی

وین قدم عرصہ عجائب نسپرد
یہ قدم عجائب کے میدان کو طے نہیں کرتا ہے

چشم غیبی جوئی و بر خور دار شو
غیبی آنکھ کا شکر اور نفع اٹھا

پیش بینی ایں خرد تا گور بود
اس عقل کی دور بینی قبر تک ہے

ایں خرد از گورنخا کے نگذرد
یہ عقل قبر اور میت سے آگے نہیں جاتی ہے

زین قدم زین عقل رو بزار شو
اس قدم اور اس عقل سے ہٹ جا، ہا بیزا ہو جا

جو عطار کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے اسل دور صرف قبر کے گڑھے تک ہے اسکے بعد کے احوال اسکے ادراک میں نہیں آسکتے ہیں وہ مرنا خیال اور اولیاء بتا سکتے ہیں کہ عقلی قہر اندکی ماحصل ہے وہ تو ک قیامت تک کے احوال سمجھ لیتے ہیں عرصہ عجائب یعنی حشر کا میدان۔ زین قدم۔ یعنی قدم۔ عقل۔ یعنی عیاں ہے غیب میں

اے راز پنہاں پوشیدہ نقار
اس قدر ظاہر ہونے کی وجہ سے
کہ خدائی تقدیر سے معارف
کا چہرہ آئنے لگا ہے جفت القلم
یعنی ہوئے والی باتیں کھ کر
قلم تقدیر خشک ہو چکا ہے۔
رحمت۔ مولانا فرماتے ہیں اللہ
تعالیٰ کی رحمت کے دریا پر
رہے ہیں لیکن تم غفلت کی
نیر سوئے ہوئے ہو۔ جاتا۔
سوئے ہوئے کی یہ حالت
ہوتی ہے کہ دریا کی لہریں
اچھڑ گرتی ہیں اور اس کے
کپڑے پانی پیتے ہیں لیکن وہ
پیا سار جتا ہے وہ مضی پانی
کی توقع پر خواب میں بھاگتا
ہے اور گویا اپنے آپ کو اس
دریا سے اور دور کر دیتا ہے۔
تھ چو کہ۔ جب دوسری جگہ
کے پانی کے تقدر سے اوپر
بھاگتا ہے تو ذاتی پانی سے
اپنے آپ کو مزید محروم کرتا ہے۔
دور بینا۔ جس کی رو میں
سوئی ہوئی ہیں وہ سوئے
ہوئے کی طرح کے دور بین
ہیں۔ دور رواں۔ یعنی ملکین
راہ معرفت۔ من ندیم۔ پیکر
کی حالت میں نہیں آتی
لیکن بے عقل کی پیاس کو
مزید سلا دیتی ہے۔ بخور عقل
وہ ہے جو خدا کی جانب سے
عطا ہو عطار داتا گیسو کی
تاثیر سے انسان میں جس میں
کا نشور نا ہوتا ہے وہ دراصل
عقل نہیں ہے لہذا اس
دنیاوی عقل سے انسان جوڑ نہ
سکتے ہیں۔

تھ عقل جزوی۔ دنیاوی عقل

۱۵ روحِ نظر اس نور و فکر

سے قطع نظر کر اور مجاہدات
میں مصروف رہ کر اختیار
کرنا کہ تجھے نور و وسوسہ بستر
آجائے منتظر جو مجاہدات
کی حالت میں اختلاص میں ہے
اُس کے لئے برون مفید نہیں
مستفاد مفید ہے تصفیہ تعلیم
علوم ظاہری کی خواہش
کی بنیاد جاہ اور رتبہ ہے
جو خواہش نفس ہے اور
خواہش نفس کو پروا کرنا وہ
طریقت میں ثبوت پرستی جو
مگر بفضلش۔ اگر انسان کی
ہڈائی کی بنیاد براسر اور دفتر
حاصل ہوا کرتے تو اصولوں
کی بعثت بیکار رہتی۔

۱۶ عقل جزوی۔ انسان
کی ناقص عقل آسمان کی بجلی
کی کوئی طرح ہے جس کے
ذریعہ راستے نہیں ہو سکتا۔
دشمن۔ ایک جگہ کا نام ہے۔
ثبوت۔ بجلی کی کوئی راستہ
طے کرنے کے لئے نہیں جو
وہ تو اب کو یہ حکم دینے کے
لئے ہے کہ تو! یعنی آنسو
برسا۔ برقی عقل عقل انسانی
کی کوئی بھی اسی لئے ہے کہ
انسان عشقِ الہی میں رہے۔
اسی سے فنا کا مقام حاصل
ہوتا ہے۔

۱۷ عقل کو دک عقل ناقص
کی مثال بچہ کو یہ بتاتی ہے کہ
وہ عقل بچہ کو یہ بتاتی ہے کہ
کتب میں جا لیکن وہ عقل اس
کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقل
و تجوہ بیمار کی عقل اس کو طبیب
کے پاس جانے پر مجبور کرتی

بچھو موسیٰ نور کے یابد زجیب

(حضرت موسیٰ کی طرح گویاں سے نور کا حاصل کیا؟)

۱۸ زین نظر وین عقل ناید جز دوار

اس نور و فکر اور اس عقل سے سوا دوسرے کچھ ماں

از سخن گوئی مجوید ارتفاع

باتیں بنانے سے بلند رہنا۔ چاہو

منصب تعلیم نوع شہوت

تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے

مگر بفضلش پے بسر و ہر فضول

اگر ہر بہرہ اپنی ہڈائی کی وجہ سے پتہ پالینا

عقل جزوی، بچہ برق و شرش

ناقص عقل۔ بچہ اور چمک کی طرح ہے

نیست نور برق بہر رہبری

بجلی کی چمک راستے طے کرنے کیلئے نہیں ہے

برق عقل ما برای گریاست

ہمارے عقل کی چمک رونے کیلئے ہے

عقل کو دک گفت بر کتابتن

بچہ کی عقل نے کہا مکتب میں جسا

عقل رنجور آر دش موسیٰ طیب

بیمار کی عقل اس کو طبیب کے پاس لاتی ہے

نک شیا طیس موسیٰ گردوں می شند

یہ شیطان آسمان کی جانب گئے

می ز بود نداند کے زان راز با

ان رازوں میں سے کچھ چمک لے گئے

شجرہ استاد و شاگرد کتب

استاد کا تابع اور کتاب کا شاگرد

پس نظر بگذار و بگزین انتظار

تو غور و فکر چھوڑ اور انتظار اختیار کر

منتظر را بہ گفتن استماع

منتظر کے لئے کہنے سے ہر شتا بہتر ہے

ہر خیالے شہوتی در رہ بت است

نفسانی ہر خیال راستہ کا بت ہے

کے فرستادے خدا چندیں رسول

تو خدا اتنے رسول کب بھیجتا

در درختی کے توان شہد موسیٰ خوش

چمک میں دشمن تک کہاں جا یا جا سکتا ہے

بلکہ امرست ابرار کہ می گری

بلکہ وہ ابرار کو حکم ہے کہ تو رو

تا بگرید نستی در شوق ہست

تا کہ روئے، فنا عشق میں ہے

لیک نتواند بخود آموختن

لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتا

لیک نبود در دو عقلش مہیب

لیکن وہ عاجز نہ رہے اس کی عقل سے پہنچنے والی نہیں

گوش بر اسرار بالامی ز دند

دعالم، بالا کے رازوں پر کان لگا یا

تا شہب می راند شاں ز دواز سہا

تو شہابوں نے نور انھیں آسمان سے بھگا دیا

ہے لیکن اس کے لئے وہ عاجز نہیں کر سکتا اس طرح موام کی عقل انگوٹھی اور دلی تک پہنچا سکتا ہے اسرار کا
سکھانا اسی ہی اور دلی کا کام ہے۔ بکت۔ سفیاطیں براہ راست اسرار صوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو
شہاب ناقب مار گراتے ہیں اور انکو حکم خدا ہے کہ اسرار کی تعلیم ہی سے حاصل کرو۔

کہ زوید آنجا رسولے آمدہ است

کہ جاؤ وہاں ایک رسول آگیا ہے

گر ہمیں جو سید در بے بہا

اگر تم گراں قدر موتی تلاش کرتے ہو

میں زن آں حلقہ در و بر بالیت

در واغے کی کشیدی بجا اور دروازے پر شہر

نیت حاجت تابیدیں راہ دراز

اِس دراز راستہ کی ضرورت نہیں ہے

پیش او آئید اگر خائن نہ آید

اگر تم عائن نہیں ہو تو اُس کے سامنے آؤ

سبزہ رویا نذر خاکت آں دِل

وہ رہنما تیری خاک سے سبزہ آگاہ ہے

سبزہ گردی تازہ گردی از نوی

قاز سبز و سبزہ بن جائے گا تازہ بن جائیگا

سبزہ جان بخش کاں را سامری

جان بھلا کرنے والا سبزہ جس کو سامری نے

جاں گرفت و بانگے زان سبزہ او

اِس سبزہ سے وہ جاندار ہو گیا اور بولنے لگا

گرا میں آئید سُوی اہل راز

اگر تم رازدار کی جانب امانتدار بن کر آؤ گے

سُر کلاہ چشم بند و گوش بند

وہ سُرخ ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہو

زاں کلاہ بر چشم باز اول شدت

وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر امتداد ملے آئی ہے

چوں بُرید از جنس باش گشت یا

جب وہ بڑی ہم جنس سے کٹا خواہ کا دست ہو گیا

ہر چہ می خواہید از و آید بدست

تم جو چاہتے ہو اُس سے ہاتھ آئے گا

ادخلوا الابیات من ابوابھا

گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو

کز سُوی بام فلک تاں راہ نیت

اسلئے کہ آسمان کے بالاخانہ کی جانب تمہارے راستے ہیں

خاکینے را دادہ ایم اسرار راز

ہم نے ایک خاک کو راز کے بھید دے دیے ہیں

نیشکر گردید از و گر چہ نے آید

اُس سے گناہ بن جاؤ گے اگر چہ تم سُرخ ہو

نیت کم از ستم اسب جبریل

وہ جبریل کے گھوڑے کے ستم سے کم نہیں ہے

گر تو خاک اسب جبریلے سُوی

اگر تو کسی جبریل کے گھوڑے کی خاک بن جائیگا

کر در گو سالہ تا شد گوہری

بھوڑے میں رکھ دیا بھانگ کہ وہ جہر والا ہو گیا

آینجاں بانگے کہ شد فتنہ عُدو

اِس طرح بول، کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا

وارہید از سُر کلاہ مانند باز

تو باز کی طرح سُرخ ٹوپی سے بجات پا جاؤ گے

کہ از و باز نت مسکین و شرنند

جس کی وجہ سے باز مسکین اور غصہ ہے

کہ ہمیشہ سُوی جنس خودست

کہ اُنس کا تمام میلان اپنی اُنس کی طرف ہے

بر کشا ید چشم اورا باز وار

تو باز کی طرح اُنس کی آنکھیں کھول دے گا

لہ ذر جے بہا یعنی اسرار

معرفت۔ اُبوابہا۔ اسرار حاصل

کز نکالاست یعنی اور ولی کی ذات کے

میں اُن دروازہ سے داخل ہوئیگا

مطلب یہ کہ دروازہ ہر جا کر

کشدی بجا اور کفر اور جب حاجت

ہو تو اندر جا میت۔ اُسے کہہ دیا

جائے کہ آسمان کا طہری سفر

کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم

نے ایک خاک یعنی نبی کو اسرار

بتا دیے ہیں اُس سے جا کر سیکو

تم سُرخ ہو اُنس کی محبت سے

مکنا بن جاؤ گے۔

سبزہ۔ وہ ہیں اور ولی تمہارا

خاک سے سبزہ کا رنگ کیونکہ وہ

مہربان حضرت جبریل کے گھوڑے

کے ستم سے کم نہیں ہے حضرت

جبریل جب اسرائیلیوں کی دُ

کیلئے آئے تو اُنکے گھوڑے کا دم

جس جگہ پر تھا وہ سبز ہو گیا

تھی سامری نے یہ دیکھ کر اُنس

کے قدم کی تکی اٹھا کر گتے سامے

میں ڈال جس سے اُس میں دنگی

کے اثرات پیدا ہو گئے۔ فتنہ یعنی

وقت تو مومن تھے لیکن سامری

کے بھگانے کے بعد وہ مشرک

ہو گئے تھے۔

سبزہ گرا میں۔ اگر تم اویسہ کی

صفت و امانتداری سے اختیار

کرو گے تو وہ پردہ مٹ جائیگا

جو چشمی چیزیں دیکھنے سے مانع

ہے۔ مشرک۔ باز جب تک کہ

سے اُنس نہیں ہوا اُنکے سر پر

ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی

ہے جس سے اُنکی آنکھیں اور کان

چھپے رہتے ہیں۔ توں۔ یہ ٹوپی

اسلئے اڑھائی جاتی ہو کہ مسکین

مالک کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے

لے رازہ۔ اشرقت لے
شیطانوں کو گات سے
مار کر اس لئے بھگا یا ہے کہ
باقص عقل دلے کو مستقل
نہ بننا چاہئے اور خود سری
چھوڑ کر کسی دلی کشا گردی
کر لی چاہئے اور اپنی استبداد
کو بروئے کار لانا چاہئے۔
درد۔ نورد کا تحفہ ہے۔ کل۔
یعنی صاحب دل۔ پس۔ نفس
عقل دالے کو شیخ کامل کا
غلام بننا چاہئے۔

لے بندگی۔ اس کے لئے
غلامی سلطانی سے بہتر ہے۔
آنا خیر۔ شیطان نے
حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں
اپنے آپ کو ای سے افضل
قرار دیا تھا۔ فرق۔ میں۔ آدمؑ
نے بندگی اختیار کی اور
شیطان لے کر کیا دونوں
کا فرق سمجھ لے کیا نتیجہ نکلا۔
گفت۔ حدیث شریف ہے
طوبی۔ جنت میں ایک درخت
ہے جس کا سایہ عظیم الشان
اور خوشگوار ہے، خوشگوار۔
سلف۔ قبل سایہ۔ بکلیع۔ خواجہ
ہجج۔ خواجہ۔ مثنی۔ خودی۔
از حکیم۔ یہ پیچے کے دونوں
شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ
اللہ علیہ کے ہیں۔

رانڈہ دیواں راحق از مرصا خوش

اللہ اتقائے ہرے شیطانوں کو اپنی گات سے بھگا یا

کہ سری کم کن نہ تو مستبد

کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے

زور بردل زو کہ تو جزو دلی

جلد دل کے پاس جا بیکو کہ تو دلی کا جز ہے

بندگی او بہ از سلطانی است

اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے

فرق بین بر گزین تو اے حبیس

اے کینے اتو فرق سمجھ لے اور اختیار کر

گفت آنکہ ہست خورشید رہ او

جوراء کا سورج ہے اس نے کہا ہے

سایہ طوبی بیلین و خوش بخت

طوبی کا سایہ دیکھ لے اور آرام سے سو

ظلمت دلّت نفسہ خوش مضجع ست

دلّت نفسہ کا سایہ بہترین خواب گاہ ہے

گرازیں سایہ زوی سویی منی

اگر تو اس سایہ سے خودی کی طرف جائے گا

عقل جزوی را ز استبداد خوش

باقص عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھگا دیا)

بلکہ شاگرد دلی و مستعد

بلکہ تودلی کا شاگرد اور صاحب ہند ہے

ہیں کہ بندہ بادشاہ عادی

خبردار، تو منصف بادشاہ کا غلام ہے

کہ آنا خیر دم شیطانی است

میں بہتر ہوں کا دعوئی شیطانی ہے

بندگی آدمؑ از کبر بلیس

آدمؑ کی بندگی، شیطان کے تکبر کے بجائے

حرف طوبی ہر کہ دلّت نفسہ

طوبی کا لفظ ہر اس شخص کیلئے ہے جس کا نفس

سمر بندہ در سایہ سرکش محسب

سر رکھ دے، سرکش کے سایہ میں نہ سو

مستعدان صفا را محجے ست

صفائی کی استعداد رکھنے والوں کیلئے خواجہ

زود طاعی گردی ورہ کم کنی

فورا سرکش بن جائیگا اور راستہ کم کر دے گا

بیان آیہ کریمہ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعَدُوا بَيْنَ

آیت کریمہ کا بیان اے مومنو! پیش قدمی نہ کرو

يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ

اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اور اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چونکہ سلطان نہ رعیت باش

جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن

وز خودی را می زحمتی نگرش

اور خودی سے تکلیف کی رائے نہ انتظار کر

چونکہ نیستی ز امت باش

جبکہ تو نہیں ہے امت بن

پس روخامشا و خامش باش

تو خاموشی کا بیرو اور خاموش بن

پس روی خاموش باش از انقیاد
 تو پیرو ہے، فرمانبرداری سے چپ رہ
 پس روضا مہمت شو و خاموش باش
 تو پیرو ہے، چپ ہو جا اور خاموش رہ
 ورنہ گر چہ مستعدی و قابلی
 ورنہ، اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
 ہم ز استعداد و آمانی اگر
 استعداد اور توانوں سے بھی اگر
 صبر کن در موزہ دوزی و بسوز
 موزہ سینے اور ذہنیت پر مہسہ کر
 کہنہ دوزاں گر بندے شال صبر و حلم
 پرانے جوتے گانٹھے والوں کو مہسہ اور بربادی کا
 پس بکوشی و باخراز کلال
 پھر تو کوشش کرے گا اور بالآخر تمک کر
 ہمو آں مردِ مفلسف و زمرگ
 اس فلسفی کی طرح جس نے موت کے دن
 بے غرض می کرد آندم اعتراف
 اس وقت اس نے اعلاص سے اقرار کیا
 از غوری سر کشیدم از رجال
 میں نے بکتر کی وجہ سے (بغلام) لوگوں سے سرکشی کی
 آشنا ہیج ست اندر بحر روح
 روح کے سمندر میں تیرا کی بیکار ہے
 کاشکے کو آشنا نا موختہ
 کاش وہ تیرا کی دسیکت
 اینچنین فرمود آں شاہِ مرسل
 ایسی ہی فرمایا ہے
 رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیرِ ظلِ امرِ شیخ و اُستاد
 اُستاد اور شیخ کے حکم کے سایہ تلے
 از وجود خویش والی کتراش
 اپنے وجود کو والی (حاکم) نہ بن
 مسخ گردی تو زلافِ کاملی
 تو کمال کی شیشی بگھسانے سے مسخ ہو جائیگا
 سرکشی ز اُستاد را دبا خبر
 تو عقلمند، باخبر اُستاد سے سرکشی کرے گا
 و رشوی بے صبر مانی پارہ دوز
 اگر تو بے صبر بنے گا پیوند لگا نیوالا رہ جائیگا
 جملہ نودوزاں شدندے ہم بعلم
 ہنر کے ذریعہ سب نیا موزہ بننے والے بناتے
 خود بخود گوئی کہ العقل عقلال
 خود کہے گا کہ عقلِ بند من ہے
 عقلِ رامی دیدیں بے بال و برگ
 عقل کو بہت بے ساز و سامان دیکھا
 کز زکاوت راندیم اسبِ اُزانی
 کہ ہم نے ذہانت کے گھوڑے بیکار و دھڑلے
 آشنا کردیم در بحر خیال
 خیال کے سمندر میں تیرا کی کی
 نیست آنجا چارہ جز کشتی نوح
 وہاں نوح کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے
 تا طمع در نوح و کشتی و ختہ
 تاکہ تم کو نوح اور کشتی سے وابستہ کر دیتا
 کہ منم کشتی دریں دریایِ کل
 کہ اس عظیم دریا میں کشتی میں ہوں

۱۵۰ پس روی۔ مرید کو نمازش
 سے شیخ کی تابعداری کرنی
 ضروری ہے، مگر یہ کام چپ
 رہنا اور شیخ کی ہدایت پر عمل
 کرنا ہے اپنی طرف سے نہیں
 بنانا اور اپنی بڑائی جتاننا ہی
 ہے۔ ورنہ۔ اگر توشیح کے سلسلے
 بڑائی بگھاریگا تو اگرچہ صاحب
 استعداد ہو تیری وہ استعداد
 برباد ہو جائیگی۔

۱۵۱ صبر کن۔ بوجہ صبر ہی
 وقت بنتا ہے جب صبر اور
 محنت سے سیکھتا ہے ورنہ
 صرف موزہ اور جزو کا ٹھنڈے
 والا بن کر رہ جاتا ہے۔ کہنہ دوز
 جوتے گانٹھے والے اگر صبر
 سے کام لے کر اُستاد سے سمجھتے
 تو ہنر مند بن کر سوچی بن جاتے۔
 العقل عقلال۔ عقل دشتی پر
 یعنی ہماری عقل ہمارے ہنر
 سیکھنے کے لئے مانع بن گئی۔

مفسر۔ اس سے شیخ
 بولتی ہیں فلسفی مراد ہے

۱۵۲ بے غرض۔ شیخ بڑی دنیا
 نے موت کے وقت جب
 عالمِ آخرت میں کشف ہونے
 لگا تو اُقرار کیا کہ ان مساملات
 میں عقل گھوڑے دوڑانا بیکار
 تھا۔ از غوری علم کے غور
 نے اہل اللہ تک نہ پہنچنے دیا
 اور میں خیالی سمندر میں غریب
 لگا ہوا رہا۔ آشنا مولانا نے
 اس روح کے سمندر میں خود
 تیرنا بیکار ہے وہاں نوح والی
 کشتی ضروری ہے۔ کاشکے۔

اگر شیخ بولیں میں عقل گھوڑے
 دوڑانا نہ جانتا تو کسی بزرگ کا
 ہاتھ نہ کو دیتا۔ اینچنین۔ ایچھنور

۱۵۳ سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اس کشتی میں اس حکیم سے فرمایا کہ

لے یا جسے یعنی صابر کرام جو
مختصر کی بصیرتوں پر توجہ کیا
تھے کشتی کو جس پر ہتھوڑے نے
فرمایا میں اور میرے فیض یافتہ
صاحب اس دریائے معرفت
کیلے بمنزل نوح کی کشتی کے
ہیں کشتیاں حضرت نوح کے
مازنان بیٹے نے بجائے کشتی
میں بیٹھے کے یہ کہا تھا کہ میں
بہار پر چڑھ کر پناہ حاصل
کروں گا۔ آج بے قرآن پاک
میں اس کو جواب دیا گیا
لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ آج کوئی بچانے
والا نہیں ہے۔

لے قی ناید چونکہ کھوں
بریزش ہے ہلے اولیاء کی
صحت غیر نظر آن ہے اولیٰ
عقل بند نظر آن ہے نصیر
جبکہ فضل خداوندی اس کے
خال مال ہے تو اس کو حقیر
دیکھ کشتانی اگر تیرا مزاج
ہو کشتیاں کی طرح ہے تو یہی
نصیحت کو دے گئے تھے اچھے
لوگوں کے کافوں پر نہیں
خداوندی مٹی ہوتی ہے ختم
میر کے گناہ کسی کی نصیحت
اشد تلافی کی نہیں گزرد
کان تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔
حقیقت۔ ہم نور پیدا نہیں نصیحت
مکمل حقیقت۔ ازلی حکم میں کانون
پر تیرا گناہ کیا حکم
لے ایک میں جو کہ نصیحت
کر رہا ہوں وہ اس بنا پر کہ رہا
ہوں کہ تو کشتیاں صفت نہ ہوگا
آخر مولانا پھر پہلے مضمون کی
طرف لوٹتے ہیں کہ آؤ میں عقل
کے نامہ ہونیکا آؤ کہ کرنا پڑے گا
اور آخر کے صابر کو اب ہی بچو گے

کشتی کو جس پر ہتھوڑے نے فرمایا میں اور میرے فیض یافتہ صاحب اس دریائے معرفت کیلے بمنزل نوح کی کشتی کے ہیں کشتیاں حضرت نوح کے مازنان بیٹے نے بجائے کشتی میں بیٹھے کے یہ کہا تھا کہ میں بہار پر چڑھ کر پناہ حاصل کروں گا۔ آج بے قرآن پاک میں اس کو جواب دیا گیا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ آج کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

لیا کہے کو در بصیرتہای من

یاد رہے جو سیریں بصیرتوں میں

کشتی کو حتم در دریا کہ تا

میں دریا میں نوح والی کشتی ہوں ہرگز

ہمچو کشتیاں سوی ہر کو ہے مرد

کشتیاں کی طرح ہر پہاڑی کی جانب نہ جا

می نماید پست این کشتی ز بند

پر کرنے کی وجہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے

پست منگر ہاں ہاں میں پست

خبردار خبردار! اس بھی کشتی کو نیچا نہ سمجھو

در بلندی کوہ فکرت کم نگر

اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ

گر تو کشتانی نداری باورم

اگر تو کشتیاں (صفت) ہے یہ یقین نہ کرے گا

گوش کشتیاں کے پذیردایں کلام

اس بات کو کشتیاں کا کان تک قبول کرتا ہے

کے گذارد مو غطت بر مہر حق

نصیحت اشد تلافی کی نہیں گزرد

لیک می گویم حدیث خوش پی

لیکن میں خوش گوار بات سناتا ہوں

آخراں استراخواہی کردی

خبردار! باآخر تو یہ استرا کرے گا

می توانی دید آخر را مکن

تو انجام کو دیکھ سکتا ہے نہ ہنسا

ہر کہ آخر میں بود مسعود وار

جو نیک بخت کی طرح انجام میں ہوتا ہے

شد خلیفہ راستیں بر جای من

میسری جگہ سنا تا تم مقام بنا ہے

رونگردانی ز کشتی اے قتی

اے نوجوان! تو کشتی سے روگردانی نہ کر

از نبی لا عاصم الیوم شنو

قرآن سے آج کوئی بچانے والا نہیں سن لے

می نماید کوہ فکرت بس بلند

تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے

بنگر آں فضل خدا پیوست

خدا سے جڑے ہوئے اس فضل کو دیکھ

کہ یکے جوش کُند زیر زور

کیونکہ اس کو ایک موج نہ دھلا کر دے گی

گرد و صد چندین نصیحت اورم

خواہ میں اس جیسی دوشو نصیحتیں کروں

کہ برو مہر خدا لیت و ختام

کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے

کے بگرداند حدت حکم سبق

نئی بات ازلی حکم کب بدل سکتی ہے؟

بر اُمید آنکہ تو کشتیاں نہ

پس امید پر کہ تو کشتیاں نہیں ہے

ہم زاول روز آخر را ببین

پہلے ہی دن سے انجام میں ہونے کا

چشم آخر بنیت را کور و ہن

اپنی انجام میں آنکھ کو اندھا اور ہٹانا

نبودش ہر دم برہ فتن عشا

اسکو راستہ چلتے میں ہر وقت شکر نہیں گنتی جو

گر نخواستی ہر دمے اس خفت خیز

اگر تو ہر وقت گرنا اور بندھنا نہیں چاہتا

کحل دیدہ ساز خاکِ پاش را

اُس کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنائے

کہ ازیں شاگردی و زین افتقار

کیونکہ زین شاگردی اور زین افتقار سے

سرمہ کن تو خاکِ ہر بگزیدہ را

ہر بگزیدہ کی خاک کو سرمہ بنائے

چشم روشن کن ز خاکِ اولیا

اولیاء کی خاک سے آنکھ روشن کرے

چشمِ اشتر زان بُود بس نور بار

اونٹ کی آنکھ اُس نے زیادہ روشن ہوئی جو

خار خور تا گل برویا ندر ترا

کانٹ چبا تاکہ تجمہ میں پھول اُگائے

خار را از چشمِ دل گر بر کنی

اگر تو دل کی آنکھ سے اکھاٹا نکال دے گا

کن ز خاکِ پایِ مردے چشمِ تیز

کسی مردہ کے پاؤں کی خاک سے آنکھ کو تیز کرے

تا بیندازی سر او باش را

تا کہ یہ دیکھ سکے سر کو نہ مٹھائے

سُونے باشی شوی تو ذوالفقار

اگر تو سونے کا بنی ہو تو ذوالفقار (تلموڑ) بن جائیگا

ہم بسوزد ہم بسازد دیدہ را

وہ گلے بھی ہے، آنکھ کو بستاتی (بھی) ہے

تا بہ بینی زایت را تا انتہا

تا کہ تو آغاز سے انجام تک دیکھ لے

کو خور داز بہر نور چشمِ خار

کہ وہ آنکھ کی روشنی کے لئے کاشا کھاتا ہے

چشمِ تو روشن شود جاں با صفا

تیری آنکھ روشن اور، روح صاف ہو جائیگی

چشمِ جاں را حق بخشد روشنی

(اللہ تعالیٰ) جان کی آنکھ کو روشنی عطا فرمادے گا

قصہ شکایتِ اشتر بہ اشتر کہ من بسیار در رومی اُفتم در راہِ فتن

بچتر کی اونٹ سے شکایت کا قصہ کہ میں راستہ چلنے میں ٹمٹم کے بنی بہت گزرتا ہوں

و تو کم می اُفتی چون است وجواب گفتنِ شتر مرِ اشتر را

اور تو انہیں گزرتا (ایہ) کیوں ہے؟ اور اونٹ کا بچتر کہ جواب دیتا

چونکہ با اوج جمع شد در آخرے

جبکہ ایک مہل میں اُسکے ساتھ جمع ہوا

در گریوہ و راہ و در بازار و کو

چلے اور راستہ میں اور بازار و کوچہ میں

در رہ ہموار و ناہموار من

ہموار اور ناہموار راستہ میں

اشترے را دید روزے اشترے

ایک بچتر نے ایک روز ایک اونٹ کو دیکھا

گفت من بسیار می اُفتم برو

اُس نے کہا میں ٹمٹم کے بن بہت گزرتا ہوں

کز چہ در رومی فتم بسار من

میں ٹمٹم کے بن اکثرت کیوں گزرتا ہوں!

لے کہ آریں۔ ابن اللہ کے
اشباع سے تھوڑی سی اشترا
والا ہیں کامل بن جائے۔

ذوالفقار حضرت علیؑ کی

تلموڑ کا نام ہے ہم بسوزد۔

یہ ذرا لگا تو ہے لیکن آنکھ کو

دست کرتا ہے یعنی اہل اللہ

کی اطاعت ناگوار تو ہوتی

ہے لیکن انسان کو کامل بنا

دیتی ہے۔ کو خور داز۔ اونٹ نے

کانٹ چبائے تو آنکھیں روشن

ہو گئیں۔

لے غار خور شیخ کی تعلیم و

محبت میں ناگامیاں و شکست

کو تیرے اندر معرفت کے

گل اور بوٹے لگیں گے آنکھ

میں روشنی دل میں معافی پیدا

ہو جائے گی بھارتیہ۔ اگر نفس

کے رزائل کا کاشا آنکھ سے

نکال دے تو نور بصیرت عین

ہو جائیگا۔

لے فقر۔ اس فقر سے مرنے

نے دوزخ میں کے نوا ہوا و ذکر

میں کی اطاعت کے فائدے

سمجھائے ہیں۔ اشتر۔ بچتر۔

آخر چوبائے باندھے کی جگہ۔

گر توہ۔ شیلہ۔

لے قاتر۔ عام طور پر بھی گرتا
ہوں لیکن پہاڑی راست میں تو
ضرور گرتا ہوں۔ توڑ چھوٹتی۔
کڑھوڑ منہ کے بل گرتا ہوں
تو بوجھ اور پالاں کھسک کر
سڑ پر آجاتا ہے پھر گمے والا
میرے ٹوٹنے اترتا ہے۔ بچو۔
مواظفہ ہیں کہ تو بچیں بے عقل
کی مثال اسی گدھے کی سی ہو۔
لے ستھرہ۔ یہ تو بچسک اپنی
کمزور رائے کی وجہ سے شیطان
کے تابع ہوتا ہے اور ٹکڑے
ٹکڑے کی طرح ٹھوکر کھا کر
منہ کے بل گرتا رہتا ہے جس
پر وزن زیادہ ہوا اور راستہ
بھی پتھر ملا ہو۔ آؤ۔ تو بچسک
پھر تو بکرتا ہے اور شیطان
ایک پتھر تک سے پھر اُس کی
توبہ توڑ دیتا ہے۔ نصف خود
تو اس قدر کمزور ہے جسکے
بزرگوں کو ذلیل سمجھتا ہے۔
لے اسے شتر پھر شتر کی بات
شروع کی ہے۔ پتھر نے اونٹ
سے کہا کہ تیری مثال ہوس کی
میں ہے جو منہ کے بل گویے
اور نہ پٹے۔ گفت۔ اگرچہ
ہر سعادت اللہ کی جانب سے
ہے لیکن ظاہری وجہ یہ بھی ہو
کہ میرا رکنہ اور میری تکلیفیں
ڈر میں ہیں۔

خاصہ از بالای کہ تا زیرِ کوه
خصوصاً پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک
کم ہی اُفتی تو در رُو بہرِ حسیّت
کیا سبب ہے؟ تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در سر اکیم ہر دم و زانو زخم
میں ہر وقت سر کے بل گرتا ہوں اور گھٹنے رگڑا کرتا
کثر شود پالاں و رختم بر سرم
میرا پالاں اور میرا بوجھ میرے سر پر آنا ہو جاتا ہو
ہیچو کم عقلے کہ از عقل تباہ
اُس بیوقوف کی طرح جو زیادہ عقل کی وجہ
ستھرہ ابلیس گردد در زمن
زمانے میں شیطان کے تابع بنتا ہے
در سر آید ہر زماں چوں سنگ
وہ ٹکڑے ٹکڑے کی طرح ہر وقت منہ کے بل گرتا ہے
می خور د از غیب بر سر زخم او
غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
باز توبہ می کند برای سست
پھر کمزور ادا دے سر توبہ کرتا ہے
ضعف اندر ضعف کیش آینجا
کمزوری در کمزوری اور اُس کا کبتر اس قدر
اے شتر کہ تو مثالِ مومن
اسے اونٹ! تو مومن کی طرح ہے
تو چہ داری کہ چنیں بے آفتی
تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
گفت گرچہ ہر سعادت از خدا
میں نے کہا اگرچہ ہر نیک نفعی اللہ تعالیٰ کی جانب
سے ہے

در سر اکیم ہر زمانے از شکوہ
ہر وقت خوف سے میں منہ کے بل گرتا ہوں
یا مگر خود جانِ پاکت و دولتست
شاید تیری پاک جان (رفیق) والا ہے
پوز و زانو زان خطا پر خوں نم
اُس غلطی سے تھو متنی اور گھٹنے زخمی کر رہا ہوں
وز مکاری ہر زماں زخمی خورم
اور گدھے والے سے میں ہر وقت پست ہوں
بشکند توبہ بہر دم از گناہ
گناہ کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے
از ضعیفی رای آں توبہ شکن
کمزوری کی وجہ سے اُس توبہ شکن کی رائے
کہ بود بارش گرانِ راہ سنگ
جس پر بھاری بوجھ ہو اور سنگ گران راست ہو
از شکست توبہ آں اِدبار خو
وہ منہ سے توبہ کے ٹوٹنے سے
دیو یک یف کرد توبہ را شکست
شیطان نے ایک پتھر تک ماری توبہ کو توڑ دیا
کہ بخواری بنگرد در واصلان
کہ او بار کو ذلت سے دیکھتا ہے
کم فتی در رُو و کم بینی زنی
منہ کے بل نہیں گرتا ہے اور اُنہیں کھاتا ہے
بے عثاری و کم اندر رُفتی
بغیر غرض کے ہے اور منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در میان ما و تو بس فرقت است
میں میں اور تجھ میں بہت فترت ہے

سُربلند من دو چشم من بلند
میرا سُربلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سُر کر من بہ بلنم پای کوہ
میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک کیونکہ پہاڑ
ہمچناں کہ دیداں صد اہل
جس طرح اُس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
چوبیس سال بعد میری
حال خود تنہا ندید آں مستقی
اُس مستحق نے صحت اپنا حال ہی نہیں دیکھ لیا
نور در چشم و دلش ساز و سکن
نور اہل آنکہ اور دل کو سکن بنا ہے
ہمچو یوسف کو بدید اول خواب
جس میں حضرت یوسفؑ کا اُنھوں نے شروع ہوا خواب
از پس وہ سال بلکہ بیشتر
دس سال کے بعد بلکہ اُس سے بھی زیادہ میرا
نیست آں یَنْظُرُ بِنُورِ اللہ گرفت
وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، لہٰذا نہیں ہے
نیست اندر چشم تو آں نور رو
جا، تیری آنکہ میں وہ نور نہیں ہے
تو زضعف چشم بینی پیش پا
تو آنکہ کی کمزوری کی وجہ سے صرف اپنی آنکھ کے کٹے
پیشوا چشم ست رست پای را
اتھ اور پاؤں کا پیشوا آنکہ ہے
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست
علاوہ انہی میری آنکہ زیادہ روشن ہے

بینش عالی امان ست ایز گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امان کا سبب ہے
ہر گو و ہموارہ را من توہ توہ
ہر گز سے ہر گز سے اور ہموار کو
پیش کار خویش تار و زار اہل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اندر حال آں نیکو خصال
وہ نیک خصلت اُن کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حال مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا (بھی دیکھا)
بہر چہ ساز و آئے حُب الوطن
کیوں بنا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر
کہ شجودش کرد ماہ و آفتاب
کون کر چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد بکر کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ غلام ہوا
نور زبانی بود گرد وں شکاف
خدا کی نور آسمان کہ پہاڑ نے والا ہوتا ہے
ہستی اندر جس حیوانی کرد
تو حیوانی جس میں پھنسا ہے
تو ضعیف و ہم ضعیف پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
کو بہ بیند جای رانا جای را
کیونکہ وہ صبح اور غلط جگہ کو دیکھتی ہے
دیگر آنکہ خلقت من اطہرست
علاوہ انہی میری پیدائش پاک ہے

لہ کر گزما۔ توہ توہ۔

برت۔ ہچان۔ صدر اجل،
برسے صدر سے مراد بائیں
بسطامی ہو سکے ہیں جن کو
شیخ ابو الحسن خرقانیؒ کے
احوال پیدائش سے خوب علم
ہو گئے تھے یا مطلق دلی مراد
ہے۔ انچہ خواہد بود کسی
ولی کا کشف نہ اختیار ہی ہو
اور نہ تمام احیاء سے اُن کا
تعلق ہوتا ہے۔ انچہ بعض
مستقبل میں ہو سولے واقعا
شکست ہو جاتے ہیں
لہ توہ۔ دل کے کشف
کی وجہ یہ ہے کہ نور اُن کی
آنکھ اور دل کو اپنا سکن بنا
لیتا ہے کیونکہ ولی عالم غیب
کا عاشق ہوتا ہے اور اُنھیں
عشق سے نور پیدا ہوتا ہے۔
انچہ یوسف۔ یوسف علیہ السلام
نے خواب میں دیکھ لیا تھا کہ چاند
اور سورج آپ کو سجدہ کر رہے
ہیں اور اس کا اقتدا کاغذ ہوا
سال بعد ہوا جبکہ اُن کی بھائی
ان کے سامنے سر ہجود کر رہی
تھی۔ دلی آنے والی
بات کو اس نے دیکھا ہے کہ وہ
نور خداوندی کے ذریعہ دیکھتا
ہے اور نور خداوندی کے لئے
کوئی آؤ نہیں ہو سکتی۔ تو ضعیف
عام انسان چوٹی آنکھ سے دیکھتا
ہے جو ایک کمزور چیز ہے لہٰذا
خود بھی کمزور ہے اور اس کا پیشوا
یعنی میری آنکھ بھی کمزور ہے لہٰذا
مجھ کو صرف سامنے کا اور تھوڑی
دور کا نظر آتا ہے۔ دیگر دور کی
بات یہ ہے کہ میری آنکھ زیادہ
روشن ہے میری بات یہ ہے کہ

میں طالع کو اس کی آنکھوں کی روشنی سے بہتر نہیں دیکھتا اور اس کی آنکھوں کی روشنی سے بہتر نہیں دیکھتا۔

زانکہ مستمّن ز اولادِ حلال
نے ز اولادِ زنا و اہل ضلال
کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں
تو ز اولادِ زنائی بے گماں
تو یقیناً زنا کی اولاد ہے
تیر کثیر و جو کثیر باشد کماں
تیر نیکر حاکم اڑتا ہے جبکہ کماں نیکر ہی ہو

تصدیق کردن استر جوابہای اشترا و اقرار اور بن مفضل اور
نختر کا اونٹ کے جملہ ہوں کی تصدیق کرنا اور اپنے اوپر اُس کی بڑائی کا اقرار کرنا
برخود و ازواستعا خواستن بدیناہ گرفتن بصدق و نواختن
اور اُس سے مدد مانگنا اور پتائی سے اُس کی پناہ پکڑنا اور اونٹ کا
نشترا و راہ نمودن ویاری دادن پدرانہ و شاہانہ
اُس کو قازد اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اُس کی رہائی اور مدد کرنا

گفت استر راست گفתי اے شتر
نختر نے کہا اے اونٹ! تو نے سچ کہا
ساعتے بگریست ریش قناد
تھوڑی دیر دیا اُس کے پاؤں پر شا
چہ زیاں دارد کہ از فرختگی
کیا نقصان ہوگا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے
فضل تو بر من فزونست از شمار
تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑھی ہوئی ہے
گفت چون اقرار کردی پیش من
اُس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا
دادی انصاف رہیدی از بلا
تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھٹ گیا
خوی بد در ذات تو اصلی نبود
تیری ذات میں بد عادت ااصلی نہ تھی
اں بد عاریتی باشد کہ او
وہ عارضی بد ہوتا ہے کہ جو

ایں بگفت و کرد چشم از آشک پُر
یہ کہا اور آنکھوں میں آسمو بھسرا لایا
گفت اے بگزیدہ رب العباد
کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ
در پذیریری تو مرادِ ربندی
تو مجھے غلامی میں قبول کر لے ؟
ہم ز فضل خود مرامعذور دار
اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا معذور قبول کر لے
رُو کہ رستی تو ز آفاتِ زمین
جائزہ زانے کے مصائب سے نجات پا گیا
تو عُد و بُودی شدی ز اہلِ بلا
تو دشمن تھا دوستوں میں سے ہو گیا
کز بدِ اصلی نیاید جزُ خود
کیونکہ اصل بد سے صرف انکار (سزاوار) ہوتا جو
آرد استرار و شود او توبہ جو
(غفلت کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

اے تو ز اولاد۔ جب تیری
دلاوت ہی غلط ہے تو سامنے
کام غلطوں اگر کماں نیکر
ہو تو تیر نیکر حاکم اڑتا ہے۔
اے گفت استر۔ نختر نے اونٹ
کی باتوں کی تصدیق کی اور
روٹے لگا پھراونٹ کے
پاؤں پر شا اور ہولا کہ
میری غلطی معاف کر دیجئے
اور اب تک اطاعت نہ کرنے
میں میرا معذور قبول کر لیجئے۔
اے گفت چوں۔ اونٹ نے
نختر سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے
میروں کا اقرار کر لیا ہے اور
مجھ سے دشمنی چاہی ہے اور
مصائب سے نجات پا گیا ہے
خوئی بد تیرے اقرار کی وجہ
یہ ہوئی کہ یہ عیب تیرے اندر
عارضی تھے اگر اصل ہوئے تو
کبھی اقرار نہ کرتا، عارضی بد تو
اگر لیتا ہے۔

پہنچو آدم زلتش عاریہ بود

ہے کہ حضرت آدمؑ ان کی نفس مارنی تھی
چونکہ اصلی بود جرم اس بلیس

چونکہ شیطان کی خطا اصل تھی

زور کہ رستی از خودی و از خودی بد

جا کہ تو خودی اور بد عادت سے نجات پاگیا

زور کہ کنوں دست دولت دی

جا کہ اب دولت تیرے ہاتھ آگئی ہے

ادخلی چوں فی عبادی یتى

جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پایا

در عبادش راہ کردی خوش را

جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنالیا ہے

اهدنا گفتی صراط المستقیم

تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت کی کہا

نار بودی نور شتی اے عزیز

اے پیارے! تو آگ تھا نور بن گیا

اخترے بودی شدی تو آفتاب

تو تار تھا سورج بن گیا

اے ضیاء الحق خسام الدین بکیر

اے ضیاء الحق خسام الدین! تو نے

تار ہداں شیراز تغیر طعم

تاکہ وہ دردناک مزہ بدلنے سے محفوظ ہو جائے

متصل گرد بد اں بحر اُست

وہ اُست کے سمندر سے مل جائے گا

لا جرم اندر زماں توبہ نمود

لا محال (انہوں نے) فوراً توبہ کر لی

رہ نمودش جانب توبہ نفس

(اسلئے) عہدہ توبہ کی طرف اس کا راستہ دھکا

وز زبانہ نار و زردندان درد

اگ کے شعلے اور درد عروں کے دانت سے

درفگندی خود بہ بخت سمدی

تو نے اپنے آپ کو دائمی خوش نصیبی سے وابستہ کر پایا

ادخلی فی حبشی دریافتی

تو نے داخل ہو جا میری جنت میں مگر حاصل کر لیا

رفتی اندر خلد از راہ خفا

تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے

دست تو بگرفت بُرّت تائیم

اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا

غورہ بودی کشتی انکور و مویز

تو کچھ غور تھا مگر اندر مستحق بن گیا

شاد باش واللہ اعلم بالصواب

خوش رہو، اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

شہد خوش اندر گن درجوی شیر

اپنا شہد دودھ کی نہر میں ملا دے

یا بد از کس مزہ کثیر طعم

اور مزے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے

چونکہ شد دریا ز ہر تغیر رست

جب وہ دریا بن جائیگا ہر تغیر سے نک جائیگا

لہٰذا جو حضرت آدمؑ کی نفس

مارنی تھی انہوں نے توبہ کر لی

شیطان کی خطا نفسی تھی لہٰذا

توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ زور نہا

نے کہا اب جبکہ تو نے توبہ

کر لی تو خودی اور بد عادت سے

نجات پاگیا اور جہنم کے دھاک

سے چھوٹ گیا۔ ورنہ تو

اب تجھے عیش و عشرت کی دولت

مل جاتی ہے اور تو نے جنت

میں داخل کر لی ہے۔ اذ دخلی

قرآن پاک میں ہے فاذخلی

فی عبادی و اذ دخلی بختی

یعنی اے مصلحت نفس تو میرے

بندوں میں داخل ہو جا اور

میری جنت میں داخل ہو جا۔

یعنی اللہ کے عباد اور بندے

میں داخل ہو جا تا جنت میں

داخل کا سبب ہے۔

لہٰذا دعاؤں۔ انسان اللہ

تعالیٰ کا عہد اس وقت بنتا جو

جبکہ اس کی عبادت کرے اور

عبادت کے ذریعہ

وہ جنت میں داخل

ہو جاتا ہے۔ اھدنا۔ جب

کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہو

اور کہتا ہے اھدنا الصواب

المستقیم ہمیں سیدھے راستے

کی رہنمائی کرے تو اللہ تعالیٰ

اس کی کسٹگری فرماتا ہے

اور جنت میں داخل کر دیتا ہے

تا کہ وہی پہلے تو اللہ تعالیٰ

اب کمال بن گیا۔ غورہ۔ مگر

کچھ غور۔

لہٰذا اے ضیاء الحق۔ مولانا

فرماتے ہیں اے ضیاء الحق تم

علوم و صوفیہ میں اپنا شہد

۱۰۰ عکس شہد کا خام ہے
 کہ اس کے اندر کی چیز تیز
 پذیر نہیں ہوتی ہے جو تیز
 اسے مضامین آپ اللہ تعالیٰ
 کے شیر میں شیریں کی طرح
 غواہی اور حقائق کو بیان
 کیجئے جو خبر جو حقائق کے
 پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے
 معارف سے واقف نہیں
 ہیں۔ کے شناسد جو شہر کی
 ڈروک کو نہیں سمجھتا ہے بڑیا
 جانور اس کو سمجھتے ہیں بڑیا
 اپنے احوال شکل مثنوی لکھ
 ڈریئے۔ ابن حدیث بیسنی
 مضامین کے احوال دریائے
 نیل کی طرح ہیں جو سبیلوں
 کے سیرانی کا ذریعہ تھا اور
 قبطیوں کے لئے غنیمت تھی۔
 ۱۰۱ لایہ کردن ہمراہ دریائے
 نیل کے خون بن جائیگا نقد
 ذکر کرتے ہیں قبطی یعنی زخون
 کے ماننے والے قبطی یعنی مصر
 موسیٰ کے بیرون غلظت پیاس۔
 زخون گھر خوشاوند رشتہ دار
 کے زائد ضرورت یہ ہے
 کہ حضرت موسیٰ نے جادو کے
 ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی
 کو خون بنا دیا ہے اس دریا
 سے سبیل پانی پل ہے جس کو
 ہمارے لئے خون بن گیا
 ہے۔

آفتے را بنود اندر وے عمل
 اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا
 تا رود آں غرہ بر ہفتم طبق
 تاکہ وہ ڈروک ساتویں آسمان پر پہنچے
 کے شناسد موش غرہ شیر را
 چو شیر کی ڈروک کو کہاں پہچانتا ہے؟
 بہر ہر دریا دے نیل کو گھر
 ہر دریا دل نیل کی فطرت کے لئے
 یارش در حتم قبطی خوں نما
 اسے مردے قبطی کی نظر میں خون بنادے

منقذے یا بد دریاں بحر عسل
 اس شہد کے دریا میں راست پائے گا
 غرہ کن شیر وار اے شیر حق
 اے اللہ کے شیر! شیر کی طرح غرہ
 چہ خبر جان ملول سیر را
 کہ ان سست کی جان کو کیا خبر؟
 بر نویس احوال خود با آپ
 اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے
 آب نیل ست ایں حدیث لفظا
 یہ روضہ کو بڑھانے والی بات دریائے نیل کا پانی

۱۰۲ لایہ کردن قبطی مرطبی را کہ یک طرف بنیت خوش از نیل پر
 ایک قبطی کی سبیل کی غرض کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے دریائے نیل سے بھرے
 کن بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری لبو کہ شمان
 اور دوستی اور بھائی بت ہی کی بنا پر میرے منہ سے لگا دے تاکہ میں جلیوں وہ
 سبیطیاں بہر خود پرمی کنید از نیل آب صاف ست و لبو
 یعنی کہ تم سبیل دریائے نیل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ لبو
 کہ ما قبطیاں پرمی کنیم خون صاف ست
 کہ ہم قبطی بھرتے ہیں بالکل خون ہے۔

از عطش اندر وثاق سبطے
 پیاس کی وجہ سے ایک سبیل کے غم
 گشتہ ام امروز حاجتمند تو
 میں آج تیسرا سمتاں ہوں
 تاکہ آپ نیل مارا کر د خوں
 یہاں تک کہ اس نے مجھے نئے دریا (نیل) کو خون
 پیش قبطی خوں شد آب از چشم بند
 نظر بندی کی وجہ سے قبطی کیلئے خون بن گیا ہے

من شنیدم کہ در آمد قبطے
 میں نے سنا ہے کہ ایک قبطی آیا
 گفت ہستم یار و خویشاوند تو
 کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں
 زانکہ موسیٰ جادوئی کرد و فسوں
 کیونکہ موسیٰ نے جادو ٹوٹا کر دیا ہے
 سبیطیاں زانچہ صافی می خوردند
 سبیل اسی سے صاف پانی پیتے ہیں

قبطیاں نک می مُرند از تشنگی

اب قبطی پیاس سے مر رہے ہیں

بہر خود یک طاس را پر آب کن

ایک کشتلا اپنے پانی سے بھر لے

چوں برای خود کنی اس طاس

جب تو یہ کشتلا اپنے لئے بھرے گا

من طفیل تو بنوشم آب ہم

میں بھی تیرے طفیل میں پانی پلے لوں گا

گفت اے جان جہاں صدمت کنم

اُس نے کہا اے جان جہاں! میں صدمت کروں گا

بر مُراد تو روم شادی کنم

تیری مُراد پوری کروں گا، خوش ہوں گا

طاس را از نیل او پر آب کرد

اُس نے طاس کو نیل میں سے پانی سے بھرا

طاس را کثر کرد سوی آب خواہ

طاس کو پانی جانے والے کی طرف بھجوا دیا

باز ازیں سو کر در کثر خون آب شد

پھر اُس طرف بھجوا دیا، خون پانی بن گیا

ساعتی نشست چشمش برفت

تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اُس کا غصہ

اے برادر ایں گرہ را چارہ چیت

اے بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟

مُشقی آنست کو بیزار شد

بہر بیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا

قوم موسیٰ شو بخور ایں آب را

موسیٰ کی قوم بن جا، یہ پانی پلے

از پئے اِدبارِ خود یا بد رگی

اپنی نحوست یا بد فطرتی کی وجہ سے

تا خورد از آبت ایں یار کہن

تا کہ تیرے پانی میں یہ پیرانا دوست پلے

خون نباشد آب باشد پاک و حر

وہ خون نہ ہوگا پاک و صاف پانی ہوگا

کہ طفیلی در تبع بچہ دزم

کیونکہ طفیل تابع بن کر غم سے چھوٹ جائے گا

پاس دارم اے دو چشم روم

میرے دونوں آنکھوں کی روشنی میں گمانِ بڑھکا

بندہ تو باشم و آزادی کنم

تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا

بر دہاں بنہاد و نیمے را بخورد

شعفہ پر رکھ کر اور آدھا پیسا

کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ

کہ تو بھی پلے، وہ کالا خون بن گیا

قبطی اندر خشم و اندر تاب شد

قبطی غصہ اور عجز، تاب میں پڑ گیا

بعد ازاں گفتش کہ اے صمصام

اُس کے بعد اُس سے کہا اے بھاری تلوار!

گفت ایں را آں خود کو مُشقی ست

اُس نے کہا ایں کو وہ چیتا ہے جو پر بیزگار ہے

از رہِ فرعون و موسیٰ و ارشد

فرعون کے راستے، اور موسیٰ جیسا بن گیا

صلح کن بامہ بیس مہتاب را

چاند سے صلح کرنے والے، چاندنی دیکھ لے

۱۵ آئے۔ یہ خون تھا ہوا

پرنسپس یا بقول حضرت موسیٰؑ

بد فطرت ہے، جہر خود تو یہ کر

کہ اپنے لئے پانی بھرے میں

بھی اُس میں سے پانی لوں گا

تو اپنے لئے بھرے گا توہ پانی

پاک و صاف رہے گا خون نہ

ہے گا میں طفیل تو میں تیرا

طفیل بن کر پانی پلے لوں گا طفیل

ہر قسم کی فکر سے بے نیاز ہوتا

۱۶ گفت۔ اُس سبیل نے کہا

میں تیری فرمائش پوری کر کے

خوش محسوس کروں گا طاس

اُس سبیل نے کشتلا میں کھائی

سے بھر اور آدھا خور دیا گیا۔

طاس خور پانی کی سبیل نے

کشتلا سبیل کی طرف بھجوا دیا تو

اُس کشتلے میں پانی کی بجائے

خون تھا پھر اُس سبیل نے اپنی

طرف کو بھجوا دیا تو وہ خون پانی

بن گیا اُس واقعہ سے قبطی کو

بہت غصہ آیا۔

۱۷ ساعے۔ وہ قبطی تھوڑی

دیر غصہ میں بیٹھا رہا پھر اُس نے

سبیل سے کہا کہ یہ گرہ کیسے کھلے

گفت سبیل نے کہا یہ پانی

مُشقی ہی سکتا ہے مُشقی مُشقی

وہ ہے جو فرعون سے بیزار

ہو کر حضرت موسیٰؑ کی بات مان

ے، قوم تو موسیٰؑ کی امت میں

میں داخل ہو کر مُشقی تھا پانی

پلے گا۔

لے صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے مقبول بندوں پر تجھے غصہ آتا ہے لہذا تیری لکھوں برتاری کے پر سے پرے ہوئے ہیں۔ یا اراں۔ یعنی سبیل قوم۔ اغتراف۔ چلو سے پانی پینا۔ کوہ قاف یعنی عظیم۔

۱۷ کوہ تیبہ پہاڑ جیسے کفر کے ہوتے ہوئے یں کا پانی پینا ایسا ہی ہے جیسا کہ سوئی کے ٹنکے میں پہاڑ کو ڈھلایا جائے۔ اگرچہ اپنے کفر کے پہاڑ کو توبہ کے درمیان گھاس کا تنکا بنا دے پھر سبیلوں کا جام لے کر خوب پانی پی لے۔ تزویر۔ مصلحت سازی، چال بازی، مکاری۔ اسم قابل ہے جھوٹ بولنے والا۔ مفرغی۔ آسم مقبول ہو۔ جھوٹ۔ آل موسیٰ یعنی موسیٰ کی امت۔ حیل۔ یعنی یہ تدبیر کریں اپنے لئے پانی بھریں اور تو اس میں سے پی لے۔

۱۸ زہر۔ اللہ تعالیٰ نے جب پانی کو یہ حکم دیدیا ہے کہ وہ قبیل کے لئے خون بنے تو وہ نافرمانی نہیں کر سکتا۔ یا تو پنداری۔ کافر کے لئے روٹی جس میں کاکام دھوکہ تقویت ہے اپنا کام نہیں کرتی جو بلکہ اٹا اڑو کھاتی ہے یا تو اگر دشمنی کسی کا بھی ہو یا کسی کے دشمن ہو تو اس کو نصیحت اندوز نہ ہو سکتا۔ کلام حکمت کیسی ہی دانی کی

بات مردانہ انسان کے کان میں نہیں پہنچتی ہے۔ تان بکلی بی۔ کزبہ۔

صد ہزاراں ظلمت از خشم تو

لاکھوں اندھ بان ہیں تیرے غصہ کی وجہ سے

خشم بنشاں خشم بکشاں شاد شو

غصہ فرو کر، آنکھ کھول، خوش ہو جا

کے طفیل من شوی در اغتراف

پانی پینے میں تو میرا مطلق کب ہو سکتا ہے؟

کوہ در سوراخ سوزن کے رُود

پہاڑ، سوئی کے ٹکے میں کہاں ٹنکس سکتا ہے؟

کوہ را کہ کن باستغفار خوش

عمدہ توبہ سے پہاڑ کو تنکا بنائے

تو بدیں تزویر چوں نوشی ازاں

تو جس دھوکے بازی سے اسکو کیسے پی سکتا ہے؟

خالق تزویر تزویر ترا

چال بازی کا خالق تیری چال بازی

آل موسیٰ شو کہ حیلست مونسیت

موسیٰ کی امت بن کیونکہ چال بازی کا فائدہ نہیں ہے

زہرہ دارد آب کز امر صمد

پانی کا پتہ ہے، کہ خدا کے حکم سے

یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری

یا تو سمجھتا ہے کہ تو روٹی کھاتا ہے؟

ناں کجا اصلاح آں جانے کند

روٹی اس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟

یا تو پنداری کہ حرف مثنوی

یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حروف

یا کلام حکمت و میر نہاں

یا دانائی کا کلام اور پرشیدہ راز

بر عباد اللہ اندر چشم تو

اللہ (تعالیٰ) کے بندوں پر تیری آنکھ میں

عبرت از یاراں بگیر استاد شو

دوستوں سے عبرت پکڑ، استاد بن جا

چوں ترا کفر نیست همچوں کوہ قاف

جیسے تیرا کفر کوہ قاف کی طرح ہے

جز مگر آں کوہ برگ کہ شود

سوائے اس کے کہ پہاڑ گھاس کا تنکا بن جائے

جام مغفوراں بگیر خوش بکش

ٹنکے بھریں جام لے اور اچھی طرح پی

چوں خرامش کرد حق بر کافراں

جیسا کہ اللہ (تعالیٰ) نے اسکو کافروں پر حرام کر دیا ہے

کے خرداے مقتری مفرغی

میں کب آسکتا ہے لے بھریں کے بھولے

حیلأت باد تہی پیمود نیست

تیری چال بازی نالی ہوا کو ناپسند ہیں

گرد و باکافراں آبی کُند

رُود گردانی کرے اور کافروں کیلئے پانی کا کام کرتا

زہر مارو کا آش جاں می خوری

سانپ کا زہر اور جان کا گھٹاؤ کھاتا ہے

کو دل از فرمان ناں وہ برگند

جو روٹی دینے والے کے حکم سے دل کھٹاؤ

چون نخوانی را رنگا نش بشنوی

جب تو بیکار کر کے بٹھے گا، سمجھ سکتا ہے؟

اندر آید سہل در گوش کہاں

آسانی سے ناقصوں کے کان میں آجائیگا

اندر آید لیک چوں فسانہا

اندر آتا ہے ہیکن افسانوں کی طرح

در سرور و در کشیدہ چادر

سر اور منہ پر چادر تانے ہوئے

شاہنامہ یا کلید پیش تو

شاہنامہ یا کلید تیسرے لئے

فرق آنکہ باشد از حق و مجاز

حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے

ورنہ نیشک و مشک پیش آختے

ورنہ بیکار ناک والے کے لئے یکنی اور نیشک

خوشتن مشغول کردن لال

نکلنے سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا

کاش و سواس را و غصہ را

کوسوسوں اور رنج کی آگ کو

بہر ایں مقدار آتش شانک

آگ کی اس مقدار کو بھٹانے کے لئے

آتش و سواس را ایں بول آب

وسوسوں کی آگ کو یہ پیناب اور سرانی

لیک اگر واقف شوی زیر آب

لیکن اگر تو اس پاک پانی سے واقف ہو جائے

نیست گرد و سوسہ کلی زجاں

وسوسہ بالکلہ مان سے معدوم ہو جائے

زانکہ در باغ و در جوئے پرد

کیونکہ باغ اور نہر میں اڑے لگتا ہے

پڑے تو دل کے دوسرے بالکیت لڑائی ہو جائیں اور دل کو باغ جنت کا راستہ مل جائے۔ لاکھ جو کھ

قرآن کے مطابق سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کرتا ہے بے خوف و بیم

کی جین ہے آسمانی کتاب۔

یوست بنماید نہ مغز و دانہا

بجھلکا نظر آتا ہے، مغز اور دانے

رو نہاں کردہ ز چشمت لب

دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے

ہمچنان باشد کہ قرآن از غتو

ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن سرکش کی وجہ سے

کت کند محل عنایت چشم باز

کہہ رہا ہوں کاشکہ تیری آنکھ کھول دے

ہر دو یکسانست چوں بود شے

جبکہ سو کھینے کی طاقت نہیں ہو دونوں یکساں ہیں

باشدش قصد از کلام ذوالجلال

اللہ (قائل) کے کلام سے اس کا مقصد ہوتا ہے

زاں سخن بنشانند و سازد دوا

اُس کلام سے بھٹانے اور علاج کرے

آب پاک بول یکساں شد بقیں

پاک پانی اور پیناب تدبیر سے یکساں ہو گئے

ہر دو نشانند ہمچوں خمر و خواب

دونوں بھٹاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح

کہ کلام ایزد دست و روحناک

کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پرورد ہے

دل بیاید رہ بسوی گلستان

اوں دل گلستان کا راستہ پائے

ہر کہ از ستر صُحف بُوئے برد

جو صحیفوں کے دانہ کا پتہ لگا لیتا ہے

پڑے تو دل کے دوسرے بالکیت لڑائی ہو جائیں اور دل کو باغ جنت کا راستہ مل جائے۔ لاکھ جو کھ

قرآن کے مطابق سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کرتا ہے بے خوف و بیم

کی جین ہے آسمانی کتاب۔

لے آنکہ وہ بعض اس کو

افسانہ سمجھے گا اس کے مغز

اور گوئے تاک نہ پہنچ

کے گا۔ دوسرے اس شخص کے

لئے مغز کی یہ حالت ہوگی

جیسے کہ مے شوق سر اور منہ

پر چادر تانے بیٹا ہو تو ظاہر

میں اس کے من کو نہ دیکھ

کے گا شاہنامہ یعنی نزدیکی

کاشنامہ یا کلید یعنی فتنے

کہانیوں کی مشہور کتاب کلید

دہن بختو بیکرا اپنے بکری کی چو

سے ان سب چیزوں کو لیکتا

سمجھتا ہے۔

لے فرق۔ حقیقت اور مجاز

کو انسان جب سمجھتا ہے جب

اس کو بصیرت حاصل ہو۔

آختم۔ وہ انسان جس کی ناک

میں سو کھینے کی قوت نہ ہو۔

ختم ہو گھٹا جو خوشن۔ بعض

جی بھلانے کے لئے قرآن کی

مکاتوت کرنا قرآنی حقائق کو

معلوم رکھتا ہے۔ کاش۔

انسان اگر بعض دل کی پریشانی

اور رنج کو دور کرنے کے لئے

قرآن پڑھے تو اس کے حال

سے نافل ہوتا ہے۔

لے بہر ایں بعض وقت

کاٹنے کے لئے تو قرآن اور

السانہ یکساں کام کرتا ہے۔

آب پاک یعنی قرآن۔ بول۔

یعنی انسان۔ خمر و خواب۔

خیرہ اور شراب و دونوں سوسوں

اور دل کے خیالات کو رفع

کرتے ہیں لیکن دونوں میں

بہت فرق ہے۔ بیک۔ مار

کوئی شخص قرآن پاک کو کلام

اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر

لے آتو جس طرح عوام
قرآن کی حقیقت تک نہیں
پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے
چہرے کی حقیقت سے باخبر
نہیں ہوتے ہیں۔ در تعجب
آنحضرت کو تعجب ہوتا تھا کہ
یہ منکر لوگ میرے چہرے کے
فور کو جو کہ مشرق کے سورج
سے زیادہ شہوت ہے کیوں
نہیں دیکھتے ہیں اور میری
تعلیمات پر کیوں حیران
ہوتے ہیں اس پر آنحضرت
کو بتایا گیا کہ آپ کے چہرے
کا چاند اٹسے پوشیدہ ہے۔
لے سوچی تو آپ کے
چہرہ اور کی مثال بدلی کے
چاند کی طرح ہے ایک جانب
وہ چاند ہے اور منکرین کی
جانب اس پر بدلی چھائی
ہوئی ہے اور یہ اس لئے
ہے کہ جب وہ اس سے
فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو
ان کو دیدار سے محروم کر دیا
گیا ہے۔ گفت ترکان میں
یہوں کے بارے میں فرمایا
گیا ہے کہ وہ بظاہر دیکھتے
ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن
وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی
حال منکرین کا ہے جسے نہایت
بیت پرست اور بت کی آنکھوں
میں روشنی سمجھتا ہے خود غلو
کے خلاف ہے۔

یا تو پنداری کہ روی اولیا
یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اولیا کا چہرہ
در تعجب ماندہ پیغمبر ازاں
پیغمبر اس سے تعجب میں تھے
چوں نمی بینند نور و دم خلق
لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟
ورہمی بینند اس حیرت چرت
اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟
سوی تو ماہ است سوی خلق ابر
آپ کی جانب چاند ہے اور خلق کی جانب ابر
سوی تو دانہ است سوی خلق دم
آپ کی جانب دانہ ہے اور خلق کی جانب جان
گفت یزداں کہ تراھو بنظر دون
خدا نے فرمایا کہ ترائے باسے میں خیال کرتا ہوں کہ وہ
می نماید صورت اے صورت ظاہر کرتی ہو
لے صورت پرست! صورت ظاہر کرتی ہو
پیش چشم نقش می آری ادب
تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بھالاتا ہے
از چہیں بپا سخت اس نقش نیک
یہ سب تصویر کیوں خاموش ہے
می شجند اند سر و صلت ز خود
ہر بانی سے وہ سر اور سر جو نہیں مٹاتی ہو
حق اگر چہ سر شجند بروں
اللہ تعالیٰ اگر بظاہر میں سر نہیں بلاتا ہے

آپ چنانکہ ہست می بینیم ما
جیسا کہ (راحمی) ہے ہم دیکھتے ہیں
چوں نمی بینند رویم مومنناں
کہ ایمان لایزال میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟
کہ سبق بردست بزور شید شرق
جبکہ وہ مشرق کے سورج سے بازی لے گیا ہو
تا کہ وحی آمد کہ اس رو در خفا
یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہو
تا نہ بیند رنگاں روی تو گبر
تا کہ آپ کے چہرے کو کافر نے فائدہ نہ دیکھے
تا نوشد زیں شراب خاص عام
تا کہ اس خاص مشرب کو عام نہ پئیں
نقش حمام اندھو لا یبصرون
وہ تو حمام کی تصویر ہیں مگر نہیں دیکھتے ہیں
کاں دو چشم مردہ او ناظرست
کہ اس کی دو مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں
کہ چراپا سم نمی دارد عجب
تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے؟
کہ نمی گوید سلام را علیک
کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے
پاس آنکہ گردش من صد سجود
اس لحاظ سے کہ میں نے اسکو سو سجدے کئے ہیں
پاس آں ذوق دہد در اندر من
انکے لحاظ سے باطن میں چاشنی عطا فرمادیتا ہے

کچھ خیال نہیں کرتا۔ اگرچہ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک
یعنی دلیک سلام نہیں کہتا ہے۔ جی شجند اند میرے سجدوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم
سر کی جنبش سے ہی جواب دیکھتا ہے۔ حق مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے سجدوں کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر نہ لہان

کہ دو صد حبیب دین سر از دواں

کہ دو توبہ سہ ہانا اس کی قیمت ہے

عقل را خدمت کنی در اجتهاد

تو کوشش سے عقل کی خدمت کرتا ہے

حق مخبناں بظاہر سر ترا

اللہ (تعالیٰ) بظاہر تیرے سر نہیں دیکھتا

مر ترا چیزے دہیز دواں نہاں

خدا تجھے غلطی طور پر ایسی چیز عطا کرتا ہے

آپنناں کہ داد سنگے را ہنر

میساکر اس نے پتھر کو دھنر عطا کر دیا

قطرہ آبے بیابد لطف حق

پانی کا قطرہ (تعالیٰ) کی عنایت پاتا ہے

جسم خاکست و چو حق تابش داد

وہ خاک کا جسم ہے اور جب خدا نے اس میں جگ دیدی

ہیں طلسم ست این نقش مرده است

خبردار! یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے

می نماید او کہ چشمے می زند

وہ نظر آتا ہے، کہ چمک چمکا رہا ہے

سر چنیں جنبانہ آخر عقل و جا

عقل اور جان اس طرح سر ہلاتی ہے

پاس عقل آنست کافر ایدر شاد

عقل کا لحاظ یہ ہے کہ وہ ہدایت پر ہدایت ہی ہو

لیک سازد بر سراں سرور ترا

لیکن تجھے سر داروں کا سرور بنا دیتا ہے

کہ سجود تو کنند اہل جہاں

کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں

تا عزیز خلق شد یعنی کہ زر

کہ وہ لوگوں کا پیسا ہوا ہو گیا یعنی سونا

گوہرے گرد و برد از زر سبق

موتی بچاتا ہے، سونے سے بازی لے جاتا ہے

در جہاںگیری چو مہر شد او تاد

دنیا کو فتح کرنے میں چاند کی طرح استاد ہو گیا

احمقاں را پیش از زہر بردہ است

انہی انکھوں نے یوقون کو راستہ سے ہٹا دیا ہے

آبلہاں سازیدہ انداں راستد

یوقون نے اس کو دلیل بنایا ہے

در خواشن قبلی دمای خیر و ہدایت از سبطی و دعا کردن سبطی

قبلی کا سبط سے دعا ہے خیر اور ہدایت کی درخواست کرنا اور سبطی کا قبلی کے لئے

قبلی را بخیر و مستجاب شدن آں دعا از اکرم لاکر بین حق تعالیٰ

دعا ہے خیر کرنا اور اکرم لاکر بین حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دعا می کن کہ من

قبلی نے کہا تو دعا کر دے کیوں کہ میں

تا بود کہ قفل ایں دل و اشود

ہو سکتا ہے کہ اس دل کا قفل کھل جائے

لے کر ترا۔ اپنے اپنے دے دے

کو خدا وہ مرتب عنایت فرماتا

ہے کہ دنیا دے اس کے لئے

سر بسجود ہوتے ہیں۔ اپنا جان

عبادت گزار کو خدا ایسا ہی کند

بنادیتا ہے جس طرح پتھر کو

سونا بنا دیتا ہے، سونا پتھر کی

رگوں میں پیدا ہوتا ہے۔

لے قطرہ۔ اللہ تعالیٰ او

نیساں کے اسم کے ایک قطرہ

کو موتی بنا دیتا ہے جو سونے

سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جہنم

خاک۔ ہو سکتا ہے کہ پتھر

بھی موتی سے متعلق ہو نیز

بھی احتمال ہے کہ اس شعر

میں مومن کی کیفیت بیان

کی ہو۔ ہیں۔ یہ پھر بیت اور

بیت پرستوں کا بیان ہے۔

یہ تا یہ۔ بت تراشی کے یہ

کلمات تھے کہ بت کی چشم

و ابرو پر مختلف تاخرات

نظر آتے تھے جیسا کہ ایلمرادو

اجٹا کے بتوں میں دیکھا

جاسکتا ہے۔

لے در خواشن۔ قبلی نے

سبطی سے کہا کہ میرے لئے

ہدایت کی دعا کر دے اس

نے دعا کی اور وہ قبول ہو

گئی۔ از سیاہی چونکہ میرا

دل سیاہ ہے تو میرا منہ اللہ

تعالیٰ سے دعا کرنے کے

قابل نہیں ہے۔ تا بود۔ ہو

سکتا ہے کہ تیری دعا سے

میرے دل کی گرہ کھل جائے۔

لے آتو قبلی نے اپنے بگو
سُخ شدہ انسان اور شیطان
سے تعمیر کیا ہے۔ یا بفر قبلی
کے ہاتھ کو حضرت مریمؑ کا
ہاتھ قرار دیا جس کی برکت سے
خشک کھجور پھلدار ہو گئی
تھی اور قبلی نے اپنے آپ
کو کھجور کا خشک درخت
قرار دیا سبھی سبھی قبلی کی
درخواست پر سبز سرسبز ہو گیا
اور دُعا میں کرنے لگا مستمند
محتاج، ضرور مستمند۔

لے جز تو۔ خدا کا بندہ خدا
کے سامنے دستِ دعا ڈال دے
کر سکتا ہے دما کی توفیق
اور دما کی قبولیت اللہ ہی
دیتا ہے

دکس می دہاند کس می ہد
خدای دہاند خدای ہد
آقا و طشت۔ یہ محاورہ دلا
خاص ہونے کے معنی میں
ہے مولانا نے یہاں سورج
غروب ہو جانے کے معنی میں
استعمال فرمایا ہے۔ ایسے
یعنی انسان کی کوشش کا ایسا
ہوتی ہے، سبھی کی دُعا
قبول ہو گئی۔

لے در دُعا۔ سبھی تو دُعا
میں مصروف تھا اُس کی...
قبولت کا اثر یہ ہوا کہ قبلی
نعرے مارنے لگا اور سبھی
سے ہلا کہ جلد ایمان پیش کر
نا کریں مومن بنیں اور کفر کا
زنا کرنا چھینکوں۔ بلکیے۔
یعنی جو شیطان صفت کو
کارکنانِ فساد و تفرقہ نے ایمان
سے نواز دیا جو دوستی۔ تیری

انسانی دوستی نے تیری دستگیری کی۔

از تو مسخے صاحبِ خوبی شود
تیری (دما کی وجہ سے) مسخ شدہ خرابی والا بن جائے
یا بفر دستِ مریمؑ بُوی مُشک
یا حضرت مریمؑ کے (سبھے) ہاتھ سے مُشک کی
سبھی آن دم در سجود افتاد و گفت
سبھی اُس وقت سجدے میں گر گیا اور کہا
سبھی قبلی ہمہ بندہ تو اند

سبھی اور قبلی سب تیرے بندے ہیں
جز تو پیش کہ برآر د بندہ دست
تیرے سوا بندہ کس کے سامنے ہاتھ نہ ٹھائے؟
ہم ز اول تو دی میل دُعا
ابتداءً تو ہی دما کی طرف متوجہ کرتا ہے

اول و آخر تو نی مادر میاں
اول و آخر تو ہی ہے ہم در میاں میں
انچیں می گفت افتاد طشت
وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ سورج گر پڑا
باز آمد او بہوش اندر دُعا
پھر وہ ہوش میں آکر دما میں مصروف ہو گیا
در دُعا بود او و ناگہ نعرہ
وہ دما میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ ہلا بشتابِ ایماں عرض کن
کہ آگاہ! جلدی کر اور ایمان پیش کر
آتش در جان من انداختند
انہوں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے
دوستی تو ز حُب ناشگفت
تیری دوستی نے محبت کے ناشگفتہ غنہ سے

یا بلیے باز کرو بی شود
یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے
یا بد و تیری و مہوہ شاخ خشک
اور تیری اور مہوہ خشک شاخ مائل کر سکتی ہے

کائے خدای عالم جہر و نہفت
کائے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا!
عاجزِ امر تو اند و مستمند
تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں
ہم دعا و ہم اجابت از تو است
دما بھی تیری مانجے ہو اور قبول کرنا بھی (تیری مانجے ہی)
تو دی آخر دُعا ہا را جزا
بالآخر تو ہی دماؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

بیچ پیچے کہ نیاید در میاں
ایسے ناچیزوں کو بیان نہیں ہو سکتا
از سرِ بام و دُش بہوش گشت
بالا غاٹ پر سے اور اُس کا دل بے ہوش ہو گیا
لَیسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
نہیں ہوا انسان کیلئے مگر وہی جس کی کوشش کی
از دل قبلی بخت و غرہ
اور شدہ قبلی کے دل سے نکلا

تا بزمِ زور زنا ر کہن
تا کہ پڑنا زنا و جسد کاٹ دون
مر بلیے را بجاں بنواختند
دعوتِ شیطان کو جان سے نوازا
حمد للہ عاقبت دستم گرفت
الحمد للہ انتہام کار میری دستگیری کی

کیمیای بود صحبتہای تو

تیسری صحبتیں کیمیای تھیں

تو کیے شاخے بُدی از نخلِ خلد

تو جنت کی کھجور کی ایک شاخ تھا

سِل بود آنکہ تنم را در رُود

بہار تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا

من بہوی آبِ رستم سَوی سِل

میں پانی کی تہا میں بہاؤ کی جانب گیا

طاس آوردش کہ انکوں آبگیر

وہ آسلی، اُس کے پاس لٹھا لایا کہ اب پانی تھے

شربتے خورم ز اللہ اشتی

میں نے اللہ نے خرید لیا اہم شربت پانی کیا

آنکہ جوی و چشمہ را آب داد

وہ ذات جس گھنوں اور چشموں کو پانی فراہم کیا

ایں جگر کہ بود گرم و آب خوار

یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا

کاف کافی آمدہ بہر عباد

بندوں کے لئے کافی کا کافی آیا ہے

کافیم بدیم ترا من جملہ خیر

میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دیتا ہوں

کافیم بے ناں ترا سیری دہم

میں کافی ہوں مروتی کے بغیر تو اپیشہم دیتا ہوں

کافیم بے دارویتِ رماں گنم

میں کافی ہوں بغیر دوا کے تیرا علاج کرویتا ہوں

کم مباد از خانہ دل پای تو

خدا کرے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ نکلے

چوں گرفتہ امرا تا خلد برد

جب میں نے انکو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لگے

بردِ سلیم تالِب دریا ی جود

مجھے بہاؤ سخاوت کے دریا کے کنارے لے گیا

بحر دیدم در گرفتہ کیل کیل

میں نے سمندر دیکھ لیا، میں نے پہاڑے بھر لے

گفت روشد آبہا پیشتم حقیر

اُس نے کہا جاچے پانی میرے لئے حقیر ہوئے ہیں

تا بہ محشر تشنگی ناید مرا

قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی

چشمہ اندر درون من کشاد

اُس نے میرے دل کے اندر چشمہ جاری کر دیا جو

گشت پیش ہمت او آبِ حار

اُس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہو گیا

صدق وعدہ کہ فیعص

کھلیعص کا سچا وعدہ (آیا ہے)

بے سبب بے واسطہ یاری غیر

بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطہ کے بغیر

بے سپاہ و لشکر ت میری دہم

بغیر سپاہیوں اور لشکر کے تجھے سرداری دیتا ہوں

کوہ را و چاہ را میداں گنم

پہاڑوں اور کنوئیں کو میدان بنا دیتا ہوں

کوہ بلا سبب بھی پہر بہتری پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کافیم۔ وہ اللہ بغیر دوا کے

پیٹ بھر سکتا ہے بلا شکر کے نفع دے سکتا ہے بغیر دوا کے موت عطا کر سکتا ہے۔ کوہ یعنی سخت مقام

کو آسان کر سکتا ہے بغیر موسم کے زرخش و سرسبز عطا کر سکتا ہے بغیر آتش اور کتا کے علوم عطا کر سکتا ہے۔

لے کر آئی قبلی نے سبلی

سے کہا تیری صحبتیں میرے

لے کر کیا ثابت ہوئیں خدا

کرے تو میرے دل میں بہا

رہے۔ تو مجھے۔ تو جنت کے

درخت کی شاخ تھا جس

کو میں نے پکڑا اور جنت

میں داخل ہو گیا۔ دریا ی

جود۔ دریا ئے حقیقت اس

تھا۔ کیل کیل۔ یعنی بہت

زیادہ۔

سے طاس سبلی میں قبلی

کے پاس پانی کا کشلا لایا

اور کہا اب پانی ہی لے،

اُس نے کہا اب مجھے اس

پانی کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ اشتیٰیٰ عراٰن پاک

کی آیت ہے اِنَّ اللہ

اشترى من المؤمنین

اَنْفُسَهُمْ بِاَنْ لَّهُمْ

الْجَنَّةُ یعنی خدا نے مؤمنین

کی جانوں کو جنت کے بدلے

میں خرید لیا ہے۔ اگر

اب خدا نے میرے باطن میں

چشمہ جاری کر دے۔ میں۔

ایں جگر۔ پہلے یہ جگر خشک

اور پیاسا تھا اب یہ پانی مجھ

کے لئے پہنچ رہا ہے۔

سے کات۔ مولانا فرماتے

ہیں یہ باتیں کچھ مستند نہیں

ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے

قرآن پاک میں کھلیعص

فرمایا ہے حکے معنی میں کافی

ہو لکھنا بعد ازاں اللہ جود

یعنی وہ اللہ تعالیٰ تمہارا

لے کافی ہے اے اللہ کے

بندہ! یقیناً تو جب اللہ کا

وعدہ ہے اور وہ سچا ہے

بے موسیٰ ہے۔ حضرت موسیٰؑ
کو اللہ نے ایک دل اور ایک
لاحمی دہی اور اس کے ذریعہ
عالم کو نسیخ کرا دیا۔ رست حق
سویٰ کو یہ بیضا عنایت کر دیا
جس کا نور سورج پر بھی تاب
تھا حضرت موسیٰؑ کے عصا کو
سات سروں کا سانپ بنایا
جس کو کسی زرد مادہ کے نہیں
جنتا تھا۔

لے خوں۔ دریائے نیل میں
خون نہیں ٹپایا بلکہ پانی ہی کو
خون کر دیا شادیت۔ اللہ
قہاری خوشی کو ایسا تلخ بنا دیتا
ہے کہ اس میں خوشی کا نام
بھی نہیں رہتا۔

لے حق گماں میرا خیال تو یہ
تھا کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ
چو کا کہ میں پانی کا پانی سکون
یہ معلوم نہ تھا کہ وہ میرے
اندرا انقلاب برپا کر دے گا
اور خود مجھے دریائے نیل
بنادے گا اب میں اپنی نظر
میں رواں نیل ہوں خواہ مجھے
دوسرے دیا ہی سمجھیں
جیسا کہ میں پہلے تھا۔ چنانکہ
ایک چیز کی دو نظروں میں
دو حقیقتیں ہونا تعجب انگیز
نہیں کائنات کی چیزوں کو
ہم غامض اور سرکش دیکھتے
ہیں لیکن آفتخبران کو تیس
پڑھنے والا دیکھتے تھے۔

بے بہارت نرگس و نسریں دہم

بغیر موسم بہار کے تجھے نرگس اور نسریں بتا ہوں

موسیٰؑ ترا دل دہم با یک عصا

میں موتی کو دل میں ایک لاشی کے دتا ہوں

دست موسیٰؑ را دہم یک نور و تا

میں موسیٰؑ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمکتا ہوں

چوب را مارے گنم من ہفت

میں لکڑی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں

خون نیامیزم در آب نیل من

میں (دریائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاؤں)

شادیت را غم گنم چوں آب نیل

نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا تلخ بنا دیتا ہوں

باز چوں تجدید ایمان برتنی

پھر جب تو ایمان از سر نو لے آتا ہے

موسیٰؑ رحمت بہ بینی آمدہ

تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰؑ آگیا ہے

چوں سر رشته نگہداری دروں

تو جب ہمارے تعلق کا سر رشته باطن میں محفوظ کر لیتا ہے

من گماں بر دم کہ ایماں آورم

میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں

من چہ راستم کہ تبدیلی کند

مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا

سوی چشم خود کے نیلم رواں

(اب) میں اپنی نظر میں ایک رواں نیل ہوں

ہمچنانکہ ایں جہاں پیش نبی

جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

بے کتاب و اوستا تلقین دہم

بغیر کتاب اور استاد کے تعلیم دیتا ہوں

تا زند بر عالمے شمشیر ما

تا کہ وہ دنیا میں تلوار میں چلا دیں

کہ طبا پنچہ میسنزند بر آفتاب

جو سورج کے طبا پنچہ دکھا دیتا ہے

کہ نہ زاید مادہ مارا ورا نہ نر

جس کو زیادہ سانپ جن کے نہ نر

خود گنم خوں عین آبش را بفن

میں محنت سے بعینہ ان کے پانی کو خون بنا دیتا ہوں

کہ نیابی سوی شادیہا بسیل

کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے

باز از فرعون بیزاری کنی

پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے

نیل خوں بینی ازو آبے شدہ

خون کا (دریائے نیل) میں اس کی وجہ سے پانی بن

نیل ذوق تو نگر دیچ خوں

تیرے ذوق کا (دریائے نیل) کبھی خون نہیں بنتا ہے

تا ازیں طوفان خوں آبے خورم

تا کہ خون کے اس طوفان میں سے پانی پی لوں

در نہاد من مرا نیلے کند

میرے اندر مجھے (دھیانی) نیل بنا دے گا

برقرارم پیش چشم دیگران

(دوسرے کی نگاہ میں) وہی حالت پر (برقرار ہوں)

غرق تسبیح ست و پیش ما ابی

تسبیح میں غرق ہے اور ہمارے سامنے سرکش ہو

پیش چشمش ایں جہاں پر عشق واد
اسکے نظریں یہ دنیا عشق و سوادک بھری ہو
پست و بالا پیش چشمش تیز رو
نشیب و فراز اس کی نگاہ کے سامنے تیز رو
با عوام ایں جملہ پست و مرده
عوام کے لئے یہ سب پست اور مرده ہیں
گور با یکساں بہ پیش چشم ما
ہماری نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں
عامہ گفتندے کہ پیغمبر ترش
عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ
خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تان
خاص نے کہا کہ تمہاری نفس میں
یک زماں در چشم ما آید تا
تمہاری دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آجاتا کہ
از سر آمد و دین بنماید آں
امرد کے درخت سے وہ نظر آتا ہے
آں درخت ہستیت آمد و دین
قبر سے دُور کا درخت امرد کا درخت ہے
تا بر آنجائی بہ بینی خار زار
جنگ تو اس جگہ ہے کانٹوں کا جنگل دیکھے گا
چوں فرود آئی بہ بینی راگلاں
جب تو نیچے اتر آئے گا تو دیکھے گا کہ مٹی
چوں فرود آئی فرود آید ترا
جب تو نیچے اتر آئے گا، اتر آئیں گے پھر

پیش چشم دیگران مرده باجماد
دوسرے کی نگاہ کے سامنے مرده اور جامد ہو
از گلوخ و سنگ او نکتہ مشنو
وہ ڈھیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زیں عجب تر من ندیم پرده
میں نے اس سے زیادہ عجیب پرده نہیں دیکھا
روضہ و محقرہ بہ پیش او لبیا
اویانہ کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چگشتہ است شدت ذوق
کیون میں اور وہ ذوق کو ختم کر دینے والے انگلیے
می نماید او ترش لے امتاں
لے امت مالدار وہ رنجیدہ نظر آتے ہیں
خندہ بیدار اندر هل آتی
هل آتی کے اندر مسکراہیں دیکھو
منعکس صورت بزیر آے جواں
انہی صورت اے جوان! نیچے اتر آ
تا بر آنجائی نماید نو کہن
جب تک تو رہا ہے، نیا پڑنا نظر آتا ہو
پُر زکرت و مہمایِ خشم ویر زما
غصہ کے پتھروں اور سانپ اسے بھرا ہوا
یک جہاں پر گلرغان و دایگاں
ایک دنیا حسینوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی
در دروں اسرار فیض کبریا
اندر اللہ (قائے) کے فیض کے اسرار

تو تا بر آنجا جب تک تجھ میں خودی ہے تجھے حسین اور پردوش کر نیوالے کانٹوں کا جنگل نظر آئیں گے۔

چوں جب تو خودی کو چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے اسرار دیکھ سکے گا۔ غارِ ناز سے مراد دنیاوی
اشیاء ہیں اور گلرغان اور دایگاں سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسرار و صفات ہیں جو حسینوں اور مالک کے مرتبی ہیں

لہ پیش۔ آنحضرت کی نظر

میں تمام کائنات عشق اپنی
سے پُر تھی دوسرے اس کو
مرده سمجھتے تھے۔ پست۔
حضرت ملی فیضی اشرف
فرماتے ہیں میں ایک روز
حضرت کے ساتھ تھا جو عیلا
پتھر حضرت کے سامنے آ رہا
تھا وہ آنحضرت کو سلام کرتا تھا۔
زین عجب۔ یہ عجیب پرده
ہے عوام کچھ دیکھ سکتے
ہیں اور دشمن دیکھ سکتے ہیں خواہ
پتھروں کی فصیح اور ذکر کو
سننے میں۔ روضہ یعنی جنت
کا باغیچہ جن کیوں کی جگہ ہے۔
محقرہ یعنی جہنم کا گڑھا۔
عامہ۔ آنحضرت کے احوال
دیکھ کر عوام کہنے لگتے تھے کہ
حضرت ترش و رنجور ہو گئے ہیں۔
ذوق کش۔ یہی پہلے خوش
طبع تھے اب ذوق خوش
طبع سے بیگانہ ہیں۔

لہ خاصہ۔ خاص کہتے تھے
کہ وہ تمہاری نظر میں ایسے
ہیں لیکن ہماری نگاہ سے انکو
دیکھو تو ان میں مسکراہیں
دیکھو گے هل آتی یعنی وہ
ذات جس پر هل آتی نازل
ہوئی یا هل آتی ہیں جن
نعتوں کا تذکرہ ہے آنحضرت
آنحضرت کی مسکراہیں۔ ادھر
امرد۔ امرد کے درخت پر
سے چیزیں اٹھتی نظر آتی ہیں
جیسا کہ اندر حکایت سے معلوم
ہو گا وہ امرد کا درخت تیری
ہستی ہے جب تک تو اسکو
فنا نہیں کر دیا تبھی نئی چیز
پُرانی نظر آئیں گی۔

حکایت آں نین پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایس خیالات از سر
 اس پرکار عورت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات مرد کے درخت
 امروہ بن می نماید چشم آدمی را، از سر امروہ بن فرودا تا اس خیالات
 پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں مرد کے درخت پر سے آواز نہ کر وہ خیالات
 برودا اگر کہے گوید کہ انچہ مردی دید خیال بنو جواب آںست کہ ایس
 دودھو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال تھا تو جواب یہ ہے
 مثال است مثال در مثال ہیں قدریں بود کہ اگر او بر سر امروہ بن
 کہ یہ مثال ہے مثل نہیں ہے اور مثال میں یہی کافی ہے کہ اگر وہ مرد گئے درخت
 نمی رفت آں را نمی دید خواہ حقیقت بود خواہ خیال
 پر نہ چڑھتا تو اس کو نہ دیکھتا خواہ وہ حقیقت نمی خواہ خیال تھا

برزند در پیش شوی گول خود
 اے، اپنے احق شہر کے سامنے
 من بر اکیم میوہ چیدن بر درخت
 میں ہیں توڑنے درخت پر چڑھتی ہوں
 چون زبالا سوی شوہر بنگریت
 جب میں نے او سے شہر کی جانب دیکھا
 کیست آں لوطی کہ بر تومی قد
 یہ لوطی کون ہے جو تیرے اوپر بڑا ہے؟
 اے بے با تو خود مختار بودہ
 اے نامرد! تو بے بسا ہے
 ورنہ اینجانیست غیر من بدشت
 ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
 کیست بر پشتت فروختہ ہلہ
 خبردار! تیری پشت پر کون سوا ہوا ہے؟
 کہ سرت گشت خرف گشتی تو سخت
 کیونکہ تیرا سر جکا گیا ہے اور تو بہت بے عقل
 ہو گئی ہے

آں زنی میخواست تا با مٹول خود
 ایک عورت نے چاہا کہ اپنے بارے
 پس بشوہر گفتن کانیکخت
 تو میری نے شوہر سے کہا کہ اسے نیکخت!
 چوں برآمد بر در آں نگریت
 جب درخت پر چڑھ گئی وہ عورت دھن گئی
 گفت شوہر را کہ اے مابون رد
 شوہر سے بول کہ اے مفعول مردرد!
 تو بزیر او چو زن بغنودہ
 تو اس کے نیچے عورت کی طرح ادنگ ہو جاؤ
 گفت شوہر نے ستر گوی بگشت
 شوہر نے کہا کہ میں گویا تیرا سر جکا رہا ہے
 زن مکرر کرد کاے با برطلہ
 عورت نے مکرر کہا اے اٹھ تو بے رالے!
 گفت اے زن میں فرمود از درت
 اس نے کہا اے بیوی! درخت سے نیچے آ جا

اے کسے گویا اگر کوئی یہ
 اٹھ کر اٹھ کرے کہ اس حکایت
 میں جو واقعہ سنایا گیا ہے اس
 میں اور عورت کی حالت میں
 جو کیفیت بتائی ہے اس
 میں بہت فرق ہے، بہت کے
 کے درخت سے جو چیزیں نظر
 آتی ہیں وہ واقعہ اٹھتی ہیں
 اور امروہ پر سے مرد نے جو
 واقعہ دیکھا وہ صبح تھا اس کا
 مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ
 مثل نہیں ہے جس میں پوری
 مطابقت ضروری ہے بلکہ
 مثال ہے اور دونوں باتوں
 میں اتنی بات مشترک ہے
 کہ عورت کے درخت سے جو
 چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے
 اترنے کے بعد نظر نہیں آتی
 ہیں اسی طرح سے مرد نے
 جو درخت پر سے دیکھا وہ
 نیچے اتر کر دیکھا۔
 آں مٹول عورت کا بار۔
 لڑک۔ احق۔ میوہ چیدن یعنی
 مرد توڑنے کے لئے باؤں۔
 وہ شخص جس کو انہی کی بیماری
 ہو یعنی مفعول بننا ہو۔
 اے لوطی۔ وہ شخص جو قوم
 لوط والا کام کرے۔ بے با۔ چوڑ
 مختار۔ بے خوف۔ بے ہراس۔
 لوطی، اٹھ تو بے رالے۔
 کا کہہ ہے۔ عورت۔ بے عقل
 ہو رہا۔

چوں فرود آمد برآمد شو ہر ش
جب وہ نیچے آگئی اس کا شو ہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست این آدمی
شہر نے کہا ادا دہی! یہ کون ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے سوا کوئی نہیں
او ملکر کرد بر زن آں سخن
اس نے عورت سے وہ بات مکرر کہی

از سر امرود بن من بچتاں
میں نے بھی امرود کے درخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بینی ہیچ نیست
نیچے آتا تاکہ تو دیکھ لے کہ کوئی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آں را حد شنو
سکھانے کیلئے مذاق ہے تو اسکو حقیقت سمجھ
ہر جہے ہر دست پیش باز لاں
مسخروں کے سامنے ہر واقعہ مذاق ہے
کا ہلاں امرود بن جو بند لیک
سخت لوگ امرود کا درخت تلاش کرتے ہیں کہ

نقل کن از امرود بن کنوں برد
امرد کے درخت سے منتقل ہو جا آب چلا جا
ایں منی دستی اول بود
یہ خودی اور وابستہ لائی وجود ہوتا ہے
چوں فرود آئی از سر امرود بن
جب تو اس امرود کے درخت سے نیچے آتا ہوا
یک درخت سخت بینی گشتہ اس
تو دیکھ لے گا کہ یہ ایک سخت درخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اندر برش
عورت نے اس یار کو بغل میں دبا لیا
کہ ببالائے تو آمد چوں کہی
جو بند کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار! تیرا سر چکر رہا ہے، بکواس نہ کر
گفت زن این ست امرود بن
عورت نے کہا یہ امرود کے درخت کے اٹھتے

کش ہی دیدم کہ تو لے قلیتاں
اٹا دیکھا جیسا کہ تو نے، اسے دقوت!
ایں ہمہ تخیل از امرود بنے ست
یہ سب خیال امرود کے درخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظاہر ہر ہر ش گرو
تو اس کے ظاہری مذاق کا پابند نہ بن
ہر لہا جدت پیش عاقلان
مقلندوں کے لئے ہر مذاق حقیقت ہے
تا بیاں امرود بن را ہیست نیک
اس امرود کے درخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیر رو
تو ہر شان نظر اور پریشان ہو گیا ہے

کہ از ویدہ کش و احوال بود
جس سے آنکھ ٹیر ہی اور بھیگی بن جاتی ہے
کش نہماند فکرت و چشم سخن
تیرے فکر اور آنکھ اور گفت گو ٹیر ہی نہ ہے گی
شاخ او بر آسمان ہفت میں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

لہ زوہی - زانہ عورت،
دہی - بکچی، بندر - ہرزہ من،
بکواس نہ کر - گفت، صحبت
نے کہا یہ امرود کے درخت
کا اثر ہے کہ اس پر سے غلط
نظر آتا ہے، قلیتاں - دقوت،
ہزل - یہ میں نے غش اور مذاق
کا قلعہ تسلیم کے لئے بنا دیا
ہے تم اس کے ظاہر کو نہ
دیکھو اس سے جو نیست مقصود
ہے اس پر نظر کرو۔

۳۵ - ہر جہے - جو لوگ ہزل
کے مادی ہیں ان کو تو حقیقت
ہزل نظر آتی ہے اور جو عقلند
ہیں وہ مذاق کی بات سے بھی
نقصیت حاصل کر لیتے ہیں۔
کا ہلاں - کابل لوگ اس امرود
کے درخت کو تلاش کرتے ہیں
جان کو صبح دکھائے بینی وہ
ہستی جو فنا کے بعد حاصل
ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا
درخت دور سے نقل کن۔
پہلے اس امرود کے درخت
کو یعنی اپنی خودی اور ہستی کو
چھوڑ دے پھر مل جلے
حاصل ہوگا اس ہستی کے چھوڑنے
تیری نظر خیرہ ہے وہ نظر نہ
آئے گا۔

۳۶ - آں - یہ امرود کا درخت
جس سے غلط نظر آتا ہے یہ
اس کی خودی اور وابستہ لائی
وجود ہے چوں فرود - جب
تو خودی کے درخت سے اتر
آئے گا تو پھر تیرا خیال آنکھ
اور گفتگو سیدھی ہو جائیگی
اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
درخت تھا اور اب کھلا ہو گیا۔

۱۵ قبلہ کش خودی چہرہ دریا
تو پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو
تبدیل کر دیا۔ زیرِ تواضع
جو عاجزی اور دعا قبولی کے
کی تھی۔ راست بینی حقائق
کو سمیع دیکھنا اگر آسان ہوتا
تو آنحضرت ﷺ اس جہاں
الاشیاء کما ہیں لے خدا کا
چیزیں ویسی ہی دکھا میسی
وہ ہیں وہ مانا لگتے۔ گفت
آنحضرت نے دعا کی کہ خدا مجھ
آسمان اور زمین کا ہر ہر جزو
اُسی طرح دکھا جیسا کہ وہ تیرے
نزدیک ہے۔

۱۶ بعد ازاں۔ جب خودی
اور ہستی فنا ہو جائے تو پھر
بقا باقی کی ہستی میرا مانگیں
اس کو اختیار کرے۔ چوں آ
یہ درخت وہ درخت ہو گا جس
پر حضرت موسیٰ کو تحملِ رب
نظر آئی تھی۔ آتش۔ ایک
اس پر آتش اُتر دیکھا لیکن اور
اس کی شاخ اُتی انا اللہ
کا نمونہ لگاتی ہے حضرت
موسیٰ کو درخت سے یہ آواز
آئی تھی کہ میں بے شک خدا
ہوں۔ زیرِ ظلمت۔ اب اس
ہستی کے سایہ میں تیری
ساری ضرورتیں پوری ہونگی
یہ خدا کی کیمیا تھی کہ تیری فانی
ہستی کو باقی ہستی بنا دیا۔

۱۷ آن مثنیٰ۔ اب یہ خودی
اور ہستی دولت ہے اس
میں خدا کی صفات نظر آئیگیں۔
باقی فقہ۔ مولانا کی ترک
کرنے کا بیان کر رہے تھے
اسی مناسبت سے حضرت

چوں فرود آئی از و گردی جدا

جب تو نیچے اُتر آئے گا اس سے ملوہ ہو جائیگا

زیرِ تواضع کہ فرود آئی خدا

اس تواضع کے ذریعہ اگر تو نیچے اُتر آئیگا، خدا

راست بینی کرے اسے اسان چنیں

سمیع دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا

گفت نہما جزو جزو از فوق و پست

کیسا، اوپر اور نیچے سے جزو جزو کو دکھا

بعد ازاں بر زوہراں امروہن

اس کے بعد اس امروہ کے درخت پر چڑھ جا

چوں درخت موسیٰ شد آن درخت

جب وہ درخت (حضرت موسیٰ) لا درخت بن گیا

آتش اور اسبز و خرم می کند

آگ اس کو سبز اور بے سلا بنائے گی

زیرِ ظلمت جس جملہ حاجات روا

تیری ساری حاجتیں اسکے سایہ کے نیچے پوری ہونگی

آن مثنیٰ و ہستیت باشد حلال

تیری وہ خودی اور وجود جائز ہے

شد درخت کج مقوم حق نما

میلہا درخت، سیدہ حق نما بن گیا

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

ایں درخت تن عصای موسیٰ است
یہ جسم کا درخت (حضرت موسیٰ علی لاشیٰ ہے
تا بہ بینی خیر او و شر او
تاکہ تو اس کی بھلائی اور اٹکی برائی دیکھے
پیش ز افگندن نبود او غیر خوب
ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سوا کچھ نہ تھی
اول او بد برگ افشاں برہ را
پہلے وہ بکری کے بچے کے لئے بچے بھارتی تھی
گشت حاکم بر سر فرعونیاں
وہ سرحدوں پر حاکم بن گئی
از مزارع شاں برآمد خط و مرگ
اُن کے کھیتوں سے خط اور موت برآمد ہو گئی
تا برآمد بخود از موسیٰ دعا
یہاں تک کہ بخود ہی میں حضرت موسیٰ نے نال
ایں ہمہ اعجاز و کوشدن چرت
یہ شمع ہے اور کوششیں کیوں ہیں؟
آمر آمد کا تباع نوح کن
مکہ ہوا کہ حضرت نوح کی پیروی کر
منکر آخر کہ تو داعی رہی
تم انجام کو نہ دیکھو اپنے کرتہ را وہ حق یکسر بلانے کا
کتریں حکمت کزیں الحاح تو
معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس امر سے
تا کہ رہ بنمودن و اضلال حق
یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) کی بیانی اور اس کا لگا کرنا
چونکہ مقصود از وجود اظہار بود
چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کارش آمد کہ بیند از ش ز دست
اس کا موقع آگیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈالے
بعد از اں برگیر او را از امر ہو
پھر اس کو اٹھ (اٹھانے) کے حکم سے ہاتھ میں پکڑے
چوں بامرش برگزفتی شد جدو
جب تو نے اس کے حکم سے پکڑا وہ گھنے دلی چکی
گشت معجز آں گروہ غرہ را
وہ غافل جماعت کے لئے موعظہ بن گئی
آب شاں خوں کرد کف سمن را
سر پہنچنے والوں پر اس کا پانی خواہ بنا دیا
از گنجہای کر آں خوردند برگ
اُن پتوں کی وجہ سے جنھوں نے پتے کھائے
چوں نظر افتادش اندر منتہا
جبکہ اُن کی نظر سیرا انجام پر پڑی
چوں نخواہند ایں جہا گشت را
جبکہ یہ لوگ سیدے نہ ہوں رو گئے
ترک پایاں بینی و شرح کن
انجام بینی اور تشریح کو چھوڑ
امر بلغ ہست نبود آں تہی
بلغ کا حکم ہے اور وہ غالی نہیں ہے
جلوہ گرد آں لجاج و اک عتو
وہ جھگڑاویں اور سرکش ظاہر جو باسیگی
فانش گرد و بر ہمہ اہل فرق
تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا
بایدش از پند و اغوا آزمود
تو اسکو نصیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہئے

۱۔ امر ہو۔ امر خداوندی۔
پیش حضرت موسیٰ کا عصا
جب تک ہاتھ میں تھا وہ صرف
ایک لکڑی تھا جب خداوندی
حکم سے اسکو پھوٹا یا تو وہ
گھنے والا اور صاف ہوا۔
شرع میں وہ صرف بکریوں
کے بچے بھارتی کے لئے تھی
اب وہ کافروں کے لئے موعظہ
بن گئی۔

۲۔ گشت۔ اب جبکہ امر
خداوندی سے اس عصا کو
ہاتھ میں یا تو فرعونوں پر
ٹھکانا کرتا تھا اُن سر پہنچنے
والوں کے لئے اس نے
دریائے نیل کو خون بنا دیا۔
از مزارع۔ فرعونوں پر پڑی
کا مذاب بھی آیا۔ اندر منتہا۔
حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا
کہ اُن کا انجام لامحالہ بڑا ہے
لہذا اُن کو شمع سے دکھانے
اور راہ درست پر لانے کی
کوشش کیوں کی جائے۔

۳۔ امر آمد۔ حضرت موسیٰ م
کو حکم ہوا کہ نوح کی طرح اُن
کے انجام سے قطع نظر کہ
تم بھی تبلیغ کے جاؤ تم فرماؤ
داعی ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا
ہے تمہیں اسی کا حکم ہے اور
تمہاری تبلیغ میں فائدہ نظر ہو
خواہ وہ ایمان نہ لائیں کتریں۔
ایک فائدہ تو یہی ہے کہ تمہارا
اصرار سے اُن کا جھگڑاویں
اور سرکش واقع ہو جائے گی۔
چونکہ یہ ممکن کی پیدا آتش
اللہ کا مقصد چھپے ہوئے حالت
کو واضح کرنا ہی اسلئے ضرورت تھا
کہ اُن کو نصیحت سے اور

شیخ الحاح ہدایت می کند
شیخ ہدایت پر اصرار کرتا ہے
گردِ کفر از باطن خود زود شو
اپنے باطن سے کفر کے غبار کو جلد دھو
نیل می آمد سرا سترِ جملہ خوں
(دریائے نیل سے سراسر سرخ ہوں ہرگز بہت تھا)

دیو الحاح غوایت می کند
شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے
باز گرد و قصہ قبطی بگو
واپس لوٹ، اور قبطی کا قصہ کہہ
چوں پیالے گشت آں مرثخوں
جب قوی حکم سے درپے ہوا

۱۔ دیو شیطان گمراہی پر
اصرار کرتا ہے اور شیخ طریقت
ہدایت پر اصرار کرتا ہے۔
الحاح، اصرار، سخت، قوی،
یعنی جب حضرت موسیٰ کو
پے درپے تبلیغ کا حکم ملا اور
فرعونوں نے نافرمانی کی تو
دریائے نیل خون بن کر بہنے
لگا۔

۲۔ تائب نفس یعنی جب
قبطیوں کی حالت تباہ ہونے
لگی تو فرعون بذاتِ خود محقر
موسىٰ کے پاس خوشامد کرنے
لگا اور تعظیم میں دھرا ہو
رہا تھا۔ انچہ ہم نے جو کیا
وہ تمہارا آپ بُرائی کا بدلہ
برائی سے نہ دیکھے بہت۔
ہمارا منہ تو اس قابل نہیں
ہے کہ آپ کے دعا کی التجا کریں۔
پارہ میں نے اپنے جسم کے
ہر حصہ کو فرما کر دینا دیا
ہے۔ اچن دہاں یعنی مذاپ
انہی کا دہانہ۔

۳۔ گفت یارب۔ حضرت
موسىٰ نے عرض کیا اے خدا
مجھ آپ کی ذات پر فریفت
کو یہ فرعون دھوکا دے رہا
ہے بشتوم۔ اب بتا کریں
اس کا کیا مان لوں یا میں
بہیں جس کو کوئی دھوکا دے
تا کہ یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ
اصل میں ہر سبب کی جڑ
خدا ہے یہ شاخ یعنی سبب
سے وابستہ رہتا ہے۔۔۔
کاصل۔ حضرت موسیٰ نے کہا
ہر کمزور ہر کی اصل خدا
ہے جو اسباب دینا وہی ہیں

سخت شدن کار بر قبطیان شفاعت طلب کردن فرعون موسیٰ
قبطیوں پر معاملہ کا سخت ہو جانا اور فرعون کا موسیٰ سے سفارش چاہنا

لابہ می کرد و دو تا گشت قدش
خوشامد کرتا تھا اور اس کا قد دھرا ہو گیا تھا
نیست مارا زوی ایراد سخن
ہمارا منہ بات کرنے کے قابل نہیں ہے
من بعزت خوگرم سخت مکیہ
میں عزت کا عادی ہوں میری سختی پر کمزور کیجئے
تا بہ بند دایں دہان آتشیں
تا کہ یہ آتشیں دہانہ بند ہو جائے
می فرید او فریبیدہ نرا
(آپ کے) فریفتہ کو فریب دے رہا ہے
تا بداند اصل را آن فرع کش
تا کہ وہ شائع کو پکڑنے والا، جو کو جان جائے
ہر چہ بر خاکست صلتش بر ست
جو کچھ زمین پر ہے اس کی اصل آسمان پہ ہے
پیش سنگ انداز از دور استخوان
کٹے کے سامنے دُور سے ہڈی ڈال دے

تائب نفس خوش فرعون آمدش
یہاں تک کہ فرعون بذاتِ خود ان کے پاس گیا
انچہ ما کردیم اے سلطان کن
اے شاہ! جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے
پارہ کرد مت فرماں پذیر
میں نے بدن کے ہر گوشے کو تمہارا ماننے والا بنایا
ہیں مجنباں لبہ حمت ہیں
آگاہ، اے امین! رحمت (کی دعا) کیلئے ہونٹ ہلائے
گفت یارب می فرید او مرا
حضرت موسیٰ نے کہا اے خدا! وہ مجھے فریب دے رہا ہے
بشنوم یا من دم ہم خداش
میں مان جاؤں یا میں بھی اس کو دھوکا دیدوں
کاصل ہر مکرے محبت پیش ست
ہر کمزور جس کی اصل ہمارے سامنے ہے
گفت حق آں سنگ نیر دہماں
اتر (تھلے) نے فرمایا وہ گناہ کے سنگ نیر لاتی نہیں جو

ان کی اصل وہی خدا ہے۔ گفت حق۔ اتر (تھلے) نے فرمایا کہ یہ فرعون اس قابل بھی نہیں جو
کہ اس کے فریب کا جواب فریب سے دیا جائے۔ آپ اس کٹے کو بڑی ڈال دیجئے اور آپ اپنا
عصا بلا دیجئے زمین وہ تمام پیداوار اگل دیگی جڑوں نے کھائی ہے۔

ہیں بجنباں آں عصا تا خاکہا
 اں وہ عصا بنادے، تاکہ زمینیں
 وَاں مانخہا در زماں گرد تباہ
 وہ ٹڈیاں فوراً تب، ہو جائیں گی۔
 کہ سببہا نیست حاجت مہر
 کہ ہیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے
 تا طیبے خویش بردار و زند
 تاکہ طیب اپنے آپ کو دوا میں مصروف کرے
 تا مٹا فتق از حریفی بامداد
 تاکہ مٹا فتق چالاکی سے، صبح صبح
 بتدگی ناکر و ناشستہ رو
 عبادت کئے بغیر اور ٹٹھ دھوئے بغیر
 آکل و ماکول آمد جان عالم
 عوام کی جان کھانے والی ہے اور غذا کھاتی ہے
 می چرداں بترہ و قصاصاد
 وہ بکری کا بچہ چسہ تا ہے اور قصائی خوش ہے
 کار و دوزخ میکشی در خوردنی
 لڑکھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے
 کار خود کن روزی حکمت پھر
 اپنے کام کر دانی کی خوراک کھا
 خوردن تن مانع ایں خوردن
 جسم کا کھانا اس کھانے سے مانع ہے
 شمع تاجر آنکہ ہست افروختہ
 تاجر کی شمع اُس وقت روشن ہے

وَاد ہر چہ تلخ کردش فنا
 وہ واپس کر دیں جس کو ٹٹھ توں نے فنا کیا ہے
 تا بہ بیند خلق تبدیل الہ
 تاکہ لوگ اللہ (تعالیٰ) کے بدل دیئے کو دیکھ لیں
 آں سبب بہر حجابت عطا
 یہ سبب تو حجاب اور پردے کے لئے ہے
 تا متخجم رو با ستارہ کند
 تاکہ نجومی ستاروں کی جانب متوجہ کرے
 سوی بازار آید از بیم کساد
 بازار کی جانب آئے کساد بازار کی بے ڈر سے
 لقمہ دوزخ بگشتہ لقمہ جو
 لقمہ کا جریاں، دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے
 ہیمچو آں بترہ چرندہ از خطام
 اُس بکری کے بچہ کی طرح جو مار چرنے والا ہے
 کہ برای ماچرد برگ مراد
 کہ مقصد کے پتے ہمارے لئے بچہ مراد ہے
 بہر او خود را تو فریب میکشی
 تو اپنے آپ کو اس کے لئے مڑا کر رہا ہے
 تا شود فریب دل با کرد فر
 تاکہ شان و شوکت سے دل فریب ہو جائے
 جاں چو بازگان تن چوں ہز
 جان تاجری طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے
 کہ بود رہزن چو بیزم سوختہ
 جبکہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

تاجر سمجھ اور جسم کو ڈاکو، تاجر کا مال ڈاکو اڑا لیتا ہے۔ شمع تاجر اس وقت پُر رونق بنتا ہے جب
 ڈاکو تباہ ہو جائے۔

۱۵۔ وَاں مانخہا۔ آپ کے عصا
 کے اثر سے مٹیاں ہیں یہ مانگی
 اور سب لوگ دیکھ میں گئے
 کہ خدا کو ہر چیز کے بدلنے کی
 کس قدر قدرت ہے کہ تباہ
 اللہ تعالیٰ کو اسباب کی ضرورت
 نہیں ہے اسباب تو ایک تہ وہ
 ہیں طیب دوا کو پٹا ہوا ہے
 اور متخجم ستاروں کو مالک ہیں
 سبب ذات خداوندی ہے
 منافق یعنی دنیا دار اپنی خوش
 اور محنت سے فائدہ سمجھ رہا
 ہے۔

۱۶۔ بتدگی۔ یہ دنیا دار صبح
 کو نہ عبادت میں لگتا ہے نہ
 اُس کو ٹٹھ دھونے کی فرصت
 ہے نفع کے لئے بازار میں دوڑ
 جاتا ہے اپنے لقمہ کی تلاش
 میں دوزخ کا لقمہ بنا ہوا
 ہے۔ اکل۔ یہ دنیا دار
 کھانے والا بھی ہے اور خود
 دوزخ کی خوراک بھی ہے،
 اِس کی مثال اُس بکری کے
 بچہ کی سی ہے جو چرتا ہے
 اور قصائی خوش ہوتا ہے
 کہ یہ میرے لئے چرتا ہے
 یہی حال دنیا دار کا ہے کہ
 وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا
 ہوں حالانکہ وہ اپنے وجود کو
 دوزخ کے لئے پال رہا ہے۔
 ۱۷۔ کار خود۔ انسان کی پُر
 لئے خود کو تو ماریاں الہی
 ہیں جس سے دل قوی ہوتا
 ہے اور اِس کی شان و شوکت
 میں اضافہ ہوتا ہے بخود
 تن جہانی غذا روحانی غذا
 کے لئے مانع ہے، روح کو

بلہ خوشی۔ انسان کی ہر
اہل کا ہوش اور جانی لذتیں
انکے ہوش کو کربالی ہیں۔
انکے ہوش کو تمام شہزادی
لذتیں شراب اور جنگ کی
سے عاصمتیں رکھتی ہیں۔ آخر
دنیا میں صرف شراب اور جنگ
کو بہوش کا سبب نہ سمجھو بلکہ
ہر شہوت انسان کے کان اور
آنکھیں بند کرتی ہے۔ آں
بلیس شیطان شراب نہ پیتا
تھا اور کبتر کے نشے میں ہوش
تھا۔

۱۵ مست بہت قراں کو
کہتے ہیں جو سدوم کو موجد کو
لے اور تانبے اور لوہے کو سونا
سمویشے شیطان نے غریبی
بات کو واقعہ خیال کیا تو یقیناً
وہ بدست تھا۔ آئی سخن مست
کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے
والا ہے اے موسیٰ ختم دعا کرو
تا کہ گھاس و پھوس آگ آئے اور
قہقہ کی صورت ختم ہو جائے۔

۱۶ بہتیاں۔ حضرت موسیٰ
نے دی کیا جس کا اُن کو خدا
نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی
وہ بہتیاں قیمتی تھیں۔ لوت۔
یعنی فرعون جو قہقہ میں مبتلا
تھے لذتِ غذا میں کمال لگ
گئے جو قہقہ البقر ایک قسم کی
بیماری جس میں انسان کھانا
رہتا ہے اور اس کا دل نہیں
بھرتا۔ دی۔ ہوائی یعنی پردہ
چوں۔ اُن فرعونوں کا بیٹ
بھرا تو پھر سرکش بن گئے مگر
سرکش نفس مولانا کہتے ہیں
کہ انسان کا نفس بھی فرعون ہے
اس کا بیٹ بھرا اور وہ سرکش بنا۔

خوشی تن را گم مکن یا وہ مکوش
اپنے آپ کو گم نہ کرو، یہودہ کو کشش نہ کرو
دانکہ ہر شہوت جو خمرست جو جنگ
سمو لے کہ ہر شہوت شراب اور جنگ کی طرح ہر
خمر تنہا نیست سستی ہوش
شراب تنہا ہوش کی سرستی نہیں ہے
ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش
اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے
آں بلیس از خمر خوردن دور بود
وہ شیطان شراب پینے سے دور رہتا
مست آں باشد کہ آں بیند کہ مست
مست وہ ہے جو دیکھے جو نہیں ہے
ایں سخن پایاں ندارد موسیٰ
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

کہ تو اُن ہوشی باقی ہوش پوش
کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش بچا دینے والے ہیں
پرہ ہوش ست عاقل و ست دنگ
ہوش کے لئے پردہ ہے اور عقل اس جو حیران ہے
ہر چہ شہوانی ست بندہ چشم دکوش
جو چیز بھی نفسانی کردہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے
دانکہ شہوت بتدہم چشم دکوش
سمو لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان کی بند کر دیتی ہے
مست بود او از تکبر و زجود
وہ تکبر اور انکار سے مست تھا
ز زکاید انچہ مست و آہ نیست
سونا نظر آئے، جو کہ تائب اور روبا ہے
لب بجنباں تابروں آید گیا
ہونٹ ہلاہ تاکہ گھاس آگ آئے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبزشدن کشت ارہا با لیل آمدن
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سبز ہونا اور بدیش کا آجانا

ہچتھاں کرد و ہم اندر دم زمین
انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً
اندر افتادند در لوت آں نفر
لذتِ غذاؤں میں لگ گئے، وہ لوگ
چندر دے سیر خوردند از عطا
عطا (غذا) دے کہ چند روز بیٹ بھر کر کھایا
چوں شکم پر گشت بر نعمت دند
جب بیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی
نفس فرعونیت ہاں سیرش مکن
نفس فرعون ہے، خبردار اس کا بیٹ بھر

سبزشدن از سنبیل و خب نہیں
سنبیل اور قیمتی لڈ سے سرسبز ہو گئی
قحط دیدہ مردہ از جوع البقر
جو قحط زدہ جوع البقر سے مرے ہوئے
آں دمی و آدمی و چار پا
پرندوں نے اور آدمیوں نے اور چار پاؤں نے
واں ضرورت رفت طاعتی تند
وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر سرکش ہو گئے
تانیار دیادزاں کفر کہن
تا کہ وہ پڑائے کفر کو یاد نہ کرے

لے تَف آتش نگر دُش خوب

آگ کی گرمی کے بغیر نفس بھلا نہیں بنتا ہے

لے مَجاعت نیست تن مخمیش کُنا

بغیر ہموک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے

گر بگزید ورنہ بالدار زار زار

اگر وہ روئے اور زار زار تار تار کرے

اُوچو فرعون ست رُخط اُچنجا

وہ تخت میں فرعون کی طرح ہے

چونکہ مستغنی شد اوطاعی خود

جب وہ بے نیاز ہوا سرکش کرتا ہے

پس فراموش شود دولت پیش

پھر بھول جاتا ہے جب آگے بڑھتا ہے

سألہام دے کہ در شہرے بود

ساؤں تک ایک انسان ایک شہر میں ہوتا ہے

شہر دیگر بیند اُوپر نیک دُبد

وہ دوسرا شہر بھلے اور بُرے سے بھرا دیکھے گا

کہ من آنجا بودہ ام ایں شہر نو

میں وہاں رہا ہوں یہ نیا شہر

بل چُناں داند کہ خود پیوستہ او

بلکا ایسا سمجھے گا کہ وہ اُس سے وابستہ ہے

چہ عجب گر روح موطنہا می نش

کیا تعجب ہے اگر روح اپنے وطنوں کو

می نیار دیا دکا یں نیاجو خواب

یاد دکرے کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے

چند نوبت آزمودی خواب

تو نے نیند کو کئی بار آزمایا ہے

تا نشد اہن چو آخگر ہیں نگوُب

خبردار! بینک رہا اٹکا ہے کی طرح نہ ہوا اُسکو نہ کوٹ

آہن سَر دست میگوئی بد اں

ٹھنڈا رہا ہے، سمجھ لے تو کوٹ رہا ہے

اُوخواہ شد مسلمان ہو شدار

وہ مسلمان نہ ہوگا، سمجھ لے

پیش موسیٰ سَر نہد لالہ کُناں

وہ موسیٰ کے سامنے خوشامد میں سر نہ جھکاتا ہے

خرچو بار انداخت اسکیزہ رُند

گدھے نے جب برچھو اُٹا دیا، دو تھپ بھینکا ہے

کارا وازاہ وزاریہا ی خوش

اُس کا کام، اپنی آہ و زاریوں کو

یکے ماں کش چشم دُخوالبے شود

تھوڑی دیر جب اُس کی آنکھ سو جاتی ہے

بہج در یادش نہ آید شہر خود

اُس کو اپنا شہر بھی یاد نہ آئے گا

نیست آن من در نیجام کرد

میرا نہیں ہے میں یہاں نہیں گیا ہوں

ہمدیں شہرش بُود ابداع و خو

وہی شہر جس کی پیدائش اور دنیا کی، مگر تھی

کہ بدتش مسکن و میلاد پیش

جو پہلے اُس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی

می فرو پوشد چو اختر اسحاب

اُسکی ڈھانچہ جیسی ہے جس طرح کوکبہ کو ابر

خواب دنیا را ہماں ہیں زاتلا

آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

آتش یعنی مجاہدات کی

گرمی، مَجاعت، ہموک آہن

سَر دست یعنی لہجے کو کوشا

بیکار ہے۔ گر گرید یعنی نفس کی

آہ و زاری سے دھوکے میں

نہ چڑنا چاہیے آپہنٹاں ہموک

میں وہ فرعون کی طرح خوشامد

کرنے لگتا ہے۔ خرچ یعنی نفس کی

مثال گدھے کی سی ہے اگر

اُس پر بوجھ نہیں ہوتا ہے تو

وہ دو لٹیاں لہتا ہے۔ پیش

پیش بھرنے پر اپنی سب

خوشامد بھول جاتا ہے۔

کارا وازاہ وزاریہا ی خوش

ایسی ہے جیسے کسان ہوتے

ہی اپنی قیامگاہ کو بھلا دیتا ہے۔

شہر دیگر خواب میں دوسرے

شہروں کو یاد کرتا ہے اور

اپنے شہر کو بھول جاتا ہے۔

بہج در یادش نہ آید شہر خود

جی۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے

کہ ہمیشہ سے اسی شہر میں تھا۔

یکے ماں کش چشم دُخوالبے شود

تھوڑی دیر جب اُس کی آنکھ سو جاتی ہے

بہج در یادش نہ آید شہر خود

اُس کو اپنا شہر بھی یاد نہ آئے گا

نیست آن من در نیجام کرد

میرا نہیں ہے میں یہاں نہیں گیا ہوں

ہمدیں شہرش بُود ابداع و خو

وہی شہر جس کی پیدائش اور دنیا کی، مگر تھی

کہ بدتش مسکن و میلاد پیش

جو پہلے اُس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی

می فرو پوشد چو اختر اسحاب

اُسکی ڈھانچہ جیسی ہے جس طرح کوکبہ کو ابر

خواب دنیا را ہماں ہیں زاتلا

آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

لے غامہ۔ روح نے بہت سے مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ اس کے شہر پہنچے ہیں۔ گردہ پا۔ پھر تر نے اپنے قلب کو حلقہ نہیں رکھا اگر شکوہ ہدایت کے ذریعہ منتقل کر لیتے تو وہ روح کے پرانے واقعات سے دیکھائیں۔ شہر تہوں۔ اگر دل صاف ہوتا ہے تو وہ پوشیدہ راز کے سمندر میں غوطہ کھاتا ہے اور آغاز و انجام کو انکھن سے دیکھ لیتا ہے۔ آمدہ۔ روح نے جو مختلف شہروں میں سکونت کی ہے اب مولانا اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

وز جمادی یہی روح پہلے جمادات کے حلقہ میں رہی پھر حقیقی کر کے نباتات کے حلقہ میں آئی۔ یہاں عرصہ دراز تک یہ روح نباتاتی حلقہ میں رہی لیکن اسکا اپنی جمادی حالت بھی یاد رہی۔

۳۵ وز نباتاتی۔ پھر روح نباتاتی کے حلقہ سے حیوانی حلقہ میں آئی تو اسکا اپنی نباتاتی زندگی یاد رہی۔ جو ہٹاں۔ ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ روح موسم بہار میں اور ناز و جو کے پھرنے کے وقت اس طرف میلان کرتی ہے یہ اس کی نباتاتی زندگی کی یاد ہے۔ جھجھ۔ جھجھ اپنی ان کے دورہ کی طرف اٹل ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں اس کے پیش میں رہ چکا ہوں۔ جھجھ میل منقطع نہ ہو کہ شیخ کی طرف میلان ہوتا ہے

خاصہ چندیں شہر ہاراکو فتنہ

خصوصاً (جس نے) بہت سے شہروں کو روند ڈالا

اجتہاد گرم ناکرودہ کہ تا

سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ

سربروں آردش از بحر راز

راز کے سمندر سے اس کا دل سر اٹھا رہے

گردہ از درگہ اونا روفت

اسکے مقام (دل) سے گردہ صاف نہیں ہوئی ہے

دل شود صافی و بیند ماجرا

دل صاف ہو جائے اور گذشتہ واقعات دیکھ لے

اول و آخر بہ بیت چشم باز

کھلی آنکھ اول اور آخر کو دیکھ لے

بیان اطوار و منازل خلقت آدمی از ابتدا بر خلقت

اجتنائے پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول باقلیم جہاد

پہلے وہ (روح) جمادی اقلیم میں آئی

سالہا اندر نباتاتی عمر کرد

سالوں نباتاتی (اقلیم) میں عمر بسر کی

وز نباتاتی چون بکھوانی فتاد

اور نباتاتی (اقلیم) جب حیوانی (اقلیم) میں آئی

جز ہماں میلے کہ دارد سویاں

سوائے اس میلان کے جو اس کی جانب ہے

ہمچو میل کو دکاں بامادراں

جیسا کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان

ہمچو میل مفراط ہر نو مرید

جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑے کا میلان

جزو عقل ہیں از ان عقل کل ست

اسکے جزوی عقل اسی عقل کل عقل سے ہے

سایہ اش فانی شود آخر درو

اس کا سایہ بالآخر اس میں نشت ہو جاتا ہے

وز جمادی در نباتاتی اوقاد

اور جمادی (اقلیم) سے نباتاتی (اقلیم) میں آئی

وز جمادی یادناورد از نبرد

اور نبرد کی یاد جو اسے اپنی جمادی (زندگی) کو بھلایا

نامدش حال نباتاتی ہیج یاد

اس کو نباتاتی (اقلیم) کا حال بھی یاد نہ آیا

خاصہ در وقت بہار و ضیمن

خصوصاً بہار اور ضیمن کے موسم میں

بہر میل خود نذند در لیاں

کہ وہ (روح) پہنچے ہیں اپنے میلان کی خود راہ نہیں سمجھتے ہیں

سویاں پیر جوان نخت مجید

بزرگ جوان نصیب دیا ہے ہماری جانب

جنبش میں سایہ زان شاخ گل ست

اس سایہ کی حرکت اسی بیول کی شاخ سے ہے

پس بداند بہر میل و جستجو

تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے

۳۵ جزو۔ اب مزید کے شیخ کی طرف میلان کی طرف تالے

ہیں کہ اس کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے۔ یہ سایہ جو اور شیخ شاخ گل کی سایہ اش۔ ایک وقت وہ آگیا کہ یہ زمینانی اشعہ مقام حاصل کر لگا تو اپنے میلان کی وجہ سے گاکر فزع اصل کی طرف اٹل ہو گئی ہے۔

سایہ شاخِ درخت کی نیک نخت

لے نیک نخت اور نخت کی مشاخ کا سایہ

باز از حیوانِ صُوی انسانیش

بہر انکر حیوان کی اقلیم سے انسان کی جانب

ہمچنین اقلیم تا اقلیم رفت

وہ اسی طرح ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک پہنچتی

عقلہای اولیش یاد نیست

اُس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں

تا زہد زین عقل بر حرصِ طلب

تاکہ اس حیل و طلب بکری عقل سے نجات پالے

گر چہ خفتہ گشت و شناسی زیش

اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے

باز ازاں خواش بر بیداری کشد

نہی کو بیدار اس کی نیند سے بیدار کرینگے

گر چہ غم بُود آنکہ می خوردم بخواب

اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا

چوں نہ اتم کہ آں غم و غمناں

میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیکار ہونا؟

ہمچنین دنیا کہ حلیم نامست

اسی طرح دنیا جو کہ ایک سوزیلے کا خواب ہے

تا بر آید ناگہاں صبحِ اجل

یہاں تک کہ ناگہانک موت کی صبح آجاتی ہے

خندہ اش گیر داز غمہای خوش

اُس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے

ہر چہ اندر خوابِ مینی نیک بد

تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور بُرا دیکھتا ہے

کے مجنبد گر مجنبد اس زخت

کب حرکت کر سکتا ہے اگر زخت نہ ہے؟

می کشاں خلقے کہ دانیش

وہ اللہ (قائلے) اُس کو کہینتا ہے جس کو دانہ ہے

تا شد انکوں عاقل و نادان و رفت

یہاں تک کہ وہ اب مقلند اور نادان اور قوی ہو گئی

ہم ازین عقلش تحوّل کرد نیست

اس عقل سے بھی اُس کو منتقل ہونا ہے

صد ہزاراں عقل بند بوجب

وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے

کے گذارندش راں نیسانیش

وہ اُس کو اُس کی بھول میں کب رہنے دیں گے؟

تا کند بر حالت خود ریشخند

تاکہ وہ اپنی حالت پر مذاق اڑائے

چوں فراموش شد احوالِ صواب

جب سے صیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟

فعلِ خوابست و فریت خیال

خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے

خفتہ پندار کہ اس خود را کمست

سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے

وار ہداز ظلمتِ ظن و دغل

اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے

چوں بید شد مستقر جای خوش

جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے

روزِ محشر یک بیک پیدا شود

قیامت کے دن ایک ایک ظاہر ہو جائیگا

لے سایہ اگر زخت کی شاخ

حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت

نہیں کر سکتا۔ باز از حیوان۔

اللہ تعالیٰ روح کو بچسے

حیوانیت سے انسانیت کو

مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ ہمچنین

غور فکر روحِ اقلیم تا اقلیم سفر

کرتی ہوئی اس حالت میں

پہنچی کہ وہ صاحبِ عقل ہو گئی

ہے۔ عقلہای۔ روح اپنی گذشتہ

عقلوں سے غافل ہے پھر

اُس کی اس موجودہ عقل سے

بھی تبدیلی ہوگی۔

تا زہد۔ تاجد۔ روح کو اس کی ناپائی

حریص عقل کو بھی خیر یاد دہنا

ہے تب اُس کو لاکھوں عجیب

عقلیں مائل سو جائیں گی۔

گرچہ۔ اگرچہ انسان خواب کی

حالت میں اپنے واقعات بھول

جاتا ہے لیکن وہ لامحار بیدار

ہوتا ہے اور پھر غم کے واقعات

کی ہنسی اڑاتا ہے۔ گرچہ۔

بیدار ہو کر اُس کو تعجب ہوتا

ہے کہ میں صبح واقعات کو کیسے

بھول گیا تھا۔ چوں خواب کے

واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ

میں یہ کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی

باتیں ہیں۔

تا زہد۔ ہمچنین۔ دنیا دار جو دنیا

کی زندگی کے خواب میں ہے

سمجھتا ہے کہ میں دراصل زندگی

ہے تا بہر آید جب موت آتی

ہے تو اُس کی آنکھ کھلتی ہے

خندہ اش۔ موت کے وقت

جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا

کے غموں پر ہنستا ہے۔ چہرہ۔

دنیا کی زندگی میں جو بربانی یا

اچھائی کی بے پرو قیامت میں سامنے

لے ہنگام بیداری یعنی قیامت
کے وقت تازہ بنداری اڑنا
کو نہ سمجھنا چاہیے کہ اس نیاوی
خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔
اسکی تعبیر قیامت میں سامنے
آجائے گی بلکہ دنیا میں ظالموں
کے ہنسنے کی آخرت میں تعبیر
رونا اور چیخنا ہوگا مگر نہ اگر
دنیا میں گریہ و زاری ہوگی تو
آخرت میں اس کی تعبیر خوشی
ہوگی خواب کی تعبیر عموماً کچھ
ہوتی ہے۔ اتنے دریدہ جو
یوسف جیسے نیکوں کو دنیا
میں تازیگا وہ آخرت میں بیڑیا
بنکر اٹھے گا۔

۱۰۰ غفرت۔ انسان کی بڑی
عادتیں آخرت میں بیڑی بنے
نہیں گی اور عوام کے اعضا
کو بھاریں گی۔ خون۔ اگر انسان
نے کسی کا ناحق خون بہایا
ہے تو وہ خونی رسوئیاں اور
قیامت میں بدلے کا خواہاں ہوگا۔
اس قصاص۔ اگر دنیا میں بدلہ
لے نہیں لیا ہوگا تو آخرت کے
مذاب سے پھر بھی نجات نہ
میلے گی بلکہ دنیا والا بدلہ اس کے
مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔
زقن ثقب۔ قرآن نے دنیا کی
زندگی کو کھیل کوڑے سے تعبیر کیا
ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ
یہاں کا انتقام آخرت کے
انتقام کے مقابلہ میں کھیل
کوڑے ہے۔

۱۰۱ اس جزا۔ دنیا میں جو
بدلہ لیا گیا وہ تو محض وقتی غنیمت
وفا و فرد کرنے کے لئے دیا
گیا ہے۔ اس دنیا کے بدلے
کی مثال غنیمت کرنا اور آخرت کے

انچہ کردی اندریں خواب جہاں

تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے

تا نہ پنداری کہ ایں بد کرد نیست

تو ہرگز نہ سمجھ کر یہ بد کرداری

بلکہ ایں خستہ بود گردیہ نفیر

بلکہ یہ ہنسی رونا اور منہ یاد ہوگی

گریہ و درد و غم و زاری خود

اپنے رونے اور درد اور غم اور مایوسی کرنے کو

اے دریدہ پوشین یوسفال

اے یوسفوں کے پوشین کو بھاڑنے والے!

گشتہ گرگاں یکینک خوابے تو

تیری ایک ایک عادت بھیڑیا ہی کر

خون نخسید بعد مرگت قصاص

قصاص (کے معاملہ) میں تیرے مرنے کے بعد خون ہو

اس قصاص نقد حیلت زیت

یہ فردی قصاص، ایک تدبیر ہے

زیں لعب خاندست نیارا خدا

خدا نے دنیا کو کمیل کہا ہے

اس جزا تسکین جنگ غنیمت

یہ بدلہ لڑائی اور غنیمت کو دیتا ہے

اس سخن پایاں ندارد موشیا

اے موشی! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

تا ہنہ ان خوش علف فریشوند

تا کہ رب اس عودہ گھاس سے موٹے ہو جائیں

گردوت ہنگام بیداری عیال

تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائیگا

اندریں خواب ترا تعبیر نیست

خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے

روز تعبیر اے ستمگر برا سیر

تعبیر کے دن، اے قسیدہ پر ظلم کرنے والے!

شادمانی داں بہ بیداری خود

اپنی بیداری (کے وقت) میں خوشی سمجھ

گرگ بر خیزی ازیں خواب گرا

اس بھاری نیند سے تو بیدار ہو کر اٹھے گا

می در انداز غضب اعضاے تو

غضب سے تیرے اعضاء کو بھاڑے گی

تو ملگو کہ میرم ویا بم خلاص

تو نہ کہہ کر جاؤں گا اور نہ جانوں گا

پیش زخم آن قصاص این زیت

اس قصاص کے غلاب کے آگے یہ کھیل ہے

کایں جزا العت پیش آں جزا

کیونکہ یہ بدلہ اس بدلہ کے مقابلہ میں کھیل ہے

آں جزا خصارتیں چوں غنیمت

وہ محض مرنے کی طرح اور یہ غنیمت کی طرح جو

ہیں رہا کن آں خراں لادریگا

ہاں ان گدھوں کو گھاس میں چھوڑ دے

ہیں کہ گرگانند مارا حشمت مند

خبردار! ہمارے بھیڑیے غنیمت میں ہیں

بدلے کی مثال حشمت کرنا سمجھو۔ آن خراں۔ یعنی فرعونوں کو دنیا کے مرنے آٹا لینے دو تاہم یہ فرعونی
حشمت کے بھیڑیوں کی خوراک ہیں وہ بھیڑیے بھوک سے غنیمت میں ہیں تو ان کو خوب مڑنا ہونے دو
تا کہ ان کو اپنی خوراک ملے۔

بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند و نالان اند و از حق خواب

اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوک اور نالوں سے اور اندھے سے چاہتی ہو کہ دوزیہائی مارا فریبہ گردان زود کارساں کہ مارا صبر نماںد کہ ہماری کھوراک کو مولانا بنا دے اور ملکہ ہمارے پس پہچانے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

نالہ گرگان خود را مؤقنیم

ہمیں اپنے بھڑیلوں کے رونے کا یقین ہے

ایں خراں را کیمیای خوش می

ان گدھوں کو خوش کھادی کی کیمیا نے

تو بے کردی بدعت لطف خود

قرنے دعت اور اپنے نیک شہرانی اور سخاوت کی

پس فروپوشاں لحاف نعمتی

قرآن کو اپنے انعام کا لحاف اٹھانے

تا چوبچہند از خمیں خواب این

تا کہ یہ گروہ جب ایسی نیند سے بیدار چلا

داشت طغیان شاں ترادر حیرتے

انکی سرکش نے تجھے حیرانی میں مبتلا کر دیا ہے

تا کہ عدل ماقدم بیرون نہد

تا کہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے

کاں شے کمی ندیدندیش فاش

کیونکہ وہ مشاہد میں نہیں دیکھتے

چوں خرد بات مشرف برتنت

جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگران ہو

نیست قاصر دیدن او آفلا

لے ظان! اُس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے

چہ عجب گر خالق آل عقل نیز

تر تعجب کیا ہے! اگر اُس عقل کا پیدا کرنا الہی

ایں خراں را طعمہ ایشان نسیم

ہم ان گدھوں کو ان کی خوراک بنائیں گے

از لب تو خواست کرن آدمی

تیرے ہونٹ سے اُن کو آدمی بنانا چاہتا ہوں

آں خراں را طالع و روزی

ان گدھوں کا نصیب اور مقدر نہ تھا

تا بردشاں زود خواب عفتی

تا کہ غفلت کی نیند اُن کو جسد سارے

شمع مژدہ باش در ساقی شدہ

شمع شعل ہو چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو

پس بنوشند از جزا ہم حشرے

تو بدلے میں وہ حشرت چکیں گے

در جزا ہر زشت را در خور دہد

ہر برے کو مناسب بدل دے

بود با ایشان نہاں اندر معاش

وہ زندگی میں اُن کے ساتھ پوشیدہ تھا

گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت

اگرچہ تیسرا یہ دیکھت اُس سے عاجز ہے

از سکون و جنبشت در امتحان

تیرے سکون اور حرکت سے امتحان میں

با تو باشد در سکون و نقل نیز

تیرے ساتھ ہو سکون اور منتقل ہونے میں بھی

نہ تازہ گراں میرے ہم

میں ہے کردہ بھڑیلے شوک

سے فریاد کر رہے ہیں مجھے

ان کو انکی خوراک بنا رہا ہے۔

ایں خراں۔ آپ نے اپنی

خوش کھادی کی کیمیا سے انکو

آدمی بنا دیا با لیکن اُن کے

مقدم میں آدمی بنا دیتا۔

پس خود۔ اُن پر نعمت کا لہر

اُڑھا دو تاکہ یہ غفلت کی نیند

سوجائیں۔

۵۔ تا چہ جب اس غفلت

سے بیدار ہونے تو مجلس ختم

ہو چکی ہوگی شمع ہوگی نہ

ساقی یعنی تم سے اور تہا کی

ہدایت سے فائدہ اٹھانے کا

وقت نہ رہے گا۔ داشت۔ اُن

کی سرکشی تہا سے لئے حیران

نہ تھی اب حشرت کا مزہ

چکیں گے۔ تاکہ ہمارے

انصاف کا تقاضہ ہوگا کہ ہم

اُن کو انکے برے اعمال کی بُری

سزا دیں۔ کان شے جس خدا

کو وہ نہیں دیکھ رہے تھے وہ

خدا اُن کے ساتھ تھا۔

۶۔ چون خود مولانا شاں

سے سمجھاتے ہیں کہ خدا کی

طرح اور بھی چیزیں ہیں جن

کو انسان نہیں دیکھ پاتا ہو اور

وہ اُس کے ساتھ ہوتی ہیں

انسان اپنی عقل کو نہیں

دیکھتا ہے لیکن وہ انسان کے

ساتھ ہے۔ نیست قاصر۔ تو

اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر

ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے

سے قاصر نہیں ہے۔ چہ عجب۔

جب نظر آسمانی عقل تیرے

ساتھ ہو تو اگر جیسا کہ اسکا فانی

۳۷ وقتِ خواب۔ انسان کے سونے میں اُس کی اُچھل کو حرکت نہیں ہوتی۔ بیداری کے بعد فورا حرکت آجاتی ہے۔ از قہرہ۔ کوئی نہیں تھاسکتا کہ یہ حرکت اُچھل میں کوئی

طرف سے آتی ہے۔ درجہ چشم پاکھوں میں روشنی کی آ
وہ جانب اور جب تک مختلف ہے۔ عالم مرہ عالم چوکی پیدا
محرومات کا مارے ہے جبکہ عالم امر مارہ اور جب تک فترت ہے۔

جہاں سے منسوب ہے۔ عالمِ ممکن۔ وہ عالم جو مرادی اور نہانی جو
مغناکوں سے ہوئی ہے اور وہ آوی اور نہانی نہیں ہے وہ
یعنی مغربِ حق تھا انھنے وہ کلمہ کہ فرما یا سو عبدِ خدا

بے جہت اں عالمِ امر اے صنم
اے صنم! عالمِ امر کو بے جہت سمجھ
بے جہت عقل و علامِ البیلا
عقل بے جہت خمی اور بیان کا جان کار
بے تعلق نیست مخلوقے بدو
کوئی مخلوق اُس سے بے تعلق نہیں ہے
زانکہ فصل و وصل نمود در رواں
کیونکہ روح میں فصل اور وصل نہیں ہے
غیر فصل و وصل پے براز دہل
دہل سے فصل اور وصل کے علاوہ کابستہ لگا
پے پیالے می براز دوری وصل
چپے درپے اصل سے دوری کا بستہ لگا
ایں تعلق را خرد چوں پے پرد
عقل اِس تعلق کا کیسے بستہ لگے؟
زیں وصیت کرد مارِ مصطفیٰ
اسی وجہ سے مصطفیٰ نے ہمیں وصیت کی ہے
آنکہ در دانش تفکر کرنیست
جو غور و فکر اُس کی ذات میں کرنا ہے
ہست اں پندار او زیرِ ابراہ
یہ بعض اُس کا خیال ہے، کیونکہ راستہ میں
ہر یکے در پردہ موصول ہست
ہر ایک ایک پردے کا وصل چاہنے والا ہے
پس پیغمبرِ دفع کرد این ہم ازو
تو پیغمبر نے اُس سے اِس وہم کو دفع کر دیا

بے جہت ہم باشد امر لا جرم
لامحالہ امر کرنے والا بھی بے جہت ہوگا
عقل تراز عقل و جان تر ہم جان
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان
آں تعلق ہست بیچوں اے عمو
اے چچا! وہ تعلق بلا کیف ہے
غیر فصل و وصل نندیش رگلاں
گمان فصل اور وصل کے علاوہ نہیں سوچنا ہے
لیکے بردن نہ بشناسد علی
لیکن پتہ لگانا، پیار نہیں جانتا
تارکِ مردیت آرد سوی وصل
نامک مردانگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے آئے
بستہ فصل و وصل ایں خرد
یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
بخت کم جو بید در ذاتِ خدا
کذاتِ خدا میں بخت نہ کرو
در حقیقت آں نظر و ذات نیست
حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
صد ہزاراں پردہ آمد از الہ
خدا کی جانب سے لاکھوں پردے ہیں
و ہم اوان ست کاں عینِ خود او
اُس کا خیال یہ ہے کہ وہ اُس کا میں ہے
تا نباشد در غلط سودا پیر او
تاکہ وہ غلطی میں خیالی (ریگ) پکانیوالا نہ بنے

میں غور کرو، اگرچہ کہ ذات کا تصور ناممکن ہے لہذا اس میں تفکر بھی ناممکن ہے۔ ہست ذات
میں غور کرنا ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ بعض اپنے ایک غور و فکر میں غور کرنا ہے کیونکہ ذات اور مخلوق میں
کو دروں پر ہے جن کے ذات میں غور کرنا کسی پر سے وابستہ ہو گیا اور اسی اللہ کی ذات کا میں سمجھتا ہے

اے عقل عقل بھی بے جہت
چیز ہے تو اللہ تعالیٰ جو عقل
کی بھی عقل اور جان کی بھی
جان ہے کیوں جہت سے
پاک نہ ہو گا۔ بے تعلق مخلوق
کا خالق سے جو تعلق ہے وہ
بھی کیفیت سے بالاتر ہے۔
زانکہ روح مادہ سے پاک ہے
لہذا اُس میں فصل کی صفت
ہے و وصل کی لیکن انسان
کا خیال دکان و وصل و وصل
کے علاوہ کوئی تعلق نہیں
سمجھتا ہے۔ غیر فصل ہماری
بیان کردہ دلیل سے پتہ لگے
کہ اتصال اور انفصال کے
علاوہ بھی کوئی تعلق ہے لیکن
وہ شخص جو انسانی پیرایوں
میں مبتلا ہے وہ بہتہ نہیں
لگا سکتا بعض نسخوں میں نہ
بشاندہ دلیل ہے اس کے سنی
یہ ہونگے بعض پتہ لگا پاس
نہیں سمجھتا ہے پاس جب
بچے کی جبکہ مشاہدہ حاصل
ہو جائے گا۔

اے پے پیالے، اگر انسان
شلسلے یہ سوچے گا کہ مجھے
ذاتِ خداوندی سے دوری ہو
تو مردانگی کی رگ منکرو وصل
کی طرف سے جاؤ گی۔ ایں تعلق
جو عقل بعض اتصال اور
انفصال کے تعلق کو ہی سمجھ
سکتی ہے وہ اللہ سے مخلوق
کے تعلق کا بہتہ نہیں بنا سکتی۔
اِس چونکہ عقل اسکو نہیں سمجھ
سکتی اسی لئے انھوں نے فرمایا
ہو تفکر ذاتی خلقی اللہ ولا
تفکر ذاتی اللہ اللہ کی مخلوق
میں غور کرو اللہ تعالیٰ کی ذات

وَأَنكَ اُنْدَر دِهْم اُو تَرْکِ اَدَب

کیونکہ تم میں کے دہم میں اُدب کو چھوڑنا ہے

سَر نَگونی آں بُود کو مَوی زَیَر

اندھا پن یہ ہے کہ نیچے کر

زَا نَکَہ حَدمَست با شَد ایں جُنیں

کیونکہ مدہوش کی یہ تعریف ہے

دِر عَجَبِ ہَاشِ بَکَر اُنْدَر رَوید

اُس کے عجائب میں غور کرو

چوں مَیغِش لَش مَیغِش کُم کُنید

جب تم اُس کی صنعت میں حیران ہو جاؤ گے

بَکَر لَاحِصی نَگَوید اُو ز جَاں

وہ دل سے سوائے اُنکے کچھ نہ کہو گے کہ اُن کی شان میں کر سکتا

چوں بَیانش بَیجِ دَست بَواہِش

لے بواہوش! چونکہ اُس کا بیان محدود ہے

رَفَتَن ذَوِ الْقَرَنین بَکَوِہ قَاف و دَر خَواست کَر دَن کَر لے

حضرت ذوالقرنین کا کوہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اسے قاف

قَاف اَز عَظَمَتِ صَفا تِ حَق تَعَالی شَہدَہ بَا مَکُو و جَوَاب اُو

ہیں کچھ سمجھیں سی اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت بتا دے اور اُس کا جواب

کَہ صَفتِ عَظَمَتِ حَق تَعَالی بِ تَقْرِیرِ رَیائِدِ اَلْاِبْرَہِیْمِ ذَوِ الْقَرَنین

دینا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آسکتی اور ذوالقرنین کی

کَہ اَز اَیچَہ تَوَاں کَفت و بِخاطِر داری شَہدَہ بَکُو

خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جاسکتا ہے اور جو ماننا ہے کچھ بتا دے

رَفَتَن ذَوِ الْقَرَنین سَوی کَوِہ قَاف دَید کَہ رَا کَز مَر و بُود صَفا

ذوالقرنین کوہ قاف کی جانب گئے انھوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمر کے برابر تھا

سَکندر تَہا یَہ سَکندر رومی سَہ بہت پہلے گزرا ہے۔ کوہ قاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لفظ

میں اس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔

لے تاکہ ذات خدا میں

مشغولیت نہ ہو اور ہم میں

جکلا ہو یہ خدا کے ساتھ لے لے

ہے جس کی سزا سزا نگوئی ہے۔

سزا نگوئی! اور جس میں کا یہیں

مطلب ہے کہ انسان نیچے

گزر رہا ہو اور یہ سمجھے میں اوپر

چڑھ رہا ہوں۔ حدیث ہے۔

سزا کی تعریف ہی یہ ہے

کہ وہ زمین اور آسمان میں نیچے

اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔

دُر عَجَبِ ہَاشِ بَکَر اُنْدَر رَوید

میں غور کرنا چاہیے اور اُس کی

عظمت اور ہیبت میں کم ہر

جانا چاہیے۔ چونکہ جب اللہ

تعالیٰ کی کارگیری میں غور

کرو گے تو تم پر اپنی حقیقت

کُل جانیگی اور خاموشی اختیار

کرو گے۔

۱۵ جُور۔ اب تم یہ کہو گے

وَأَیضاً تَکُنَّا عَلَیْکَ اَنتَ

کَمَا اَنتَ عَلَی نَفسِکَ

یعنی میں تیری تعریف کا اعلا

نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے

جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی

ہے۔ چونکہ بیانش۔ اب بڑا

فرا ہے کہ کچھ کہی تعریف

کا بیان ختم نہ ہو گیا ہے لہذا

اس میں بحث ختم کر دی جائے

اور خاموشی اختیار کر لیں

جائے۔

۱۶ رَفَتَن حضرت ذوالقرنین

اور کوہ قاف کے کنارے

یہی سمجھا یا ہے کہ اوصاف

باری تعالیٰ کا بیان ناممکن

ہے۔ ذوالقرنین۔ ایک نیک

دل بادشاہ تھا جس کا نام

گرد عالم حلقہ گشت آں محیط
وہ گھیرنے والا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے
گفت تو کو ہی دگر ہا چیتند
انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟
گفت رگہای من انداں کو بہا
اُس نے کہا وہ پہاڑ میری رگیں ہیں
من بہر شہرے رگے دارم نہا
میں بہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی جو
حق چو خواہد زلزہ شہرے مرا
جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ لانا چاہتا ہو تو مجھے
پس بجنبانم من آں گے بقہر
میں فتنے سے اُس رگ کو ہلا دیتا ہوں
چوں بگوید پس شود ساکن رحم
جب وہ پس کہہ دیتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
ہمچو مرہم ساکن و پس کارکن
جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے
نزواں کس کہ نداند عقلاش ایں
جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اُسکے نزدیک
ایں بخارات زمین نبود بداں
سمجھنے والے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں

ماند حیراں اندراں خلق بسیط
اُس وسیع مخلوق میں حیران رہ گئے
کہ بہ پیش عظم تو باز ایستند
کہ تیری بڑائی کے سامنے جسمیں
مثل من نبؤند در حسن و بہا
مثلاً میں نہ بنوں در حسن و بہا
وہ خوبصورتی اور قیمت میں میری طرح نہیں ہیں
برغر و قم بستہ اطراف جہاں
دنیا کے اطراف میری رگوں سے بندھے ہوئیں
امر فرماید کہ جنبان عرق را
حکم دے دیتا ہے کہ رگ کو ہلا دے
کہ بداں رگ متصل گشت شہر
جس رگ سے وہ شہر ہلا دیتا ہے
سکنم وز روی فعل اندر حکم
میں اپنا ہر ساکن ہوں لیکن اُن کے اعتبار سے نہیں ہوں
چوں خرد ساکن وز جنبان سخن
جیسے کہ عقل ساکن ہو اور بات اُنکی وجہ سے حرکت
زلزلہ ہست از بخارات زمین
زلزلہ زمین کے بخارات کی وجہ سے ہے
زامر حق ستا زان کوہ گراں
اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس بیماری پہاڑ کی وجہ سے ہے

بیان آنکہ مور کے برکاغذی رفت نوشتن قلم دید قلم استودن
میں کیا ان کا ایک چوٹی ہی چوٹی کاغذ پر چل رہی تھی اُس نے قلم کا قلم استودن
گرفت مورے دیکر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستایش انگشاں
کرتی شروع کر دی دوسری چوٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اُس نے کہا انکشاں کی
راکن کہ ایں ہنر از ایشاں می بینم مورے دیکر کہ از ہر دو چشم او
تعلیف کر کیونکہ میں یہ ہنر اُن کا سمجھتی ہوں میری چوٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

۱۔ محیط گھیرنے والا یعنی
وہ پہاڑ تمام دنیا کو اپنے حلقہ
میں لے ہوئے تھا۔ گفت -
ڈو العزیم نے کہا تیری بڑائی
کے مقابلہ میں اُن پہاڑوں کی
کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہا
کہہ قاف نے کہا وہ پہاڑ میری
رگیں ہیں جزا و راصل یکساں
نہیں ہوتی اسلئے تم اُن کو
دگر پہاڑ سمجھو گے جو حق
بہر شہرے۔ دنیا کے ہر شہر
کے نیچے میری رگ ہے جس
طرح تمام دنیا میری رگوں پر
آباد ہے۔

۲۔ حق۔ جب اللہ تعالیٰ
کسی شہر پر زلزلہ نازل فرماتا
چاہتا ہے تو مجھے حکم دیتا ہے
میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا ہوں
اور اُس شہر میں زلزلہ آجاتا جو
چوں بگوید جب مجھے حکم
کہ حکم دیتا ہے تو وہ میری رگ
ساکن ہو جاتی ہے بظاہر میں
ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے
اُنکام میں میری رگ و پوجاری
ہے۔ ہمچو مرہم ساکن وہ کہ کام کرنے
کی مثال مرہم اور عقل ہے۔
۳۔ نزواں کس جس کی
عقل میں یہ بات نہیں آتی وہ
زلزلہ کا اصل سبب زمین کے
بخارات کو سمجھتا ہے لیکن
در اصل زلزلہ کا سبب خالی
حکم اور کوہ قاف ہے۔ بیان
اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ
جو عقل مند ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ
پر نظر رکھتے ہیں کہ عقل سبب
کرتی جلتے ہیں۔

تیز تر بود گفت من ستایش باز و کنم کر انگشتان فرع وے اند
تیز تر میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انھیں اس کی فرع میں

گفت بامور و گریں راز ہم
اُس نے دوسری چیونٹی سے بھی یہ راز کہا
پہچور بجان چو سون زار و ورد
جیسے ناز و اور ہے سوس کا کیت اور خوب
وین قلم در فعل فرغت و اثر
یہ قلم کام کرنے میں نسبت اور اثر ہے
کا صبیح لاغر نہ زوش نقش است
کیونکہ گزرا بھی کی طاقت نے نقش نہیں بنائے
مہتر موراں فطن بود اند کے
چیونٹیوں کی سردار تھوڑی سمجھدار تھی
کہ خواب و مرگ گرد و بے خبر
کیونکہ وہ تو نیند اور موت میں بے خبر ہوتا ہے
جز بقفل و جاں نجبد نقشا
مقل اور جان سے ہی نقش بن جتے ہیں
بے ز تعلیب خدا باشد جماد
نیا کے حرکت دیئے بنسب بے ہاں وہ ہیں
عقل زیرک ابلہ ہما می کند
زہین مقل بے وقوفیاں کرتے ہیں

مور کے بر کاغذے دید او قلم
ایک چوٹی سی چیونٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقش ہا آں کلک کرد
کہ قلم نے عجیب نقش کیئے ہیں
گفت آں مور اصبع است آں پیشور
اُس چیونٹی نے کہا، اُنھیں کار گزار ہے
گفت آں مور سوم کز باز و است
تیسری چیونٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے
پہچنیں می رفت بالاتا کیے
اہ! اسی طرح ادھر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گفت کز صورت مینید اس ہنر
اُس نے کہا اس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لبس چوں عصا
جسم ہنر لباس اور عصا کے ہے
یہ خبر بود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یکے ماں از وے عنایت بر کند
تھوڑی دیر کیلئے وہ اُس پر ہرانی کو تائب کر دیتا ہے

باز التماس کردن القرمین از کوفہ قاف و بیان عجائب شنای حق
دو القرمین کا دوبارہ کہہ قاف سے درخواست کرنا اور اشد قاف کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوفہ قاف در نطق سفت
جب کہ قاف نے گویائی کا سوتی پرویا

چونکہ کوفہ قاف در نطق سفت
جب کہ قاف نے گویائی کا سوتی پرویا

از صفات حق بکن با من بیاں
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کرے

کلے سخنگوی خمیر راز داں
اے ہلنے والے، باخبر، راز داں!

لے موت کے۔ مور، چیونٹی
کاف تعریف کا اور یا وحدت
کی ہے۔ راز، بین قلم کا لکنا
کلات، قلم۔ رحمان، تاز و نور
خوشوار ہوا سوس، ایک
نیگلوں پرول ہے۔ قند، گلاب۔
آجی، اس چیونٹی نے کہا کہ
یہ قلم کا ہنر نہیں لگا حاصل
کار گیری کا کب کی انھیں کی

لے تو پر سوم تیسری چیونٹی
نے کہا کہ وہ اصل یکام بازو کا
ہے۔ لیکن سمجھدار کو سمجھت
اس کار گیری کا اصل سبب
جسم نہیں روح ہے۔ صورت
جسم روح کا ایک لباس اور
آر ہے نقش عقل اور جان
بناتی ہے۔ جسے خبر وہ چیونٹی
بھی اس سے بے خبر تھی کہ عقل
اور جان خدا کی ترکیب پر عمل
کرتی ہے۔

۳۵ یک نماں۔ اگر اللہ تعالیٰ
عقل سے تھوڑی دیر کے لئے
اپنی ہرانی ہٹا دیتا ہے تو عقل
بے عقل کے کام کو لے گئی ہے۔
چونکہ جب دو القرمین نے کہہ
قاف کو روٹا دیکھا تو اس سے
دعوت کی۔ کافے۔ اے
کہ قاف قواف کی صفات
سے واقف ہے ہیں اس کی
صفات سے آگاہ کرے۔

گفت و کان و صف زانہا برتر

اُس نے کہا، جا، کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے

یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر

یا قلم کہ یہ مجال ہو کہ نوک سے

گفت کمتر داستانے بازگو

انہوں نے کہا تمہاری سی داستان سنا دے

گفت اینک دشت صدراہ

اُس نے کہا یہ تین سو سال مسافت کا جنگل

کوہ بر کبے شمار بے عدد

پہاڑ بالائے پہاڑ بے شمار اور ان گنت

کوہ برفی می زند بر دیگرے

برف کا پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بڑھتا ہے

کوہ برفی می زند بر کوہ برف

برف کا پہاڑ برف کے دوسرے پہاڑ پر گرہا

گر بنو دے انجینیں وادی شہا

اے بادشاہ! اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا

کہ بیاں برے تواند برد دست

کہ بیان اُس پر دست اور پاسکے

بر نویسد بر صحائف زان خبر

وہ صحیفوں میں اُس کی بابت لکھ دے

از عجبہای حق اے جبرنگو

اللہ کے عجائب کی اے اچھے عالم!

کوہہای برف پر کردہ آشاہ

سناہ نے اُس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا

میرسد در ہر زماں برش مدد

ہر وقت اُن کو برف کی مدد پہنچتی ہے

می رساند برف سردی تانے

برف ٹھنڈک کو زمین کی تک پہنچاتا ہے

زمبدم زانبار بید و شگرف

ہر وقت بے حد اور عجب بوجھ سے

تف دوزخ محو کرے مَر مرا

دوزخ کی سوزش مجھے مٹا دیتی

تا سوزد پردہای عاقلان

تا کہ عقلمندوں کے برے نہ ٹینک مابین

سوختے از نار شوق آگہ قفا

تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا

بہر تہدید لبیاں درہ ایست

وہ لبوں کو ڈرانے کے لئے دوتہ ہے

بر لطفش میں کہ برے سابق

اُنکے کرم کی ٹھنڈک تو دیکھ جو اُس سے آگے ہے

سابق و بسوق بیدی بے وئی

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

تو نے بغیر وئی کے آگے ہو نہیلا اور پیچے رہیگا

اے گفت، کوہ قاف نے کہا

اللہ قاف نے اوصاف بیان

سے بالاتر ہیں۔ یا قلم، زلف میں

یہ طاق ہے کہ اُن کو تحریر

کر سکے۔ جبر بڑا عالم، گفت

کوہ قاف نے قدرت کا ہاں کیا

بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ

جنگل اتنا وسیع ہے کہ میں ہر

سال کی مسافت کا ہے اس

کو خدا نے برف سے کر کیا ہے

اور اب اس پر برف کی تہیں

جتنی رہتی ہیں۔

کوہ۔ اس جنگل میں اللہ

تعالیٰ نے برف کے پہاڑ جمع

کرائے ہیں۔ اگر تھو دے، اس

میں یہ محبت ہے کہ اگر اس

جنگل کے برف کے پہاڑوں

کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ

کی آگ کی گرمی مجھے پھونک

فاتح، غافلان، اگر غافلان

کی غفلت کا اثر مارنوں کے

دل پر نہ پڑتا تو مارنوں کا

شوق اُن کو کھاتا۔

کوہ۔ مکتب، غافلان کی غفلت

کا اثر مارنوں کے دل پر رہی

اثر کرتا ہے جو برف کے پہاڑ

کوہ قاف کے لئے کر رہے ہیں۔

آتش۔ دوزخ کی آتش جس کی

تاثر کا اس قدر بیان جو بادشاہ

کے قہر و غضب کا ایک ذرہ

ہے، باچھیں لیکن قہر و غضب

کی اس حالت کے باوجود اللہ

تعالیٰ کے کرم کی ٹھنڈک اس

سے برمی ہوئی ہے، جتنی محبت

کی غضب پر جس سبقت نہیں

ہے بلکہ معنوی ہے رحمت اور

غضب دونوں اللہ کی صفت

ارادہ کی صورتیں ہیں اور ارادہ

لے گرتوی۔ ایک ہی چیز
سابق بھی ہوا و سبوت بھی
اگر یہ تیری سمجھ میں نہیں آیا
تو یہ تیری عقل کا نقصان ہے
اور انسانوں کو عقل کا نقص
ساحقہ بلا ہے جو نیکی کی
آلائشوں میں ہے اگلی پرواز
اعلیٰ ملام کی طرف نہیں ہوتی۔
ترغ۔ پرند کی پرواز صرف
آسمان کی فضا میں ہے اسی
طرح ناقص عقل کی پرواز کا
حال ہے۔ پس۔ رحمت اور
غضب کے سابق اور سبق
ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا
ہے تو اس کا اقرار اور انکار
نکر بلکہ اپنے عجز کا اظہار کر
رحمت خداوندی دستگیری
کر۔ گئی۔ مگر بے جا کہے سمجھنے
کا اقرار کرے گا تو یہ مختلف
ہے جو جائز نہیں۔

لے در گوی۔ اگر نکار گ
تو تھہر قہر خداوندی نازل
ہوگا۔ پس حیرانی اور حیرت
اختیار کر اندکی مدد آجائے گی۔
چونکہ حیرانی اور عاجزی کی
حالت میں تو ہر در کہے گا لے
اللہ مجھے ہدایت فرما دے۔
زنت۔ حقائق کا سمجھنا مشکل
ہے لیکن انسان جب مایوسی
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت
فرماتا ہے اور حقائق سمجھ میں
آجاتے ہیں۔

لے تاکہ کسی حقیقت کی
بڑی صورت متکبر کیے ہوئی ہو
چونکہ جب انسان عجز اختیار
کرتا ہے تو وہی بڑی صورت کمال
نجاتی ہے۔ نمودن۔ اس قدر سے

گر ندیدی آں بود از فہم پست
اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ ناقص عقل کی وجہ سے ہے
عجب بر خود نہ بر آیات میں
اپنا عجب سمجھ، نہ دین کی آیتوں کا
مُرغ را جولاں کہ عالی ہواست
(تیرے) پرند کی بلند پرواز کا، غیب ہے
پس تو حیراں باش بے لا و بے
پس تو حیران رہ و بغیر نہیں اور ہاں کے
چوں ز فہم ایں عجائب کو دنی
جس کے قرآن عجائب کے سمجھنے میں نااہل ہے
وَر بگوئی نے زند نے گردنت
اگر تو نہیں کہیگا، نہیں تیری گردن کا نیکی
پس ہمیں حیران والہ باشوں پس
قراسی طرح سے حیران اور گتہ رہ اور پس
چونکہ حیراں گشتی و سچ و فنا
جبکہ تو حیران ہوگا اور ناچیسہ اور فنا
زنت زنت و چو لڑاں میثوی
بڑا بڑا ہی ہے اور جب تو لڑ گیا
زانکہ شکل زنت بہر منکرست
کیونکہ بڑی شکل منکر کے لئے ہے

کہ عقول خلق آں کان یک ستو
کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان (ہیں) ایک ہی لکیر ہیں
کے رسد بر حیرخ دیں مرغ گلین
دین کے آسمان پر پہنچیں میں سنابر نہ کہ پہنچ سکتا ہوں
زانکہ نشو او ز شہوت و ز ہواست
کیونکہ نشو کا نشو و نما، شہوت اور نفسانی خواہش
تا ز رحمت پشت آید محلے
تا کہ رحمت کا کادو نہر سے سامنے آجائے
گر بے کوئی تکلف می کنی
اگر تو ہاں کہے، تکلف برتے گا
قہر بر بندد بیداں نے روزنت
اس میں نہیں ہے قہر تیرا روزن بند کر دے گا
تا در آید نصرت از پیش و پس
تا کہ اللہ (تعالیٰ) کی مدد آگے اور پیچھے سے آجائے
با زبان حال گفتی اھدنا
زبان حال سے تو نہیں ہدایت دے، کہے گا
می شود آں زنت نرم و مستوی
وہ بڑا نرم اور ہموار ہو جائے گا
چونکہ عاجز آمدی لطف پرست
جبکہ تو عاجز ہو گیا تو، مہربانی اور مہلائی ہے

نمودن جبریل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت خوش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبریل کا اپنے آپ کو مہربانی اعلیٰ صورت پر
وازمہ مقصد پر اوچوں یک پر ظاہر شد اتق را بکرفت و
ظاہر کرنا اور اُن کے سات تلو پڑوں میں سے جب ایک پر ظاہر ہوا اُس نے
آفتاب محبوب شد
آسمان کے اطراف کو گھیر لیا اور سورج چمپ گیا

مُصطفیٰؐ می گفت پیشِ جبریلؑ
مُصطفیٰؐ نے جسبریلؑ سے کہا
مَر مرا بنمای محسوس آشکار
مجھے واضح (اور محسوس کر کے) دکھائیے
گفت نتوانی و طاقت نبوتؐ
کہ میں نہ ہوں (دیکھ سکتے) اور آپ کتاب نہ لکھ سکتے
گفت نہ تا تابہ بیند این جسد
آپ نے فرمایا دکھا دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے
آدمی را ہست حسن تن عظیم
آدمی کی جسمانی حسن ناقص ہے
بر مثال سنگ و آهن این تنہ
یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے
سنگ و آهن مولدِ ایجادِ نار
پتھر اور لوہہ آگ بجھنے کی پیدا کنش گاہ ہے
باز آتش دستکار و صفِ تن
پھر آگ جسم کے اوصاف کی دستکاری ہو
باز در تن شعلہ ابراہیمؑ دار
پھر بدن میں (حضرت) ابراہیمؑ کی طرح شعلہ ہو
گر بر آری از درونت آتش
اگر ترائے اندر سے آگ ظاہر کرے
لاجرم گفتاں رسولِ ذوقِ نال
لامحال اس صاحبِ کمالات رسولؐ نے فرمایا
ظاہر آئیں دو بندانے زبوں
بظاہر یہ دونوں ہتھوڑے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورتِ تسلیٰ خلیلؑ

اے دوست! جیسے تیری (اپنی) صورت ہو
تا بہ بنیم مرثرا نظارہ وار
تاکہ میں تمہیں نقارہ کر نیلے کی طرح دکھ لوں
حسن ضعیف و تشک سخت آید
حسن (جسمانی) ضعیف اور کمزور ہو، آپ کو پریشانی ہوگی
تا چہ حد حسن نازک ست لبے مدد
کہ حق کس قدر نازک اور بے طاقت ہے
لیک در باطن کے خلق عظیم
لیکن باطن میں ایک عظیم معنی ہے
لیک ہست او در صفت آتش
لیکن وہ صفت میں چھتا ہے
زاد آتش زیں دو والدِ قہر بار
قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا
ہست قاہر برتن او شعلہ ان
وہ شعلہ زنی سے اس کے جسم پر غالب ہے
کہ ازو مقہور گرد در جِ نار
کہ اس سے آگ کا کڑوا مغلوب ہو جاتا ہے
آتش گرد و مطیع و دلخوش
آگ تیری فرمانبردار اور راضی ہو جائے
رَمَزِ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ
اشارہ ہم پیچھے ہیں، پہلے ہیں، کا
در صفت از کانِ اہنہا فرو
صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ سربراہ آنحضرت نے حضرت
جبریلؑ سے کہا کہ اپنی اصل
صورت دکھا دیجئے تاکہ میں اس
کا نقارہ کروں۔ گفت: اے خلیلؑ
میں نے کہا کہ جسمانی حواس کمزور
ہوتے ہیں وہ اس نظارہ
کی تاب نہ لاسکیں گے اور
آپ کو تکلیف ہوگی۔ ابراہیمؑ
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اصل
صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم
کو اپنے حواس کی کمزوری معلوم
ہو جائے۔ آدمی مولانا فرماتے
ہیں کہ انسان کے جسمانی حواس
یقیناً کمزور ہیں لیکن روح
انسانی نہایت طاقتور اور
بڑی مخلوق ہے۔
۲۔ بر مثال۔ انسان کے
جسم کی مثال لوہے اور پتھر
کی ہے لیکن اس کی صفت
چھتا کی ہے جس میں
آگ میں قوی مخلوق پوشیدہ
ہوتی ہے۔ سنگ پتھر اور
لوہے سے آگ پیدا ہوتی ہو
جو قہر ڈھانڈتی ہے۔ باز آتش
قوی کا ضعیف سے پیدا ہوتا
مشہد نہیں ہے۔ انسان کا
بدن چھتا کے ذریعہ آگ
پیدا کرتا ہے اور وہ انسان کے
بدن کو چھونک ڈالتی ہے۔
۳۔ لاجرم۔ ہتھوڑے نے اپنی
آنت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی
پیداوار تھی لیکن چونکہ
یہ پیداوار اصل سے بھی

ہوتی ہے اس لئے اس کو اُن سے سابق بتایا۔ ظاہر پتھر اور لوہہ ہتھوڑے سے عاجز ہیں لیکن اُن
سے جڑا آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی کانوں کو بھی گھونکتی ہے۔

لے پڑے۔ انسان اگرچہ دنیا اور جہان کی پیداوار ہے لیکن اس سے بڑھا ہوا ہے۔ ظاہر انسان کا ظاہر ہی جسم بھر سے عاجز آجاتا ہے لیکن اس کی روح ساتوں آسمانی کو گھیرتی ہے چونکہ آنحضرت کے اصرار پر حضرت جبریلؑ اپنی اصلی صورت پر نمایاں ہو گئے۔ اجماع۔ اصرار مندرک۔ پارہ پارہ شدہ۔ شہرے۔ حضرت جبریلؑ کے بازو کے ایک پرنے مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔

آں مہابت حضرت جبریلؑ نے عرض کیا کہ خوف اور ہیبت شکروں کے لئے ہوتی ہے۔ تجھ کو۔ اظہار ہیبت۔ راہنمائی۔ یعنی بغیر منت کے ہیبت۔ بادشاہ عوام پر ہیبت طاری کرتے ہیں، خاص پر مہربانی کرتے ہیں۔ برزشت۔ یعنی جلوس۔ عمام۔ تیرنگار۔ دود باش۔ دودیزد جو نقیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نقیب اٹھاتا کرتا ہوتا ہے کہ بادشاہ کی سواکھ آ رہی ہے عوام راستہ سے دور ہو جائیں۔ ہیبت۔ خوف۔ ایں۔ یہ بادشاہ کا سارا رعب و دبدبہ راستہ کے عوام و خواص کے لئے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے نکالیں۔ تا من۔ یعنی نامیت اور بکتر خود جسے بکتر و کار۔ یعنی بادشاہ غمت کے وقت بکتر و کار پر بھی قرار ہے۔

دست چہارم

مثنوی مولانا رومؒ

پیش بصورت آدمی فرع جہاں
پس آدمی سوڑا دنیا کی فرع ہے
ظاہر شس رائشہ آرد پھر رخ
اس کے ظاہر کو ایک پھر چھا دیتا ہے
چونکہ کردار الحاح بنمود اندکے
جب انھوں نے اصرار کیا انھوں نے دکھادی توڑ دی
شہرے بگرفتہ مشرق و غربا
ایک قبہ جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا
چوں زبیم و ترس بہوشش بدید
جب انھوں نے اُن کو خوف اور ڈر سے بہوش کیا
آں مہابت قسمت بیگانگان
وہ خوف۔ بیگانوں کا حقیقہ ہے
ہست شاہاں رازمانے برشت
جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے
دور باش و نیزہ و شمشیر ہا
دو شاخہ اور نیزہ اور تلواریں
بانگ چا و شاول آں چوگان ہا
نقیبوں کی آواز اور بگتے
ایں برائے خاص و عام رہگذر
یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے
از برائے عام باشد ایں شکوہ
یہ دبدبہ عوام کے لئے ہوتا ہے
تا من و ماہای ایشاں بشکند
تاکہ اُن کی خودی اور انانیت کو توڑ دے
شہر ازاں ایمن شود کاں شہر ہا
شہر اسی سے پراسن ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

در صفت صل جہاں یں بیاں
صفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ
باطنش باشد محیط ہفت خرخ
اس کا باطن ساتوں آسمانی کو محیط ہوتا ہے
ہیتے کہ شود زان مند کے
وہ ہیبت کہ بہاڑ اس سے ریزہ ریزہ ہوتا ہے
از مہابت گشتہ بہش مصطفیٰ
مصطفیٰ، اخوت سے بے ہوش ہو گئے
جبریلؑ آمد در آغوشش کشید
جبریلؑ آئے اُن کو بطن میں لپکا
واں تخمش دوتاں رار انگاں
اور وہ محبت و شفقت دوستوں کیلئے ہے
ہول سر تنگان صا رہا بدت
پناہیوں کی ہیبت اور تلواریں ہاتھ میں
کہ بلرزند از مہابت شیر ہا
کہ خوف سے شیر لرزتے ہیں
کہ شود مست از ہمیش جاہا
کہ اُن کے ڈر سے جانیں سہمتی ہیں
کہ کند شاں از شہنشاہی خبر
تاکہ اُن کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے
تا کلاہ کبر بہت دآں گروہ
تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں
نفس خود میں فتنہ و شر کم کند
مکبر نفس فتنہ اور شہرہ پھیلائے
دار داند قہر زخم و گیر و دار
غصہ میں اذیت اور بکڑ و حکو رکھتا ہے

پس بمیر و آں ہو سہا در نفوس
تر نفوس میں ہو سیں مرہانی ہیں
باز چوں آید بسوی بزمِ خاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
حلم بر حلم ست و رحمت ہا بحوش
برہماری پر برہماری ہوا در ضعیفین میں رہی
طبل و کوس و ہول باشد و جنگ
طبل اور نقارہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہو
ہست دیوان محاسب عام را
بادجہ بچہ کی بکھری عام کے لئے ہوتی ہے
آن رہ و آن خود در جنگ و غا
زرہ اور نمود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
جوشن و آن خود مرچالیش رت
زرہ اور خود، خاص جنگ کے لئے ہے
اے سخن! اس بات کا غائر نہیں ہے
اندر احمد اں حسے کاں غارت
احمد کے اندر کی وہ جس جرجب بانیولی ہے
وَالْعَظِيمُ الْخَلْقِ اَکْ کُوْصْفَدَر
وہ بڑی خلق جو مصدقہ سکھ ہے
قَابِلُ تَغْيِيرِ اَوْصَافِ تَنْ سَت
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
لے ز تغیرے کر لا شرقیۃ
(روح) بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ مشرقی ہے
آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد
سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟

ہیبت مانع آید زان نحوس
اس غصہ سے بادشاہ کا خوف مانع آتا ہے
کے بود آنجا مہابت یا قیص
وہاں خوف اور سزا کہاں ہوتی ہے؟
نشوی از غیر جنگ و نخر و ش
تو سازگی اور بانسری تکی آواز کے سوا نہ سیکھا
وقت عشرت باخوہاں و از جنگ
خواص کیساتھ مش کے وقت سازگی کی آواز ہوتی ہے
واں پر رویاں گرفتہ جام را
اور حسین جامِ تمنا سے ہوئے ہیں
وہ شراب نقل در بزم صفا
شراب اور چھینا خلوص کی مغل میں ہوتا ہے
وہ حریر و ورد مر تعرش رت
اور ریشمین کپڑا اور مہتاب عام تخت نشینی کیلئے ہو
ختم کن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوَسَادِ
ختم کر، اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے
خفتہ ایں دم زیر خاک شربت
اس وقت مرے کی ہمتی کے نیچے سوئی ہوئی ہے
لے تغیر مقعد صدق اندر ست
بغیر تغیر کے "سجائی کی جگہ" کے اندر ہے
روح باقی آفتاب و شن ست
باقی رہنے والی روح نور و شمس کی طرح ہے
لے ز تب بدلی کر لا غربیۃ
(وہ) بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ مغربی ہے
شمع از پروانہ کے بیہوش شد
شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

۱۔ نحوس یعنی نیکری و بخت
باز جب بادشاہ اپنی خاص
مجلس میں ہوتا ہے تو وہاں
از خوف ہوتا ہے نہ بد میں
قتل کا ڈر ہوتا ہے قلم یعنی
خاص مجلس میں برہماری ہی
برہماری ہوتی ہے بلکہ یعنی
یہ صرف جنگ کے وقت کے
لئے ہے جس و عشرت کی
مجلس میں جنگ رباب ہوتا
ہے۔ بہت۔ محاسب کی بکھری
عام کے لئے ہوتی ہے خاص
مجلس میں مینوں کے ہاتھ میں
جام ہوتا ہے۔ آن۔ سازگی
جنگ کے لئے ہوتا ہے پیش و
عشرت کی مجلس میں نقل و
شراب پینے ہے
۲۔ جوشن۔ زرہ۔ خود جنگ
میں اور مجھے کی کوپے کی ٹونہ
پاکیش۔ جنگ۔ اس میں یعنی
قہر و رحمت کی شان کا ذکر
اندر اب پھر آنحضرت کی سیرت
کا ذکر شروع کیلئے۔ غارت
غروب کرنے والا۔ غارت۔ غارت
عظیم الخلق یعنی آنحضرت
کی روح مبارک۔ مقدر۔
صدق۔ مقصد۔ صدق۔
یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص مجلس
۳۔ قابل تغیر جسم کے خاص
اور اوصاف تغیر کو قبول کرتے
ہیں۔ روشن یعنی ناسوتی
اور صاف سے پاک ہے۔
۴۔ مشرق و غرب عالم
خلق میں ہے اور روح کو خلق
عالم امر سے ہے۔ آفتاب۔
آنحضرت مثل آفتاب در شمس کے
ہیں حضرت جبریل مثل ذرہ
اور پروانہ کے ہیں۔

۱۔ جسمِ آفتور کی یہ جسمانی
بہوشی تھی۔ پتھر۔ بیماری اور
درد و رنج کا تعلق بھی جسم سے ہے
خود۔ روح کے اوصاف بیان
سے باہر ہیں اگر بیان کئے
جائیں تو کوئی سننے کی تاب
نہیں لاسکتا۔ رو بہوش یعنی
آفتور کا جسم مبارک۔ تیرے ما۔
یعنی آفتور کی روح مبارک
خفتہ بود آفتور کا ارفاد ہے
نکاح عینائی کو لانا نہ کلینی
میری دونوں آنکھیں مٹی ہیں
دل نہیں موتا ہے۔ تو روح
مبارک مٹی نہ تھی بلکہ اس پر
جسم کی حفاظت سے ایک
غیر امتیازی تغافل طاری ہوا
تھا۔ نرم ساز یعنی مست جو کہ
نرم بنا دینے والا خفتہ ساز۔
آفتور ملک روح کی صفیت حقیر
حق تعالیٰ میں ہی ہو کہ وہ مجرب
سے قائل رہتے ہیں درد کوئی
ظالم ظلم نہ کر سکے۔ تجویز ایک
کلوی ہے جو دوا میں کام آتی
ہے حقیر چیز مراد ہے
۲۔ نقش غریبکہ بہوشی کا
تعلق آفتور کے جسم سے تھا اور
روح کا تغافل اس وجہ سے تھا
کہ وہ یاد کی محنت میں بہوش
تھی۔ یاد کا ہوا ہوا ایسا
ہی ہے جیسا کہ چاند مجسم ہوا
کیونکہ جو کام ہوا کرتا ہے وہ کام
اسکی ذات کرتی ہے۔ آفتور حضرت
جبریل کے پر سے بہوش ہونے
کی وجہ سے کوئی نہ کہے کہ جبریل
آفتور سے نہیں ہیں اسلئے کہ
آفتور تو تھوڑی دیر کیلئے بہوش
ہوئے۔ اگر وہ اپنے روحانی
پر دل کو چھوڑ دیں تو جبریل کی بیش

جسم احمد را تعلق بد بدان

اس بے ہوشی سے احمد کے جسم کا تعلق تھا
ہمچور خور می پیموں خوابِ درد

جیسے بیماری اور جیسے سونا اور درد
خود تنانم و ربگویم وصفِ جاں

میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں اور اگر وصف کا وصف
رو بہش گریک دے آفتور بود

ایک لہری اگر تھوڑی دیر کے لئے برفشان ہو گئی تھی
خفتہ بوداں شیر کز خواستِ پا

وہ شیر سوا ہوا تھا جس نے سے پاک ہے
خفتہ ساز شیر خود را اپنچناں

شیر اپنے آپ کو ایسا سوا ہوا بنا لیتا ہے
ورنہ در عالم کرا ز ہرہ بدے

ورنہ دنیا میں کس کی مبالغہ ہوتی
نقش احمد زان نظر بہوش گشت

احمد کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا
مہمہ گفت معطلی نورِ یاش

چاند عطا کر نیوالا، نور چھڑکنے والا مجسم ہوا
احمد اربکشا ید آں پیرِ جلیل

احمد اگر وہ عظیم پیر کہو لیں
چول گذشت احمد سہ و مرصد

جب احمد سہرہ (المثنوی) اور اسکی جگہ سے گذرے
گفت اور انزیم آو نایست

اے احمد نے ان اجڑے اکو کا میرے پیچھا جاؤ اور نہ پھر
کیلئے بہوش ہو جائیں۔ ۳۔ چوں گذشت۔ اب آفتور کی حضرت جبریل سے انعطیت کا بیان فرماتے

ایں تغیر آن تن باشد بدان

سمجھئے! تغیر جسم میں ہوتا ہے
جاں زین و صا باشد پاک فرد

روح ان باتوں سے پاک اور مجدا ہے
زلزل افتد دریں کون و مکان

تو کون و مکان میں زلزل آجائے
شیر جاں مانا کآں دم خفتہ بود

یقیناً روح کا شیر اس وقت سوا ہوا تھا
اینست شیر نرم ساز و سہناک

عجب نرم کر دینے والا اور خونگ شیر ہے
کہ تماش مژدہ دانند اس سگا

کسب کئے اس کو مژدہ سمجھ لیتے ہیں
کوز بودے از ضعیفے تربدے

کہ وہ کوزر سے تربد بھی جسمیں سکتا
بحر آواز مہر کف پر جوش گشت

آکا سمندر روح، یاد اللہ کی محنت میں پر جوش ہو گیا
ماہ را اگر کف نباشد گو مباحش

اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کہ دے نہ ہوا کرے
تا ابد بہوش ماند جبریل

تو جبریل ہمیشہ کے لئے بہوش ہو جائیں
از مقام جبریل و از حدش

جبریل کے مقام اور انکی حد سے گزرنے،
گفت وزیں پس مرا دستور نیست

انہوں نے کہا جانیے اسکے بعد مجھے امتاز نہیں ہے
میں کو معراج میں وہ آفتور کا ساتھ نہ دے سکے اور سہرہ المثنوی تک پہنچ کر کہنے لگے کہ اگر اس کے برعکس ہوں گا
تو میرے بر جاتی سے مل جائیں گے اور آفتور کی سیر اس سے آگے تک ہوں گی۔

گفت اور اہیں پیر اندر تویم
انہوں نے اُن سے کہا ہاں میرے پیچھے آؤ آئیے
باز گفت اور اہیا اے پردہ سو
انہوں نے اُن سے پوچھا کہ اسے پردہ سوز آ جا
گفت بیرون میں اے خوش فہم
انہوں نے کہا اے میرے اقبال خدا میں مدد سے ہاں
حیرت اندر حیرت اندر قصص
ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
بیہشیا جملہ اینجا بازی است
یہ ساری بیہوشیاں یہاں کھیل ہیں
جبرئیل اگر شریفی گر عزیز
اے جبرئیل! احوا تم شریف ہو خواہ عزت والے
شمع چوں دعوت کند وقت فرو
شمع جب روشن ہو گئے کہ وقت بجلائے
ایں حدیث متقلبے اگر کن
اس آئین بات کو دفن کر دیجئے
بند کن مشک سخن پاشیت را
اپنی گفتگو کی مشک پاشی کو بند کر دیجئے
آنکہ بزم گزشت اجزائش از زمین
جس شخص کے اجزاء زمین سے نہیں گزرے ہیں
لَا تُخَالِفُهُمْ حَبِيبِي دَارِهِمْ
اے میرے پیارے! مخالفت کرا کی ملاقات کر
اَعْطِ مَا شَاؤَا وَرَأْمُوْا وَارْضِهِمْ
دے جو وہ چاہیں اور ارادہ کریں انکو راضی رکھ
تاری اندر رشہ و درناز خوش
جینک کو توشاہ اور عمدہ ناز پر پہنچے

گفت رور و من حریف تو نیم
انہوں نے کہا جائے جائے میں آپکا ساتھی نہیں ہوں
من با وج خود نہر فستق مہنوز
میں تو ابھی اپنی بلند ہی پر نہیں پہنچا ہوں
گر زخم پرے بسوز دیر من
اگر میں پر ہلاؤں میرے پر جل جائیں گے
بیہشتی خاصگاں اندر خض
خواص کی غفلت انہیں کے معاملہ میں
چندر جان داری کہ جان داری آ
آپ کتنی جان رکھتے ہیں ہر جان کی شفقت ہو
تو نہ پروانہ ونے سمع نیز
تم نہ پروانہ ہو اور نہ سمع
جان پروانہ نہ پر سبز دز سوز
پروانہ کی جان جلنے سے پر سبز نہیں کرتی جو
شیرا بر عکس صید کو رکن
شیر کو بالعکس گور کا شکار بنا دیجئے
و امکن انبان قلما شیت را
تو جو چاہے کہو اسکے قیلے کو نہ کہوئے
پیش او معکوس قلما شیت ایں
"تو جو چاہے کہو" اس کے لئے آؤں ہے
يَا غَوِيًّا نَايَا لَا فَي دَارِهِمْ
اے مسافر! جان کے گھر مہان ہے
يَا طَعْنِيْنَا سَاكِتًا فِيْ اَرْضِهِمْ
اے مسافر! اُن کے وطن میں ٹھہرے جوئے
رازیابا مرغزی می ساز خوش
اے رے کے رہنے والے! مرغز کے رہنے والے سے
اجنبی نہ

لہ حیرت یعنی حضرت
جبرئیل نے آنحضرتؐ کی فرمائش
پر غفلت کیوں برقی اس پر
حیرت ہے۔ خاصگاں یعنی
حضرت جبرئیلؑ وغیرہ۔ انہیں۔
یعنی آنحضرتؐ۔ جبرئیلؑ حضرت
جبرئیلؑ کو خطاب ہے کہ تم
شمع محمدیؐ کے پروانہ نہ تھے
ورنہ اُن کے جلانے پر پر جل
جانے کا مقرر نہ کرتے مولانا
کی رائے میں سوزہ الفتہیں
حضرت جبرئیلؑ کی حیرت واز
خود اُن کی متعین کردہ ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے
متعین نہیں ہے لہذا آنحضرتؐ
کے جلانے پر اُن کو آگے بڑھا
چاہئے تھا خواہ اُنکے پر جل
جاتے اور جان جاتی یا نہ جاتی
موت تو ایک کھیل ہے۔

لہ ایں حدیث۔ اب مولانا
محام الذہن کو خطاب کرتے ہیں
کو عوام کی عقلیں اُنہی میں لہذا
ہماری یہ باتیں انکو اُنہی معلوم
ہونگی اب یہ قسم کر دیجئے اور
اپنے آپکو کہ آپ بمنزلہ شیر ہیں
گور جو عوام ہیں اُن کا شکار
بنا دیجئے اور بات کرنے میں
اُنکے تابع بنجائیے۔ پاشیت۔
یعنی مشک سخن پاشی تو۔
قلما شیت۔ کہ تو جو چاہے۔
سکھ آنکہ۔ آگے منشا کی ہیں
عوام کو اُنہی نظر آتی ہیں وہ
لوگ ناسوتی ہیں۔ لَا تُخَالِفُهُمْ
آپ انہیں ماضی طور پر میں
انکی عقل کے مطابق باتیں کرتے
رہیے۔ تاری۔ آپ کا وطن ملک
آخرت ہے۔ دوزیا۔ ملا تو میرے
سارے والدین مولانا فیضان

ترغوی۔ مراد کار ہے والدین عوام اُن دنوں لوگوں کے رہنے والوں میں بہت کم تھا۔

اے موصیٰ! حضرت موسیٰؑ کو
حکم تھا کہ وہ فرعونوں سے نرم
بانی کریں آپ بھی ایسا ہی
کریں۔ آپؑ گرم تیل میں ٹٹائی
ڈالو وہ آبل جھڑے کا دیگ
اور چلے جائیں خراب ہوگا۔
مخالفوں سے سخت بات
کرنے میں بات بگڑتی ہے۔
نرم بات نرمی سے کیجئے لیکن
صحیح کیجئے اُن کی خاطر غلط
بیانی نہ ہونی چاہیے۔ دیکھو
عصر کے بعد کا وقت مقرر ہے
کے لئے ہوتا ہے۔ گو نرم
اور صحیح بات کرنے کا طریقہ
یہ ہے کہ اپنی کھانے والے
کو قند کے فائدے بتائے
جائیں نرمی میں غلط بات یہ
ہے کہ اس کو اپنی کھانے کی
ترغیب دی جائے۔

اے نطقِ جاں! آپ دعا کی
طور پر نصیحت کریں جس میں
لفظوں کی ضرورت نہیں ہے۔
سرخ خرہ نالیز اور انگوڑستان
میں جانوروں کو ڈرانے کیلئے
مرہ گدھے یا اور کسی
وحشت ناک چیز کو کھڑا کرنا
جاتا ہے تو جانور ڈر کر بھاگ
جاتے ہیں اور خرہ بوزوں اور
انگوڑوں سے محروم ہوجاتے
ہیں عوام کی سمجھ میں نہ آنے
والی بات بھی اُن کیلئے سرخ
ہیں جاتی ہے وہ حقائق پر
غور کرنے سے محروم ہوجاتے
ہیں۔ تیج۔ مینٹھا۔
اے حسنا! راجعہ مثنوی کے
علوم جو بمنزل انگوڑستان اور
نالیز کے ہیں انہیں وہ باتیں
کہ جو عوام کیلئے سرخ نہیں

مولانا درپیش فرعونِ زمین
اے موسیٰؑ! زمانے کے فرعون کے سامنے
آب اگر در روغنِ جوشاں کنی
اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
نرم گولی کن ملگو غیر صواب
نرم بات کہئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کیجئے
وقتِ عصر آمد سخن کو تاہ کن
عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
گو تو مر گلِ خوارہ را کہ قند بہ
آپ اپنی کھانے والے سے کیجئے کہ شکر بہتر ہے
نطقِ جاں را روضہ جانیستی
آپ دعا کی گفتگو کے لئے ردمانی بانی ہو ہیں
ایں سرخر در میان قند زار
اس گدھے کے سر نے شکر کے کیت میں
ظن بر داز دور کا یں آنت پس
دور سے اُنھوں نے خیال کیا کہ پس بھی تھا
صورتِ حرفِ آں سرخر اَلقین
حرف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے
اے ضیاء الحق حُسام الدین برآر
اے ضیاء الحق حُسام الدین مکان دیجئے
تا سرخر چوں بگرد از مسلخہ
تک جب گدھے کا سر رندہ کی دھڑ سے مر جائیگا
ہیں زما صورتِ تگری و جاں ز تو
خبردار! ہماری جانتے موت نہانا اور ازلِ حیرت

نرم باید گفت قولا لیتنا
نرم بات نرمی سے کہنی چاہیے
دیگران و دیگرے اویراں کنی
چولے اور دیگر کو تہا کر دے گا
و سوسہ مفروش درین الخطاب
خطاب کی نرمی میں دوسرے نہ بھلائیے
آنکہ عصرتِ عصر را آگاہ کن
اے وہ کہ تیرا کاندہ نواز آگاہی بخشے والا ہے
نرمی فاسد ملکن طینش مدہ
غلط نرمی نہ برتیے، اس کو برتی نہ دیجئے
کہ حروف و صوت مستغنیستی
کیونکہ آپ حروف اور آواز سے بے نیاز ہیں
اے بساکس را کہ نہ ہا دست خار
بہت سے لوگوں کے لئے کانٹے رکھ دیے ہیں
چوں مچ مغلوبِ وامی رفت پس
مغلوب مینڈھے کی طرح وہ ٹوٹ گئے
در ز معنی و فردوس بریں
معانی کے انگوڑستان اور جنت میں
ایں سرخر ازین بطیخ زار
اس نالیز سے گدھے کے سر کو
نشود دیگر بخشدش آں مبطو
وہ نالیز اس کو دوسرا نشو دنا، بخندے گا
ہیں زما صورتِ تگری و جاں ز تو
نہیں غلطی ہے یہ بھی کہی جاتی ہے وہ بھی کہی جاتی ہے

سرخ خرہ بہن سرخر سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ نیا کی آلائش سے صاف ہو جائیگے تب یہ نالیز یعنی مثنوی
انکو مفید ہوگی جیسکو یعنی نالیز بہن مولانا فرماتے ہیں کہ حُسام الدین میں نہیں ملے یہ نصیحتیں کرنا یہوں کہ مثنوی میں
اگرچہ الفاظِ خیر سے ہیں لیکن معانی میں تباہی عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی دونوں تباہ

مثنوی صورت بود جانِش توئی

مثنوی صورت ہے اس کی جان آپ ہیں

بر فلک محمودی اے خوشید فلش

اے روشن مروج! آپ آسمان پر محمود ہیں

تاز مینی با سماءِ یلی بلند

تاکہ زمین ولے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ

تفرقہ بر خیزد و شرک و دوی

تفرقہ اور شرک اور دینی ختم ہو جائے

چو شناسد جان من جان ترا

جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے

موسیٰ و ہارون شوند اندر میں

اب، وہ زمین میں موسیٰ اور ہارون بن جاتی ہیں

چو شناسد اندک و منکر شود

جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہو

پس شناسائے بگردانید رو

تو پہچاننے والا منہ پھیر لیتا ہے

زین سبب جان نبی را جان

اسی وجہ سے بڑی روح، نبی کی روح کو

ایں ہمہ خواندی فرخاں لم یکن

یہ قرآن سب پڑھا (اب) لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور ارکانش توئی

اکی جہت بھی آپ میں کا نور ارکان کے ارکان بھی آپ میں

برز میں ہم تا ابد محمود باش

(خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

یک دل یک قبلہ و یک خوشوند

ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

وحدت است اندر وجود و غنی

رومانی وجود میں یکسانی ہے

یاد دارند اتحاد و ماجرا

تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

مختلط خوش پیمو شیر انگبین

مردہ طریقہ پر گھٹن بن جاتی ہیں جس طرح درود اور شہد

منکری اش پر دہ ستر شود

اُس کا منکر ہونا چھپانے والا پردہ بن جاتا ہے

خشم کرواں نہ ناشکری او

وہ چاند اُسکی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

ناشنا گشت پشت پای زد

نہ پہچاننے والی بنی اور منکریا

تا بدانی لچ آں گبر کہن

تاکہ پڑانے کا تر کا جھگڑنا سمجھ جائے

در بیان اعتقاد و ہون نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر

بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان

علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اور احرز جاں کردن و ظہور شہادۃ اخواہاں بودن

اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور ان کے ظہور کا خواہاں ہونا

نعت او ہر گہرا تعویذ بود

ان کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی

پیش از انکہ نقش احمد فرمود

اس سے پہلے کہ احمد کی صورت شان دکھائے

اے بر فلک! آپ خدا

محمود ہیں خدا کرے کہ دنیا

میں بھی آپ محمود رہیں اور

لوگ آپ کی تعریفوں کے آواز

ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔

تاز مینی۔ ہستی لوگ آپ

سے نکلتی سے گھٹن بن جائیں

تفرقہ۔ جب تک اُن میں

ناسوتیت ہے، روئی ہے

جب روحانی بن جائیں گے

روئی ختم ہو جائیگی۔

۵۲۔ چوں دنیا میں اتحاد

اور تفرقہ کا سبب روحوں کا

اتحاد اور تفرقہ ہے، مومنوں میں

روحوں میں اتحاد ہوتا ہے تو

دنیا میں حضرت و نبی اور حضرت

ہارون کی طرح شہر و شکر بن جاتے

ہیں۔ چونکہ شناسد۔ اگر تعویذ

سہی پہچان کے بعد اُن میں

انجیت آجاتی ہے تو وہ اُن

کی انجیت بانگ پر وہ اور

حجاب بن جاتی ہے۔ پس

شناسا۔ یعنی شرم کی روح،

اس کی ناشکری کی وجہ سے

اُس سے منہ موڑ لیتی ہے

۵۳۔ زین سبب اسی وجہ سے

منکروں کی روح نے آنحضرت کو

پہچانا۔ لہٰذا یکن سورہ لہٰذا

یکن پڑھو ہمارے بیان کی

تصدیق ہو جائے گی کہ وہ

اللہ پہچانتے تھے۔ ہر شہر

ہو گئے۔ حج، جملہ اور۔

۵۴۔ پیش از آنحضرت کی پیش

سے قبل آنحضرت کی تعریف ہر پہچانی

و نصرتی کا توفیق بنی ہوئی تھی اور

یہ کہتے تھے کہ ایک نبی خدا کا

فرستادہ ہے اور آنحضرت کے

تقریر سے اُن کے دل تر پڑتے تھے۔

لے سجدہ اتر سائے سے
 آنحضرت کی جلد بعثت کی
 دہائیں مانتے تھے یہ سجدہ
 قرآن پاک میں ہے کہ کائنات میں
 قبل بعثت نبوی علیہ السلام
 کفر و کفر یعنی یہود بعثت سے
 پہلے ان کی بعثت کی توقع پر
 کافروں کے مقابل میں اپنی
 فتح کی دہائیں ماننا کرتے تھے۔
 چھوٹی ہر ناک عرق مدد
 کر آ رہی احمد احمد کا مدد
 آپ کے نام کی برکت۔
 لے سجدہ دیرینہ و گہنہ۔
 نقش آنحضرت کا تصور ہر
 وقت ان کے ساتھ رہتا تھا۔
 خیال آنحضرت کا صبح نقش
 اور تصویر ان جیسے گیزر صفت
 لوگوں کے دل و دماغ میں
 نہیں آسکتی تھی وہ ان کی۔
 (آنحضرت کی) ایک خیالی تصویر
 تھی۔ دیکھا۔ دیوار کی نگارنی
 اس کا عیب ہے اگر آنحضرت
 کی صبح تصویر دیوار پر چڑ جائے
 تو وہ بھی اپنی دوڑنی چھوڑ دے
 لے اس پر خزان پاک میں
 ہے نما جائے قلم ماقول
 کفر و کفر جب وہ چیز ان
 کے پاس آئی جس کو وہ جان
 چکے تھے قرآن کا کفر کرنے
 لگے۔ بصورت۔ یعنی آنحضرت
 کی بعثت ہو گئی اور اس وقت
 کے ساتھ ان کے سامنے آ گئے۔
 لے قلب۔ وہ کوٹا سکتے تھے
 جب اس پر ایمان کی گرمی پڑی
 وہ اور کالا ہو گیا۔ در قلب
 کھڑوں اور منافقوں کی اہل
 کے دل میں جنت نہیں ہوتی
 ہے۔

دفتر چہارم

مثنوی مولانا رومؒ

کایں چنیں کس ہست تباہ پدید
 کر ایسا ایک شخص ہے حشر کہ وہ دنیا میں نیلا
 سجدہ می کردند کلمے رب بشر
 وہ سجدے کرتے تھے کہ اسے انسانوں کے رب!
 تاب نام احمد از یستفتون
 حضور کے نام کے ذریعہ مع طلب کر لیں
 ہر کجا حرب فہو لے آملے
 جہاں کہیں خونناک جنگ ہوتی
 ہر کجا بیماری مریض بید
 جہاں کہیں غرائی بیماری ہوتی
 نقش اومی گشت اندراہ شا
 اپنی تصویر ان کے راستوں میں گشت کرتی تھی
 نقش اورا کے بیاد ہر شغال
 ہر گیدر ان کی صورت کہاں پاسکتا ہے!
 نقش او بر روی دیوار رفتد
 ان کا نقش اگر دیوار پر پڑے
 اینچنان فرخ بود نقشش برو
 اس پر ان کا نقش ایسا مبارک ہو گا
 گشتہ بایک روئی اہل صفا
 اہل باطن کی یک روئی والی بن جائے گی
 این ہمہ انکار و کفر ادا شا
 ان کا یہ سب اظہار اور کفر پیدا ہو گیا
 این ہمہ تعظیم و تحنیم و داد
 یہ سب تعظیم اور اعزاز اور محبت
 قلب آتش دید در دم شدیہا
 کوٹنے نے آگ دیکھی غمزا کالا ہو گیا

از خیال سوش دل شاں می طہید
 ان کے چہرے کے خیال سے ان کا دل دلتا
 در عیاں آریش ہر چہ زود در
 جس قدر جلد ہو سکے ان کو ظاہر کر دے
 باغیاں شاں می شدندے سترنگوں
 ان سے باغی سترنگوں ہو جاتے تھے
 عون شاں کتراری احمد بنی
 آنحضرت کی مدد آ رہی ان کی مددگار ہوتی
 یاد او شاں داروی شافی بک
 ان کا نام کو یاد کرنا شفا دینے والی ندا ہوتی
 در دل در گوش و در افواہ شاں
 دل اور کان اور آن کے مونیوں میں
 بلکہ قرع نقش او یعنی خیال
 بلکہ ان کی صورت کی قرع یعنی خیال تھا
 از دل دیوار خون دل چکد
 تو دیوار کے دل سے دل کا خون پکھنے لگے
 کہ زہد در حال دیوار از دورو
 کہ دیوار غمزا دوروئی سے نجات پائے گی
 آں دوروئی عیب مر دیوار را
 دوروئی دیوار کے لئے (بھی) عیب ہے
 چوں در آمد سید آخر ماں
 جب سید آخر زمان تشریف لے آئے
 چوں بدیدندش بصورت بردباد
 جب انہوں نے ان کی صورت دیکھی براہم ہو گئی
 قلب ادر قلب کے بود دست راہ
 کوٹنے کے لئے، دل میں کب راستہ ہے!

قُلْتُ مِی زَدَلَا فِ اَشْوَاقِ مُحْک

کہنا اسکا کہسوئی کے شوق کی شمع اڑتا تھا
افتداندردام فکرش ناکے

ناتق ہی اُس کے کر کے جال میں پھنسا ہے
کایں اگر نہ نقد پاکیزہ بدے

اگر یہ کھرے اور پاکیزہ نہ ہوتے
سچ ازلاف محک بدین زوے

بکس کسوئی کے دیکھنے کی سہیلیں بگڑتا
او محک می خواہد اما آنجناب

وہ کسوئی چاہتا ہے ہر سبکس ایسی
گر بگویم تا قیامت نہیں کلام

اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کروں گا
اں محک اُونہاں دارد

وہ کسوئی جو چہانے کی منت رکھے
آئینہ کو عیب رو دارد نہاں

وہ آئینہ جو چہرے کا عیب چہانے
آئینہ نبود منافق باشد او

وہ آئینہ نہ ہوگا منافق ہوگا
آئینہ جو راست گوئے بے نفاق

کے کہنے والا بے نفاق آئینہ تلاش کر
تا کہ غین آئینہ ات سازد خدا

تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ بعینہ آئینہ بنا دے
عُش چہ و چرخ چہ اے ذولبا

اے عقل مند ! فرش کیا اور آسمان کیا ؟

تا مریداں را در اندازد بشک

تا کہ مریدوں کو شک میں ڈال دے
ایں گماں سر بر زنداں ہر خے

یہ خیال ہر کینہ سے اُبھرتا ہے
کے بسنگ امتحاں راغب شدے

تو کسوئی کی جانب کب رغبت کرتے
یا بسنگ امتحاں شوقس بدے

یا اُس کو کسوئی کا شوق ہوتا
کہ نگر دو قلبی اوزاں عیاں

کہ اُس کا کھڑک اُس سے ظاہر نہ ہو
صد قیامت بلذر دایں تا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ نامکمل ہے گی
نہ محک باشد نہ نور معرفت

نہ وہ کسوئی ہوگی نہ پہچاننے کی روشنی
از برای خاطر ہر قلباں

ہر دہشت کی خاطر سے
ایں محپیں آئینہ را ہر گز مجو

ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر
ختم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاقِ

ختم کرے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہو
کہ نماید عرش را پیموں سما

کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھائے
فہم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

سمجھ لے ، اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

لے غلبہ می زد کہنا کسوئی
کا شوق اس لئے ظاہر کرتا ہے
تا کہ دوسروں کو شک میں مبتلا
کر دے اور وہ سمجھیں کہ اگر
یہ کھڑک ہوتا تو کسوئی کا شوق
کیوں ظاہر نہ کرنا لیکن ایسے
شکوک میں نا اہل مبتلا ہوتے
ہیں۔

لے او محک۔ ابن نا اہلوں
کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کہنا
کسوئی چاہتا ہے لیکن بھولی
کسوئی چاہتا ہے جس سے
اُس کا عیب ظاہر ہو سکے۔
گر تجھ کویم۔ یہ کلام تو اس قدر
دراز ہے کہ قیامت تک بھی
ختم نہ ہوگا لہذا اس کو ختم
کر دینا چاہیے۔ اُن محک۔
بہر حال اتنی بات اور سن لو
کہ جو کسوئی عیب کو چہانے
وہ نہ کسوئی ہے اور نہ اُس
میں پہچاننے کا وہ ہے۔

لے آئینہ۔ جو آئینہ چہرے
کا عیب چہانے وہ آئینہ
نہیں ہے وہ منافق ہے
ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ کرو۔
راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر
جو چہرہ و عیب دکھا دے تاکہ
ایسے آئینہ یعنی شیخ کے ذریعہ
تجھے خدا پر دایا آئینہ بنا دے
کہ اُس میں عرش آسمان کی
طرح نظر آئے گئے سما۔ عرش۔
عرش اور آسمان تو کیا اس کو کینہ
میں تجھے خدا کی تعالیاں نظر آئے
گیں گی سمجھ لے !

قَدَرُ الْبَقَرِ الْزَّائِعِ مِنَ الْكَلْبِ الْمَشْرِقِ الْعَيْنِ

فہرست مثنوی مولانا رومؒ دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان
۱	مقدمہ	۲۲	۱	۴۱	در بیان آنکہ حکمای طبعی گویند
۲	آغاز مثنوی	۲۳	۱۳	۴۲	تفسیر اس حدیث کہ مثل اُمّی
۳	تمامی حکایت آن عاشق کہ از عس برگشت	۲۴	۱۶	۴۵	قصہ ہدیہ فرستادن بلیقیس
۴	حکایت آن واعظ	۲۵	۲۰	۴۸	کرامات و نور شیعہ عبد اللہؑ
۵	سوال کردن فیض از عیسیٰؑ	۲۶	۲۳	۵۰	باز گردانیدن سلیمانؑ رسولان بلیقیس را
۶	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۳	۵۱	قصہ عطارے کہ سنگ ترازوئے او
۷	قصہ صوفیہ کہ بخاند آمد	۲۸	۲۷	۵۳	دلداری کردن و نواختن سلیمانؑ
۸	حکایت بر سیل تمشیل	۲۹	۲۷		مرآن رسولان را
۹	معشوق را زیر چادر نہاں کردن	۳۰	۳۱	۵۶	دیدن درویشی جماعت مشائخ را
۱۰	گفتن زن کہ او در بند جہاز نیست	۳۱	۳۲	۵۷	نیت کردن اُو کہ ایں زربدرین ہیزم
۱۱	بیان آنکہ غرض از بصیر و سمیع علم گفتن	۳۲	۳۶	۵۹	تحریر فیض کردن سلیمانؑ رسولان را
۱۲	مثل آنکہ دنیا گلشن و تقوئے حمام	۳۳	۳۹	۸۰	سبب ہجرت سلطان ابراہیمؑ
۱۳	قصہ آن دبّار کہ در بازار عطاران	۳۴	۴۱	۸۲	حکایت آن مرد تشنہ
۱۴	معالجه کردن برادر دبّار، دبّار را	۳۵	۴۲	۸۳	در بیان نانائے کہ از مقعدش
۱۵	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۳۶	۴۵	۸۵	در بیان تحمل کردن از ہر بے ادبی
۱۶	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۳۷	۴۹	۸۶	تہدید فرستادن سلیمانؑ پیش بلیقیس
۱۷	گفتن جہودے امیر المؤمنین علیؑ را	۳۸	۵۱	۸۸	پیدا کردن سلیمانؑ بلیقیس را
۱۸	قصہ مسجد اقصیٰ و خروب رستن	۳۹	۵۴	۹۰	بقیہ قصہ سلطان ابراہیمؑ
۱۹	شرح اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ	۴۰	۵۸	۹۱	بقیہ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد
۲۰	بقیہ قصہ بنای مسجد اقصیٰ				سلیمانؑ مرآن بلیقیس را
۲۱	قصہ آغاز خلافت عثمانؑ			۹۳	آزاد شدن بلیقیس از ملک مست شدن

نمبر شمار	عنوان	صفحه	نمبر شمار	عنوان	صفحه
۴۱	چاره کردن سلیمان در احضار تخت	۹۷	۹۱	در تفسیر این حدیث نبوی	۱۳۹
۴۲	قصه یاری خواستن علیه از نتان	۹۸	۹۲	چالش عقل با نفس	۱۵۳
۴۳	حکایت آن پیر عرب که دلالت کرد	۱۰۰	۹۳	نشستن آن غلام قصه شکایت	۱۵۵
۴۴	خبر یافتن بید مصطفیٰ عبدالمطلب	۱۰۳	۹۴	حکایت آن فقیه بادستار بزرگ	۱۵۷
	از گم کردن علیه مصطفیٰ را		۹۵	نصیحت دنیا مار ابل دنیا را	۱۵۸
۴۵	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۰۷	۹۶	بیان آنکه عارف را خدائیت	۱۶۲
۴۶	بقیه قصه دعوت سلیمان بلیقوس ایمان	۱۰۸	۹۷	خطاب با مغروران دنیا و	۱۶۳
۴۷	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۰۹		گرفتار آن نفس	
۴۸	بقیه دعوت سلیمان بلیقوس را	۱۱۳	۹۸	تفسیر آیه فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ	۱۶۵
۴۹	بقیه قصه عمارت کردن سلیمان	۱۱۵	۹۹	زجر کردن مدعی را از دعوی و امر کردن	۱۶۷
	مسجد اقصیٰ را		۱۰۰	بقیه قصه آن نوشتن غلام رقه را	۱۶۹
۵۰	قصه شاعر و صلہ دادن	۱۱۹	۱۰۱	حکایت آن مداح که از جهت ناموس	۱۷۱
۵۱	باز آمدن شاعر بعد چند سال	۱۲۰	۱۰۲	در یافتن طیبیان الهی امراض دل	۱۷۶
۵۲	ماستین به درائی این وزیر دون	۱۲۶	۱۰۳	مژده دادن بایزید قدس سره	۱۷۷
۵۳	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۲۸	۱۰۴	جواب سلطان بایزید قدس سره	۱۸۰
۵۴	در آمدن هر روز سلیمان در مسجد اقصیٰ	۱۳۰	۱۰۵	زادن شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سره	۱۸۱
۵۵	آموختن پیشه گورکنی قایل از زاغ	۱۳۲	۱۰۶	رجوع بحکایت کمی اجرائی آن غلام	۱۸۲
۵۶	قصه صوفی که در میان گلستان		۱۰۷	آشفتن آن غلام از نارسیدن جواب پدر	۱۸۵
	سر بزاف نهاده		۱۰۸	گشودن بادی بر سخت سلیمان	۱۸۹
۵۷	قصه رستن مخروب در گوشه مسجد اقصیٰ	۱۳۸	۱۰۹	مشنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی	۱۸۸
۵۸	بیان آنکه حصول علم و مال و جاه	۱۳۳		خبر دادن بایزید را	
۵۹	بیان تفسیر آیه شریفه	۱۴۵	۱۱۰	رقه دیگر نوشتن آن غلام	۱۸۹
۶۰	در بیان آنکه ترک انجواب جواب	۱۴۸	۱۱۱	ستودن پیغمبر عاقل را	۱۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحه	نمبر شمار	عنوان	صفحه
۸۲	قصه شخصی که با شخص مشورت می کرد	۱۹۲	۱۰۲	بیان آنکه هر حق مدبر را از آدمی	۲۳۰
۸۳	امیر گردانیدن رسول جوان هذلی را	۱۹۴	۱۰۳	حمله آوردن این جهانیان تاخت بردن	۲۳۵
۸۴	اعراض کردن معترض بر رسول	۱۹۷	۱۰۴	بیان آنکه تن غالی آدمی زاد	۲۳۷
۸۵	جواب گفتن پیغمبر آن اعراض {	۲۰۲	۱۰۵	باز گفتن موسی اسرار فرعون را	۲۳۹
	کننده را		۱۰۶	در بیان آنکه در توبه واستغفار بارت	۲۴۰
۸۶	قصه بشجائی تا اعظم شائی گفتن	۲۰۳	۱۰۷	گفتن موسی مرفعون را	۲۴۱
۸۷	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۰۸	۱۰۸	شرح کردن موسی آن چار فضیلت را	۲۴۳
۸۸	بیان کردن رسول سبب تفضیل {	۲۰۹	۱۰۹	تفسیر کُنْتُ كُنْتُ اَخْفِيًّا فَاجَبْتُ {	۲۴۴
	واختیار کردن			اَنْ اَعْرِفَ	
۸۹	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۱	۱۱۰	غره شدن آدمی بر ذکاوت و {	۲۴۶
۹۰	قصه آبگیر و میادان و آن سماهی	۲۱۳		تصورات طبع خویش	
۹۱	بزر حدیث حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ	۲۱۴	۱۱۱	تمامی شرح کردن موسی با فرعون فضیلت {	۲۴۷
۹۲	واقف شدن آن ماهی عاقل و سفر {	۲۱۶	۱۱۲	بیان این خبر که کَلِمَةُ النَّاسِ عَلَى {	۲۴۸
	پیش گرفتن			قَدْ رَعَوْا لِهَم	
۹۳	قصه آن مرغ گرفته که وصیت کرد	۲۱۷	۱۱۳	معنی حدیث مَنْ بَشَّرَنِي بِمُحَرِّجِ الصَّغَرِ	۲۴۹
۹۴	چاره اندیشیدن آن ماهی	۲۱۹	۱۱۴	مشورت کردن فرعون با آسیه خاتون	۲۵۰
۹۵	بیان آنکه عهد کردن احمق	۲۲۱	۱۱۵	قصه باز پادشاه و کم پیر زن	۲۵۳
۹۶	در بیان آنکه دهم قلب عقل است	۲۲۲	۱۱۶	قصه آن زن که طفل او بر نادران {	۲۵۴
۹۷	مجاوبات موسی که صاحب عقل بود	۲۲۳		غریبه بود	
۹۸	بیان آنکه عمارت در دیرانی است	۲۲۶	۱۱۷	در بیان حدیث رسول جُزْءُ اِيْمَانٍ	۲۵۷
۹۹	جواب دادن موسی فرعون را	۲۲۷		فَاِنْ تُؤْذِرْكَ اَطْعَاءُ نَارِي	
۱۰۰	جواب فرعون موسی را	۲۲۸	۱۱۸	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۱
۱۰۱	نفی کردن موسی جادویی و سحر را از خود	۲۲۸	۱۱۹	تزییف سخن بامان با فرعون	۲۶۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	عنوان
۱۲۰	نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون	۲۶۵	در بیان آنکه شاہزادہ آدمی نادرہ است
۱۲۱	منازعت کردن امیران عرب	۲۶۶	حکایت آن شاہ کے کہ در سال قحط خندان شاد
۱۲۲	سیل آمدن و قضیب انداختن امرا	۲۶۷	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت {
۱۲۳	غالب شدن مصطفیٰؐ بر امیران	۲۶۷	عقل کل است
۱۲۴	در تمامی حدیث موسیٰ و تفریع و {	۲۶۸	قصہ فرزندان عزیزؑ
۱۲۵	توزیع فرعون	۲۶۸	در تفسیر حدیث اتی لَا تَسْتَفْزِرُ اللہَ
۱۲۶	در بیان آنکہ شناسائے قدرت {	۲۶۹	بیان آنکہ عقل جزوی تا بگویش نہ بیند
۱۲۷	حق تعالیٰ پیرسد	۲۶۹	بیان آیت کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَقْدِرُونَ
۱۲۸	بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۰	قصہ شکایت استر با شتر
۱۲۹	تفسیر آیت کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ	۲۷۱	تصدیق کردن استر جواب ہائے اشترا
۱۳۰	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰؑ	۲۷۱	لابہ کردن قبلی مر سبطی را
۱۳۱	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۷۲	در خواستن قبلی دعلے خیر و ہدایت از سبطی
۱۳۲	گفتن جبرئیلؑ غلیلؑ را	۲۷۲	حکایت آن زن پلید کار
۱۳۳	مطالبت کردن موسیٰ از حضرت عزت	۲۷۳	باقی قصہ موسیٰ علیہ السلام
۱۳۴	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۷۴	سخت شدن کار بر قبطیاں
۱۳۵	شال دیگر ہمدیں معنی	۲۷۵	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبزشدن
۱۳۶	حکایت آن پادشاہ ہزارہ کہ بادشاہی	۲۷۶	بیان الطوار و منازل خلقت آدمی
۱۳۷	حقیقی بوسے روی نمود	۲۷۷	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند
۱۳۸	عروس خواستن پادشاہ از بہر پسر	۲۷۸	رفتن ذوالقرنین بکوفہ قاف
۱۳۹	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۲۷۹	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت
۱۴۰	جادوئی کردن کیمیر کاہلی شاہزادہ را	۲۸۰	بازائس کردن ذوالقرنین از کوفہ قاف
۱۴۱	مستجاب شدن دعای پادشاہ {	۲۸۱	نمودن جبرئیلؑ خود را بمصطفیٰؐ
۱۴۲	در خلاص پسر	۲۸۲	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ











www.madeinusa.org